ماہنامہ

خوفناک ڈائجسٹ

ستمبر 2014

دلوں کو لرزا دینے والی

خوفناک اور سنسنی خیز کہانیاں

جلتی کھوپڑی نمبر

RS:70

کہانیوں کی صداقت ہر شک وشبہ سے بالاتر ہوتی ہیں ایسی تمام کہانیوں کے تمام نام واقعات قطعی طور تبدیل کر دیئے جاتے ہیں جن سے حالات میں تلخی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا ایڈیٹر۔ رائٹر۔ ادارہ۔ یا پبلیشیر زذمہ دار نہ ہوگا۔ (پبلیشر زشہزادہ عالمگیر ۔ پرنٹرز زاہد بشیر۔ ریٹی گن روڈ لاہور)

سات ہلاکت خیز گناہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے ارشاد فرمایا: سات تباہ کن اور ہلاکت خیز گناہ سے بچو۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! وہ کون کون سے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، جادو کرنا، جس جان کو اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے، اسے ناحق قتل کرنا، یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، میدان جہاد سے فرار ہونا، پاک دامن خواتین پر زنا کی تہمت لگانا۔

شیطان کی اعانت سے بچو

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس نے شراب پی رکھی تھی۔ آپؐ نے حاضرین سے فرمایا اسے ڈانٹ ڈپٹ کرو۔ مسلمان اسے ڈانٹ ڈپٹ کرنے لگے۔ کسی نے کہا تو نے اللہ کی فرمانبرداری کا خیال نہ کیا؟ کسی نے کہا تجھے اللہ کا خوف نہ آیا؟ جب ایک آدمی نے کہا اللہ تجھے رسوا کرے تو نبی کریمؐ نے اس کو روک دیا اور فرمایا: اسے بددعائیں دے کر اس کے خلاف شیطان کی اعانت نہ کرو اس کے بجائے اسے دعائیں دو، یوں کہو اے اللہ اس کی بخشش فرما، اے اللہ اس پر رحم فرما۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب یہ پوچھا گیا کہ سب سے افضل عمل کون سا ہے تو آپؐ نے فرمایا جب تیری موت آئے تو تیری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر ہو۔

ذکر اللہ تعالیٰ کی تمام عبادات کا خلاصہ ہے حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: آسمان والے اہل زمین کے ان گھروں کو جن میں اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر ہوتا ہے ستاروں کی طرح چمکدار دیکھتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے جنت میں وہ لوگ بلائے جائیں گے جو مصیبت و آرام کے وقت اللہ کی حمد کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ کا ذکر ایسی کثرت سے کرو کہ لوگ مجنوں کہلانے لگیں۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کسی آدمی کا کوئی عمل عذاب قبر سے زیادہ عذاب دینے والا نہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کوئی ایسی چیز بتا دیجئے جسے مشغلہ اور دستور بنا لیا جائے۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے ذکر سے تو ہر وقت رطب اللسان رہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ان دونوں کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔ ذکر کرنے والا زندہ اور نہ کرنے والا مردہ۔

نوید سلیم۔ مرید والا، فیصل آباد

پڑوسیوں کے حقوق

اصل میں ہمسایہ ہر وہ شخص ہے جو آپ کے دائیں بائیں اوپر نیچے چالیس گھر تک آس پاس رہتا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سن لو چالیس گھر تک ہمسایہ ہوتا ہے اور جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کا ہمسایہ اس کے شر سے ڈرتا ہو۔ اسلام کی نظر میں ہمسائے کے حقوق کی بنیاد چار اصولوں پر ہے:

☆ انسان اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ پہنچائے۔

☆ اس کو اس شخص سے بچائے جو اسے ایذا پہنچانا چاہتا ہو۔

☆ اس کے ساتھ اچھائی کا برتاؤ کرے۔

☆ اس کی بدمزاجی کا بردباری اور درگزر سے بدلہ لے۔

ایذا کی مختلف صورتیں ہیں۔ مثلاً زنا، چوری، گالی گلوچ، برا بھلا کہنا اور گند وغیرہ ڈالنا بھی ایذا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دس عورتوں سے زنا اور دس آدمیوں کے مال کو چوری کرنے کو ہمسائے سے ایک مرتبہ زنا اور ایک مرتبہ کی چوری کو برابر قرار دیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین مرتبہ قسم اٹھا کر خدا کی قسم وہ شخص مومن نہیں ہوسکتا جس کا ہمسایہ اس کے شر سے امن میں نہ ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر ہمسایہ مدد طلب کرے تو اس کی مدد کرو اور اگر قرض مانگے تو قرض دو، محتاج ہو جائے تو مالی امداد کرو، بیمار ہو جائے تو علاج کراؤ اور مر جائے تو جنازے کے ساتھ قبرستان جاؤ اور اس کے بعد اس کے بچوں کی دیکھ بھال کرو۔ اسے کوئی اعزاز مل جائے تو جا کر مبارک باد دو، کسی مصیبت میں گرفتار ہو تو اظہار ہمدردی کرو۔

محمد عباس راحت و حافظ محمد اکبر عطاری۔ لسبیلہ

حضورؐ کا گزر اوقات

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کبھی دو دن متواتر جو کی روٹی بھی سیر ہو کر نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہل خانہ نے کبھی بھی تین دن مسلسل گندم کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ دنیا سے رخصت ہوئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر بھر نہ تو کبھی [illegible] پر کھانا تناول فرمایا اور نہ ہی چپاتی کھائی یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

کوٹ جناں

--تحریر- ابناس سعادت اشرف- گوجرانوالہ- قسط نمبر۲--

رات کا نجانے کون سا پہر تھا جب شہابہ کی آنکھ کسی کے اس کا نام لینے پر کھلی وہ بوجھل بوجھل آنکھوں سے اپنے اردگرد دیکھنے لگی اسے تھوڑی دور بند کھڑکی کے پار وہ عورت کھڑی دکھائی دی وہ شہابہ کو اپنے پاس بلا رہی تھی کسی کے بھی ہاتھ لگائے بغیر کھڑکی خود بخود کھل گئی شہابہ چپ چاپ اٹھی اور کھڑکی کی طرف چلنے لگی اب کہ اس نے دیکھا کہ وہ عورت سیڑھی کے بجائے ہوا پر تیرتے ہوئے اونچائی سے مین کی طرف بڑھ رہی تھی جبکہ شہابہ کے لیے سیڑھی لگی تھی وہ اس پر چلتے ہوئے نیچے اتری وہ عورت اسے لیے پھر اسی بڑے سے میدان میں جا پہنچی جہاں بڑا سا کالے رنگ کا دائرہ بنا تھا وہ عورت اس دائرے کے پاس پہنچ کر رک گئی شہابہ بھی کسی روبوٹ کی طرح اس کے پاس جا کھڑی ہوئی کہ وہ عورت ڈھاری میں اپنے شوہر کے مرنے پر تڑپ رہی ہوں اور تم اپنے دوستوں کے ساتھ گھومنے نکلی ہوئی ہو یہ کہتے ہوئے اس عورت کا چہرہ غصہ سے لال ہو گیا اور اس کی آنکھوں سے نیلے رنگ کی شعاعیں نکلنے لگیں اس نے یکدم شہابہ کا بازو پکڑ لیا وہ اس کے لیے تیار نہ تھی اس لیے اپنا بچاؤ نہ کر سکی جیسے ہی شہابہ کا بازو اس عورت کے ہاتھ میں گیا اسے ایسے لگا جیسے اسے کسی انگارے نے چھو لیا ہو اس کا بازو جلنے لگا اس نے زور لگا کر اپنے آپ کو اس سے چھڑانے کی کوشش کی کہ عورت کے نوکیلے ناخن اس کے بازو کا گوشت چیرتے ہوئے باہر نکل گئے اب وہ تیزی سے بھاگ رہی تھی بھاگتے بھاگتے اس کی نظر دور کھڑے کسی ہیولے کی کمر پر پڑی ان کے پاس پہنچ کر انکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ وہ اسکی جانب بڑے اور جیسے ہی اس کی نظر ان پر پڑی اس کی چیخ نکل گئی وہ گائیڈ انکل ہی تھے پر ان کی آنکھوں کی جگہ گڑھے بنے تھے جس میں سے نیلے رنگ کی روشنی نکل رہی تھی انہوں نے شہابہ کو پکڑنے کے لیے اس پر جھپٹے پر ان کے ناخن اس کے چہرے پر خراشیں ڈالتے گزر گئے وہ درد سے تڑپ گئی وہ بھاگنے لگی بھاگتے بھاگتے اس نے اپنے پیچھے مڑ کر دیکھا اسے بہت سے نیلے رنگ کے ٹمٹمکنے نظر آئے بھاگتے ہوئے وہ کسی چیز سے زور سے ٹکرائی اس نے ٹکرانے والی چیز کو دیکھا تو وہ گائیڈ انکل تھے وہ حیرت میں ڈوب گئی کہ میں تو اسے پیچھے چھوڑ کر آئی تھی تو پھر یہ یہاں کیسے کہ گائیڈ انکل نے تلوار کی مانند اپنے تیز ناخنوں سے اس کی گردن پر وار کیا وہ حلق کے بل چلائی اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھ کھل گئی اس نے گھبرا کر اپنے آس پاس دیکھا تو زینب اور ماذیہ خوف بھری نگاہوں سے اسی کی جانب دیکھ رہی تھیں اس کے بازو اور گردن سے خون بہہ رہا تھا اور چہرے پر خراشیں پڑی ہوئی تھیں جس سے خون رس رہا تھا۔ ایک سنسنی خیز اور ڈروانی کہانی۔

وہ نجانے کیوں کب کیسے اس عورت کی بات مانتے ہوئے اس کے پیچھے یہاں تک آ گئی اور اب وہ پچھتا رہی تھی بھاگتے ہوئے اسے ٹھوکر لگی اور وہ منہ کے بل نیچے جا گری جس سے اس کے منہ



WWW.PAKSOCIETY.COM

سے خون بہنے لگا وہ ہجوم اس کا بہتا خون دیکھ کر اس پر جھپٹا مارنے کو اس تک پہنچے وہ چیخنے لگی

مجھے معاف کر دیں میں نے کچھ نہیں کیا ہے مجھے بچا لو زینب

ماذیہ کہ یکلخت کسی نے اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے وہ ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھی

کیا ہوا شہابہ ڈراؤنا خواب دیکھا ہے کیا زینب نے اس کے منہ پر آئے بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے اس سے نرمی سے پوچھا

ماذیہ نے اٹھ کر لائٹس آن کر دی اب کہ اسے زینب اور ماذیہ کا پریشان چہرہ دکھائی دیا جو کہ اس پر جھکا ہوا تھا ماذیہ نے کہا

لگتا ہے اس نے کچھ زیادہ ہی برا خواب دیکھ لیا ہے اللہ خیر کرے

زینب پریشان ہوگئی شہابہ نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اپنے اطراف میں بے یقینی سے دیکھا اس کے چہرے پر خوف کے آثار تھے

وہ مجھے مار دیں گے وہ مجھے مار دیں گے میں نے اسے مار دیا

اسے کیا ہوگیا ہے ماذیہ نے ہراساں نظر آئی اور عجیب طرح کی باتیں کرتی شہابہ کی جانب دیکھ کر کہا ہم سب تمہارے پاس ہیں

زینب نے اس کا چہرہ اپنی طرف موڑا زینب تم اس کے پاس بیٹھو میں احمر کو بلا کر لاتی ہوں

ماذیہ اپنا دوپٹہ ٹھیک کرتی ہوئی دروازہ کھول کر باہر نکل گئی احمر جو ابھی ابھی سونے کو لیٹا تھا نیند گہری بھی نہ ہوئی تھی کہ زوردار طریقے سے دروازہ بجا احمر ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھا دماغ ابھی بھی نیند کی تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا وہ اسے اپنا وہم جان کر دوبارہ سونے لگا کہ دروازہ پھر سے بج اٹھا اس کی نظر سامنے لگی گھڑی پر جا پڑی صبح کے چھ بج رہے تھے دروازہ زوردار طریقے سے بجنے کی وجہ سے حسن اور اقوس بھی کسمکائے وہ

اٹھا سلیپر پاؤں میں اڑسے اور دروازہ کھولا سامنے پریشان سی ماذیہ کھڑی تھی ماذیہ کو دیکھ کر احمر کی نیند اڑ گئی کسی انہونی کا احساس ہوتے ہی وہ کہنے لگا۔

تینوں ٹھیک تو ہو۔

ہاں پتہ نہیں مگر میرے ساتھ آؤ شہابہ کو پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے۔

اچھا تم چلو میں آتا ہوں اس کے واپس جاتے ہی اس نے ان تینوں کو ہلایا یہ الگ بات ہے کہ جاگا کوئی بھی نہیں میں ساتھ والے کمرے میں جا رہا ہوں یہ کہتے ہوئے وہ ان کے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ دروازہ کھلنے کی آواز پر زینب نے دروازے کی طرف دیکھا احمر کو اندر آتا ہوا دیکھ کر وہ جو بہت ہمت دکھا رہی تھی جلدی سے بولی۔

دیکھیں اسے پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے۔ ہونٹ بھی پھٹ گیا ہے۔ خون بھی کافی بہہ نکلا ہے اور دیکھو احمر سوجن بھی اسے کتنی ہوگئی ہے ماذیہ جو کہ ابھی واش روم میں سے نکلی تھی تولیے سے ہاتھ پونچھتے ہوئے احمر پر نظر پڑی تو اس سے بولی

رات کو سونے سے پہلے یہ ڈراؤنی فلم دیکھ رہی تھی اور پھر فجر کی نماز کے لیے میری آنکھ دیر سے کھلی وضو کر کے باہر آئی تو یہ مجھے چھوڑ دو مجھے بچاؤ میں نے کسی کو نہیں مارا پتہ نہیں کیا کیا بول رہی تھی میں نے جلدی سے اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے پہلے بھی اسے تین چار بار ہلایا پر یہ نہیں جاگی اور ماذی پیارکا نام نے لائٹس جلائی تو اس کے منہ سے خون بہہ رہا تھا اب یہ بار بار ایک ہی بات بولے جا رہی ہے وہ مجھے مار دیں گے

احمر نے تحمل سے زینب کی ساری بات سنی پھر ہونٹوں پر انگلی رکھ کر انہیں چپ رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے شہابہ کے پاس بیڈ کی دوسری جانب آ بیٹھا اور شہابہ کو دیکھنے لگا۔ وہ یہ اندازہ کرنے کی کوشش کرنے لگا کہ اگر وہ ہوش میں ہوتی تو احمر کو بھی اپنا

مسئلہ بتائے گی مگر وہ صرف ایک غیر مرئی نقطے کو گھورے جا رہی تھی دروازہ کھلنے کی آواز پر ان تینوں نے مڑ کر دیکھا تو حسن اور اقوس کمرے میں داخل ہوء رہے تھے اندر داخل ہو کر انہوں نے سمجھنے کی کوشش کی کہ یہاں کیا ہو رہا ہے مگر کچھ سمجھ نہ آنے پر حسن نے پاس کھڑی زینب سے سارا ماجرہ پوچھا۔ زینب نے ساری رام کہانی اسے سنادی کہ حسن شروع ہو گیا۔ شہابہ کیا ڈرامہ لگا رکھا ہے کیا ہوا تم اس کی حالت تو دیکھو ماذیہ نے عجیب افسوس بھرے لہجے میں اس سے کہا۔ میں تو ڈر گیا تھا کہ پتہ نہیں کیا ہو گیا ہو گا ایک تو تم لڑکیاں چھوٹی سی بات کو بڑا کرنے میں بہت ماہر ہو اسی لیے تو ہمیشہ لڑکوں کو بجائے لڑکیاں نمبر زیادہ لے جاتی ہو

یونی میں امتحانوں کے دوران اگر تمہیں خواتین اتنی ہی بری لگتی ہیں تو پھر تمہاری دوستی ہم سے کیسے ہو گئی ہم بھی تو

اسٹاپ اٹ جسٹ اسٹاپ اٹ چپ کر جاؤ ایک دم چپ کر جاؤ احمر جو کافی دیر سے برداشت کر رہا تھا یکدم دھاڑا۔ سب چپ ہو گئے احمر کو اتنے غصہ میں پہلے کبھی نہیں دیکھا ماذیہ نے آنکھوں ہی آنکھوں میں زینب سے کہا وہ کندھے اچکا کر رہ گئی اب کہ کھلے ہوئے دروازے سے زینب بھی اندر داخل ہوا اور موقع کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے چپ رہا کہ احمر نے شہابہ سے پوچھا۔ شب۔ ہمیں بتاؤ یہاں دیکھو میری طرف وہ جو کسی اور طرف دیکھ رہی تھی اس کا چہرہ اپنی جانب موڑا وہ کچھ بہتر لگ رہی تھی اب اس نے سب کی طرف باری باری دیکھا احمر نے پھر اس سے کہنا شروع کیا۔ ہمیں ساری بات بتاؤ تم نے کل رات فلم دیکھی تھی۔ دیکھی تھی ناں۔ وہ اس کا ردعمل جاننا چاہتا تھا شب نے ہلکا سا سر کو ہاں میں جنبش دی۔

ہاں تو بتاؤ ناں پھر کیا ہوا تھا شہابہ سکی ٹرانس میں بولی جو کچھ میں نے رات فلم میں دیکھا وہ ہی سب حقیقت میں ہوا خواب تو بس ایک بہانہ تھا خواب دیکھنے کے بعد جب آنکھ کھل جائے تو سکون آ جاتا ہے کہ یہ تو صرف خواب تھا پر میری کیفیت تو نیند کی تھی پر میرے ساتھ جو ہوا وہ حقیقت اور سچائی پر مبنی تھا

پر ایسے کیسے ہو سکتا ہے ہم خواب جب دیکھتے ہیں تو ہمیں ایسا لگتا ہے کہ ہم وہ سب اصل میں ہمارے ساتھ ہو رہا ہے اور ویسے بھی خواب تو سچائی کا دوسرا نام ہے زیب نے رہا نہ گیا تو بول پڑا

تم سب سمجھ رہے ہو کہ میں جھوٹ بول رہی ہوں یہ سب سچ ہے پھر پانی پینے سے لے کر ٹھوکر لگ کر نیچے گرنے تک ساری بات انکو بتادی

حسن نے کہا اور دیکھا کر وڈروائی فلمیں ایک تو تم لوگوں نے ڈروائی فلمیں بھی دیکھنی ہوتی ہیں اور پھر چیخیں بھی مارنی ہوتی ہیں

تم میری بات کیوں نہیں مان رہے کہ زینب نے کہا

ہاں حسن جب میں وضو کے لیے اٹھی تو پانی کا گلاس زمین پر گرا ہوا تھا اور پانی کی بوتل بغیر ڈھکن کے سائیڈ ٹیبل پر پڑی تھی اور کھڑکی بھی کھلی ہوئی تھی جو کہ میں سمجھی رات کو شہابہ کھول کر سوئی ہو گی شہابہ نے کہا

دیکھو ٹھوکر لگنے پر میں نے منہ کہ بل نیچے گری تھی میرے منہ سے اسی لیے خون بہہ رہا تھا

کیا پتہ کہ تم نے خود ہی خواب کی حالت میں دانتوں تلے زبان یا ہونٹ دے دیئے ہوں ماذیہ نے اظہار خیال کیا

تم تم سب جاؤ یہاں سے دفع ہو جاؤ وہ زور سے چیخی اسے ایسا لگا کہ وہ اپنی بات ان سب کو ٹھیک طرح سے نہیں سمجھا پا رہی تھی وہ سب حقیقت تھا یہ دیکھو اس کے باریک ناخن میرے بازو میں چھبے تھے جب میں گری تھی تو میرے منہ سے خون نکلا تھا

میرے بازو پر خراشیں بھی آئی تھیں اور اگر اب بھی میں تمہیں پاگل رہی ہوں تو یہ دیکھو اس نے جب مجھے پکڑا تو اس کے ہاتھوں کے نشانات کیا اب بھی یقین نہیں آ رہا تھا وہ انہیں اپنے زخم اور نشانات دکھاتے ہوئے بولی اب تو شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہتی تھی سب کے چہروں پر خوف اور پریشانی دکھائی دینے لگی پر دل اور دماغ اس حقیقت کو ماننے سے انکاری تھا پر دکھائے گئے ثبوتوں سے ہو کر گزر گیا زیب نے اس خاموشی کو توڑا

ابھی بھی وقت ہے واپس چلتے ہیں حسن نے ماتھے پر شکنوں کا جال بنتے ہوئے زیب کی طرف دیکھا اور کہا

یار اتنا تو لڑکیاں بھی نہیں ڈرتی ہیں جتنا کہ تمہارے پسینے چھوٹ جاتے ہیں

ارے ہاں اسی لیے تو مجھے اس کی شرٹ بھی بھیگی ہوئی لگ رہی ہے اور زیب نے بے ساختہ اپنی شرٹ کی طرف دیکھا ٹینشن کے باوجود بھی شہابہ نے ہونٹوں سے ہلکی سی مسکراہٹ کو چھوا

بس اسی طرح ہنستے مسکراتے رہو میرے دوستو مجھ سے میرے دوستوں کی اداس پر یچ میں ایک دم بکواس شکلیں نہیں دیکھی جاتیں اقوس نے سب سے مشورہ کرنے والے انداز میں پوچھا

کیوں نہ ہم سب آؤٹنگ کے لیے چلیں شب کی طبیعت بھی بہل جائے گی۔

نہیں ابھی اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے کل یا پرسوں کا پروگرام رکھ لو زینب نے اپنی طرف سے انکار کیا۔۔۔

پر میں اسی کے لیے تو کہہ رہا ہوں اقوس نے کہا

ویسے زینب اقوس ٹھیک کہہ رہا ہے ایسے اس کا دھیان بٹ جائے گا کسی پارک میں چلتے ہیں ماذیہ نے زینب کی بات کی تردید کرتے ہوئے کہا

ویسے شہابہ سے پوچھ لو پر مجھے تو بہت نیند آ رہی ہے احمر نے بال شپ کے کورٹ میں اچھال دی

میری رائے پوچھو تو مجھے اس کمرے سے ڈر لگ رہا ہے تو بس پھر ناشتہ کر لو تو آؤٹنگ پر چلتے ہیں یہ کہتے ہی حسن نے فون اٹھا کر ناشتے کے لیے کہہ دیا کچھ دیر بعد ہی دروازے پر ناک ہوئی زیب نے کھولا تو روم سروس بوائے تھا وہ کھانا لگا کر جانے لگا تو اقوس نے اسے روک لیا

یہاں کوئی گائیڈ ملے گا جو ہمیں آپ کا یہ کوٹ جناں دیکھا سکے۔

جی صاحب یہاں پاس ہی میں رہتا ہے آپ کہو تو اسے بلا لوں اقوس نے اونگھتے ہوئے احمر کو بلایا پر وہ زمین کی مٹینگ پر بیڈ کی پائنتی سے ٹیک لگائے مسلسل اونگھنے میں مصروف تھا کہ اقوس نے اسے چٹکی کاٹی وہ ہڑبڑا کر سیدھا ہو بیٹھا۔

کیا ہے۔ وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں اقوس کی طرف متوجہ ہوا

میں اسے کہنے لگا ہوں کہ ایک گھنٹے تک اس کا گائیڈ کو بلا لے پھر باقی معاملات بعد میں اس سے مل کر طے کر لیں گے۔

ہاں تو کہہ دو مجھے کیوں تنگ کر رہے ہو زینب جو صوفے پر بیٹھی تھی ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سن کر سوچنے لگی پتہ نہیں یہ رات کو ٹھیک سے سویا بھی ہے کہ نہیں کیونکہ اسے یاد تھا کہ اس کے بہترین دوست اقوس نے ایک بار کہا تھا کہ اگر جگہ تبدیل ہو جائے تو اسے سونے میں مشکل پیش آتی ہے اسے اتنی جلدی نیند نہیں آتی کتنی نیند آ رہی ہے اسے ہائے کتنا معصوم لگ رہا ہے احمر جو بیڈ کی پائنتی سے ٹیک لگائے سو جاتا سوتے ہوئے لڑھکنے کی وجہ سے پھر جاگ جاتا یہ عمل دو تین بار ہوا وہ یہ دیکھ کر مسکرا دی کہ اسے لگا جیسے وہ کسی کی نگاہوں کا مرکز بنی ہوئی ہو۔ اپنی بے وقوفی پر کہ کیوں احمر کو گھورے جا رہی تھی کہیں کوئی اس کے دل کی چوری نہ پکڑ لے یہ سوچتے اس نے اپنے بائیں

طرف دیکھا تو اقوس کو اپنی طرف دیکھتا پایا، وہ گھبرا گئی کہ اب یہ تو سب کو بتادے گا وہ اپنی صفائی میں کچھ بولنے ہی لگی تھی کہ اقوس نے اس کے پاس سے گزرتے ہوئے آہستہ سے اس سے کہا۔

دیکھ لو دیکھ لو میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا اور ہنستا ہوا اس ویٹر لڑکے کو لیے باہر نکل گیا اور اس روم سروس لڑکے سے کہا ٹھیک ہے آپ ایک گھنٹے بعد اسے لے کر آنا ہم خود باقی باتیں اس سے تب پوچھ لیں گے۔

جی اچھا۔ وہ لڑکا گردن ہلاتا ہوا ٹرالی کھینچ کر باہر چلا گیا۔ ان سب نے کھانا کھایا اور یہ دونوں تیار ہو کر نیچے ویٹنگ روم میں آ گئے ویٹنگ روم انتظار گاہ میں داخل ہوتے ہی اقوس نے احمر سے کہا۔

یار مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے کہ میں کسی بھوتیہ کمرے میں آ گیا ہوں

لگ تو مجھے بھی ایسا ہی رہا ہے احمر نے اقوس کی رائے سے اتفاق کیا

کمرے میں پیلی اور نیلی روشنی پھیلی ہوئی تھی جس سے کمرہ روشنی ہونے کے باوجود بھی اندھیرے میں ڈوبا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اور جس ٹیبل پر آ کر یہ دونوں بیٹھے تھے اس کی عجیب بات یہ تھی کہ وہ ٹیبل اور کرسیاں باقی ٹیبلوں اور کرسیوں سمیت انسانی ہڈیوں سے بنا لے ہوئے لگ رہے تھے احمر نے اپنے اطراف میں دیکھا اور سراہنے والے انداز میں کہنے لگا۔

یہ تو عجیب مگر اچھا لگ رہا ہے

کیا کیا اچھا لگ رہا ہے۔ میں تو کب سے یہ سوچ رہا ہوں کہ یہ ٹیبل اور کرسیاں بنانے کے لیے انہوں نے کتنے بندے مارے ہوں گے

ارے بس بھی کرو یہ تو صرف ڈیکوریشن پیس ہیں احمر نے اقوس کی بات کا جواب دیا۔

دکھو ذرا ٹیبل بنانے کو ٹانگوں کی ہڈیاں پاؤں سمیت کھڑی کر رکھی ہیں ان ہڈیوں پر انسانی کھوپڑی فٹ ہیں کھوپڑی کے کانوں کے بنے سوراخ میں انسانی بازو کی ہڈیاں اور ہاتھوں کی استخوانی انگلیاں کھلی ہوتی ہیں جن پر شیشہ رکھا ہوا ہے کرسی کی کراؤن انسانی کھوپڑی جبکہ بیک ٹیک لگانے کو انسانی پسلیوں سے بنی لگ رہی ہیں جبکہ کرسی کی چار ٹانگیں اور پاؤں انسانی ڈھانچے کی ہڈیاں لگ رہی ہیں عجیب بھوتیہ کمرہ ہے اقوس نے پورے کمرے کا نقشہ کھینچا۔

ویسے مجھے اب بھی ایک بات کی سمجھ نہیں آ رہی ہے

وہ کیا۔۔ احمر نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

وہ یہ کہ انسانوں کی چار ٹانگیں کون سے زمانے میں ہوتی تھیں ایسے فضول سوالات وہ جواب دینے ہی لگا کہ روم سروس والا لڑکا آتا ہوا دکھائی دیا وہ پاس آ کر بولا۔

آپ نے گائیڈ کو بلانے کے لیے کہا تھا۔ میں نے ان کو بلایا ہے وہ آتے ہی ہونگے تب تک آپ بیٹھیں آپ کچھ لیں گے۔

احمر نے تھینکس کہہ کر گائیڈ کو بلانے پر اسے شکریہ کہتے ہوئے ٹپ دینے چاہے کہ وہ لڑکا مسکراتا ہوا کہنے لگا۔

صاحب ہمیں ان کی ضرورت نہیں ہوتی اقوس جواب تک پتہ نہیں کس طرح چپ بیٹھا ہوا تھا اور ان کی باتیں سن رہا تھا اچھل پڑا اور حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

کیا کہا۔ ضرورت نہیں ہوتی کیوں اور کیسے۔ اگر میرے پاس قارون کا خزانہ بھی آ جائے تو بھائی میں تو اس پریشانی میں اور بھی دبلا ہو جاؤں گا کہ اسے بھی ڈبل کیسے کروں

احمر کو ہنسی آ گئی احمر نے اقوس کا ہاتھ ہلکا سا دبایا جیسے کہہ رہا ہو خدا کا واسطہ ہے چپ کر جاؤ اور اسے جانے دو اور مسکرا کر اس روم سروس بوائے کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہا ہو شکریہ اب جاؤ وہ لڑکا چلا گیا۔ وقت

گزاری کے لیے اقوس تو یہاں وہاں دیکھنے لگا جبکہ احمر نے ٹیبل پر اپنے بازو ایک دوسرے کی مخالف سمت میں بچھا کر اس پر اپنا سر رکھ دیا دس منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ تقریباً اسی یا پچاسی سالہ اقوس کو سمنے سے ایک بابا جی آتے ہوئے دکھائی دیئے اسے دیکھ کر اقوس نے احمر کو ہلایا اور کہا۔

احمر دیکھو وہ سامنے تمہارا اجڑواں بھائی آرہا ہے

احمر نے سامنے دیکھا تو اسے اقوس پر جی بھر کر غصہ آیا۔ وہ جوابی کاروائی کرنے ہی لگا تھا کہ وہ آدمی ان کے پاس آکر بغیر اجازت لیے کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔ وہ چہرے سے کرخت خدوخال کا لگ رہا تھا۔ اس نے پہلے غور سے احمر اور پھر اقوس کو دیکھا اقوس نے احمر کے کان میں سرگوشی کی مجھے تو لگ رہا ہے اس نے میری بات سن لی ہے پھر اس آدمی کو سنانے کے لیے اونچی آواز میں احمر سے کہنے لگا۔

واہ سبحان اللہ ایسا خوبصورت بندہ تو تمہارا ہی بھائی ہوسکتا ہے۔

پھر کن انکھیوں سے اس آدمی کی طرف دیکھا وہ ابھی تک اس کو دیکھ رہا تھا خبیث بڈھا وہ ہڑبڑا کر رہ گیا۔

احمر جو کہ چھ فٹ دو انچ ہونے کی وجہ سے اپنے گروپ میں دراز قد خیال کیا جاتا تھا وہ آدمی احمر سے بھی کافی لمبا تھا کالا سیاہ رنگ اوپر سے اس نے چشمہ بھی لگا رکھا تھا جو کہ کالے رنگ کا تھا جس کی وجہ سے وہ نظر ہی نہیں آرہا تھا آدھے کالے آدھے سفید عجیب کھچڑی بنے گندھے بال لمبی مگر پتلی مونچھیں جیسے دو تلواریں لٹکائی ہوں کالے اور نیلے رنگ کا لمبا پاؤں تک آتا ہوا چوغا کانوں میں ڈھانچوں کی شکل کے لمبے جھولتے کانٹے گلے میں رنگ برنگی مالائیں لمبے بازو اور استخوانی انگلیاں جس میں عجیب نقش ونگار کی بنی انگوٹھیاں پڑی تھیں۔ اقوس کو جو چیز سب سے عجیب لگی وہ اس کے لال ہونٹ تھے جو دیکھنے میں اتنے لال تھے جیسے کہ ابھی کسی کا خون پی کر آیا ہو اقوس جو کہ کافی دیر سے گائیڈ کی حالت پر غور وفکر کر رہا تھا احمر کے کان میں تقریباً گھستے ہوئے آہستہ سے بولا۔

مجھے تو یہ گائیڈ کے بجائے کالا علم کرنے والا جادوگر لگتا ہے اس کے موٹے گندھے لال ہونٹ دیکھے ہیں ضرور اس نے پچاس وساٹھ بچوں یا پھر کنیاؤں (لڑکیوں) کا خون تو ضرور پیا ہوگا۔ لگتا ہے یہ بدتہذیب ایسے ہی آکر بیٹھ گیا ہے گائیڈ ضرور آتا ہی ہوگا۔ یا پھر کہیں اور نہ جا بیٹھا ہو اٹھو اسے ڈھونڈتے ہیں یہ دونوں اٹھنے لگے کہ وہ آدمی بول پڑا۔

احمر میں ہی یہاں کا گائیڈ ہوں اس لڑکے نے مجھے آپ کے بارے میں سب کچھ بتادیا ہے آپ یہ علاقہ گھومنا چاہتے ہیں اقوس اپنی کرسی سے اچھل پڑا ہیں یہ خبیث ہمارا گائیڈ ہے وہ صرف سوچ کر رہ گیا

آپ میرا نام کس طرح جانتے ہیں۔

اس لڑکے نے بتایا تھا گائیڈ نے احمر کی بات کاٹ کر روم سروس بوائے کا حوالہ دیا کب گھومنے کے لیے نکلنا ہے وہ بوڑھا سپاٹ لہجے میں دوٹوک بات کرتے ہوئے بولا۔ اس کی بات سن کر احمر نے اقوس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

کل نو بجے صبح نکلیں گے شام پانچ بجے ہماری واپسی ہوگی اور ہم کل سات دوست ہیں۔

ٹھیک ہے اس نے اقوس سے اور پھر گائیڈ بابا سے نا عید چاہی دونوں نے ہاں میں صرف گردن کو ہلایا کہ اقوس نے کہا کتنے پیسے لوگے بابا عجیب انداز میں ہنسا اقوس نے اس کے بھونڈے طریقہ سے ہنسنے کی وجہ سے گھبرا کر اپنی کرسی احمر کے نزدیک کرلی

بچے ہمیں ان پیسوں کی ضرورت نہیں ہوتی دینا ہے تو گوشت دو۔

کیا گوشت۔ اقوس گھبرا گیا۔ جیسے کہ اس نے

اقوس ہی کا گوشت مانگ لیا ہو چپ رہو آگے سنو احمر نے اقوس کو چپ کروایا اور گائیڈ بابا کی بات سنی جو کہہ رہے تھے ہم بہت غریب لوگ ہیں چھوٹے چھوٹے جادو کے کرتب دکھا کر اپنے بچوں کا پیٹ پالتا ہوں اس کے بچے یا اس کے پوتے پوتیاں اقوس سے رہا نہ گیا تو احمر سے پوچھنے لگا جیسے کہ وہ احمر کے بچپن کا لنگوٹیا یار ہو۔

ٹھیک ہے آپ کو میں دس کلو گوشت دلاؤں گا۔ پورا ہفتہ یا دس دن کھائیے گا۔ گائیڈ بابا جانے کے لیے اٹھنے لگا تو مصافحہ کے لیے ہاتھ احمر کی طرف بڑھایا جسے احمر نے تھوڑی ہچکچاہٹ کے بعد تھام لیا۔ اور اس کے بعد اس نے اقوس کی جانب اپنا ہاتھ بڑھایا اقوس اس کے لیے تیار نہ تھا اور وہ اس بوڑھے سے ہاتھ بھی نہیں ملانا چاہتا تھا گھبراہٹ پر قابو پانے کے لے اس نے اپنے ہاتھوں سے سر میں خارش کرنی شروع کر دی احمر نے اسے سلام کرنے کو اشارہ کیا تو اسے اور تو کچھ نہ سوجا جلدی سے دوسرا ہاتھ ناک میں ڈال لیا گائیڈ نے عجیب سی مسکراہٹ سے اس کی طرف دیکھا اور اٹھ کر جانے لگا اقوس نے اسے جاتے دیکھا تو کہا یہ کیا میں تو سوچ رہا تھا کہ کوئی جوان سا گائیڈ ہوگا اگر میں راستے میں چلتے ہوئے تھک گیا تو وہ مجھ معصوم کو اٹھالے گا۔ پر اب تو مجھے لگتا ہے کہ مجھے اسے اٹھانا پڑے گا گائیڈ بابا جو اٹھ کر جانے کو مڑا تھا یکدم اقوس کی جانب پلٹا وہ فوراً سنبھل کر بیٹھ گیا گائیڈ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

بیٹا میں اب بھی تمہیں اٹھا سکتا ہوں اقوس گڑ بڑا گیا۔ پھر فوراً سنبھل کر بولا۔

جی جی انکل یہ ہی بات تو میں کب سے اپنے دوست کو سمجھا رہا تھا پر یہ سمجھ نہیں رہا تھا کل ملیں گے یہ کہہ کر گائیڈ وہاں سے چلا گیا اب کہ اقوس نے اس کے مکمل چلے جانے کا کنفرم کیا۔ پھر احمر سے کہنے لگا۔

دیکھا تم نے کس تنبیہی انداز میں کل ملیں گے کہہ رہا تھا جیسے ملنے کا نہیں میرا قیمہ بنانے کا کہہ رہا ہو تمہارا تو قیمہ بن ہی جانا چاہیے تم بہت بولتے ہو چپ رہنا سیکھو چل اٹھ یار میں تو بیٹھ بیٹھ کر ہی تھک گیا ہوں اور یہ دونوں اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب چل دیئے۔

صبح نو بجے یہ دوست گائیڈ کے ہمراہ گاڑی میں بیٹھ کر کوٹ جناں کی سیر کرنے کو چل پڑے بھئی واہ کوٹ جناں تو واقعی بہت خوبصورت جگہ ہے اقوس نے خوشی سے کہا

ویسے انکل مجھے ایک بات تو بتائیں احمر جو کہ گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا نے ایک جگہ بہت سے لوگوں کو گزرنے کے لے رستہ دینے کو گاڑی روکی تو اقوس نے وہ سوال پوچھنا چاہا جو کہ ان لوگوں کو دیکھ کر سب کے دلوں میں ابھرا تھا

انکل آپ کہ اس کوٹ جناں میں آپ سمیت ہر کوئی کالا چشمہ کیوں استعمال کرتا ہے

وہ تو آپ دونوں نے بھی پہن رکھا ہے انکل نے حسن اور اقوس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

ہاں مگر باقیوں نے تو نہیں پہن رکھا مگر یہاں بسنے والے ہر انسان نے پہن رکھا ہے چاہے وہ کوئی مرد ہو یا عورت یا پھر بچہ چکر تو اس بات کا ہے کہ اکا دکا دکھائی دیتے پرندوں اور جانوروں نے کالے چشمے نہیں چڑھا رکھے یہ کہتے ہی اقوس نے مسکرا کر زیب کو آنکھ ماری

یار بزرگ بابا ہے کیوں تنگ کرتے ہو زیب نے اقوس کو مذاق کرنے سے منع کرتے ہوئے کہا

ہش۔ اقوس نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموشی ہو جانے یا پھر آہستہ بولنے کو اشارہ کیا۔ اور پھر اپنا سیل فون نکال کر زیب کو میسج کرنے لگا یہ بابا نہیں بڑی آٹیم ہے آج تو انسانی حلیے میں آیا ہے تم اسے کل دیکھتے پورا سفلی عمل کرنے وال جادوگر لگ

رہا تھا یہ لکھ کر اقوس نے زیب کو میسج سینڈ کر دیا پر یہ کیا میسج سینڈ نہیں ہو رہا تھا وہ گھبرا گیا ارے یہ کیا کہیں اس بڈھے نے میرا میسج تو پیک نہیں کر لیا کچھ دیر بعد ہی اسے میسج سینڈنگ بپ موصول ہوا۔ اس کا رکا ہوا اس کا رکا ہوا سانس بحال ہوا

انکل آپ نے جواب نہیں دیا۔ احمر جس کے ساتھ والی سیٹ پر گائیڈ بابا براجمان تھے سے احمر نے اقوس کے سب چشمہ کیوں لگاتے ہیں کیے سوال کا جواب مانگا۔ گائیڈ نے احمر کی طرف بغیر دیکھے کہا۔

کچھ باتیں ان کہیں ہی رہنے دو تو بہت ہوتا ہے مگر تھوڑا بہت زیب نے تجسس کے مارے کہنے ہی لگا تھا کہ گائیڈ نے اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی روک دیا اور کہا۔

اگر ایسی باتیں جن کو چھپانا ضروری ہو سامنے آ جائیں تو بہت بڑی تباہی اپنے ساتھ لاتی ہیں پھر بات کا رخ موڑنے کو کہنے لگا یہ دیکھو یہ عمارت ۱۷۰۹ میں بنائی گئی تھی سب نے ایک خستہ حال مگر بہت خوبصورت عمارت کی جانب دیکھا یہ جتنی باہر سے خوبصورت ہے اتنی ہی اندر سے بھی یہاں جو بھی سیاح آتے ہیں میں انہیں یہ عمارت اور اس کے اندرونی حصہ ضرور دکھاتا ہوں

پھر تو ہم بھی ضرور دیکھیں گے حسن نے اشتیاق ظاہر کیا۔

ہاں ضرور احمر نے گاڑی روکی اور یہ سب باہر نکل آئے آخر میں اقوس اور شہابہ رہ گئے شہابہ جس کا گاڑی سے اترنے کا کوئی موڈ نہیں لگ رہا تھا سے اقوس نے کہا

کیا ہوا اترنا نہیں ہے کیا۔ وہ دیکھو یہ سب ہمارا انتظار کر رہے ہیں اس نے باہر کھڑے ہو کر ان دونوں کا کا انتظار کرتے اپنے باقی دوستوں کی طرف اشارہ کیا۔

نہیں تم جاؤ میرا موڈ نہیں ہے میں یہیں پر سے دیکھ رہی ہوں

شب یار تمہیں کیا ہو گیا ہے تم تو کب کی بیمار دکھائی دینے لگی ہو میری پیاری بہنا شب تو لڑنے مرنے اور کاٹ کھانے کو دوڑتی گالیاں بکتی ہی اچھی لگتی ہو مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم سیریس ہو کر بالکل بھی اچھی نہیں لگتی اب کہ شہابہ کھل کر مسکرائی

تم بہت ذلیل انسان ہو

یا ہو۔ ارے سنو شہابہ بالکل ٹھیک ہو گئی ہے اس نے مجھے گالی دی ہے۔

پورے مسخرے ہو تم شہابہ اسے دیکھ کر ہنسنے لگی

اب اتر بھی چکو گاڑی سے نیچے مہارانی صاحبہ تمہاری تعریفیں کر کر کے میرا تو گلا سوکھ گیا ہے

اور اب مجھے کچھ کھلاؤ پلاؤ تم یہ ہی کہو گے ہے ناں۔۔

ارے تمہیں کیسے معلوم میں تو یہ ہی کہنے والا تھا یہ کہہ کر اقوس قہقہہ لگا کر ہنس پڑا

مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے میری ٹانگوں میں جان ہی نہیں ہے بس تھوڑی دیر کے لیے جاؤں گی پھر۔۔

اچھا ٹھیک ہے پھر چلیں آ جانا یہ کہہ کر اقوس اس ساتھ لیے اپنے دوستوں کی جانب بڑھ گیا۔

ارے واہ عمارت تو بہت ہی خوبصورت ہے اپنے زمانے مین بہت ہی خوبصورت رہی ہو گی۔ زیب نے اظہار خیال کیا۔

ہاں یہ بات تو ہے حسن نے اتفاق کیا۔ اس عمارت کی خاص بات یہ ہے کہ اس کا ہر کمرہ دوسرے سے مختلف بنا ہے جیسے کہ ایک بڑا ہے تو دوسرا چھوٹا ایک لمبائی میں زیادہ ہے تو دوسرا چوڑائی میں ایک کی چھت بہت اونچی ہے تو ساتھ والے کمرے میں جاتے ہوئے خوف آتا ہے کہ کہیں اس کی چھت ہم پر نہ آ گرے ایک کمرے میں کھڑکیاں بہت ہیں تو

دوسرے میں روشنیاں بھی نہیں ہیں ایسے بہت سے عجوبے ہیں یہاں دیکھنے کو سب واہ واہ کر رہے تھے واقعی ہم نے ایسا عجوبہ عمارت تو پہلی بار دیکھی ہے

اب اندر چلتے ہیں ماذیہ نے کہا

ہاں چلو۔زیب نے ہاں میں ہاں ملائی یہ سب پرانی سی ٹوٹی پھوٹی راہداری میں سے ہو کر ایک کھلے میدان میں آ پہنچے کہ شہابہ بولی۔

مجھے چکر سے آ رہے ہیں میں گاڑی میں بیٹھنے جا رہی ہوں احمر نے اسے روکنے کی کوشش کی کہ وہ پلیز۔۔۔؟

اب اور نہیں ۔۔۔یہ کہہ کر واپس گاڑی میں بیٹھنے چلی گئی۔

یہ عمارت دیکھنے کے بعد واپس چلتے ہیں شاید شہابہ تھک گئی ہے احمر کے کہنے پر باقی سب نے ہاں میں سر ہلا دیا کھلے میدان میں ایک بڑا سارا کالے رنگ کا دائرہ بنا تھا جس کے اطراف میں نیلے رنگ کی گول پتلی سی لکیر کھینچی گئی تھی

ارے انکل یہ کیا یہ تو کوئی شمشان گھاٹ لگ رہا ہے حسن نے حیرت سے اس گول کالے دائرے کو دیکھ کر کہا۔

ہاں تم تقریباً درست ہو پر یہ شمشان گھاٹ نہیں ہے۔بابا نے کہا۔

تو پھر کیا ہے سب کی آنکھوں میں ایک ہی سوال مچل رہا تھا۔

وہ یہ کہ ہمیں جب بھی کوئی اچھا شکار ملتا ہے تو ہم اسے پہلے یہاں لاتے ہیں اس کی سب سے بہترین چیز یا حصہ ہم یہاں رکھ دیتے ہیں اور اگر اوپر سے ایک نیلے رنگ کی روشنی آ کر یہ حصہ لے جائے تو مطلب ہمارے دیوتا کالی چرن کو ہماری بلی پسند آ گئی اور اگر آسمانی نیلے رنگ کی روشنی نیچے آ کر ہماری دی ہوئی چیز نہ لے جائے تو ہم سمجھ جاتے ہیں یا تو دیوتا کو یہ حصہ پسند نہیں آیا۔یا وہ ہم سے ناراض ہیں۔

کیا ایسا ہوتا ہے کیا یہ سچ ہے آپ ہم سے مذاق تو نہیں کر رہے ہیں زینب جو کہ حیرت میں ڈوبی ہوئی تھی نے گول دائرے پر سے نظریں ہٹائے بغیر کہا

اور یہ نیلے رنگ کی پتلی سی لکیر کیا خوبصورتی کے لیے بنائی گئی ہے۔اقوس نے سوال کیا۔

ہاں اب بھی ایسا ہوتا ہے اور بہت جلد ہم اپنے دیوتا کو بلی چڑھانے والے ہیں اور پہلے یہ دائرہ صرف نیلے رنگ کا تھا مگر آسمانی رنگ کی نیلی روشنی بار بار پڑنے کی وجہ سے یہ حصہ سیاہ جبکہ تھوڑا سا نیلا ہو گیا ہے امیزنگ۔ حیرت ہے یہ کہہ کر احمر واپس جانے کو پر تولنے لگا کہ گائیڈ بابا نے کہا

تھوڑا سا بائیں طرف چلو وہاں تم کو ایک نیلی نہر دکھائی ہے۔

انکل بس اب واپس چلتے ہیں کل آ جائیں گے

کل کس نے دیکھا ہے میرے ساتھ چلو۔گائیڈ نے احمر پر نظریں گاڑتے ہوئے عجیب سے لہجے میں کہا اور بائیں طرف کو چلنے لگا۔

ارے انکل یہ چھوٹی چھوٹی نالیاں کیوں بنا رکھی ہیں اور یہ لال لال کیوں ہیں کیا اس میں خون ہیں اور یہ تختہ کس لیے یہاں رکھا ہوا ہے ماذیہ نے ایک ہی سانس میں کئی سوال پوچھ ڈالے۔گائیڈ اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔اور ماذیہ کو اس سے خوف محسوس ہونے لگا۔

گائیڈ بولا۔

ہم شکار کو یہاں لا کر ذبح کرتے ہیں اس تختہ پر اور اس کا خون ان نالیوں میں بہہ جاتا ہے ماذیہ کو خوف سے جھرجھری آ گئی۔

اور آگے آؤ یہ دیکھو نیلی نہر۔

ایک منٹ انکل۔ میں آپ کو یہ نالی پار کرواتا ہوں احمر نے جو دیکھا کہ ایک نالی جس کی چوڑائی باقیوں سے کافی زیادہ تھی اسے شک گزرا کہ گائیڈ کی عمر زیادہ ہے وہ یہ کیسے پار کرے گا کہ گائیڈ نے اسے روک دیا پھر کہا

میں ابھی اتنا بھی بوڑھا نہیں ہوا ہوں یہ کہہ کر اس نے آسانی سے نہر پار کر لی بغیر کسی سہارے کے جبکہ یہ سب ایک دوسرے کا سہارا لیے یہ نہر پار گئے۔ حیرت ہے ہم جوان ہو کر اکیلے یہ نہر پار نہیں کر سکے اور یہ اسی سالہ بابے نے ت کیا پھرتی دکھائی ہے سب کو حیرت کے ساتھ عجیب بھی لگا پر چپ رہے

یہ ہے یہاں کی سب سے مشہور نیلی نہر۔

پر یہ تو سارا خون ہے زینب نے حیرت نما چیخ سے کہا اور خوف سے اس کی آنکھیں پھیل گئیں

یہ تو پانی نہیں خون ہے ماذیہ کے بھی ہونٹ پھڑ پھڑا کر رہ گئے سب نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا گائیڈ کے اطمینان میں کوئی فرق نہ آیا وہ ان سے کہنے لگا۔

اس نہر کی زمین ہلکی لال رنگ کی ہے جب اس پر سورج کی تیز شعاعیں پڑتی ہیں تو اس نہر میں موجود پانی لال رنگ کا دکھائی دیتا ہوا خون لگنے لگتا ہے جبکہ یہ پانی ہے یہ منحوس بوڑھا اپنی منحوس شکل کی طرح کی سب واہیات چیزیں دکھا رہا ہے اقوس نے احمر کو ذرا دور لے جا کر آہستہ سے کہا بس اب چلتے ہیں مجھے شہابہ کا خیال آ رہا ہے۔

ہاں بات تو ٹھیک ہے چلو دوستو کل پھر آ جائیں گے احمر نے کہا اور یہ سب عمارت میں سے نکل کر اپنی گاڑی کی طرف چلے آئے گاڑی میں شہابہ سو رہی تھی زینب نے ایک پیار بھری نظر اس پر ڈالی اور ماذیہ سے کہنے لگی۔

شاید نیند جو پوری نہیں ہوئی اس لیے سو رہے ہیں۔

ہاں اچھی بات ہے سو لینے دو ماذیہ نے بھی زینب کو جواب دیا زینب جو شہابہ کے پاس والی سیٹ پر احتیاط سے بیٹھنے لگی تھی کہ اس کی آنکھ نہ کھل جائے پر پھر بھی اس کے بیٹھتے ہی سیٹ پر وزن پڑنے کی وجہ سے شہابہ کی آنکھ کھل گئی۔ وہ خوف بھری نظروں سے زینب کو دیکھنے لگی۔ زینب نے فوراً اس کا خوف کم کرنے کو کہا شب ڈرو مت میں تمہاری دوست ہوں زینب اب کہ شہابہ کی آنکھوں میں شناسائی کی چمک دکھائی دی وہ ہلکا سا مسکرائی اور سیدھا ہو کر بیٹھی سوئی رہی زینب نے اس کا سر اپنے کندھے پر رکھنا چاہا۔

نہیں بس اب آنکھ کھل گئی ہے میں تو ڈر گئی تھی اس کی آنکھوں میں خوف دیکھ کر شکر ہے کہ یہ ٹھیک ہے ماذیہ نے زینب کے ساتھ بیٹھتے ہوئے سرگوشی کی زینب ان سب کے اپنی سیٹ سنبھالتے ہی گاڑی نیلی حویلی کی جانب چل دی۔ عمارت پر آخری الوداعی نظر ڈالتے ہوئے زیب نے گائیڈ انکل سے پوچھا

یہ عمارت بنائی کس نے تھی۔

آرچھا جن نے۔

کیا۔ سب نے ہی ایک ساتھ حیرت و بے یقینی سے گائیڈ کی طرف دیکھا۔

ایسے کیسے ہو سکتا ہے۔ زیب نے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔ ویسے گائیڈ انکل ٹھیک ہی کہہ رہے ہیں ایسی شاندار اور خوبصورت عمارت کا نقشہ تو کوئی جن بھائی ہی بنا سکتا ہے اقوس نے مسکراہٹ کو دبا کر کہا انکل ہماری دوست کی طبیعت پہلے ہی ٹھیک نہیں ہے آپ پلیز ایسا مذاق مت کریں گائیڈ انکل نے زینب کی طرف مڑ کر دیکھا اور گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے احمر سے گاڑی روکنے کو کہا۔ گاڑی رکتے ہی پاس سے گزرتے راہ گیر کو روک کر اس سے کہا

یہ بتاؤ انہیں فلاں عمارت عمارت کا نام لیتے ہوئے وہ عمارت کس نے بنائی تھی وہ عمارت وہ آدمی تھوڑی دیر سوچنے کے بعد بولا۔

تقریباً سو دو سو سال پہلے آرچھا جن نے بنائی تھی یہ کہہ کر وہ آدمی تو گزر گیا پر ان سب کو سانپ سونگھ گیا احمر سے رہا نہ گیا تو بول پڑا۔

یہ ٹھیک ہے کہا اللہ تعالیٰ نے ہم میں زیادہ طاقت رکھی ہے پر اس زعم میں آ کر ہم یہ تو نہیں کہہ

سکتے کہ ہمیں خوف محسوس نہیں ہوتا۔ یا ہمیں ڈر نہیں لگتا ہم لڑکے ہیں ہم میں طاقت ااور برداشت زیادہ ہے پر ہم ہیں تو انسان احمر کو گائیڈ کی بات پسند نہیں آئی تو کہنے لگا وہ سوچ رہا تھا کہ آئے تو ہم تفریح کرنے کے لیے تھے پر یہ تفریح تو نہ تھی یہ سوچتے ہوئے اس نے دوبارہ سے گاڑی سٹارٹ کی تھوڑی دور ہی پہنچے ہوں گے کہ شہابہ زور سے چلائی

روکو۔ روکو۔ گاڑی کو روکو۔ اور احمر نے گھبرا کر یکدم بریک پر پاؤں رکھ دیئے

کیا ہوا کیوں چیخ رہی ہو حسن نے شہابہ کی طرف دیکھا شہابہ جو زینب کے ساتھ شیشے کی جانب بیٹھی تھی بولی۔

وہ دیکھو وہ عورت وہی ہے شب جواب کچھ بہتر لگ رہی تھی پھر سے اس پر خوف طاری ہونے لگا وہ شب کو پھلانگتی گاڑی سے باہر نکل کر چاروں طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگی پر اسے ان تمام راہ چلنے لوگوں میں وہ رات جواب والی عورت پھر دکھائی نہ دی زینب اور ماذیہ دونوں بھاگ کر اس کے دائیں بائیں آ پہنچیں زینب نے اس کا ہاتھ تھام لیا اور کہا۔

کیا کہہ رہی ہو۔ شہابہ یہ کون سی عورت

وہی خواب والی نہیں حقیقت والی ہے وہ پاگلوں کی طرح ہر راہ گیر کا چہرہ دیکھ رہی تھی پھر جیسے بے بسی سے بالوں میں انگلیاں پھنسائے بولی۔

میں نے اسے دیکھا ہے وہ میری طرف ایسے دیکھ رہی تھی جیسے کہ مجھے وارن کر رہی ہو میں تم سب کے کہنے پر اسے بھولنے کی کوشش کر رہی تھی پر اب وہ پھر حقیقت بن کر میرے سامنے آ کھڑی ہوئی ہے وہ مجھے مار دیں گے زینب مجھے بچا لو میں مرنا نہیں چاہتی ہوں میں مرنا نہیں چاہتی ہوں یہ کہتے ہوئے وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔ زینب کو کچھ سمجھ نہیں آیا کہ وہ اسے کس طرح تسلی دے کہ احمر اور زیب جو کہ تھوڑا دور ان کے پیچھے کھڑے تھے ان کے پاس آئے احمر نے زینب سے اشارے میں سوال کیا۔ کیا ہوا ہے زینب کے جواب دینے سے پہلے ہی ماذیہ بولی گھر چلو اور یہ سب گاڑی میں آ بیٹھے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے احمر کی نظر گائیڈ پر جا پڑی اسے ایسا لگا جیسے کہ وہ مسکرا رہا ہو اس نے اسے اپنا خیال تصور کرتے ہوئے گاڑی حویلی کی جانب بڑھا دی حویلی پہنچ کر یہ سب شہابہ کے پاس ہی ان کے کمرے میں بیٹھے تھے شہابہ کو سکون آور گولیاں کھلا کر سلا دیا گیا تھا وہ سو گئی تھی تو زیب پریشانی سے بولا۔

ہمیں واپس چلنا چاہیے مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ جیسے کہ کچھ غلط ہونے والا ہے

رب سے خیر مانگو یار کیسی باتیں کرتے ہو۔ شہابہ کے ساتھ جو ہو رہا ہے وہ صرف ایک خواب تھا جو کہ ڈراؤنی فلم دیکھنے کی وجہ سے اس کے سر پر سوار ہے تم جنات کو کہاں سے درمیان میں لے آئے ہو چڑیلیں بدروحیں صرف کہانیوں تک ہی اچھی لگتی ہیں حسن غصہ سے ہاتھ پر مکا بنا کر مارتے ہوئے بولا۔ زیب کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی حسن نے جا کر درواہ کھولا تو سامنے روم سروس بوائے تھا اس نے پیشہ ورانہ مسکراہٹ چہرے پر سجا رکھی تھی وہ کھانے کی ٹرالی کو اندر لے جانے کی کوشش کرنے لگا کہ حسن نے بے زاریت سے بھرپور لہجے میں پوچھا۔

یار کہاں گھسے جا رہے ہو روم سروس لڑکا بے چارہ دوبارہ میں اپنی جگہ پر جا کھڑا ہوا۔ سب ان کی طرف دیکھنے لگے کہ وہ بولا۔

سر آپ کے فون سے کھانے کا آرڈر نوٹ کروایا گیا ہے وہ دینے آیا ہوں۔

ہیں۔ حسن نے حیران ہو کر نہ سمجھنے والے انداز میں اس کی طرف دیکھا پھر اپنے سینے پر انگلی رکھ کر بولا ہماری طرف سے۔

جی ہاں صاحب سب جوان دونوں کی باتیں سن رہے تھے بولے

نہیں ہم تو ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی آئے ہیں ہم نے تو کوئی آرڈر نہیں دیا۔ احمر نے کہا نہیں آپ کو غلطی ہوئی ہے کسی اور کا آرڈر ہوگا۔

نہیں صاحب میں غلطی پر نہیں ہوں آپ ہی فون سے آرڈر نوٹ کروایا گیا تھا۔

اچھا چلو ٹھیک ہے پھر رکھ جاؤ حسن نے اسے اندر آنے کی جگہ دیتے ہوئے کہا وہ لڑکا کھانا ٹیبل پر لگا کر چلا گیا۔ یہ سب آکر بیٹھ گئے ان سب نے تھوڑا تھوڑا بے دلی سے کھایا اپنا اور شہابہ کا بھرپور خیال رکھنے کا کہہ کر یہ سارے لڑکے اپنے کمرے کی طرف چلے آئے۔

رات کا نجانے کون سا پہر تھا جب شہابہ کی آنکھ کسی کے اس کا نام لینے پر کھلی وہ بوجھل بوجھل آنکھوں سے اپنے اردگرد دیکھنے لگی اسے تھوڑی دور بند کھڑکی کے پار وہ عورت کھڑی دکھائی دی وہ شہابہ کو اپنے پاس بلا رہی تھی کسی کے بھی ہاتھ لگائے بغیر کھڑکی خودبخود کھل گئی شہابہ چپ چاپ اٹھی اور کھڑکی کی طرف چلنے لگی اب کہ اس نے دیکھا کہ وہ عورت سیڑھی کے بجائے ہوا پر تیرتے ہوئے اونچائی سے مین کی طرف بڑھ رہی تھی جبکہ شہابہ کے لیے سیڑھی لگی تھی وہ اس پر چلتے ہوئے نیچے اتری وہ عورت اسے لیے پھر اسی بڑے سے میدان میں جا پہنچی جہاں بڑا سا کالے رنگ کا دائرہ بنا تھا وہ عورت اس دائرے کے پاس پہنچ کر رک گئی شہابہ بھی کسی روبوٹ کی طرح اس کے پاس جا کھڑی ہوئی کہ وہ عورت ڈھاری میں اپنے شوہر کے مرنے پر تڑپ رہی ہوں اور تم اپنے دوستوں کے ساتھ گھومنے نکلی ہوئی ہو یہ کہتے ہوئے اس عورت کا چہرہ غصہ سے لال ہوگیا اور اس کی آنکھوں سے نیلے رنگ کی شعاعیں نکلنے لگیں اس نے یکدم شہابہ کا بازو پکڑ لیا وہ اس کے لیے تیار نہ تھی اس لیے اپنا بچاؤ نہ کر سکی جیسے ہی شہابہ کا بازو اس عورت کے ہاتھ میں گیا اسے ایسے لگا جیسے اسے کسی انگارے نے چھو لیا ہو اس کا بازو جلنے لگا اس نے زور لگا کر اپنے آپ کو اس سے چھڑانے کی کوشش کی کہ عورت کے نوکیلے ناخن اس کے بازو کا گوشت چیرتے ہوئے باہر نکل گئے اب وہ تیزی سے بھاگ رہی تھی بھاگتے بھاگتے اس کی نظر دور کھڑے کسی ہیولے کی کمر پر پڑی اسے شبہ ہوا کہ جیسے کہ وہ گائیڈ انکل ہوں وہ مدد کے لیے ان کی طرف لپکی ان کے پاس پہنچ کر انکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ وہ اسکی جانب بڑے اور جیسے ہی اس کی نظر ان پر پڑی اس کی چیخ نکل گئی وہ گائیڈ انکل ہی تھے پر ان کی آنکھوں کی جگہ گڑھے پنے تھے جس میں سے نیلے رنگ کی روشنی نکل رہی تھی انہوں نے شہابہ کو پکڑنے کے لیے اس پر جھپٹے پر ان کے ناخن اس کے چہرے پر خراشیں ڈالتے گزر گئے وہ درد سے تڑپ گئی وہ بھاگنے لگی بھاگتے بھاگتے اس نے اپنے پیچھے مڑ کر دیکھا اسے بہت سے نیلے رنگ کے ٹمٹمنے نظر آئے بھاگتے ہوئے وہ کسی چیز سے زور سے ٹکرائی اس نے ٹکرانے والی چیز کو دیکھا تو وہ گائیڈ انکل تھے وہ حیرت میں ڈوب گئی کہ میں تو اسے پیچھے چھوڑ کر آئی تھی تو پھر یہ یہاں کیسے کہ گائیڈ انکل نے تلوار کی مانند اپنے تیز ناخنوں سے اس کی گردن پر وار کیا وہ حلق کے بل چلائی اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھ کھل گئی اس نے گھبرا کر اپنے آس پاس دیکھا تو زینب اور ماذیہ خوف بھری نگاہوں سے اسی کی جانب دیکھ رہی تھیں اس کے بازو اور گردن سے خون بہہ رہا تھا اور چہرے پر خراشیں پڑی ہوئی تھیں جس سے خون رس رہا تھا رات کے اندھیرے میں یہ منظر بہت ہی خوفناک لگ رہا تھا تمہیں کیا ہوا ہے ماذیہ نے خوف سے اس کی حالت کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اور زینب سے بولی جا کر انہیں بلا لاؤ۔ وہ بغیر کچھ کہے اٹھی اور دروازہ

کھول کر باہر نکل کر اپنے ساتھ والا دروازہ زور سے بجایا بار بار بجانے پر دروازہ ایک انجان لڑکے نے کھولا اورمندی مندی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھنے کی کوشش کرنے لگا وہ پریشانی میں اس سے بولی یہاں چار لڑکے رہتے تھے وہ کہاں ہیں تم کون ہو اور یہ میرا کمرہ ہے بجائے جواب دینے کے وہ لڑکا زینب سے سوال کرنے لگا وہ سوچنے لگی پریشانی اورگھبراہٹ میں کہیں وہ غلط دروازہ تو نہیں بجا بیٹھی یہ سوچ کر وہ دائیں بائیں دیکھنے لگی اس لڑکے نے اسے پاگل سمجھتے ہوئے اپنی نیند خراب کرنے پر دروازہ اس کے منہ پر بند کر دیا۔ اور وہ بند دروازے کے پار کھڑی سوچ رہی تھی کہ دائیں ہاتھ والا کمرہ ان کا جبکہ بائیں ہاتھ پر پہلے لڑکوں کا تھا یعنی کہ وہ ٹھیک دروازے پر کھڑی تھی تو پھر جوانجان لڑکا اندر سے نکلا تھا وہ کون تھا اگر یہ واقعی اس لڑکے کا کمرہ ہے تو پھر احمر اور باقی سب کہاں گئے یہ سوچ آتے ہی اس کا نازک دل کسی ڈالی پر سے گرتے ہوئے پتے کی طرح لرزنے لگا۔ وہ خوف سے روتے ہوئے انہیں اونچی آواز میں آوازیں دینے لگی احمر زیب حسن تم سب کہاں ہو تین چار بار آوازیں دینے پر کوئی جواب نہ پا کر وہ اپنے کمرے کے دروازے تک آئی جسے وہ جلدی میں کھول کر آئی تھی کہ ابھی انہیں لے کر کسی دوست کو واپس تو آنا ہے تو پھر دروازہ کیوں بند کروں اس نے اپنے کمرے کا دروازہ کھولنا چاہا پر یہ کیا وہ تو بند تھا اس نے گھبراہٹ میں ہینڈل کو دو تین بار نیچے کیا پر وہ اندر سے لاکڈ تھا اس نے اپنے اطراف میں دیکھا خالی سنسان راہداری اسے ڈر لگنے لگا یہ سوچ کر کے پہلے دن جب یہ سب یہاں آئے تھے تب بھی تو کمرہ نہیں مل رہا تھا کتنا ڈھونڈا تھا اگر اب بھی ایسا ہوا تو تب تو سب ساتھ میں تھے ایک دوسرے کا سہارا تھا اب میں اکیلی ہوں میں تو مر جاؤں گی یہ سوچ آتے ہی اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ جس دروازے پر

کھڑی تھی اسے بجانے لگی یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے زیب جو کہ کروٹ بدل کر دوبارہ سونے لگا تھا کو ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی ان کا دروازہ بجا رہا ہے اس نے اپنا وہم جان کر سونے کی کوشش کی کہ اسے دور سے زینب کی آواز سنائی دی اور پھر کہیں دور سے دروازہ بجنے کی اس نے اپنے ساتھ سوئے ہوئے حسن کا کندھا ہلایا دو تین بار ہلانے پر وہ کسمسایا کیا ہے مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے کہ کوئی دروازہ بجا رہا ہے خدا سے خیر مانگو یار تم سب کو کیا ہوتا جا رہا ہے تم تو مجھے بھی پاگل کر دو گے کوئی دروازہ نہیں بج رہا ہے سو جاؤ پتہ نہیں کہاں پھنس گیا ہوں حسن نے پہلے تو دروازے کی دستک سننے کی کوشش کی جب کوئی آواز سنائی نہ دی تو اسے کھری سناتا پھر سے سو گیا۔ اب کہ زوردار آواز کہیں دور دروازہ بجنے کی اسے سنائی دی ساتھ ہی زینب کی روتی ہوئی دروازہ کھولو کی آواز سنائی دی اس نے دروازہ کھولنا چاہا پر ہمت نہ ہوئی اس نے احمر کو جگانے کا سوچا ہی تھا کہ اقوس جو کہ جگہ نہ ہونے کے باوجود لڑ جھگڑ کر بیڈ کی پائنتی کی طرف سویا ہوا تھا کا پاؤں زوردار طریقے سے زیب کے پیٹ پر پڑا وہ منہ ہی منہ میں اسے گالیوں سے نوازتا ہوا اٹھ کر دروازے کے پاس آیا اور ڈرتے ڈرتے آہستہ سے اسے کھولا بائیں طرف دیکھا کوئی نہ تھا دائیں جانب دیکھا تو چھ یا سات کمرے چھوڑ کر ایک کمرے کے دروازے پر ڈری اور روتی ہوئی زینب کھڑی تھی وہ بھاگ کر زینب کے پاس پہنچا۔

کیا ہوا۔

زینب نے اس کی طرف دیکھا اور سکون کا سانس خارج کرتے ہوئے بے تابی سے اس کی جانب بڑھی اور شکایت کرنے کے انداز میں اس سے بولی

تم سب کہاں چلے گئے تھے میں نے تم لوگوں کا دروازہ بجایا پر وہاں کوئی اور لڑکا کھڑا تھا

یہ بول رہی ہو اور اس وقت باہر کیا کر رہی ہو
وہ شب کی حالت بہت خراب ہے تم میں سے کسی کو لینے آئی تھی پر۔۔ احمر جیسے بہت سی کروٹیں بدلنے کے بعد ابھی نیند آئی تھی وہ سونے سے پہلے اپنے آپ سے وعدہ کر کے سویا تھا کہ کل واپس چلنے پر سب کو منا لے گا وہ سوتے میں سمت تبدیل کرنے لگا کہ اس کی نگاہ غیر ارادی طور پر دروازے کی جانب اٹھی دروازہ کھلا ہوا تھا وہ گھبرا گیا۔ اس وقت ہمارا دروازہ کیوں کھلا ہوا ہے حسن اور اقوس تو سو رہے ہیں یہ زیب کہاں ہے یہ سوچتے ہوئے وہ اٹھا اور باہر جا کر دیکھا تو تھوڑی دور زیب اور زینب باتیں کر رہے تھے اور زینب رو رہی تھی یہ رو کیوں رہی ہے یہ دونوں اتنا دور کیوں کھڑے ہیں اسے عجیب لگا اس کے کچھ پوچھنے سے پہلے ہی ان دونوں نے اسے اپنی طرف آتا دیکھا زیب گڑبڑا گیا پھر اسے کہنے لگا جیسے تم سوچ رہی ہو ایسا کچھ بھی نہیں ہے شب کی طبیعت خراب ہے آؤ پہلے اسے دیکھ لیں یہ تینوں شب کے کمرے کی طرف چل دیئے جیسے کہ اسے کمرہ نہیں ملے گا دروازہ کھلا ہوا تھا زینب کو جھٹکا لگا پہلے تو یہ بند تھا وہ سوچ کر رہ گئی یہ اندر داخل ہو گئے اندر شہابہ نڈھال سی لیٹی ہوئی تھی جبکہ ماذیہ اس کے زخم صاف کر رہی تھی انہیں اندر آتا دیکھ کر زینب پر چڑھ دوڑی۔

زینب تمہیں کیا ہو گیا ہے تمہیں گئے ہوئے پورے دس منٹ ہو گئے ہیں اسے اکیلے میں نے کتنی مشکل سے شہابہ کو سنبھالا ہے تمہیں اس کا اندازہ نہیں ہے۔

زنیب کو ان تمام باتوں میں سے صرف دو لفظ سنائی دیئے دس منٹ پر ایسا کیسے ہو سکتا ہے مجھے تو آدھے گھنٹے سے بھی زیادہ ہو گیا ہے کہ میں باہر ماری ماری پھر رہی ہوں اور یہ کہہ رہی ہے کہ صرف دس منٹ پر یہ وہ صرف سوچ کر رہ گئی اس پر میں نے دس مرتبہ تو تین بار سورہ خلق والناس پھر جا کر کچھ پرسکون ہوئی ہے ماذیہ نے ان کو بتایا احمر اور زیب شب کے پاس آ بیٹھے اور اس کے زخموں کی طرف دیکھا

احمر نے پوچھا اسے کیا ہوا ہے اور یہ زخموں کے نشان کیسے لگے ماذیہ نے تھوڑا بہت جو کچھ اسے ٹوٹا پھوٹا بتایا تھا شب نے ان کو بتا دیا زینب کھڑکی میں جا کھڑی ہوئی اور اپنے ساتھ پیش آیا سارا واقعہ ان کو سنا دیا۔ وہ آسمان پر نجانے کیا کیا تلاش کرنے کی کوشش کر رہی تھی کہ زیب بولا۔

مجھے تو لگتا ہے کہ وہ راستے والے بزرگ بابا ٹھیک کہہ رہے تھے یہاں شیطانی قوتیں بستی ہیں اب یہاں رہنا ٹھیک نہیں ہے کل ہم کو یہاں سے نکل جانا چاہیے۔

ہاں تم ٹھیک کہہ رہے ہو کل اپنا سامان تیار رکھنا ہم نکل رہے ہیں اس سے پہلے کہ بہت بڑا نقصان ہو جائے احمر نے بغیر کسی لگی لپٹی کے کہا۔

کل کہاں چار تو ہو گئے ہیں چھ بجے ہی نکل پڑیں گے دو گھنٹے بعد سامان تیار کر لیں گے۔ ماذیہ نے کھڑکی پر نگاہ دوڑاتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے میں باقی سب کو بھی جا دوں گا تا کہ وہ بھی اپنا سامان پیک کر لیں۔

ہاں ٹھیک ہے واپس جا کر سب سے پہلے شب کا مکمل علاج کروائیں گے زیب کے کہنے پر احمر نے اسے جواب دیا اور زیب باقی دونوں کو جگانے باہر نکل گیا اب کمرے میں احمر اور یہ تینوں لڑکیاں تھیں احمر ماذیہ اور زینب شہابہ کی طرف دیکھ رہے تھے اور شہابہ بیڈ کی شیٹ کی طرف کہ یک لخت اس نے اپنا سر اٹھایا جیسے کچھ سننے کی کوشش کر رہی ہو شب کیا ہوا ماذیہ نے اس سے پوچھا۔ وہ مجھے بلا رہے ہیں ان تینوں نے سننے کی کوشش کی پر انہیں کچھ سنائی نہ دیا کہ شب نے بیڈ سے چھلانگ لگائی اور کھڑکی کے پاس جا کر دائیں بائیں دیکھا تو کوئی نہ تھا کہ اس کی نگاہ نیچے کی طرف گئی تو وہ نیچے کھڑے ہجوم پر سے نگاہ ہٹاتے ہوئے

ان سے بولی میں نے کہا تھا ناں کہ وہ مجھے لینے آئے ہیں مجھے آوازیں آرہی ہیں پر تم نہیں مانتے وہ دیکھو نیچے سب کھڑے ہیں ماذیہ نے کھڑکی سے نیچے دیکھا تو اسے کوئی بھی نظر نہ آیا اس نے اشارے سے دونوں کو بتایا کہ نیچے کوئی نہیں ہے جیسے شب نے دیکھ لیا میں پاگل نہیں ہوں وہ سب مجھ دیکھائی دیتے ہیں تم سب کہتے تھے ناں کہ ان سب نے کالے چشمے کیوں چڑھا رکھے ہیں ان سب کی آنکھیں نیلے رنگ کی ہیں یہ انسان نہیں ہیں یہ وہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ کہتے کہتے اس نے پھر کھڑکی کی طرف دیکھا جیسے کہ کوئی اسے بلا رہا ہو وہ کھڑکی کی طرف بڑھتی جارہی تھی اور ساتھ ساتھ ہی منہ میں بڑبڑا رہی تھی میں مرنا نہیں چاہتی پر ایسی خوف کی زندگی بھی نہیں جینا چاہتی یہ کہتے ہی اس نے کھڑکی سے چھلانگ لگادی یہ سب چیختے ہوئے اس کی طرف بھاگنے لگے لیکن دیر ہو چکی تھی۔

یہ سب بیڈ پر بیٹھے تھے کسی کو بھی یقین نہیں تھا کہ شہابہ اب ہم میں نہیں رہی اب وہ کبھی کسی کو مصنوعی برا بھلا نہیں کہے گی اب وہ اپنی تائی کے ظلم بھی برداشت نہیں کرے گی میں نے کہا تھا ناں کہ یہاں پر شیطانی طاقتیں ہیں جن کے درمیان م پھنس چکے ہیں پر تم مجھے ڈرپوک اور بزدل کہتے تھے اب دیکھ لیا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجی کسی کا بھی دل اسے اٹھانے کو نہیں چاہ رہا تھا کہ ماذیہ کہنے لگی

یہ فون کس کا ہو سکتا ہے دیکھو تو سہی

اقوس جو کہ فون کے پاس ہی بیٹھا تھا اس نے فون اٹھایا کافی مرتبہ ہیلو بولنے پر بھی کوئی جواب موصول نہ ہوا اس نے فون رکھ دیا۔

اٹھو نکلیں یہاں سے

زیب کے کہنے پر یہ سب اٹھنے لگے کہ پھر فون کی گھنٹی بجنے لگی یہ سب اس کے لیے تیار نہ تھے ڈر گئے ٹیلی فون اٹھانے سے پہلے ہی دروازہ بجنے لگا سب کی نظریں فون اور دروازے کی طرف تھیں حسن نے جا کر دروازہ کھولا۔ سامنے کوئی نہ تھا۔ جبکہ اقوس نے فون اٹھایا۔ پر اب بھی ہیلو بولنے پر کوئی نہ بولا۔

چلو نکلو یہاں سے جلدی کرو اور یہ سب اپنا اپنا سامان باندھنے لگے اور لڑکے اپنے کمرے کی طرف آگئے۔

دروازہ بجنے کی آواز پر زیب نے دورازہ کھولا سامنے ماذیہ کھڑی تھی کیا ہے سامان پیک کر لیا زینب کہاں ہے زیب نے کئی سوال ایک ساتھ پوچھ ڈالے مجھے تم سے کچھ کام ہے ذرا میرے ساتھ آؤ مجھ سے سب خیریت تو ہے ناں۔

ہاں بس تم چلو حسن میں ماذیہ کے ساتھ جارہا ہوں اسے کچھ کام ہے یہ کہہ کر حسن کو اپنا کر یہ ماذیہ کے ساتھ باہر نکلا ماذیہ آگے آگے چل رہی تھی ارے یہ تم مجھے کہاں لے جارہی ہو زیب کو راستہ ان کے کمرے کے بجائے کہیں اور جاتا دیکھ کر پوچھنے لگا۔ وہ بغیر کچھ بولے حویلی سے باہر نکل آئی باہر آکر وہ چلتے چلتے بڑے سے میدان میں جا پہنچی۔

تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ یہ مجھے کہاں لے آئی ہو تم پاگل تو نہیں ہو گئی ماذیہ اب کہ زیب نے اپنے سے آگے جاتی ماذیہ کا بازو پکڑ کر اپنی طرف اسے موڑا اسے دیکھتے ہی اس کی حالت غیر ہونے لگ وہ ماذیہ نہیں وہ تو شب تھی۔ ہاں وہ شہابہ ہی تھی زندہ سلامت اپنے پاؤں پر کھڑی۔

تم۔۔تم تو مر چکی ہو تم یہاں کیسے۔

ہاں میں مر چکی ہوں پر تم سب کو واپس زندہ نہیں جانے دوں گی اب کہ اس نے غور کیا یہ وہی عورت تھی جسے آرچا جن نے بنایا تھا اور وہ اس عمارت کے پیچھے بنے ہوئے میدان میں کھڑا تھا۔ تھوڑا دور وہی کالے رنگ کا دائرہ بنا تھا جس کے اطراف میں نیلے رنگ کی باریک سی لکیر کھینچی گئی تھی

جس کے بارے میں گائیڈ انکل نے بتایا تھا کہ پہلے یہ سارا صرف نیلا رنگ تھا بار بار بلی چڑھانے کی وجہ سے یہ کالا ہو گیا ہے اسے چکر آنے لگے یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے وہ بھاگنے لگا کہ آگے سے شہابہ نے اسے جالیا۔ اس کا خوف مسلسل بڑھ رہا تھا شہابہ نے اسے گردن سے دبوچ لیا۔ وہ بن آب کی مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔ وہ شہابہ کے بڑے سے ہاتھوں میں ننھی سی چڑیا کی مانند لگ رہا تھا وہ منتوں پر اتر آیا تم تو میری دوست تھی تم مجھے کیسے مار سکتی ہو میں نے تو احمر سے کہا تھا کہ شہر واپس پہنچ کر تمہارا پورا علاج کراوئیں گے مجھے چھوڑ دو وہ بار بار اس کی منتیں کر رہا تھا شب سے اپنی زندگی کی بھیک مانگ رہا تھا پر وہ گھبراہٹ میں یہ بھول گیا تھا کہ شاید کہ اب وہ ان کی پرانی والی دوست شہابہ نہیں تھی اب تو وہ کوٹ جناں کی باسی بن چکی تھی۔

میں نے بھی اسی طرح تم سے اپنی زندگی کی بھیک مانگی تھی کہ مجھے بچالو پر تب تم سب مجھے پاگل سمجھتے رہے تھے یہ کہہ کر وہ زوردار قہقہہ لگانے لگی۔ سورج کی کرنیں پھوٹنے والی تھیں شب نے اسے اسی تختے پر پٹخ دیا جس کے بارے میں گائیڈ نے بتایا تھا کہ ہم شکار کو یہاں لا کر ذبح کرتے ہیں اور اس شکار کا خون اس نالیوں میں بہہ کر نیلی نہر میں جا ملتا ہے اس تختے پر لٹکتے ہی شب نے اپنے آری کی مانند تیز ناخنوں سے زیب کی گردن تن سے جدا کر دی مرنے سے پہلے زیب اپنے دوستوں کو مدد کے لیے پکارنے لگا پر کوئی اس کی مدد کو نہ آیا شب نے اپنے ناخنوں پر پرو کر زیب کے سر کو اس کالے دائرے میں لا پٹخا۔ اور کچھ دیر بعد ایک نیلے رنگ کی گول سی شعاعیں. زمین پر آئیں اور زیب کے سر کو لے کر غائب ہو گئیں جبکہ گائیڈ کے بتائے ہوئے طریقے پر چلتے ہوئے زیب کے کٹے ہوئے دھڑ میں سے خون بہہ کر ان نالیوں میں جانے لگا اور جا کر خونی نہر جسے گائیڈ نے نیلی نہر کہا تھا میں مکس ہو گیا۔ یہ سب زیب کے تڑپتے جسم کو نوچ کر کھانے لگے اار کچھ ہی دیر بعد سورج کی روشنی چاروں طرف پھیل گئی۔

ارے زیب یار کہاں رہ گئے تھے حسن نے دروازے سے اندر آ کر زیب کی جانب دیکھ کر کہا اور کیا کام تھا کہ ماذیہ کو کہا چلو ہم تو تیار ہیں کچھ خاص نہیں بس کہہ رہی تھی ہمارا سامان ہے وہ اٹھالو میں نے کہہ دیا ہے تھوڑا سا تو ہے خود لے آؤ چھوڑو ان باتوں کو نکلو یہاں سے اور یہ سب احمر کے کہنے پر اپنا سامان اٹھا کر ساتھ والے کمرے میں جانے لگے کہ زینب دروازے کے باہر کھڑی دکھائی دی انہیں دیکھ کر بولی۔

ہم بھی تیار ہیں بس ماذیہ آ رہی ہے تو اس ساتھ لے کر نکلنا تھا۔ حسن نے جھنجلاہٹ سے کہا میں آپ ہی کی طرف آ رہی تھی کہ آپ باہر نکل آئے۔

اچھا ٹھیک ہے یہ کہہ کر احمر نے ان کے کمرے کا دروازہ کھولا اور ماذیہ کو آوازیں دینے لگا کچھ دیر بعد ماذیہ بھی اپنا سامان لئے باہر آ گئی یہ سب گاڑی میں اپنا سامان رکھ رہے تھے کہ احمر نے کہا

گاڑی میں چلاؤں گا

نہیں آج میں چلاؤں گا زیب کے کہنے پر احمر نے چابی اسے دی اور یہ سب گاڑی میں بیٹھ گئے اور زیب گاڑی چلانے لگا حویلی سے باہر نکلتے ہی انہیں کافی لوگ کھڑے دکھائی دیئے

یہ سب یہاں کیوں کھڑے ہیں جیسے کہ ہمیں روک رہے ہوں ماذیہ نے پاس کھڑے احمر سے اظہار خیال کیا۔

آہ۔ کیا ہوا ماذیہ نے ڈرے ہوئے حسن سے پوچھا۔ حسن نے زیب کو جلدی کرو کہنے کے لیے جونہی اس کے کندھے پر دباؤ ڈالا اسے ایسا لگا کہ جیسے کہ اس نے دہکتے ہوئے انگارے کو پکڑ لیا ہو۔

زیب تمہیں تو تیز بخار ہے احمر کو گاڑی چلانے دو۔اس نے کہا۔

نہیں میں ٹھیک ہوں۔زیب کے کہنے پر حسن اپنا ہاتھ سہلانے لگا اقوس نے چیختے ہوئے زیب سے کہا

جلدی کرو تیز گاڑی چلاؤ ہم دولہے کی گاڑی میں نہیں بیٹھے تیز کرو۔

لگتا ہے وہ ہماری طرف بڑھ رہے ہیں۔ماذیہ نے خوف سے چیختے ہوئے زیب سے کہا۔

گاڑی کو روکنا مت ان کے درمیان میں سے انہیں اڑاتے ہوئے نکلنا اقوس نے نئی ترکیب بتائی تھوڑی دیر بعد ہی گاڑی جھٹکے سے رک گئی

کیا ہوا۔سب نے ایک ساتھ پوچھا۔

شاید گاڑی خراب ہوگئی ہے

سب کے چہرے خوف کی شدت سے زرد پڑ گئے

جلدی کرو وہ آرہے ہیں زیب کچھ کرو۔

سب اپنی اپنی بول رہے تھے

پیچھے ہٹو مجھے آنے دو میں کوشش کرتا ہوں احمر نے زیب سے کہا

کیوں کیا میں کوشش نہیں کر رہا ہوں زیب نے درشت لہجے میں احمر کو جواب دیتے ہوئے زور زور سے گاڑی سٹارٹ کرنے کی کوشش کی۔پر گاڑی نہیں چلی کہ زور سے بادل گرجے اور آہستہ سے بوندا باندی ہونے لگی

مجھے لگتا ہے پیدل ہی بھاگنا پڑے گا یہ سار ہمیں منٹوں میں دبوچ لیں گے حسن کے کہنے پر ماذیہ بولی

ان سے پوچھو تو سہی کیا مسئلہ ہے۔کچھ پیسے دے کر ہی ان سے جان چھڑالو۔

پاگل لڑکی ماذیہ کے پیسے دے کر جان چھڑالو کہنے پر حسن کو تاؤ آگیا انکے چہرے کے تاثرات تو دیکھو نارمل لوگوں والے نہیں ہیں ماذیہ رونے لگی۔اگر تمہاری آواز آئی تو تمہارا گلا گھونٹ دوں گا جاہل عورت حسن نے ٹینشن اور پریشانی میں دانت پیستے ہوئے کہا تم دونوں چپ کر جاؤ آگے ہی کچھ سمجھ نہیں آرہا احمر کے غصہ سے چلانے پر وہ دونوں ایک دوسرے کو خونخوار نظروں سے دیکھتے ہوئے چپ کر گئے احمر نے خاموش بیٹھی زیب کی طرف دیکھا اب کہ سب نے غور سے دیکھا کہ وہ لوگ جو عام انسانوں کی طرح لگ رہے تھے انکے چہرے تبدیل ہو رہے تھے اور وہ ان کے بالکل قریب آگئے احمر کو پرسکون بیٹھی ہوئی زینب پر حیرت ہوئی پریم کی چیخیں سب سے بلند تھیں جبکہ باقی سب کے چہروں پر موت کو سامنے دیکھ کر بے بسی چھا گئی رات کا اندھیرا اپنے پروں کو پھیلا رہا تھا۔

زینب کافی دیر سے دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہی تھی اس نے ماذیہ کو بہت آوازیں دیں باری باری سب کو پکارا پر ایسا لگتا تھا کہ جیسے راہداری میں سے کبھی کوئی گزرا ہی نہ ہو جیسے کہ صدیوں سے سنسان پڑی ہو وہ گھبراہٹ میں فون کو بھول چکی تھی اب یاد آنے پر فون کی طرف بھاگی فون اٹھایا پر اس میں ٹون نہ تھی اسے کیا ہوا تھوڑی دیر پہلے تک تو ٹھیک تھا اسے بھی ابھی خراب ہونا تھا وہ ہڑبڑا کر رہ گئی اسے خوف سے ٹھنڈے پسینے آنے لگے وہ واپس دروازے کی جانب بھاگنے لگی تو اسے اپنا شولڈر بیگ پڑا نظر آیا۔وہ بھاگ کر اس کے پاس آئی اسے ترچھا کر کے پہنا تا کہ بار بار اتر نہ جائے اور بھاگ کر دروازے کے پاس آئی اور زور زور سے اسے کھولنے کو مارنے لگی پر دروازہ نہ کھلنا تھا اور نہ ہی کھلا۔اس نے ہینڈل کو تین چار بار زور سے گھمایا پر وہ نہ کھلا۔پانچویں بار ہلانے پر دروازہ کھل گیا اس کے سانس میں سانس آیا وہ بھاگ کر باہر نکل گئی کہ جیسے دروازہ پھر سے بند نہ

ہو جائے باہر نکلکر اس نے ساتھ والا دروازہ بجایا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ وہ اندر داخل ہوگئی۔ اندر سارا کمرہ خالی بھائیں بھائیں کرر ہا تھا وہ ڈر گئی کہیں پھر سے کسی غلط کمرے میں تو نہیں آ گئی۔ یہ سوچ آتے ہی اس کی ٹانگین خوف سے کانپنے لگیں اس کے لیے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا دشوار ہو گیا۔ وہ واپس مڑنے لگی کہ اس کی نگاہ کھڑکی پر لگے ہوئے اسٹیکر پر پڑی جس پر سول میٹ لکھا تھا یہ اقوس نے کب یہاں لگا یا وہ سوچ کر رہ گئی کیونکہ اسے پتہ تھا کہ اقوس کے پاس انکے گروپ کے نام کے کافی اسٹکر موجود تھے۔ جو کہ وہ یونیورسٹی میں گاڑی اور اپنے کمپیوٹر پر بھی چپکا چکا تھا پر اسے نہیں معلوم چلا کہ اس نے یہ اسٹیکر یہاں کب چپکایا ایک طرف اسے خوشی ہوئی کہ وہ ٹھیک کمرے میں پہنچی ہے تو دوسرے ہی پل اس پر اشکار ہوا کہ وہ یہاں اکیلی ہے اسے یاد آیا کہ زیب نے کہا تھا کہ ہم ابھی تھوڑی دیر میں نکل پڑیں گے یہ سوچ آتے ہی اسے چکر آنے لگے وہ لڑکھڑا گئی تو کیا وہ سب مجھے یہاں اکیلا چھوڑ گئے آنسو کا خطرہ اس کے گال پر بہتا ہوا تھوڑی سے نیچے لڑھک گیا کیا احمر کو بھی میرا خیال نہیں آیا وہ روتے ہوئے باہر کو لپکی اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے کہ وہ بار بار واپس ایک ہی جگہ پر آن پہنچی ہے اس پر بھاگنے کی وجہ سے تھکاوٹ سوار ہونے لگی اسے زیب کی باتیں یاد آنے لگیں یہاں پر شیطانی قوتوں کا بسیرا ہے اس کی خراب حالت مزید خراب ہونے لگی وہ دوپٹہ جو کہ وہ ہمیشہ سر پر جمائے رکھتی تھی جس سے اس کے وقار میں اضافہ ہوتا۔ اس وقت اس کے گلے کا ہار بنا تھا نفاست سے بنائے گئے بالوں کی آوارہ لٹیں چہرے پر جھول رہی تھیں جیسے وہ بار بار کانوں کے پیچھے اڑسنے کی کوشش کرتی وہ اونچا اونچا معوذ تین بار پڑھنے لگی کہ اسے تھوڑی دور راہداری ختم ہوتے ہوئے نظر آئی اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی راہداری کے آخر پر پہنچتے ہی سامنے اسے حویلی کا مین گیٹ نظر آیا اسے

اب سمجھ آیا کہ دیکھنے میں حویلی بہت بڑی نظر آتی ہے اصل میں تو بہت چھوٹی سی ہے یہ سب آنکھوں کا دھوکہ ہے جو کہ یہ بہت بڑی لگتی ہے یقینی کہ وہ تیسرے فلور کے کمرے میں نہیں بلکہ زمین پر ہی رہتے تھے یہ آنکھوں کا دھوکہ تھا کہ کھڑکی میں کھڑے ہوکر نیچے دیکھنے پر سب چھوٹا نظر آتا۔ اور یہ اپنے آپ کو بلندی پر محسوس کرتے وہ سوچتی ہوئی حویلی کے مین گیٹ سے باہر نکل گئی یہ کیا باہر تو رات کا اندھیرا اپنے آپ کو دیکھانے کو بے تاب تھا ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی اتنی جلدی شام کیسے ہوگئی وہ انجانی منزل کی طرف بھاگ رہی تھی اور دعائیں بھی کر رہی تھی کہ وہ سب اسے مل جائیں زیادہ دور نہ گئے ہو اس کی نہ ختم ہونے والی سوچیں اور پھر دعائیں ساتھ ساتھ جاری تھیں اس نے دیکھا کہ سارا علاقہ سنسان پڑا ہے بھاگنے کی وجہ سے اس کا سانس پھولنے لگا اس کی ٹانگوں میں گلٹ پڑ گئے اسے اپنی زنگدی بچانے کے لیے بھاگنا تھا پر اس کی زندگی تو احمر تھا وہ کہاں ہے وہ دل میں سب کے خیر خیریت سے مل جانے کی دعائیں کرتے انہیں آوازیں لگانے لگی کہ اسے شام کے ختم ہوتے سائے میں تھوڑی دور اپنی گاڑی نظر آئی وہ پاگلوں کی طرح احمر احمر چلاتے ہوئے اسے آوازیں دینے لگی اسے اپنی ٹوٹ جانے والی جوتی کا بھی خیال نہ رہا جو کہ بہت زیادہ بھاگنے پر ٹوٹ چکی تھی وہ جو اپنے دل میں چور احمر کے لیے پیار ہونے کی وجہ سے اس کا نام لینے سے بھی شرماتی تھی احمر اس اس یا پھر ان کہہ کر پکارتی تھی جس پر شہابہ اور ماذیہ اسے چھیڑتی تھیں ایسی کوئی بات نہیں ہے کہہ کر وہ ان کو چپ کروا دیتی تھی پر اس وقت اسے احمر ہی اپنا لگا کہ وہ ماذیہ حسن زیب اقوس کسی کے بجائے صرف اسی کو آوازیں دیئے جا رہی تھی اس کے آنسو تھمنے کا نام نہ لے رہے تھے۔ کہ احمر بھی اسے چھوڑ کر چلا آیا اسے کبھی زینب کی کمی محسوس نہ ہوئی یہ نیلے رنگ کے ٹمکنے کیا چیز ہیں پہلے وہ اکیلی تھی پھر وہ

اس بات سے آگاہ تھی کہ جو کرنا ہے اس کو کرنا ہے ویسے بھی جب موت دکھائی دیتے لگے تو انسان آخری حد بھی پھلانگ گزرتا ہے مگر اب جبکہ اپنے سامنے دکھائی دینے کی امید جاگی تو وہ ہمت کھونے لگی جیسے کہ وہ اسے سمیٹ لیں گے وہ جتنا اونچا چیخ سکنے کی طاقت رکھتی تھی وہ چیخی اور چلائی احمر۔

ان انسان نما ڈھانچوں کے قریب آجانے پر ان سب نے اپنے اللہ تعالٰی کو یاد کیا مالک بچالے ماذیہ نے کہا جان بچانے کا ایک ہی ذریعہ ہے وہ ہے یہاں سے بھاگ جائیں روتے ہوئے اس نے ٹوٹے پھوٹے الفاظوں میں کہا۔

کہاں جائیں۔ گے چاروں طرف تو ان کا علاقہ ہے اقوس کے کہنے پر سب اپنی موت کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ رہے تھے پر اپنے آپ کو بچانے سے قاصر تھے احمر کی نگاہ پھر سے زینب پر پڑی تو وہ الجھن زدہ لہجے میں اس سے کہنے لگا۔

تمہیں موت سے ڈر نہیں لگتا اتنی پرسکون ہو کر بیٹھی ہو تمہیں تو بہت سی دعائیں آتی ہیں پڑھتی کیوں نہیں ہو زینب ہلکا سا مسکرائی

زندگی تو موت کا دوسرا نام ہے ویسے بھی جب تم میرے ساتھ ہو تو موت کا بھی اپنا مزہ ہے احمر نے زینب کو عجیب سی نظروں سے دیکھا یہ میری زینب تو نہیں کہہ تو یہ بھی ٹھیک رہی ہے اپنی طرف سے تو ہر کوشش کرلی پر شاید موت مقدر میں لکھی ہے تو اس سے کیا ڈرنا یہ سوچ کر اس نے سامنے سے آنے اڈھڑی چمڑی والوں کو دیکھا ان کی گاڑی کے گرد گھیرا تنگ کرنے کی وجہ سے گاڑی کو جھٹکے لگنے لگے اور یہ سب جانتے تو تھے کہ آگے کنواں پیچھے کھائی والا مقولا اس وقت ان پر پورا اترتا ہے مگر زندگی بچانے کو یہ گاڑی سے کودے بھاگتے ہوئے انہیں احمر احمر کی آوازیں سنائی دیں۔ احمر نے سوچا شاید یہ میرا وہم ہے زینب تو میرے ساتھ ہے دوسرا وہ تو میرا نام بھی نہیں لیتی پر یہ زینب کی ہی آواز تھی اسے ایسا لگا جیسے کہ زمین نے اس کے قدموں کو جکڑ لیا ہو وہ گرتے گرتے بچا اپنے قدموں کو زمین کی جکڑ سے آزاد کرانے کی کوشش کی پر بے سود رہا۔

احمر کیا ہوا۔ جلدی کرو اقوس نے بھاگتے ہوئے رک کر احمر کی طرف دیکھا جو کہ اپنی جگہ پر کھڑا تھا۔ ہلنے جلنے کی بہت کوشش کررہا تھا پر اپنی جگہ سے قدم نہ اٹھا سکا۔

احمر وہ قریب آرہے ہیں جلدی کرو حسن نے چلا کر کہا پتہ نہیں مجھے کیا ہوگیا ہے میرے پاؤں نہیں ہل رہے ہیں وہ پوری قوت لگا کر اپنے آپکو چھڑانا چاہتا تھا جس سے کہ اس کا پورا چہرہ سرخ ہوگیا۔

تم سب جاؤ زینب کا دھیان رکھنا۔

نہیں ہم تمہیں چھوڑ کر نہیں جائیں گے ماذیہ نے روتے ہوئے احمر کی طرف بڑھی زینب تم جاؤ دفع ہو جاؤ تم سب جاؤ جاتے کیوں نہیں احمر نے بے بسی سے ان کی طرف دیکھا اور اس کی آنکھیں بھیگ گئیں اس نے اپنے پاس کھڑی زینب کا ہاتھ تھام کر اسے آگے کی طرف دھکیلا۔ جہاں اس کے باقی سب دوستوں کی آنکھوں میں بھی نمی چمک رہی تھی کہ اسے ایسے لگا کہ جیسے کہ زینب نے اس کا ہاتھ تھام لیا ہو اسے چھوڑنا نہ چاہتی ہو تم اپنے آپ کو بچاؤ میری فکر چھوڑ دو تم جاتی کیوں نہیں دفع ہو جاؤ۔ مجھے تم سے نفرت ہے تم سمجھی احمر نے بے بسی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ پر یہ کیا اس کے ہاتھوں میں دبے زینب کے ہاتھ تبدیل ہوگئے اب وہاں زینب کی بجائے ماہ کھڑی تھی اور پھر وہ بھی تبدیل ہو کر ڈھانچے کی شکل اختیار کرگئی احمر کا دل حلق میں آگیا تم۔۔تم یہاں ہو تو زینب کہاں ہے ماہ زوردار قہقہہ لگا کر ہنسی میں نے اسے ماردیا ہے تم میرے ہو میرے ہی رہو گے ماذیہ جو احمر کی طرف بڑھ رہی تھی

یکدم رک گئی وہ پھٹی پھٹی نظروں سے زینب کو ماہ اور پھر ڈھانچے میں تبدیل ہوتے دیکھ رہی تھی اسے رونا بھول چکا تھا ماہ جو کہ اب ڈھانچے میں تبدیل ہو چکی تھی احمر کے پاس کھڑی اسے بولی۔

اب میں تمہیں اپنی دنیا میں لے جاؤں گی وہ تمام لوگ جوان کی طرف بڑھ رہے تھے ماہ کو احمر کے ساتھ دیکھ کر رک گئے جیسے کہ پہلے ایک کا شکار کر لیں انہوں نے کہاں جانا ہے ماہ نے اپنے ناخن جو کہ تیز آری کی طرح کے دندانے والے تھے احمر کی طرف بڑھائے تھے کہ یکدم وہ زینب کے روپ میں دوبارہ سے آگئی احمر احمر کو سامنے بھاگتی ہوئی اپنی طرف آتی ہوئی زینب دکھائی دی باقی سب بہت خوش ہو گئے ماہ تو کہہ رہی تھی کہ اس نے زینب کو مار دیا ہے یہ تو زندہ ہے زینب نے احمر کے ساتھ کھڑی دوسری زینب کو دیکھا تو پریشان ہوگئی

یہ کون ہے

احمر نے خوشی سے کہا میری زینب آگئی ہے۔

زینب یہ ماہ ہے جو کہ تمہاری شکل میں ہمارے ساتھ سفر کر رہی تھی ماہ اپنی شکل میں آتے ہوئے بولی میں اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گی ماہ تم ماہ کو اپنی اصل حالت میں دیکھ کر زینب کو جھٹکا لگا ماہ اور اس کے تمام ساتھی ایک بار پھر انکی طرف بڑھنے لگے ماہ نے احمر کی گردن دبوچ لی۔ وہ ہل نہ سکتا تھا تڑپنے لگا زینب بھاگ کر احمر کے پاس آگئی۔ احمر کا بازو تھام کر اونچا اونچا آیت الکرسی پڑھنے لگی ماہ سمیت سب غائب ہو گئے اور احمر کے پاؤں کھل گئے اب وہ آزاد تھا

سب اگر زندگی چاہتے ہو تو جتنا ہو سکتا ہے آیت الکرسی یا سورہ خلق اور ناس پڑھو زیب کہاں ہے۔ باری باری ایک۔ ایک کو دیکھتے ہوئے زینب نے پوچھا ۔اور بت بنی ماذیہ کو ہلایا

زیب کہاں ہے تم سب بولتے کیوں نہیں

وہ اب انسان نہیں رہا

کیا کہہ رہی ہو اقوس نے کہا

ہاں میں نے اسے سب کے ساتھ غائب ہوتے ہوئے دیکھا ہے

ماذیہ کے کہنے پر سب کو سانپ سونگھ گیا

تو کیا ہم دو ڈھانچوں کے ساتھ سفر کر رہے تھے میرے خدایا اقوس نے سینے پر ہاتھ رکھ کر سن ہو کر کہا۔

رات گہری ہو رہی ہے یہاں سے نکلنا چاہئے حسن کے کہنے پر سب ہوش میں آگئے ہمیں یہاں سے بھاگنا چاہیے۔ یہ سب بھاگنے لگے کہ احمر نے کہا۔ ایک منٹ گاڑی چیک کر لینے میں کیا حرج ہے کیا پتہ زیب نے جان بوجھ کر روکی ہو۔

ہاں۔ ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو ماذیہ کے چہرے پر زندگی کی رمق دکھائی دی احمر نے جا کر جلدی سے گاڑی سٹارٹ کی تو وہ سٹارٹ ہوئی۔

جلدی بیٹھو یہاں سے نکلیں حسن کے کہنے پر یہ سب ایک بار پھر سے گاڑی میں سوار ہو گئے اور یہ گاڑی اس بار اپنے سواروں کی زندگی کے لیے کوٹ جناں کی حدود کو ختم کرنے کو چل پڑی۔

رات کا اندھیرا گہرا ہو چکا تھا۔ ہر طرف موت کا سناٹا تھا کہیں کہیں جھینگروں کے بولنے یا مینڈکوں کے ٹرٹرانے کی آواز رات کے اندھیرے میں خوف کے احساس کو مزید بڑھا رہی تھی یہ سب خاموش بیٹھے اب کیا ہوگا کو سوچ رہے تھے گاڑی فل سپیڈ سے رواں دواں تھی وہ سڑک جو آتے ہوئے بالکل صاف اور پکی تھی اس وقت ٹوٹی ہوئی اور پتھریلی ہو چکی تھی جس کی وجہ سے جھٹکوں پر جھٹکے لگ رہے تھے پر یہ گاڑی اپنے مالک کے حکم کی تابع چلے جا رہی تھی

شکر ہے ہم نے کافی راستہ طے کر لیا ہے بس اس کوٹ جناں کی حدود سے کسی طرح باہر نکل سکیں ماذیہ کے کہنے پر گاڑی میں چھایا ہوا سکوت ٹوٹ گیا۔

باہر کتنی خاموشی ہے جیسے کہ کچھ دیر پہلے ہمارے

ساتھ کچھ ہوا ہی نہ ہو حسن نے کہا۔

یہ خاموشی کسی طوفان کا پیش خیمہ بھی تو ہو سکتی ہے اقوس نے اظہار خیال کیا۔

رب سے خیر مانگو شب ٹھیک کہتی تھی جب بھی بولو گے فضول ہی بولو گے آخر میں ماذیہ کی آواز رندھ گئی۔

مجھے تو ڈر لگ رہا ہے زینب نے اپنی سوچ سے انہیں آگاہ کیا۔

تم تو ہم سے بھی زیادہ بہادر ہو لٹل گرل چھوٹی لڑکی۔اقوس نے اسے سراہا تا کہ اس میں ہمت کم نہ ہو۔اسی باتوں کے دوران ٹپ ٹپ کی آواز کے ساتھ بارش کی ننھی ننھی بوندیں ونڈ سکرین پر گر کر شور مچانے لگیں۔

ارے اس بارش کو بھی ابھی ہونا تھا پہلے ہی راستہ اتنا خراب ہے اوپر سے پھسلن ہو جائے گی احمر بڑبڑا کر رہ گیا احمر کو ایسا محسوس ہوا کہ جیسے نیلے رنگ کے ٹمکنے ان کی طرف بڑھ رہے ہوں پر وہ خاموش رہا۔اس کی یہ سوچ تھی کہ یہ بات دوسروں کو بتا کر مزید پریشان نہیں کرنا چاہیے اس نے گاڑی کی سپیڈ تھوڑا اور بڑھا دی۔

احمر وہ دیکھو ماذیہ نے گاڑی چلاتے ہوئے احمر کا کندھا زوردار طریقے سے ہلا کر اسے دور سے نظر آتے نیلے رنگ کے ٹمکنوں کی طرف اس کی توجہ دلائی وہ جو اس کے لیے تیار نہ تھا زور سے کندھا ہلانے کی وجہ سے اسکا ہاتھ اسٹیرنگ پر سے ڈھیلا پڑ گیا۔اور پھسلن کی وجہ سے گاڑی درخت سے جا ٹکرائی ٹکر اتنی زوردار تھی کہ اندر بیٹھے سارے افراد ہل کر رہ گئے کچھ دیر بعد جب ہوا س قابو میں آئے تو احمر نے دو تین مرتبہ گاڑی سٹارٹ کرنے کی کوشش کی لیکن وہ سٹارٹ نہ ہوئی۔

کی ہوا۔اقوس نے سوال کیا

چل نہیں رہی احمر نے جواب دیا۔

الو کی پٹھی کیا ضرورت تھی اتنا زور سے کندھا ہلانے کی وہ اندھا ہے جو اسے نظر نہیں آ رہا اب گاڑی چل ہی نہیں رہی حسن نے ماتھے پر لاتعداد شکنوں کا جال بنا کر ماذیہ پر چڑھائی کر دی

دیکھتے ہی دیکھتے وہ نیلے رنگ کے ٹمکنے تیزی سے ان کی طرف بڑھنے لگے

احمر جلدی کرو زینب چیخی

نہیں چل رہی تو اس کو چھوڑو بھاگو ماذیہ کے کہنے پر یہ سب بغیر سوچے سمجھے بھاگنے لگے۔

رک جاؤ سب رک جاؤ۔اقوس نے اونچی آواز میں سب کو پکارا۔سب جو بھاگ رہے تھے اپنی جگہ پر رک گئے

اب کیا ہے۔حسن نے پوچھا۔

دیکھو نیلی روشنی اب نظر نہیں آ رہی ہے ہمارے پاس تھوڑا وقت ہے ہمیں ایک ساتھ رہنا چاہیے۔

ہاں اقوس ٹھیک کہہ رہا ہے

زینب اپنی جان کی پرواہ کرو اس بیگ کو تو دفع کرو اگر بچ گئے تو میں تمہیں ایسے دس بیگ لے دوں گا اقوس نے زینب سے کہا۔

نہیں اس میں تعویذ ہیں۔ارے ہاں مجھے تو یاد نہیں رہا اس میں باباجی کا دیا ہوا تعویذ اور دم کیا ہوا پانی ہے زینب نے یاد آنے پر سب کی طرف دیکھ کر کہا۔

پر یہ ایک تعویذ ہم سب کی حفاظت کیسے کر سکتا ہے حسن نے سوال کیا۔

کیوں نہ ایسا کریں کہ ریل گاڑی کے ڈبوں کی طرح ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر ایک لائن میں چلیں تا کہ کوئی دوسرے سے بچھڑ نہ پائے اور مصیبت کے وقت دوسرے کی جتنی ہو سکے مدد کریں حسن کے کہنے پر سب نے ہاں میں سر ہلا کر اپنی طرف سے رضامندی کا اظہار کیا

سب سے آگے کون رہے گا سب خاموش رہے

جلدی بولو ٹائم کم ہے وہ کسی وقت بھی آ سکتے ہیں مجھے تو لگ رہا ہے وہ ہمارے خوف کو بڑھا کر ہماری ہمت کم کرنا چاہتے ہیں احمر نے اظہار خیال کیا ہاں

احمر ٹھیک کہہ رہا ہے اقوس نے کہا جب کوئی آگے نہ آیا تو احمر کہنے لگا۔

حسن میں آگے رہنے کو تیار ہوں میرے ساتھ ماذیہ اس کے ساتھ تم تمہارے ساتھ زینب اور آخر میں اقوس رہے گا ٹھیک ہے احمر نے سوچ کر لائن ترتیب دی

احمر ایک منٹ میں شب زینب اور ان کے ساتھیوں کو آواز دے کر ان کے ساتھ ہی چلا جاتا ہوں تا کہ انہیں مجھے مارنے میں مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے اقوس آخر میں رہے گا اقوس نے غصہ سے احمر کی نقل اتاری میں آخر میں نہیں رہنے والا اقوس نے بدلحاظی سے کہا

اقوس اسے لیے میں سب سے آگے کھڑا ہوا ہوں تا کہ کوئی مجھے الزام نہ دے کہ یہ دونوں لڑکیاں ہیں ان کا درمیان میں رہنا بہتر ہے اور آخر میں تم دونوں میں سے ہی کوئی رہے گا اب جلدی فیصلہ کرو ویسے بھی ہم جتنے آرام سے کھڑے ہیں وہ آسانی سے ہمیں شکار کر لیں گے

اقوس نے سب کی طرف دیکھا اور بے بسی جھلکتی ہوئی مسکراہٹ سے کہا

زندگی کسے پیاری نہیں ہوتی میں کچھ دیر کے لیے خوفزدہ ہو کر خود غرض ہو گیا تھا پر موت تو ایک دن آنی ہی ہے تو پھر اپنے دوستوں کے لیے کیوں نہیں اپنے دوستوں کے لیے تو جان بھی حاضر ہے چلو احمر میں پیچھے رہنے کو تیار ہوں چل اب جلدی کر اور یہ سب ریل گاڑی کے ڈبوں کی طرح ہاتھ میں ہاتھ ڈالے اونچے نیچے راستوں پر چل پڑے لائین کی حفاظت کے طور پر پوٹلی میں سے تعویذ نکال کر زینب نے احمر کو دے دیا۔

کچھ بھی ہو جائے ہاتھوں کی بنی زنجیر مت توڑنا ہم سب کو بہت ہمت سے کام لینا ہوگا احمر بار بار ایک ہی بات سب سے کہے جا رہا تھا تا کہ سب میں ہمت تازہ رہے زینب کی یہ سوچ تھی کہ احمر جو سب سے آگے ہے تو تعویذ بھی اسی کے ہاتھ میں ہونا چاہیے تا کہ اس کا اثر سب پر ہو سب نے ہاتھوں کی زنجیر جو بنا رکھی تھی

جلدی کرو پریشان مت ہونا اللہ کی طاقت ہمارے ساتھ ہے سب نے ایک دوسرے کا ہاتھ تھام رکھا ہے جس کی وجہ سے تعویز کی طاقت کا اثر سب پر ہو رہا ہے ہاتھ نہ چھوڑنا ورنہ اس کا اثر زائل نہ ہو جائے

کچھ باتوں کی گردان بار بار کرتا احمر اپنے دوستوں کے ساتھ اونچے نیچے کھڑے پتھریلے راستوں پر بڑی مشکل سے چلے جا رہا تھا بارش تیز ہونے کی وجہ سے پھسلن زیادہ ہو چکی ہے ہمیں اب کوئی ٹھکانہ ڈھونڈنا چاہیے تا کہ بارش تھمنے تک ہم وہاں رک سکیں

اقوس نے اپنی سوچ سے زینب کو آگاہ کیا

ہاں کہہ تو تم بھی ٹھیک رہے ہو میرے تو پاؤں میں درد شروع ہو چکا ہے

پر وہ دیکھو وہ سامنے۔۔۔

کیا کہاں حسن چیخا۔

وہ دائیں طرف درخت کے آگے بنی چھوٹی سی جھونپڑی ماذیہ کی خوشی سے کہنے پر سب نے اسی طرف دیکھا

ارے ہاں شاباش میری تو نظر ہی اس طرف نہیں پڑی احمر نے خوش ہو کر ماذیہ کی طاقت بڑھانے کو اسے سراہا چلو جلدی کرو بس دھیان رکھنا ہاتھوں کی بنی زنجیر تو ٹنے نہ پائے احمر کے کہنے پر انکے ست پڑتے قدموں میں زندگی کی لہر دوڑ گئی رات کا گہرا اندھیرا بارش کے برستے پانی کی ٹپ ٹپ اور ان کے

قدموں کی چاپ عجیب ڈراؤنی آواز پیدا کر رہی تھی زندگی کی تلاش میں تھکاوٹ سے بھرپور مگر پھر بھی نہ رکتے انکے قدم چلے جار ہے تھے کہ حسن کو اپنے دائیں اور بائیں اگی ہوئی جھاڑیوں میں سے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا اس نے چلتے چلتے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہاں اسے نیلی رنگ کی بے شمار چھوٹی بستیاں نظر آئیں احمر وہ سب ہمارا پیچھا کر رہے ہیں جلدی کرو اور غیر ارادی طور پر سب کی گردنیں پیچھے کو مڑی اور سب نے اس نیلی روشنی کو دیکھا اور یہ دیکھنے کی دیر تھی کہ ان سب میں کھلبلی مچ گئی ہر کوئی جلد سے جلد جھونپڑی میں پہنچ جانا چاہتا تھا پھسلن زیادہ تھی چہرے پر پانی کے چھپڑے پڑ رہے تھے رات کا اندھیرا جس میں کچھ واضح نظر بھی نہ آرہا تھا زنیب کے بیگ میں موجود چھوٹی سی واحد ٹارچ جو وہ نکلتے ہوئے بیگ میں رکھلائی تھی گھر سے نکلتے وقت اس کے ذہن میں جو جو آرہا تھا وہ رکھتی جارہی تھی تب تو وہ یہ چیز بے مقصد معلوم ہو رہی تھی پر وہ سوچ رہی تھی کہ کیا پتہ ضرورت پڑ جائے اور اب واقعی اسے بلکہ ان سب کو اس کی لائی بے مقصد چیزوں کی ضرورت پڑ رہی تھی اگر اس واحد ٹارچ کے سیل بھی ختم ہو گئے تو ہم کیا کریں گے اقوس نے سنبھل کر قدم اٹھاتے ہوئے سوال کیا

پھر جو اللہ چاہے گا وہی ہوگا۔ زینب نے سب کچھ اللہ پر چھوڑ دیا۔ بغیر دروازے والی جھونپڑی کے اندر جیسے ہی احمر داخل ہوا تو ماذیہ اونچی نیچی زمین ہونے کی وجہ سے کچھ جلدی میں اپنا بیلنس قائم نہ رکھ سکی جس سے اس کا ہاتھ احمر اور حسن کے ہاتھوں میں سے چھوٹ گیا۔ وہ زمین پر اوندھے منہ گر پڑی جس سے ہاتھوں کی بنی لڑی ٹوٹ گئی حسن جو کہ پیچھے آرہا تھا اس نے جلدی سے ماذیہ کو اٹھایا اور اندر کی طرف بڑھ گیا زینب کو اپنے سے چند قدم کے فاصلے پر زیب دیکھائی دیا۔ جس کے چہرے پر آنکھوں کی جگہ گڑھے پڑے تھے جس میں سے نیلی روشنی چنگاریوں کی صورت نکل رہی تھی اس کے چہرے پر جا بجا گہری خراشیں پڑی تھیں اسکا جسم کٹا پھٹا تھا جس سے اندر کا گوشت صاف نظر آرہا تھا اور کہیں کہیں سے اس کا ڈھر نوچا گیا تھا جو کہ رات کے اندھیرے میں واضح نظر نہ آتے ہوئے بھی ہیبت ناک منظر پیش کر رہا تھا زینب کو اپنی موت صاف دکھائی دے رہی تھی جس سے وہ حواس باختہ ہو گیا۔ وہ جھونپڑی میں جانے کے بجائے وہی جمی رہی زینب جلدی کرو زنیب اٹھ جاؤ ماذیہ اور حسن چیخ پڑے جبکہ احمر ان دونوں کو پیچھے دھکیلتا ہوا انکے درمیان میں سے جگہ بناتا ہوا زینب کو لینے باہر بھاگا احمر اپنی جان کی پروا کیے بغیر جیسے ہی باہر نکلا اس سے پہلے ہی اقوس جو کہ خود بھی حواس باختہ ہو چکا تھا۔ نے زیب کے پتلے نوکیلے لمبے ناخنوں کو زینب سے محض ایک انچ کے فاصلے پر اور بت بنی زنیب کو دیکھا اور لمحے کے ہزارویں حصہ میں فیصلہ کرتا اس نے زینب کو زور کا دھکا دیا جس سے وہ باہر زینب کو بچانے آتے احمر پر گری ہوئی احمر نے اسے بازوؤں میں بھر کر گرنے سے بچایا اور اسے چھوڑ کر اقوس کو لینے جیسے ہی مڑا

اکی۔(اقوس) میں آرہا۔۔۔اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی اقوس کی دلخراش چیخ میں باقی سب کی چیخیں بھی شامل ہو گئیں۔اس سے آگے کیا ہوا یہ جاننے کے لیے اگلا شمارہ ضرور پڑھیں۔

مایہ کال۔ آخری قسط

۔۔۔محمد وارث آصف واں بچھراں۔۔0335.7082008۔

اردگرد ویران پہاڑیوں میں موجود ایک بہت بڑا کشادہ غار تھا وہ غار اتنا کھلا تھا کہ اس میں تین آدمی اک ساتھ باآسانی بنا چھکے چل سکتے تھے سرخ اور بھورے پتھروں کو کاٹ کر غار کی شکل دی گئی تھی اردگرد پہاڑ ہی پہاڑ تھے اور کوئی بھی جاندار چیز نہ تھی غار کے آگے چل کر دائیں طرف مڑتا تھا اور پھر تھوڑا آگے جا کر ایک کشادہ کمرے میں تبدیل ہو جاتا تھا وہ کمرہ کافی بڑا تھا اور چورس تھا کمرے میں کسی بھی قسم کی نقش ونگاری یا دوسرا مواد استعمال نہیں کیا گیا تھا بلکہ چاروں طرف سرخ اور بھورے پتھر ہی ٹھوس شکل میں موجود تھے کمرے میں دیوار پر انسانی کھوپڑیاں رکھی ہوئی تھیں اور ان کے اوپر جل رہی تھیں جس سے پورا کمرہ روشن تھا کمرے میں دائیں جانب شیطان کا بھیانک بت رکھا ہوا تھا اس کے آگے ایک لمبا سا چبوترہ تھا جو کہ خون آلود تھا اور اس پر خون جما ہوا تھا چبوترے پر ایک نازک اندام خوبصورت سی لڑکی بندھی ہوئی تھی جس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے اور اس کی گردن کے نیچے ایک خون آلود کٹورا رکھا ہوا تھا لڑکی کے ساتھ ایک بیس بیس سالہ نوجوان کھڑا تھا جو شیطانی اشلوک پڑھنے میں مصروف تھا اس کے دائیں ہاتھ میں ایک ننگی تلوار جبکہ بائیں ہاتھ میں ایک خوبصورت سی سونے سے بنی ہوئی مورتی تھی جس کے نین ونقش ایک خوبصورت عورت کے تھے جس کے لمبے لمبے بال جسم پر ساڑھی ایک ہاتھ حکمانہ انداز میں اٹھا ہوا تھا۔لڑکی بھیانک انداز میں چیخ رہی تھی جس سے کمرے کے درودیوار گونج رہے تھے وہ لڑکی ہانیہ تھی اور وہ نوجوان مایہ کال تھا اور اس کے ہاتھ میں وہ مورتی تھی جس کے اندرونام جادوگر کی شکتیاں تھیں اس مورتی کے لیے مایہ کال نے عمران بن کر ہانیہ سے شادی کی جس کی ذہن میں اس مورتی کا راز دفن تھا اور اب وہ یہ راز پا کر اس مورتی کا مالک بن چکا تھا لیکن اس مورتی کو اس نے ہانیہ کے خون سے غسل دینا تھا جس کے بعد مورتی کی تمام شکتیاں مایہ کال کو مل جائیں اور وہ اس دنیا کا مالک بن جاتا۔خدا کے لیے مجھے چھوڑ دو عمران۔ مجھے چھوڑ دو میں تمہاری بیوی ہوں ہوش کرو تم پاگل تو نہیں ہو گئے ہو عمران۔تم یہ کیا کر رہے ہو میں تم سے پیار کرتی ہوں پلیز میرے ساتھ ایسا برتاؤ نہ کرو مجھے چھوڑ دو مجھے ڈر لگ رہا ہے اس منظر سے آؤ گھر چلتے ہیں۔ ہوش میں آؤ عمران۔وہ مسلسل روتے ہوئے اور بچوں کی طرح بلکتے ہوئے یہ الفاظ ادا کر رہی تھی اس کا منہ اترا ہوا تھا آنکھوں میں خوف اور دکھ کی گہری پرچھائیاں تھیں وہ مسلسل بے یقینی سے اپنے شوہر کو خود کو مارتا ہوا دیکھ رہی تھی اسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ اس کا شوہر جس سے وہ پیار کرتی ہے اور جس سے اس کی محبت کی شادی ہوئی ہے وہ اسے کتنی بے دردی سے سوتے ہوئے اسے بے دردی سے بالوں سے کھینچ کر اس بھیانک غار میں لایا ہے۔ایک سنسنی خیز اور ڈرؤانی کہانی۔

سعد سب سے پہلے اسی جگہ آیا جہاں کبھی وہ زیر تربیت تھا اور شیر محمد کی شکل میں ایک شفیق سایہ اسے رہنمائی دے رہا تھا اس کی ذہنی اور جسمانی ہو رہی تھی ساجد نے سچ کہا تھا اس نے مسجد اور دیگر علاقے کو پھر



سے آباد کیا ہے مسجد کی مرمت ہو چکی تھی اور اس میں جھاڑو دی ہوئی تھی اور ایسے لگتا تھا کہ جیسے اس مسجد میں باجماعت نماز ادا ہوتی ہے۔ اسنے مسجد میں آ کر دو رکعت نماز نفل شکرانہ ادا کی اور رب سے اپنی کامیابی کی دعا کی ساتھ میں اپنے استاد اور والدین کے ساتھ ساتھ نوشین کی مغفرت کی بھی دعا کی دعا کرنے کے بعد اس نے اردگرد ماحول کا جائزہ لیا۔ سب کچھ پھر سے آباد ہو چکا تھا۔ درختوں پر بہار لوٹ آئی تھی اور ان کی شاخیں اور ان پر موجود پتے اپنی زندگی کا اعلان کر رہے تھے مسجد کے ساتھ بہتا ہوا پانی کا نالہ ابھی اپنی تمام تر روانیوں کے ساتھ بہہ رہا تھا اردگرد ہری ہری گھاس آنکھوں کو تازگی بخش رہی تھی گھاس پر کھلے پیلے پیلے پھول بھلے لگ رہے تھے اور سعد کا ایسے لگ رہے تھے کہ جیسے وہ اس کی آمد کا انتظار کر رہے ہوں اور پھر اسے اپنے قریب پا کر خوشی سے جھوم رہے ہوں مسجد سے ملحقہ حجرہ بھی صاف ستھرا تھا اس میں کبھی اس کے استاد رہا کرتے تھے اور وہ ہر وقت حجرے کے دروازے پر موجود اپنے استاد کا حکم بجالانے کو بیٹھا ہوتا تھا وہ سب کچھ کتنا دل کش تھا کاش وہ دن لوٹ آتے اور پھر سے وہی سلسلہ شروع ہو جاتا سعد نے ٹھنڈی آہ بھر کر سوچا وہ کافی لمحے ماضی کی سنہری یادوں میں کھویا رہا اچانک اسے ساجد کا خیال آیا تو وہ چونک اٹھا اسے ساجد نے یہاں ملنے کو کہا تھا مگر ساجد یہاں نہیں تھا پہلے پہل تو اسے لگا کہ وہ شاید مسجد میں ہو گا مگر ادھر کسی بھی ذی روح کا نام ونشان نہ تھا سعد سوچ میں پڑ گیا اچانک اسے مایہ کال کا خیال آیا تو وہ تیزی سے اٹھا اور اسے لگا کہ ہو سکتا ہے کہ مایہ کال کو اس کی کامیابی کا علم ہو گیا ہو اور اس نے ساجد کو اٹھا لیا ہو یا اسے کوئی گزند نہ پہنچا دیا ہو سعد کے دل میں وسوسے اٹھے تو اس نے فوراً اپنی نورانی شکتیوں سے مدد لینے کا ارادہ کیا اور ایک ورد پڑھ کر آنکھیں بند کیں تھوڑی دیر بعد اسکے ذہن میں ایک فلم چلنے لگی جس میں اس نے ایک غار کو دیکھا اور اس غار میں اسنے ساجد کو آگ کی زنجیروں میں جکڑا ہوا زخمی حالت میں پایا جس کے منہ سے اذیت ناک چیخیں نکل رہی تھیں اور وہ درد سے بلبلا رہا تھا یہ دیکھ کر سعد کا خون کھول اٹھا۔ اس کا اندازہ درست تھا کہ ساجد کو مایہ کال نے ہی قابو کر لیا ہے اور وہ اسے اذیتیں دے دے کر مارنا چاہتا ہے اسے جلد سے جلد یہاں سے نکل کر ساجد کی مدد کرنا ہو گی اور اسے مایہ کال کی طرف سے دی گئیں اذیتوں سے نجات دلانی ہو گی اور اسے یہ کام ہانیہ کو بچانے سے پہلے کرنا ہو گا وہ تیزی سے اٹھا اور وہاں سے چل دیا چلتے چلتے اس نے ایک الوداعی نگاہ مسجد حجرہ اور جنگلات پر ڈالی جیسے اسے زندہ واپس نہ آنے کا یقین ہو اور پھر چند لمحے اس منظر سے آنکھیں بھرتا ہوا آنکھوں میں نمی لیے چل دیا۔ وہ سب سے پہلے اپنے گھر جانا چاہتا تھا وہ گھر جہاں وہ پیدا ہوا بڑا ہوا اور اس گھر میں جس میں وہ نوشین کے ساتھ رہا وہ اس گھر کو اور اس گھر میں چھپے ماضی کو ایک بار پھر دیکھنا چاہتا تھا اس کا دل اسے بار بار وہاں جانے پر مجبور کر رہا تھا جہاں اس کی محبت نوشین کی نشانیاں تھیں وہ تیزی سے ادھر کو ہولیا اور چلتا گیا۔ گھر کی طرف جانے والی گلیاں دیکھ کر اسے عجیب سی اپنائیت اور عجیب سی خوشی ہو رہی تھی یہ وہ گلیاں تھیں جن میں وہ کبھی نوشین کے ساتھ آیا تھا اس کے ساتھ کھیلا سب کچھ ویسا ہی تھا مگر مکیں بدل چکے تھے منظر بدل چکے تھے ایک حسین بہاریں لے کر وہ اس منظر میں ان گلیوں میں کھو سا گیا یہ سب اسے ایک حسین خواب کی مانند نظر آنے لگا وہ نہیں جانتا تھا کہ مایہ کال سے فیصلہ کن جنگ کے بعد کیا وہ زندہ بھی ہو گا یا نہیں اس لیے وہ دل کھول کر اور جی بھر کر اپنے ماضی کی سنہری یادوں میں خود کو ڈھالنا چاہتا تھا اپنے دل کا ہر ارمان خوب جی بھر کے پورا کرنا چاہتا تھا کیونکہ اسے اپنے مستقبل کا اندازہ نہیں تھا اسے نہیں معلوم تھا کہ تقدیر نے اس کی قسمت میں دوبارہ ادھر آنا لکھا بھی ہے یا نہیں اسلیے وہ کوئی بھی دقیقہ فروگذاشت نہیں رکھنا چاہتا تھا۔ چلتے چلتے وہ اپنے گھر کے دروازے پر آ گیا۔ دوپہر کا وقت تھا اور تمام گلیاں ویران تھیں اس لیے اسے ادھر آتا کسی نے نہیں دیکھا تھا وہ

اپنے دروازے کو غور سے دیکھنے لگا لکڑی کا بنا وہ عام سا دروازہ تھا اور کھلا ہوا تھا اس نے دروازے پر ہاتھ رکھ کر ہاتھ پھیرا اسے بہت خوشی ہوئی اس پر ہاتھ پھیر کر اور پھر وہ اندر داخل ہو گیا۔ تمام گھر صاف ستھرا پڑا تھا اور پورے صحن میں جھاڑو دی ہوئی تھی ذرا سے بھی گند کا نام ونشان نہ تھا یوں لگتا تھا کہ اس گھر کی کوئی بلا ناغہ صفائی کرتا ہے صحن میں موجود درخت ویسے ہی ہرے بھرے تھے اور پورا گھر ویسے کا ویسا ہی تھا جیسے وہ چھوڑ گیا تھا گھر کی ایک ایک چیز ویسی تھی اگر کچھ نہیں تھا تو اس کے والدین اور ماموں ممانی نہیں تھے وہ نہیں تھی جو اس کی کل کائنات تھی اس کی زندگی تھی اس کا سب کچھ تھی گھر میں داخل ہوتے ہی وہ ماضی میں کھو گیا۔ اور اسے ایسے لگا کہ جیسے ابھی نوشین کمرے سے نکلے گی اور بھاگ کر اس کے گلے لگ جائے گی اور اس سے شکوہ کرے گی کیونکہ تم دو منٹ لیٹ اائے ہو جانتے بھی ہو میں اگر تم کو ایک سیکنڈ بھی نہ دیکھوں تو دل گھبراتا ہے اور وہ اس کا ماتھا چوم کر کانوں کو ہاتھ لگائے گا اور معافی مانگے گا اور پھر وہ اسے چارپائی پر بٹھا کر اسے پانی دے گی اور ممانی حسب عادت ان کو ساتھ دیکھ کر نوشین کو پیار سے ڈانٹے گی اور بولے گی کہ اگر تمہاری باتیں ختم ہو گئی ہوں تو میری بات غور سے سن لو اور وہ دونوں شرمندہ ہو جائیں گے اس کے علاوہ رات کو وہ جان بوجھ کر سر درد کی شکایت کرے گا اور ممانی اس کا سر دبائے گی مگر وہ کہے گا کہ اسے آرام نہیں آیا تو کافی اس کا ناک پکڑ کر کھینچے گی اور کہے گی کہ اپنے ماموں کو سونے دے پھر نوشین تیرا سر دبا دے گی اور وہ خوش ہو جائے گا۔ ایسی کتنی ہی یادیں اس کے دماغ میں گھومنے لگیں اور وہ پرسکون ہوتا گیا۔ وہ تمام گھر میں گھومنے گا اور ایک ایک چیز کو اپنائیت سے دیکھتا گیا۔ اور اس میں کو خود کو ڈھاتا گیا گھر کی ہر ایک چیز میں نوشین کی یادیں بسی تھیں اس کا عکس بھرا تھا وہ اسے یاد کرتا گیا۔ اور من بہلاتا گیا۔ گھر پھرنے کے بعد وہ کمروں کی جانب بڑھا لکڑی کے دروازوں کا کنڈا چڑھا ہوا تھا اور تالہ نہیں لگا تھا اس نے سب سے پہلے ماموں والا کمرہ کھولا کمرے میں تمام چیزیں بکس چارپائیاں اور دیگر سامان قرینے سے رکھا ہوا تھا وہ تمام چیزوں کو غور سے دیکھنے لگا ہر چیز سے اس کا ماضی چھلک رہا تھا پھر وہ اپنے اور نوشین کے کمرے کی جانب بڑھا اور اس کمرے کی جانب بڑھتے ہوئے اس کے قدم ڈگمگانے لگے اس سے چلا نہ گیا نوشین کے بغیر سارا گھر اس کے دل کی طرح ویران تھا اجڑا ہوا تھا وہ ہمت پیدا کر کے کمرے کی جانب بڑھا مگر اس کا دل خون کے آنسو رونے لگا کمرے کا دروازہ کھول کر اس نے اندر دیکھا تو بند کمرے میں سے ایک مانوس سی خوشبو اس کے نتھنوں سے ٹکرائی دلفریب سے خوشبو جس میں نوشین کے جسم کا لمس شامل تھا اس کا دل اور دماغ اس خوشبو سے معطر ہو گیا اسے ایسے لگا کہ جیسے وہ اس کمرے میں موجود ہے اور اس کے جسم کی بھینی بھینی خوشبو آ رہی ہے وہ بے اختیار اندر بھاگا مگر اندر وہ نہیں تھی وہ بے اختیار اسے پاگلوں کی طرح ڈھونڈنے لگا اس کا خود پر کوئی اختیار نہ رہا اور وہ یہ سمجھنے لگا کہ جیسے نوشین اسے جان بوجھ کر تنگ کر رہی ہے وہ یہ بھول گیا کہ وہ تو اسے چھوڑ کر بہت دور چلی گئی ہے جہاں سے اس کا واپس آنا مشکل ہے نوشین نوشین وہ اسے پاگلوں کی طرح آوازیں دینے لگا اور پورا گھر چھاننے لگا وہ اس وقت بالکل بے خود ہو چکا تھا۔ اس کے زور زور سے چلانے کی آواز سن کر اس کے پڑوسی خادم حسین نے دیوار سے جھانکا تو اسے سعد نظر آیا۔ اتنے عرصہ بعد سعد کو زندہ دیکھ کر وہ بے حد خوش ہوئے اور تیزی سے سعد سے ملنے گھر میں آئے سعد کو بے خودی کے انداز میں نوشین کو پکارتا دیکھ کر وہ بھی آبدیدہ ہو گئے اور تیزی سے سعد کو پکارا سعد سعد۔ بچے سعد اس کی آواز سن کر عالم بے خودی سے واپس آیا اور دوڑ کر خادم حسین کے گلے لگ کر بے اختیار رونے لگا

خادم چاچا۔ دیکھو نا میں نوشین کو کتنی آوازیں دے چکا ہوں مگر وہ مجھ سے ناراض ہے شاید اس لیے مجھے آواز

نہیں دے رہی آپ ۔۔آپ پلیز اسے سمجھائیں نا کہ وہ مجھے مزید تنگ نہ کرے اور میرے سامنے آجائے پلیز اسے کہوناں ۔وہ بچوں کی طرح بلک بلک کر رونے لگا۔اور فریاد کرنے لگا مگر وہ اسے گلے لگا کر اسے صبر کرنے کی تلقین کرنے لگے اور اس کی پیٹھ تھپتھپانے لگے روتے روتے جب اس کے دل کی بھڑاس نکلنے لگی اا ور اس کا من ہلکا ہونے لگا تو پھر خادم حسین اسے اپنے گھر لے گئے اور اسے دیکھ کر ان کے بیوی بچے بھی خوش ہوئے اور آبدیدہ ہو گئے اس کے لیے کھانا بنایا گیا۔اور پھر وہ سب ماضی کی حسین یادوں میں کھو گئے وہ سہانے پل یاد کرنے لگے من میں کبھی سعد کے ماموں ممانی اا ور ماں باپ کے علاوہ نوشین بھی شامل تھی

بس بیٹا کیا بتاؤں تم کو تمہارے ہنستے بستے گھر کو کسی شیطان کی نظر لگ گئی اور اس نے ہنستا بستا گھر اجاڑ ڈالا مجھے یاد ہے تمہارے ممانی اور ماں کی وہ خون میں لت پت لاشیں اور تمہارے ماموں اور باپ کی بنا گوشت کے ہڈیاں کیسا ظالم تھا وہ جس نے ان کو اتنی بے رحمی سے قتل کیا ان کی اس دردناک موت سے پورا گاؤں کافی عرصہ سوگوار رہا۔خدا کی قسم میں نے اپنی پوری زندگی ایسا بیمانہ اور سفاک انداز میں ہونے والا قتل نہ دیکھا نہ سنا جیسا کہ اس ظالم نے کیا مجھے اگر وہ منظر یاد آتا ہے تو روٹی چھوٹ جاتی ہے ہم نے تیرے گھر والوں کے جانے کے بعد تیری آس اور امید کا دیا روشن رکھا ہمیں امید تھی کہ تم زندہ ہو اور کبھی نہ کبھی اس گھر کو واپس آ کر آباد کرو گے اس لیے ہم روزانہ تمہارے گھر کی صفائی کرتے تھے اور پوری دیکھ بھال کرتے تھے تم نے دیکھا ہوگا کہ اس گھر میں پڑی ایک ایک چیز صاف ستھری ہے اور گھر خالی ہونے کے باوجود بھی کسی کے رہنے کا گمان ہوتا ہے بس اب تم آ گئے ہو تو ہماری ذمہ داری ختم اور اب تمہاری شروع اب جلدی سے تم اس اجڑے ہوئے گھر کو آباد کرو اور پھر ہم تمہارے لیے ایک چاندسی بیوی لا کر تمہارا خاندان مکمل کریں گے دھیرے دھیرے تم سارے غم بھول جاؤ گے اور پھر سے نئی زندگی کے میلے میں کھو جاؤ گے نہیں۔

چاچا۔میری زندگی جس نے آباد کرنی تھی اور جس کے ساتھ میں نے سپنے دیکھے تھے وہ چلی گئی تو پھر اس کی جگہ میں کسی دوسری کو دل میں کیوں بساؤں جس کے ساتھ میں نے زندگی بھر ساتھ نبھانے کا وعدہ کیا تھا اسے چھوڑ کر کسی اور کا ساتھ کیوں لوں جس کو میں نے اپنی زندگی بنایا اسے کیسے بھول کر کسی اور کو لے آؤں یہ نہیں ہوسکتا۔ چاچا اس کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا نہ ہی میں نے اس کے علاوہ کسی اور سے شادی کرنی ہے۔بس میرے دل میں بھی وہ ہے اور تا زندگی وہ ہی رہے گی اور اس کو مارنے والا میری زندگی اجاڑنے والا ابھی زندہ ہے اس لیے میں نے سب سے پہلے اسے مارنا ہے اس کو مارنے کے بعد اگر زندگی نے وفا کی تو دیکھ لیں گے مگر فی الحال مجھے اپنے دشمن کو مارنا ہے۔

مگر بیٹا وہ تو ایک جادوگر ہے سادھو ہے کالی شکتی والا ہے تم اسے کیسے مارو گے اور تم اتنا عرصہ کہاں رہے۔

میرے یہاں سے جانے کے بعد میں بدل گیا ہوں چاچا میں اب وہ عام سا سعد نہیں رہا ہوں ایک شکتی شالی بن چکا ہوں ایک لاوہ بن چکا ہوں اور میں اپنے راستے میں آنے والے تمام دشمنوں کو جلا ڈالوں گا

مگر یہ سب کیسے ہوا سعد بیٹا۔کیا تم اتنا عرصہ۔۔۔

ہاں چاچا میں نے اتنا عرصہ طاقت حاصل کرنے اور اس سے لڑتے لڑتے گزارا ہے اور میں ادھر اس لیے آیا تھا کہ میں اس شیطان سے آخری معرکہ لڑنے جا رہا ہوں اس لیے نہ جانے کیا ہوا اپنا گھر الوداعی طور پر دیکھنے آ گیا مجھے اب چلنا ہوگا۔میرے لیے دعا کرنا کہ خدا مجھے کامیاب کرے وہ ان کو حیران و پریشان چھوڑ کر چلنے لگا تو خادم حسین کی بیوی جلدی سے اندر گئی اور ایک خون آلود دوپٹہ نکال کر اسے دیتے ہوئے بولی۔

سعد بیٹا یہ تیری ماں کی آخری نشانی ہے یہ خون آلود دوپٹہ جو مجھے اس دن ملا تھا میں نے اسے تم کو دینے کے لی سنبھال کر رکھ لیا۔ اسے لے لو اور ہاں قبرستان کے پرانے برگد کے درخت کے دائیں طرف جو چار قبریں ہیں وہ تمہارے اپنوں کی ہیں وہاں سے ہو کر جانا خدا تمہارا حامی و ناصر ہو دوپٹے اس نے کانپتے ہوئے لیا اور سینے سے لگا کر خوف رویا۔ اور پھر اس دوپٹہ کو گلے میں ڈال کر وہ وہاں سے چل دیا وہاں سے وہ قبرستان گیا اور قبروں پر آیا۔ تو اس کے سارے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے اور وہ خوب جی بھر رو یا رو رو کر جب وہ ہلکان ہو گیا تو اس نے وہاں پر مایہ کال کو مارنے کی قسم کھائی اور دوپٹے کو ماتھے پر باندھا اور پھر گھر آیا اس نے نوشین کے کپڑے بکس سے نکال کر قمیض کو سینے سے لگایا اور اسے چوم کر دوبارہ بکس میں ڈالا پھر اس کا دوپٹہ نکال کر ایک چھوٹی سی پٹی پھاڑی اور اسے بازو سے باندھ دیا۔ اور آنکھوں میں نمی لیے اپنے گھر کو الوداعی نگاہوں سے دیکھا اور فیصلہ کن جنگ کے لیے نکل کھڑا ہوا۔ وہ دونوں دوپٹے ہی اس کے ساتھی تھے اور مددگار تھے اس کے ذہن میں طوفان ابل رہے تھے اور وہ جلد سے جلد مایہ کال کو جہنم کی آگ کا ایندھن بنانا چاہتا تھا اس نے ہواؤں کو حکم دیا کہ مجھے اس جگہ لے چلیں جہاں ساجد کو مایہ کال نے آگ کی زنجیروں میں باندھ کر رکھا ہے ہواؤں نے اسے زمین سے اٹھایا اور اسی جگہ کی طرف لے اڑیں۔

اردگرد ویران پہاڑیوں میں موجود ایک بہت بڑا کشادہ غار تھا وہ غار اتنا کھلا تھا کہ اس میں تین آدمی اک ساتھ با آسانی بنا جھکے چل سکتے تھے سرخ اور بھورے پتھروں کو کاٹ کر غار کی شکل دی گئی تھی اردگرد پہاڑ ہی پہاڑ تھے اور کوئی بھی جاندار چیز نہ تھی غار کے آگے چل کر دائیں طرف مڑتا تھا اور پھر تھوڑا آگے جا کر ایک کشادہ کمرے میں تبدیل ہو جاتا تھا وہ کمرہ کافی بڑا تھا اور چورس تھا کمرے میں کسی بھی قسم کی نقش و نگاری یا دوسرا مواد استعمال نہیں کیا گیا تھا بلکہ چاروں طرف سرخ اور بھورے پتھر ہی ٹھوس شکل میں موجود تھے کمرے میں دیوار پر انسانی کھوپڑیاں رکھی ہوئی تھیں اور ان کے اوپر جل رہی تھیں جس سے پورا کمرہ روشن تھا کمرے میں دائیں جانب شیطان کا بھیانک بت رکھا ہوا تھا اس کے آگے ایک لمبا سا چبوترہ تھا جو کہ خون آلود تھا اور اس پر خون جما ہوا تھا چبوترے پر ایک نازک اندام خوبصورت سی لڑکی بندھی ہوئی تھی جس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے اور اس کی گردن کے نیچے ایک خون آلود کٹورا رکھا ہوا تھا لڑکی کے ساتھ ایک تیس بتیس سالہ نوجوان کھڑا تھا جو شیطانی اشلوک پڑھنے میں مصروف تھا اس کے دائیں ہاتھ میں ایک ننگی تلوار جبکہ بائیں ہاتھ میں ایک خوبصورت سی سونے سے بنی ہوئی مورتی تھی جس کے نین و نقش ایک خوبصورت عورت کے تھے جس کے لمبے لمبے بال جسم پر ساڑھی ایک ہاتھ حکمانہ انداز میں اٹھا ہوا تھا۔ لڑکی بھیانک انداز میں چیخ رہی تھی جس سے کمرے کے در و دیوار گونج رہے تھے وہ لڑکی ہانیہ تھی اور وہ نوجوان مایہ کال تھا اور اس کے ہاتھ میں وہ مورتی تھی جس کے اندر نامعلوم جادوگر کی شکتیاں تھیں اس مورتی کے لیے مایہ کال نے عمران بن کر ہانیہ سے شادی کی جس کی ذہن میں اس مورتی کا راز دفن تھا اور اب وہ یہ راز پا کر اس مورتی کا مالک بن چکا تھا لیکن اس مورتی کو اس نے ہانیہ کے خون سے غسل دینا تھا جس کے بعد مورتی کی تمام شکتیاں مایہ کال کو مل جائیں اور وہ اس دنیا کا مالک بن جاتا۔

خدا کے لیے مجھے چھوڑ دو عمران۔ مجھے چھوڑ دو میں تمہاری بیوی ہوں ہوش کرو تم پاگل تو نہیں ہو گئے ہو عمران۔ تم یہ کیا کر رہے ہو میں تم سے پیار کرتی ہوں پلیز میرے ساتھ ایسا برتاؤ نہ کرو مجھے چھوڑ دو مجھے ڈر لگ رہا ہے اس منظر سے آؤ گھر چلتے ہیں۔ ہوش میں آؤ عمران۔

وہ مسلسل روتے ہوئے اور بچوں کی طرح بلکتے ہوئے یہ الفاظ ادا کر رہی تھی اس کا منہ اترا ہوا تھا آنکھوں میں خوف اور دکھ کی گہری پرچھائیاں تھیں وہ مسلسل بے یقینی سے اپنے شوہر کو خود کو مارتا ہوا دیکھ رہی تھی اسے یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ اس کا شوہر جس سے وہ پیار کرتی ہے اور جس سے اس کی محبت کی شادی ہوئی ہے وہ اسے کتنی بے دردی سے سوتے ہوئے اسے بے دردی سے بالوں سے کھینچ کر اس بھیانک غار میں لایا ہے اور یہاں لا کر اسے باندھ کر ہاتھ میں تلوار لیے اسے ایسے دیکھ رہا تھا کہ جیسے وہ اسے مار ڈالے گا اس لیے وہ شدید خوفزدہ تھی اور التجائیں کر رہی تھی اسے لگ رہا تھا کہ اس کا شوہر اپنے ہوش کھو بیٹھا ہے اور اس کے ساتھ ایسے کر رہا ہے ورنہ وہ تو اس پر جان چھڑکتا تھا اور اسے ذرا سی تکلیف میں دیکھ کر آبدیدہ ہو جاتا تھا تو پھر یہ سب وہ کیسے کر سکتا تھا جس نے اسے کبھی ڈانٹا بھی نہ تھا وہ اسے اتنی بے دردی سے کیسے گھسیٹ کر اس بھیانک غار میں لاتا اور کیسے اسے مار سکتا تھا وہ اس پر حیران تھی اور مسلسل عمران کو ہوش میں آنے کو کہہ رہی تھی مگر عمران تو جیسے بت بنا ہوا تھا اس پر ہانیہ کی کسی بھی بات کا اثر نہیں ہو رہا تھا اس لیے وہ خوفزدہ تھی اسے لگ رہا تھا کہ عمران ہوش کھو بیٹھا ہے اس کی اس حالت پر ہانیہ نے دو انداز ے لگائے ایک یہ کہ وہ اس سے سنگین مذاق کر رہا ہے اور دوسرا ای کہ وہ واقعی میں اسے مارنا چاہتا ہے لیکن کیوں یہ اسے معلوم نہ تھا۔ اس کی آہ زاری بڑھنے لگی تو مایہ کال تنگ ہو گیا اور فلک شگاف چیخ مارتا ہوا بولا۔

چپ۔ چپ کر حرام زادی سر میں درد شروع ہو گیا ہے میرے

یہ۔۔ یہ تم کیا کر رہے ہو عمران ہوش میں آؤ میں ہانیہ ہوں تیری بیوی

خاموش ہو جا اور مت کہہ مجھے عمران میں کوئی عمران نہیں ہوں میں مایہ کال ہوں سنا تم نے وہ دھاڑا۔

نہیں ہو تم عمران ہو۔ میرا عمران۔ میرا شوہر وہ گڑگڑا کے بولی

نہیں ۔ وہ سب ڈھونگ تھا۔ ایک فریب تھا اس مورتی کو حاصل کرنے کے لیے جو میں نے رچایا تھا وہ سفاکانہ انداز میں مسکراتے ہوئے بولا تو ان الفاظوں کے تیر ہانیہ کے سر میں پیوست ہو گئے اور اس کی آنکھیں بے یقینی کے انداز میں کھل کر سائز میں بڑی ہو گئیں۔

دو۔ دھو۔ دھوکہ۔۔ کیسا دھوکہ عمران

میرے خیال میں مجھے تم کو ساری کہانی سے آگاہ کر دینا چاہیے ورنہ مرنے کے بعد تیری آتما بھٹکتی رہے گی۔ سنو ہانیہ میرا عمران نہیں ہے میرا نام مایہ کال ہے ار میں ایک سادھو ہوں ایک شیطان کا پجاری ہوں بچپن سے میرا ذہن سفاکانہ تھا رحم نام کی کوئی چیز میرے اندر نہ تھی مجھے لڑنا جھگڑنا پسند تھا میرے پتا ایک پجاری تھے اور میں ان کا اکلوتا بیٹا تھا میرے والد کے پاس کئی شکتیاں تھیں مجھے بھی ان شکتیوں کو حاصل کرنے اور دولت کمانے کا شوق تھا کیونکہ میں دیکھتا تھا کہ میرے پتا جس کو بھی دم اور تعویذ دیتے تھے وہ ان کو پیسے دیتا تھا مگر پتا جی ان پیسوں کو مندر کی اجانت کہتے اور مندر میں ہی خرچ کرتے یوں یہ پیسے جمع ہوتے ہوئے بہت سارے پیسے جمع ہو گئے پتا جی نے ان پیسوں سے مندر کے لیے زمین اور بڑا مندر بنانے کا ارادہ کیا میں کسی طرح سے یہ پیسے حاصل کرنا چاہتا تھا ایک دن میں نے منصوبہ بنایا اور رات کو چوری چھپے مندر میں آیا میں جانتا تھا کہ پیسے ایک بڑے صندوق میں ہوتے تھے جن کی چابی میں نے چرالی تھی مندر میں آ کر جیسے ہی میں نے تالا کھولا میرے والد آ گئے اور انہوں نے مجھے پکڑ لیا اور خوب مارا اور گھر سے نکال دیا میں وہاں سے نکل کر ایک سادھو کے پاس گیا اس سے درخواست کی مجھے اپنے جیسا بنا دے اس نے میری حوصلہ افزائی کی اور مجھے کالا جادو سکھا دیا۔ میں وہاں سے

رخصت ہو کر شہر آ گیا۔ اور یہاں جادو ٹونہ کرنے لگا رفتہ رفتہ میری شہرت ہوگئی اور میں امیر ہو گیا۔ مگر میرا دل نہ بھرا۔ میں کالی ماتا کے سیوکوں میں شامل ہو کر لوگوں کو بلی چڑھانے لگا میرے آقا نے میری سفاکی کو دیکھتے ہوئے مجھے اپنا نائب بنا دیا۔ اور مجھ سے کئی مشکل چلے کروائے اور انسانوں اور کتوں کا گوشت کھلایا میں تھوڑے ہی عرصہ میں کالی دنیا میں مقبول ہو گیا میرے آقا نے میری شادی اپنی بیٹی سے کر دی کچھ عرصہ بعد میرا آقا مر گیا۔ تو میں اس کی جگہ آ گیا۔ پھر میں وہاں سے شیطان کے پجاریوں میں شامل ہو گیا شیطان کے نائب نے میری صلاحیتیں بھانپ لیں اور اس نے مجھے کہا کہ اگر میں اپنی بیٹی اور بیوی کو بلی دوں تو وہ میری شیطان سے ملاقات کروا کے مجھے کئی شکتیاں دان کر سکتا ہے یوں میں نے اپنے پریوار کو بھی بلی چڑھا دیا۔ اور شیطان نے خوش ہو کر مجھے کئی شکتیاں دا نکیں اور میں شکتی دان بن گیا۔ اسی طرح میں نے کئی لوگوں کو بلی چڑھایا ایک دن مجھے معلوم ہوا کہ جادوگروں کے بادشاہ ونام کی ساری شکتیوں کی حامل ایک مورتی کہیں دفن ہے جس کا راز ایک لڑکی ہانیہ کو معلوم ہے میں نے تمہارا پتا معلوم کیا اور تمہارے کالج میں بھیس بدل کر داخلہ لے لیا مجھے میری شکتی نے بتلا دیا کہ وہ مورتی کا راز صرف اس بندے کو ملے گا جس سے تم اپنی مرضی سے شادی کرو گی اس لیے میں نے تم پر پیار کا جال پھینکا اور تمہاری سب سے عزیز سہیلی عفیفہ کو مار کر اپنی ایک داسی کو عفیفہ کا ہم شکل بنا کر تمہارے گرد جال سخت کر دیا اور تم کسی پکے ہوئے پھل کی طرح میری جھولی میں گر گئی اور تمہاری مجھ سے شادی ہوگئی شادی کے بعد تمہارے والدین سے مجھے خطرہ محسوس ہوا تو میں نے ان کو بھی مار دیا۔ مگر اس کم بخت نمرہ کو سب علم ہو گیا نمرہ میری داسی تھی اور اس کے ماں کے روپ میں بھی میری ایک داسی تھی نمرہ کے بھائی کو میں نے بلی چڑھایا تو وہ نمودار ہوگئی اس دن درخت کے نیچے وہ آ کر میری حقیقت بتانے ہی والی تھی کہ مجھے علم ہو گیا۔ اور میں نے اسے بھی مار دیا۔ اور پھر اس کے بعد ونام جادوگر نے تیرے دماغ کی گرہ کھول دی اور مجھے راز مل گیا میں نے مورتی حاصل کر لی مگر یہ مورتی اس وقت تک بے کار ہے جب تک اسے تیرے خون سے غسل نہ دیا جائے۔ اس لیے اب میں تم کو مار کر تمہارے خون سے اس کو غسل دوں گا اور پھر میں ساری دنیا پر حکومت کروں گا اب سمجھ میں آیا کچھ۔ ارے اس مقام پر آنے کے لیے میں نے اپنے پریوار کو بلی چڑھایا کیسی کیسی قربانی دی تب مجھے یہ مقام ملا ہے

ہانیہ نے یہ سنا تو اک چھناکا سا ہوا اور اس کا دل شیشے کی طرح ٹوٹ گیا۔ اسے اپنی سماعت پر یقین نہ آیا اسے یہ سب ایک محض خواب سا لگا وہ گمان بھی نہیں کر سکتی تھی کہ کوئی اسے اتنا بڑا دھوکہ بھی دے سکتا ہے اور وہ دھوکہ دینے والا وہی ہے جس سے اس نے ٹوٹ کر پیار کیا اور اس سے شادی کی چند لمحے تک تو وہ شاک کی کیفیت میں رہی اس کا دماغ سن ہو گیا۔ اسے لگا کہ وہ بہری اور گونگی ہوگئی ہے اس کے ماں باپ کو قتل کر دیا گیا۔ اس کی عزیز ترین دوست کو مار دیا گیا۔ اور اسے محض ایک مورتی کے لیے اس کے ساتھ اتنا بڑا کھلواڑ کیا اس کی آنکھیں چھم چھم برسنے لگیں اور دل خون کے آنسو رونے لگا کتنا بڑا دھوکہ ملا تھا اس کو محبت میں اس نے اس نے خالی خالی نظروں سے عمران کو دیکھا اور دل مضبوط کر کے بولی

تم عمران ہو یا مایہ کال مجھے اس سے کوئی فرق نہیں ہے مگر تم نے میرے ساتھ فریب کیا ہے میں اسے کبھی بھی نہیں بھولوں گی۔ اپنے والدین کا قتل تم کو معاف نہیں کروں گی یاد رکھنا عمران دریا ہمیشہ ایک طرف نہیں بہتے رخ بدلتے رہتے ہیں اور مجھے خدا پر یقین ہے کہ وہ میرا بدلہ میرے آنسوؤں کا حساب تم سے ضرور لے گا میں ایک کمزور عورت ہوں میں تمہارا بال بھی بیگا نہیں کر سکتی ہوں مگر وہ ذات سب سے افضل ہے وہ تم سے ضرور حساب

لے گی بے شک مجھے مار ڈالو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے میں نے اپنا بدلہ خدا پر چھوڑ دیا ہے اور وہی مجھ سے انصاف کرے گا۔۔

واہ ہانیہ واہ۔خوب۔۔ مجھے یہ انداز بہت پسند آیا ہے لیکن افسوس تم کو بچانے والا کوئی نہیں ہے نہ ہی کوئی پیدا ہوا ہے۔یہ شکتی کا کھیل ہے اور میں اب اس دنیا کا مالک بننے والا ہوں ہاہاہا۔۔ہاہاہا۔۔

وہ اسے قہقہے لگاتے ہوئے دیکھنے لگی۔اور بے بسی سے ہاتھ پاؤں ہلانے لگی مگر وہ اس کا کچھ نہیں کر سکتی تھی بس خدا سے دعا کر سکتی تھی اچانک اس کے ذہن کے کسی کونے میں اس رات والے نوجوان کا چہرہ آگیا۔جو اس رات اسے اس شیطان سے بچانے کے لیے آیا تھا اور اس نے ہانیہ کو مستقبل کے اشارے دیئے تھے اس کے ذہن میں وہ عکس ابھرنے لگا تو اس کی ہمت بندھنے لگی اسے نہ جانے کیوں یقین ہونے لگا کہ وہی ہے صرف وہی ہے جو اسے بچا سکتا ہے وہی خدا کی طرف سے اس کا وسیلہ ہے وہ ہی اسے مایہ کال سے بچائے گا اور اس کا بدلہ لینے میں اس کی مدد کرے گا۔اس کے ذہن میں غموں کی جگہ مسرت نے لے لی اور وہ بولی۔

تو بے شک جو کرتا جا مایہ کال لیکن تو یہ بھول گیا ہے کہ تیرا سرو ناش کرنے والا بھی اس دنیا میں ہے تو اسے بھول گیا ہے جو تیرا سب سے بڑا دشمن ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہی تجھے اسی طرح برباد کرے گا جیسے تو نے مجھے برباد کیا ہے۔یاد رکھنا وہ تجھے تیرے ارادوں میں کامیاب نہیں ہونے دے گا۔وہ برباد کر دے گا تجھے وہ زور سے دھاڑی تو مایہ کال کے چہرے پر ایک رنگ آیا اور اتر گیا۔وہ حیرانگی سے اسے تکنے لگا اسے ہانیہ کی طرف سے اس جواب کی توقع نہ تھی وہ غصہ میں آ گیا۔اور اس کا باز و گھما کر پوری قوت سے ہانیہ کے منہ پر پڑا جس سے اس کے خوبصورت چہرے پر نشان پڑ گیا اور اس کے منہ سے خون نکلنے لگا۔

کیوں اپنے انجام کرنے والے کا نام سن کر ڈر گئے ہو بزدل۔وہ بھپر کر بولی۔ارے مرد کا بچہ ہے تو اس سے مقابلہ کر کے دیکھ پھر میں تجھے مانوں گی کہ تو کتنا بڑا سادھو ہے ایک اکیلی عورت پر وہی ہاتھ اٹھاتا ہے جو بزدل ہوتا ہے۔

کمینی۔مایہ کال غصہ سے دھاڑا اور اس کے ہاتھ ہانیہ کے منہ کو لال کرنے لگے تھپڑوں کی بارش ہونے لگی ہانیہ چپ کر کے اس سے مار کھاتی رہی مگر وہ ڈری نہیں نجانے کیوں اسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ نوجوان اس شیطان کو مار دے گا اس لیے وہ اپنی مقتل گاہ میں اپنی موت کے سامنے شیر بن گئی تھی مایہ کال غصہ سے بپھرا ہوا تھا ہانیہ کو خوب مار کر اسے ہوش آیا تو اس نے سوچا کہ یہ عورت اسی طرح بھونکتی رہے گی اور اس کا سمے ضائع کرے گی اور وہ یہ جانتا تھا کہ سعد نے شکتیاں پالی ہیں اس سے پہلے کہ سعد ادھر آئے اسے ہانیہ کی بلی دینا ہوگی یہ سوچ کر اس نے تیزی سے بلی دینے والے اشلوک پڑھنے سے پہلے کہا۔

لے بلا لے اسے۔بلا لے۔میں بھی دیکھوں وہ کتنی شکتی والا ہے میں اب تجھے مارنے والا ہوں اگر تجھے کوئی بچا سکتا ہے تو بچا لے۔میں بھی دیکھوں کہ وہ کتنی شکتی والا ہے میں اب تجھے مارنے والا ہوں اگر تجھے کوئی بچا سکتا ہے تو بچا لے۔اس کے ساتھ ہی اس کے لب ہلنے لگے اور وہ اشلوک پڑھنے لگا۔تلوار کو اس نے ہوا میں بلند کیا اور ہانیہ پر تان لی۔ہانیہ کی ساری ہمت ہوا ہونے لگی اس کا دل ڈوبنے لگا اور موت کی پرچھائی اس کے چہرے پر چھانے لگی وہ بے بسی سے باہر والے راستے کو تکنے لگی اور دل ہی دل میں خدا کو مدد کے لیے پکارنے لگی مایہ کال کے بڑبڑانے میں تیزی آگئی وہ اسے کبھی بھی مار سکتا تھا بت کا خوفناک منہ اسے موت کا منہ لگنے لگا اور اسے لگا کہ جیسے وہ نہیں آئے گا۔اس کا بدلہ کوئی نہیں لے گا وہ ناامیدی کی موت مر جائے گی اور مایہ کال

کامیاب ہوجائے گا۔ دھیرے دھیرے اس کی تمام امیدیں دم توڑ گئیں۔ اور وہ موت کے خوف سے چیخنے لگی اور آہ زاری کرنے لگی اس کی چیخوں میں زور آتا گیا۔ اور پوری غار تھر کنے لگی وہ نہایت ہی بے بسی سے مایہ کال سے معافیاں مانگنے لگی۔ اور اسے یقین ہوگیا تھا کہ اب اس کی موت یقینی ہے اچانک مایہ کال نے اشلوک پڑھنا بند کردیا۔ اور اس پر پھونک مار کر شیطان کو سجدہ کیا اور پھر وہ تلوار بلند کر کے ہانیہ پر تولتے ہوئے بولا۔

میں نے تجھ سے کہا تھا ناں کہ میری پکڑ سے تجھے کوئی نہیں چھڑا سکتا۔ تو نے ایوی ای مفت میں موت سے پہلے خود کو مجھ سے مروا دیا اور درد سہا حالانکہ تجھے موت کا درد بھی سہنا تھا بہر حال چونکہ تو میری پتنی رہی ہو اس لیے میں تم پر اتنا احسان کرسکتا ہوں کہ تجھے آسان موت دوں اور میرا وعدہ ہے کہ تیری گردن ایک جھٹکے میں ہی تن سے جدا کردوں گا۔ تجھے صرف ہلکا سا درد ہوگا۔

مجھے معاف کردے عمران مجھے چھوڑ دے۔ میں تجھے اپنے والدین کا قتل بھی معاف کرتی ہوں سب کچھ تجھے معاف کردوں گی پلیز مجھے مت مارو میں نے تیرا کیا بگاڑا ہے وہ حلق پھاڑ کر گڑ گڑائی تو مایہ کال زور سے قہقہہ لگاتے ہوئے نفی میں سر ہلایا اور پھر اس نے شیطان کی جئے ہو کا نعرہ لگاتے ہوئے تلوار پوری قوت سے فضا میں بلند کی اور ایک جھٹکے سے ہانیہ کی گردن کا نشانہ لے کر مارنے لگا ہانیہ کے منہ سے ایک بھیانک چیخ اٹھی اور اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ اچانک کمرے میں گھنٹے کے بجنے کی آواز سنائی دی۔ ٹن۔ ٹن۔ اور پھر کمرے میں ایک طوفان سا نمودار ہوا۔ اور دیوار میں لگی تمام مشعلیں بجھ گئیں اور گھپ اندھیرا چھا گیا۔ اس اندھیرے میں مایہ کال نے آسمانی بجلی کڑکتی ہوئی دیکھی اور پھر ہر طرف بجلی کڑکنے لگی اور بجلی کے کڑکنے کی آواز سے در و دیوار گونج اٹھے گونج اتنی شدید تھی کہ ہانیہ کو اپنے کان کے پردے پھٹتے ہوئے محسوس ہوئے اس نے تیزی سے آنکھیں کھول کر کڑکتی بجلیوں کو دیکھا۔ جن کے خوف سے مایہ کال ادھر ادھر بھاگ رہا تھا اور بجلیاں اس کے پیچھے کڑک کر اس پر گر رہی تھیں اسے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہ آیا کہ وہ بچ گئی ہے ایک لمحے میں سارا کھیل بدل چکا تھا جہاں پہلے مایہ کال اس کی موت بنا کھڑا تھا اور وہ خود موت سے بچ رہا تھا۔ اور موت اس کے پیچھے تھی وہ کبھی ادھر بھاگتا۔ تو کبھی ادھر مگر وہ جہاں بھیجتا تا اچانک بجلی کڑکی اور اس کے اوپر گر جاتی اور اس کے منہ سے فلک شگاف چیخ نکلتی وہ درد سے بلبلا اٹھتا اور پھر سے پاگلوں کی طرح بھاگنے لگتا۔ ہانیہ کو یہ دیکھ کر بے پناہ مسرت ہوئی مایہ کال کو اذیت میں دیکھ کر اس کا سینہ ٹھنڈا ہونے لگا۔ اور مایہ وا سے وہ دھاڑی تو بجلیاں تیزی سے کڑکنے لگیں اور اس پر گرنے لگیں اور مایہ کال کی درد سے بھری ہوئی آہیں بلند ہونے لگیں اچانک اس نے بجلیوں کے کڑکنے کی روشنی میں کمرے کے دروازے پر ایک شخص کو کھڑے دیکھا ٹن ٹن کی آوازیں ابھی بھی آرہی تھیں ہانیہ نے دیکھا کہ اس انسان نے اپنے بازو پھیلا کر زور سے رانوں پر مارے تو اچانک دیوار میں کھڑی مشعلوں میں سے گیس کے شعلے کی طرح شعلے ابھرنے لگے اور پھر وہ شعلے پھر سے جل اٹھے ان شعلوں کی روشنی میں اس نے اپنے محسن کو دیکھا جس نے ایک خون آلود دوپٹے سے اپنا منہ چھپا رکھا تھا وہ اسے پہچان نہ سکی وہ تیزی سے اس کے قریب آیا اور اس کے ہاتھ اور پاؤں کی رسیاں کھولتے ہوئے بولا۔

تم ٹھیک ہو ناں۔ اور تمہارے منہ پر یہ زخم۔

کچھ نہیں ہیں یہ زخم مندمل ہوجائیں گے ہانیہ نے مایہ کو دیکھا جس کا وجود مکمل طور پر بجلی سے جل کر کالا سیاہ ہو چکا تھا۔

معاف کرنا مجھے ذرا سی دیر ہوگئی۔ دراصل س شیطان نے غار کے ارد گرد اتنا زبردست اور گہرا دائرہ کھینچ رکھا

تھا جس کو توڑتے ہوئے مجھے دیر ہوگئی ورنہ میں اسے تم پر ہاتھ نہ اٹھانے دیتا۔ اس نے وضاحت کی۔

یہ۔۔ یہ مر گیا ہے کیا۔

نہیں۔ یہ شیطان ایسے نہیں مرے گا اس کا جلا ہوا جسم جلد ہی اپنی اصل حالت میں آجائے گا اور یہ اٹھ کھڑا ہوگا مگر تم فکر مت کرو یہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

آپ کون ہیں۔ ہانیہ نے سوال کیا تو اس نے اپنے منہ سے خون آلود دوپٹہ ہٹا دیا اس کی صورت ہانیہ کو جانی پہچانی لگی اچانک اسے یاد آیا یہ تو اسی رات والا نوجوان ہے

آپ وہی ہیں نا جو اس رات۔

ہاں میں وہی ہوں میرا نام سعد ہے۔

آپ کہاں تھے اتنا عرصہ۔ جانتے ہیں اس ظالم نے میرے ساتھ کیا کچھ کیا وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور اس سے شکوہ کرنے لگی وہ شش و پنج میں پڑ گیا کہ ہانیہ کو چپ کیسے کرائے اور اسے دلاسہ کیسے دے اچانک روتے روتے اور شکوہ کرتے کرتے ہانیہ اس کو اپنا سہارا مجھ کر اس کے سینے سے لگ گئی تو وہ اپنی جگہ ساکت و جامد کھڑا رہ گیا۔ ہانیہ پر اسے نوشین کا گمان ہوا کیونکہ وہ بھی اس طرح اس کے سینے سے لگتی تھی اس نے ہاتھ اٹھایا اور پھر اس کا ہاتھ فضا میں ہی رک گیا وہ ہانیہ کے سر پر بھی ہاتھ رکھنے کی جسارت نہ کر سکا اور ہانیہ روتے ہوئے اسے ساری کہانی سنانے لگی جسے وہ پہلے سے ہی جانتا تھا۔ مگر اس نے ہانیہ کا دل نہ توڑا اور اس کا دل رکھنے کی خاطر وہ سنتا رہا۔ ہانی کو بھی پھر احساس ہوا کہ وہ کچھ غلط کر رہی ہے تو وہ تیزی سے پیچھے ہٹی سعد اس کا کچھ نہیں تھا مگر نجانے کیوں وہ اسے اپنا سا لگا۔ اور وہ اس کے قریب گئی تھی اس کا دل مارے خوف کے ابھی تک تیز تیز دھڑک رہا تھا اور اسے ٹھنڈے پسینے آرہے تھے وہ خود کو یقین دلانے کی سعی کر رہی تھی کہ وہ زندہ ہے مگر موت کی پرچھائی اس کے چہرے پر چھائی ہوئی تھی مایہ کال کا سڑا ہوا جسم اب تیزی سے اپنی اصل شکل میں واپس آرہا تھا۔ اس کے سڑے ہوئے گوشت میں پھر سے نیا گوشت بھر رہا تھا۔ اور پھر چند لمحوں میں ہی وہ پہلے والا مایہ کال بن کر تیزی سے اٹھا اور سعد کو خونخوار نگاہوں سے ایسے گھورنے لگا کہ جیسے وہ اسے کچا چبا جائے گا

تم۔تم نے میرا چلہ توڑ کر اپنی موت کو آواز دی ہے حرام زادے۔ تیری یہ مجال کہ تو مایہ کال پر وار کرے۔ مارے غصہ سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور ہونٹ کپکپا رہے تھے تو بھول گیا کہ میں کون ہوں۔ بھول گیا کہ تجھے کس طرح کتے کی طرح در در بھٹکایا اور تو پوتر نیلا پانی پی کر اپنے آپ کو ہی بھول گیا تو کیا سمجھتا ہے کہ تو اس پوتر پانی پینے سے مجھ پر حاوی ہو جائے گا۔ نہیں تیری بھول ہے یہ۔ ارے زندگی کے سو سال میں نے تیاگ دیئے ۔کڑی تپسیا کی اس کے بعد مجھے یہ مقام ملا ہے اور تو مجھے مار دے گا نہیں سعد نہیں مجھے مارنے کے لیے تجھے سو جنم لینے ہوں گے۔

ہاہاہا۔ ہاہاہا سعد زور سے ہنسا۔ اپنے یہ گیدڑ بھبھکیاں اپنے پاس رکھ اور اپنی موت کے لیے تیار ہو جا میں تجھے مارنے آیا ہوں اور اس لڑکی کو بچانے کو آیا ہوں تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اور تیری یہ کڑی تپسیا بھی تیرے کسی کام نہیں آئے گی تجھے مرنا ہوگا۔ مایہ کال کیونکہ یہ دھرتی اب تیرا بوجھ اٹھانے سے قاصر ہے تیرے ظلم کی حد ختم ہوگئی ہے اور اب تیا دی اینڈ ہونیوالا ہے۔

ملیا پدی کیا پدی کا شوربہ۔ مایہ کال نے اس کا تمسخر اڑایا۔ تو میرا دی اینڈ کرے گا ہاہاہا۔ حیرت ہے۔ حیرت ہے ارے جب بڑے بڑوں کی میں نے ہوا نکال دی ہے تو تو کیا چیز ہے رے یہ لڑکی بلی چڑھے گی اور مجھے شکتی

ملے گی اور میں اس دنیا پر حکومت کرسکتا ہوں اور کرونگا۔اس لیے میں تجھے یہ پیش کش کرتا ہوں کہ آؤ میرے ساتھ ہاتھ ملالے میں تجھے اپنا نائب بنادوں گا ساری عمر عیش کرے گا تو یہ ضد چھوڑ دے سمجھا اور میرے ساتھ مل جانا قابل تسخیر بنادوں گا میں تجھے۔

اس دنیا پر حکومت وہ ہی کرنے کا شوق رکھتا ہے جسے اپنی زندگی سے پیار ہوتا ہے اور مجھے اپنی زندگی سے کوئی پیار نہیں ہے۔ میں تو کب کا مرگیا ہوتا مگر جب تک تو زندہ ہے میں تجھے مارے بنا نہیں مرسکتا مایہ کال تو یہ بات اچھی طرح جانتا ہے کہ تیرے پاس جو شیطانی طاقت ہے اس سے تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ میں چاہوں تو تجھے ابھی مسل سکتا ہوں اور تو یہ بات جانتا ہے اس لیے مجھے لالچ دے رہا ہے مگر یہ سب بے فائدہ ہے مایہ کال کیونکہ میں تجھے مارنے آیا ہوں اپنے خاندان کا تجھ سے حساب لینے آیا ہوں یاد کر یہی وہ جگہ ہے جہاں پر میں کبھی تیرے سامنے گڑگڑایا تھا رویا تھا اور اسی چبوترے پر میری نوشین لیٹی تھی میں نے تجھے کہا تھا کہ میں تجھے اپنے والدین کا خون معاف کرتا ہوں اگر تو نوشین کو چھوڑ دے مگر تو نہ مانا اور اسے مار دیا۔اسوقت تیرے پاس شکتی تھی اور میں نہتا تھا کمزور تھا مگر اب میں شکتی شالی ہوں اور تو نہتا ہے تو نہیں بچ سکتا مایہ کال۔ سعد نے کہا تو مایہ کال کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں وہ واقعی جانتا تھا کہ وہ شیطانی طاقت سے اب سعد کا مقابلہ نہیں کرسکتا اس لیے وہ اب کوئی ایسی چال سوچ رہا تھا کہ جس سے سعد بھی مرجائے اور ہانیہ اسے مل جائے کہ جس کی بلی دے کر وہ امر ہوجائے۔

بتا کیسے مرنا پسند کرے گا تو چل آج تجھے تیری مرضی کی موت دوں گا تجھے تاکہ تیری روح بے چین نہ رہے اور تو یہ گلہ نہ کرسکے مجھے دھوکہ سے مار دیا گیا یا اگر مجھ سے ایسے مقابلہ کیا جاتا تو میں زندہ رہ سکتا تھا سن تجھے مکمل چھوٹ ہے کہ تو جیسے چاہے میں ویسے تجھ سے لڑنے کو تیار ہوں بول سعد کی اس آفر سے ہانیہ پریشان ہوگئی اس نے سعد کو منع کرنا چاہا مگر سعد نے اسے چپ کرادیا۔

مایہ کال کو یہ توقع نہ تھی کہ سعد اسے ایسی آفر دے گا اگر وہ شکتی کے بغیر مرنا لازمی تھا وہ خوش ہوگیا اور پھر تیزی سے اس نے اپنے ذہن مین منصوبہ بنایا کیا تو وہ کرے گا جو میں کہوں گا اور میری مرضی سے میں جیسے کہوں مقابلہ کرے گا۔ مایہ کال نے معنی خیز نظروں سے سعد سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ہاں مایہ کال اور اگر تو جیت گیا تو ہانیہ تیری میں تیرا اور ساجد جیسا شکتی شالی جن بھی تیرا غلام ہوگا سعد نے عزم سے کہا تو ہانیہ نے ایک بار پھر حیرت اور پریشانی سے سعد سے کہا۔

سعد تم یہ غلط کررہے ہو مایہ کال کو ابھی ماردو ورنہ وہ تمہیں ماردے گا تو سعد نے اسے دلاسہ دیا اور بولا۔

نہیں ہانیہ یہ شیطان اب مجھ پر حاوی نہیں ہوسکتا تو بے فکر رہو

تو اپنی زبان سے تو نہیں پھرے گا۔ مایہ کال نے سوال کیا۔

یہ مسلمان کی زبان ہے۔ مایہ کال کسی شیطان کی نہیں یہ سن کر مایہ کال نے خوشی سے نعرہ لگایا اور بولا۔ٹھیک ہے سعد تو اب سے دو گھنٹے بعد ساحر جاملوش کے استھان میں تیرا میرا دوبدو مقابلہ ہوگا جس میں تو اپنی شکتی کے بغیر ہوگا اور میں بھی اور وہاں ہم اس تلوار سے مقابلہ کریں گے جو مرگیا وہ ہار گیا اور جو بچ گیا وہ جیت گیا۔ بول منظور ہے۔

ہاں منظور ہے۔

ٹھیک ہے میں ابھی جاملوش ساحر کے پاس جاکر ان کو ساری بات بتاتا ہوں اور ان کی آشیرباد سے مقابلے

کا اہتمام کراتا ہوں۔تو دو گھنٹے بعد آ جانا۔

ٹھیک ہے جا سعد نے اسے اجازت دی تو مایہ کال خوشی سے ناچتا ہوا وہاں سے بھاگ گیا

یہ۔۔یہ کیا کیا تم نے سعد تم نے اسے زندہ جانے دیا یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ کتنا خطرناک ہے اور شیطانوں کے بیچ میں کیا کوئی گارنٹی دے گا کہ وہ شکتی استعمال نہیں کرے گا۔تم کیا کر رہے ہو سعد ہانیہ نے وسوسے سے کہا تو وہ بولا۔

میں ساحر جاملوش کو جانتا ہوں ٹھیک ہے وہ شیطان کا پجاری ہے لیکن وہ اپنی بات کا پکا ہے مایہ کال چاہ کر بھی دھوکہ نہیں دے گا اور اگر وہ ایسا کرے گا تو جاملوش کے قہر کا نشانہ بنے گا لیکن ہانیہ نے مزید کچھ کہنا چاہا مگر سعد نے اسے منع کر دیا۔اور بولا۔آؤ ہم سعد کو آزاد کرواتے ہیں ہانیہ اس کے ہمراہ ہو کر چلنے لگی وہ جیسے ہی غار سے باہر آئے تو اچانک ان کو غار کے باہر ایک بوڑھا لاٹھی ٹیکے نظر آیا۔اس کے سر اور داڑھی کے بال زمین کو چھو رہے تھے چہرے پر لاتعداد جھریاں تھیں اور اس کی کمر جھکی ہوئی تھی بوڑھے نے سر کے بال پیچھے کرتے ہوئے سعد سے کہا میں ساحر اعظم جاملوش کا نائب ہوں تمہارے لیے ساحر کا سندیسہ لایا ہوں بوڑھے کی آنکھوں میں بے پناہ کشش تھی سعد بولا۔

کیا پیغام ہے۔

ساحر اعظم نے تیری مرضی سے اپنے استھان میں تیرا اور مایہ کال کا مقابلہ کرانے کی حامی بھر لی ہے اور اب سے گھنٹے بعد تو وہاں آ جانا اور ہاں تیرا ساتھی وہ جن بھی ساحر اعظم کے پاس ہے اور اس چھوکری کو بھی میں لینے آیا ہوں اگر تو جیت گیا تو یہ چھوکری تیری ورنہ مایہ کال کی ہو جائے گی۔ہانیہ نے یہ سنا تو اس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی وہ ڈر کے مارے سعد سے لپٹ گئی اور اس بوڑھے کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔تو سعد نے اسے پھر تسلی دی اور کہا۔

جاؤ ہانیہ بےفکر ہو کر جاؤ۔تم کو کچھ نہیں ہوگا۔میں ہوں ناں ڈرو مت جاؤ جاؤ۔وہ نا چاہتے ہوئے بھی سعد سے الگ ہوئی اور پھر اس بوڑھے نے ہانیہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک طرف چل دیا۔ہانیہ کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں اور وہ مڑ مڑ کر سعد کو بےیقینی سے دیکھ رہی تھی مگر سعد مطمئن تھا تھوڑی دور جانے کے بعد وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔سعد غار میں واپس آیا اور اس چبوترے کو دیکھنے لگا جس پر کبھی نوشین لیٹی تھی اور اس سے مدد طلب کر رہی تھی اور وہ مایہ کال کے آگے گڑگڑا رہا تھا۔مگر اس ظالم نے نوشین کو مار دیا وہ اس منظر میں اور نوشین کی یاد میں کھو گیا۔وہ اٹھ کر اس چبوترے پر گیا اور جمے ہوئے خون پر ہاتھ پھیرنے لگا۔اسے اس خون سے اپنائیت سی محسوس ہونے لگی اور دل کا غبار پانی کی شکل میں آنکھوں کے راستے نکلنے لگا کئی لمحے گزر گئے اور وہ اسی طرح خون کو دیکھنے لگا۔اور بولا۔

نوشین میری جان آج میرا تیرے قاتل سے آخری معرکہ ہے میرے لیے دعا کرنا کہ میں تیرا بدلہ لے سکوں جو اذیت اس نے تم کو دی وہی اذیت اسے میں دوں میں اسے تڑپا تڑپا کر مارنا چاہتا ہوں تیری ہر ہر چیخ کر اذیت کا بدلہ لینا چاہتا ہوں جیسی اس نے تم کو دی اور پھر اسے مار کر جلد سے جلد تم سے ملنا چاہتا ہوں میری آنکھیں تمہیں دیکھنے کو ترس رہی ہیں میں تمہارے بنا اکیلا ہوں تنہا ہوں یہ تنہائی مٹا کر سدا کے لیے تیرے پاس آنا چاہتا ہوں بس تیرے بن اب مزید اکیلا نہیں رہ سکتا۔میں تم بن اداس ہوں اس دنیا میں کوئی نہیں میرا میں تنہا ہوں تم بن میرے لیے دعا کرنا میری جان۔وہ رونے لگا اور پھر آنسو پونچھ کر وہاں سے رخصت ہو گیا باہر وہی

بوڑھا موجود تھا جو ہانیہ کو ساتھ لے گیا تھا سعد جان گیا کہ وہ اسے جالموش کے حکم سے لڑنے لے بلانے آیا ہے سعد نے اسے چلنے کا اشارہ کیا اور اس کی ہمراہی میں چلنے لگا۔

وہ ایک بہت بڑا ہال تھا جیسے کہ کرکٹ یا فٹ بال کے گراؤنڈ ہوتے ہیں درمیان میں ایک چھوٹا سا میدان تھا جو کہ گول تھا میدان کے ساتھ اینڈ پر لوہے کی باڑھ تھی اور باڑ کے پیچھے لوہے کی کرسیاں رکھی ہوئی تھیں جن پر دنیا کے نامی گرامی جادوگر اور سادھو بیٹھے ہوئے تھے ساتھ میں ان کے غلام اور چیلے بھی تھے میدان کے ایک طرف ایک بڑا سا لوہے کا مین دروازہ تھا جس سے لوگ اندر آتے جاتے تھے گیٹ کے سامنے میدان کی دوسری طرف ایک بڑا سا سٹیج بنا ہوا تھا جس پر ایک قد آور کرسی رکھی تھی جس پر ایک نہایت ہی بوڑھا جس کے لمبے لمبے بال لمبے ناخن اور چہرے اور ہاتھوں پر جھریوں کا ایک جال سا بنا ہوا تھا لمبی اور اونچی ناک اور آنکھوں میں بے حد چمک تھی وہ ہی ساحر اعظم جالموش تھا اس کی کرسی کے دونوں جانب چار چھوٹی کرسیاں تھیں جن میں سے ایک پر وہی بوڑھا بیٹھا تھا جو ہانیہ کو لایا تھا جبکہ باقی پر اسی کے حلیے جیسے مزید اور بوڑھے بیٹھے تھے جالموش کی کرسی کے نیچے دو اور کرسیاں تھیں جن میں سے ایک پر ہانیہ اور دوسری پر ساجد بیٹھا تھا ان دونوں کی قسمت کا فیصلہ ہونے والا تھا کہ وہ آزاد ہوتے ہیں یا مایہ کال کی قید میں جاتے ہیں ساجد کافی پر امید تھا مگر ہانیہ کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں وہ مایہ کال اور سعد کے درمیان ہونے والے مقابلے سے پریشان تھی اور اس کے دل میں سو سو وسوسے اٹھ رہے تھے کہ نجانے کیا ہو گو کہ اسے سعد نے کافی تسلی دی تھی مگر پھر بھی اس کا دل انجانے خوف سے دھڑک رہا تھا کیونکہ موت کو وہ قریب سے دیکھ چکی تھی اور اسے ڈر تھا کہ کہیں کوئی انہونی نہ ہو جائے۔ اور وہ پھر سے مایہ کال کی قید میں چلی جائے مایہ کال اس کا شوہر تھا مگر جب سے اسے مایہ کال کی حقیقت معلوم ہوئی تھی اس کو شدید نفرت ہوگئی تھی۔

کچھ دیر ہال میں ایک گھنٹہ بجا اور پھر لوہے کا دروازہ کھلا جس میں سے مایہ کال اندر داخل ہوا اور ہاتھ ہلاتا ہوا جالموش کے قریب آیا۔ اسے جھک کر تعظیم دی اور اک طرف کھڑا ہو گیا پھر دوسری بار گھنٹہ بجا اور سعد میدان میں اترا۔ وہ بھی جالموش کے قریب آیا اسے تعظیم دی اور ساجد کی طرف ہاتھ ہلا کر اسے تسلی دی تو ہانیہ بول اٹھی ۔سعد اب بھی وقت ہے اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کر لو کہیں تم

ہانیہ۔۔ ساجد نے اس کی بات کاٹ دی اگر سعد نے یہ فیصلہ کیا ہے تو سوچ سمجھ کر کیا ہے تم بجائے اسے حوصلہ دینے کے اسے کمزور مت کرو اور یقین رکھو خدا ہمارے ساتھ ہے پھر جالموش کا نائب کے اشارے سے کرسی سے اٹھا اور تھوڑا آگے جا کر بلند آواز سے بولا۔

ساتھیو اس مقابلے کا اہتمام نورانی شکتی کے مالک اور سعد کے ایما پر مایہ کال کی درخواست سے ساحر اعظم جالموش نے کیا ہے لیکن ساحر اعظم ایک بار پھر نورانی شکتی والے سعد کو حکم دیتے ہیں کہ اگر وہ اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کرنا چاہے تو کر سکتا ہے سعد نے نفی میں سر ہلایا۔ اور مقابلہ کرنے کا اشارہ کیا تو بوڑھا بولا۔ ٹھیک ہے سعد نے لڑنے کا کہہ دیا ہے۔ اور وہ اپنے فیصلہ پر قائم ہے لہذا دونوں کو یہ بات باور کرا دی جاتی ہے کہ ان کی شکتیاں عارضی طور پر سلب کر لی گئیں ہیں۔ اور وہ لڑائی میں انکا استعمال نہیں کر سکیں گے۔ اس کے علاوہ لڑنے کے لیے انکو ایک ایک خنجر اور ایک ایک تلوار دی جائے گی وہ جسے چاہیں لڑ سکتے ہیں لڑائی کا فیصلہ کسی ایک کی موت کے بعد ہو گا۔ اور جیتنے والے کی تین خواہشیں پوری کی جائیں گی۔ یہ کہہ کر وہ جالموش کی تعظیم کے لیے جھکا اور کرسی پر بیٹھ

گیا۔ تمام جادوگر اور ساحر حیرت سے سعد کو دیکھ رہے تھے جس نے ان کی نظر میں یہ بے وقوفی والا کام کیا تھا ان سب کی ہمدردیاں مایہ کال کے ساتھ تھیں اس لیے جیسے ہی ان کو خنجر اور تلواریں دی گئیں انہوں نے مایہ کال کا حوصلہ بڑھانے کے لیے اس کے نام سے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ ہانیہ اور ساجد بے بسی سے تمام لوگوں کو مایہ کال کی حوصلہ افزائی کرتے دیکھ رہے تھے تلواریں اور خنجر لینے کے بعد وہ دونوں ایک دوسرے کے قریب آئے اور جاملوش کی طرف دیکھنے لگے کہ وہ ان کو لڑنے کا اشارہ کرے جاملوش نے کچھ دیر بعد اپنا عصا فضا میں بلند کر کے تیزی سے نیچے کیا۔ اور انکولڑنے کا باضابطہ اعلان کیا تو دونوں نے تلواریں سنبھال لیں اور ماہرانہ انداز میں ایک دوسرے پر تولنے لگے

تو نے کافی بڑا فیصلہ کیا ہے سعد۔ اپنی موت کے پروانے پر خود ہی دستخط کر دیئے مایہ کال اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔

یہ تیری بھول ہے مایہ کال۔ سعد نے جوابی کارروائی کی

میں تجھے ویسے ہی ماروں گا جیسے تیری منگیتر اور تیرے پریواروں کو مارا تھا یاد ہے ناں تو اس وقت میرا کیا بگاڑ لیا تھا۔ جواب بگاڑ لے گا۔ میں آج تجھے مار کر ہانیہ کی بلی دونگا

زیادہ خوش فہمی اچھی نہیں ہوتی مایہ کال میں نوشین کی طرح میں تجھے تڑپا تڑپا کر ماروں گا سعد نے اچھلتے ہوئے کہا

چلو دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔ مایہ کال نے کہا۔ اور پھر اس نے اچھل کر تلوار کا ایک بھرپور وار سعد پر کیا جیسے اس نے تلوار پر روکا اور تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔ تو مجھ سے نہیں جیت سکتا بچے مایہ کال نے فخرانہ انداز میں کہا۔ سعد اس کے تیزی سے قریب آیا اور اس کی گردن پر وار کیا تو مایہ کال جھک گیا اور وار خالی گیا تبھی مایہ کال نے جھکے انداز مین سعد کی ٹانگوں پر وار کیا تو ساتھ اوپر اچھلا اور مایہ کال کے سر کا نشانہ لے کر وار کیا مایہ کال تیزی سے سنبھلا۔ اور تلوار سے اس کا وار روکا مگر ضرب اتنی بھرپور تھی کہ اس کی تلوار اس کے سر سے ٹکرا گئی مگر چونکہ تلوار کا دوسرا رخ تھا اس لیے وہ زخمی نہ ہوا۔ مایہ کال نے بیٹھے بیٹھے وار روک کر اپنی ٹانگ زور سے سعد کی ٹانگوں پر ماری جس سے اس کا توازن بگڑ گیا۔ اور وہ کمر کے بل پیچھے جا گرا جس پر کرسیوں پر بیٹھے لوگ مایہ کال کے نعرے لگانے لگے اور ساجد اور ہانیہ پریشانی سے سعد کو دیکھنے لگے مایہ کال نے سعد کو تلوار والا ہاتھ فضا میں بلند کیا اور اپنی برتری کا اعلان کیا اور تیزی سے سعد پر وار کیا سعد نے تلوار کے دوسرے رخ سے اس کا وار روکا اور سے بھی لات ماردی اور تیزی سے اپنا توازن برقرار رکھا اور سعد تیزی سے اٹھا اور پھر ان میں دوبدو لڑائی ہونے لگی اور دونوں کے ایک دوسرے پر حملوں میں شدت آن لگی مایہ کال اپنے مختلف حربوں اور تیز حملوں سے سعد پر باور کرانے کی کوشش کر رہا تھا کہ اس نے اسے مقابلے کی دعوت دے کر غلطی کی ہے جبکہ سعد بھی اپنے حملوں سے اپنے دعوے کو صحیح ثابت کرنے پر تلا ہوا تھا ہال میں بیٹھے ہوئے لوگ پوری طرح مایہ کال کا حوصلہ بلند کر رہے تھے اور اس کی فیور میں نعرے لگا رہے تھے جس کے جواب میں ساجد اور ہانیہ کے چہروں پر مایوسی سی چھا گئی تھی کیونکہ اگر وہ نعرے بازی کرتے تو ان کی آوازیں دیگر آوازوں میں دب جاتیں۔ جب بھی مایہ کال کی طرف سے کوئی زبردست وار سعد پر ہوتا تو ہال نعروں سے گونج اٹھتا مگر جب سعد کوئی اوچھا حملہ کرتا تو ہال کو سانپ سونگھ جاتا۔ آدھا گھنٹہ گزر گیا تھا دونوںمیں مقابلہ جاری تھا مگر ابھی تک دونوں میں سے کوئی بھی معمولی سا بھی زخمی نہ ہوا تھا نہ ہی وہ تھکے تھے اور ان کے ایک دوسرے پر حملوں میں کمی واقع ہوئی تھی کئی بار سعد مایہ کال کو زمین پر گرا چکا تھا

اور مایہ کال اسے دونوں میں تلوار کے علاوہ گھونسوں اور لاتوں کے بھی وار ہو رہے تھے مقابلے کے دوران مایہ کال کے حملوں میں تیزی سی آئی اس نے ایک بھرپور وار سعد پر کیا وار اتنا بھرپور تھا کہ سعد اسے تلوار پر روکتے ہوئے زمین پر جا گرا اور کمر کے بل گرا مایہ کال نے اسے تلوار میں الجھا دیکھ کر اپنی ٹانگ سے سعد کے پیٹ اور سینے پر زور سے وار کئے اس نے اتنی قوت سے سعد کے پیٹ میں ٹانگ ماری کہ سعد کے منہ سے خون نکلنے لگا۔ یہ دیکھ کر مایہ کال نے اس پر لاتوں کی برسات کر دی۔ اور اسے مار مار کر ادھ مویا کر دیا۔ یہ حال دیکھ کر ہال تالیوں سے مایہ کال کی حمایت میں گونجنے لگا تماشائی اسے داد دینے لگے اور مارنے کو کہنے لگے ہانیہ نے دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ چھپا لیا۔ اور اس کا دل دہلنے لگا اور اسے لگنے لگا کہ سعد یہ بازی ہار جائے گا ساجد بھی پریشانی سے مایہ کو دیکھنے لگا جس نے سعد کو تقریباً بے ہوش کر دیا تھا اور اس کے جسم میں کوئی حرکت نہ تھی اس کا بھی دل ڈوبنے لگا مگر اچانک سعد جیسے ہوش میں آیا اور اس نے اپنی ٹانگ اٹھا کر مایہ کال کے سینے پر جڑ دی مایہ کال فضا میں اچھلا۔ اور زمین پر جا گرا اس نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے سعد کو دیکھا جو گرتا پڑتا اٹھ رہا تھا سعد اٹھا اور اس نے گرے ہوئے مایہ کال پر وار کیا مگر وہ وار خطا کر گیا۔ اور اس پر الٹا وار کیا روکتے ہوئے سعد لڑکھڑایا۔ مگر خود کو گرنے سے بچا لیا۔ سعد کو اٹھتا ہوا دیکھ کر ہانیہ اور ساجد کے مایوسانہ چہرے پر رونق ابھرنے لگی وہ سنبھل کر بیٹھ گئے۔ سعد کے اندر سے جو خون نکلا تھا اور جس بے دردی سے اس پر مایہ کال نے اپنی ٹانگوں کے وار کئے تھے وہ کمزور سا اور نڈھال سا ہو گیا تھا وہ پہلے جیسی پھرتی نہ دکھا رہا تھا اور صرف مایہ کال کے حملوں کو روک رہا تھا شاید وہ اپنا توازن درست کر رہا تھا توانائیاں بحال کر رہا تھا جبکہ مایہ کال اس پر پے در پے حملے کر کے اسے مارنے کی تگ ودو میں پورے ہال کے ساتھ نے مایہ کال کی توانائی میں اضافہ کر دیا تھا اور وہ خاصا پرجوش تھا اک بار مایہ کال کے جھک کر سعد کی ٹانگوں پر وار کیا سعد اچھلا تو مایہ کال نے بڑی پھرتی سے اپنا گھونسا سعد کی ناک پر مارا سعد پیچھے جا گرا اور اس کی ناک سے خون جاری ہو گیا اور منہ پر پھیلنے لگا مایہ کال نے دوسرا وار کیا تو سعد نے کمزوری دکھائی جس سے اس کے بائیں بازو میں تلوار کا گھاؤ پڑ گیا اور تھوڑا سا گوشت کٹ گیا۔ وہاں سے خون جاری ہو گیا۔ یہ سب دیکھ کر ہانیہ نے رونا شروع کر دیا۔ اور اس پر موت کا خوف چھا گیا۔ ساجد کا بھی برا حال تھا وہ بھی گنگ بیٹھا تھا اور وہ پھر اٹھا اور تیز آواز میں سعد کو اٹھنے کا کہا مگر اس کی آواز تالیوں کے شور میں گم ہو گئی سعد بے ہوش ہو گیا تھا اس کا کافی خون نکل گیا تھا جس کی وجہ سے اس میں کمزوری اور نقاہت آئی تو وہ لڑکھڑانے لگا مگر سینے میں خنجر گھسنے سے اس کی ہمت ٹوٹ گئی اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ عالم بے ہوشی میں اس نے دیکھا کہ وہ ایک ویران جگہ کھڑا ہے جہاں اس کے سمنے ایک ٹوٹی پھوٹی عمارت ہے جس کے چاروں طرف اور اس کے پیروں تلے لمبی لمبی گھاس اور کانٹے دار جھاڑیاں ہیں وہ حیرت سے یہ منظر دیکھتا رہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ وہ یہاں کیسے آیا ابھی وہ اسی سوچ میں تھا کہ اچانک اس کے سامنے تیز روشنی ہوئی جس سے اس کی آنکھیں چندھیا گئیں وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گیا۔ جب روشنی چھٹ گئی تو وہ حیرت سے روشنی کے منبع کو دیکھنے لگا تو اسے وہاں ایک لوہے کا دروازہ دکھائی دیا۔ جس پر آنے آنے کا راستہ لکھا ہوا تھا۔ وہ حیرت سے اس دروازے اور تحریر کو دیکھنے لگا۔ اور اس میں تجسس ابھرا۔ کہ وہ اندر جا کر دیکھے وہ مجبور ہو کر دروازہ کھولنے لگا۔ تو ہوا کا ایک دلفریب جھونکا اس کے نتھنوں سے ٹکرایا۔ اچانک سامنے ایک راستہ بن گیا جس راستے کوئی لڑکی اپنی طرف بھاگتی ہوئی دکھائی دی اور اسے اندر آنے سے منع کرنے لگی۔ سعد کو یہ آواز جانی پہچانی سی لگی اور وہ رک گیا کہ دیکھے تو آخر یہ لڑکی کون ہے بھاگتے بھاگتے وہ اس کے قریب آتی ہے تو اس کے نقش دیکھ کر وہ حیرانگی اور خوشی سے بت سا بن گیا۔ اور اسکی

آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے۔ اس کا دل حسرت سے جھوم سا گیا۔ وہ لڑکی اور نہیں اس کی اپنی منگیتر اس کی جان نوشین ہی تھی۔ وہ بلند آواز میں بولی۔

سعد اندر مت آنا اندر مت آنا۔ اگر تم اندر آ گئے تو پھر کبھی بھی باہر نکل سکو گے۔ واپس جاؤ اور اس کو جہنم میں پہنچا کے آنا جس نے مجھے تم سے جدا کیا تھا۔ جلدی جاؤ ورنہ وہ تمکو مار دے گا۔ سعد پر اس کی کسی بات کا اثر نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ وہ تو اس کے حسن میں کھو چکا تھا۔ اور اسکا دیدار کر کے اپنی پیاس بجھانا چاہتا تھا۔ نوشین اسی طرح بنا میک اپ حتیٰ کہ بنا کسی سرخی لگائے ہوئے تھی جن کی مہک فضا میں شامل ہو کر اسکی سانسوں میں سما گئی۔ سعد کی خوشی دیدنی تھی نوشین کو دیکھ کر وہ سب کچھ بھول گیا تھا اور اسی میں کھو گیا۔ وہ کتنا ترسا تھا اسکے لیے اور کتنا تڑپا تھا اسکے دیدار کے لیے وہ سب کچھ بھول گیا تھا آج وہ اس کے سامنے تھی اور وہ بنا تاخیر کے اسے گلے لگا کر اپنی بے ترتیب دھڑکنوں کو قرار دینا چاہتا تھا۔ اپنے من کو شانت کرنا چاہتا تھا وہ کتنا بے قرار تھا اس کی روح کتنی بے قرار تھی اس کے لیے اور وہ کتنے عرصہ بعد اسے ملی تھی نوشین اس کے قریب آئی تو وہ بے خودی میں بولا۔

نوشین میری جان۔ کہاں تھیں تم۔ میرا ذرہ بھی خیال نہیں آیا تم کو آج آج تم مجھے ملی ہو

سعد میری جان وہ اس کے الفاظ کاٹتے ہوئے بولی واپس جاؤ۔ اور مایہ کال کو مار دو ورنہ میری طرح ایک اور نوشین مایہ کال کے ظلمات کی بلی چڑھ جائے گی تم کو میری قسم سعد۔ جلدی جاؤ دیکھو وہ تمہارا سراڑانے والا ہے میں یہیں ہوں اور تمہارا انتظار کر رہی ہوں لیکن تم کو اسے مار کر آنا ہوگا۔ جاؤ سعد نے گھوم کر پیچھے دیکھا تو مایہ کال تلوار لیے ہوئے اس کے قریب کھڑا تھا اور جالموش کا نائب اس کا معائنہ کرنے والا تھا جاؤ سعد جلدی جاؤ۔ اس سے پہلے کہ وہ تمکو مردہ قرار دے کر مایہ کال کی جیت کا اعلان کرے سعد تیزی سے واپس ہوا اس نے بھاگتے ہوئے نوشین کی آواز سنی جلدی آنا سعد۔ وہ تیزی سے بھاگنے لگا۔ جالموش کے نایب نے سعد کا معائنہ کیا اس نے سعد کی نبض چیک کی مگر وہ بند تھی وہ جان گیا تھا کہ سعد مر چکا ہے اس لیے وہ مایہ کال کی کامیابی کا اعلان کرنے ہی والا تھا کہ سعد نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور آنکھیں کھول کر کہا

میں زندہ ہوں اور مقابلہ شروع کراؤ بوڑھے اور مایہ کال دونوں نے نہایت حیرت سے سعد کو دیکھا جیسے انہیں یقین نہیں آیا تھا کہ سعد کچھ بولا سعد تیزی سے اٹھا تو بوڑھے نے مقابلہ شروع کرنے کا اشارہ کیا۔ سعد کو اٹھتا ہوا دیکھ کر ہال بھی گنگ رہ گیا مگر ہانیہ اور ساجد کے مرجھائے ہوئے چہرے کھل اٹھے ہانیہ تڑپ کر اٹھی اور اس نے سعد کو کھڑے ہوتے ہوئے دیکھا اسے یقین نہیں ہوا تھا کہ سعد زندہ ہے۔ اس نے اسی حیرت سے ساجد کو دیکھا جو خدا کا شکر بجا لا رہا تھا

اتنی جلدی تو مجھے نہیں مار سکتا۔ مایہ کال۔ سعد نے اس پر طنز کیا تو وہ غصہ سے کھولنے لگا۔ مایہ کال نے اس پر وار کیا۔ تو سعد نے روکا اور پھر جھکائی دے کر سعد نے ایک بھرپور وار کیا جس سے مایہ کال کی تلوار گر گئی مایہ کال نہتا ہو گیا۔ اور ادھر ادھر اچھلنے لگا سعد نے بھی تلوار دور پھینک دی۔ اور خنجر نکال لیا۔ مایہ کال اس کے قریب آیا۔ اور اس نے خنجر سے سعد پر حملہ کیا سعد وار تو روک گیا۔ مگر اسی کش مکش میں اس کا خنجر زمین پر گر گیا۔ مایہ کال نے اسے بے بس دیکھ کر دوبارہ اسے زوردار لات ماری تو وہ اڑتا ہوا دور جا گرا۔ ابھی وہ ٹھیک سے گرا ہی نہیں تھا کہ مایہ کال اڑتا ہوا اس کے اوپر آیا اسی طرح اس کے سینے پر خنجر گھسانا چاہا مگر سعد نے اس کے ہاتھوں کو پکڑ لیا اور خنجر کا رخ مایہ کال کی طرف موڑ دیا۔ مایہ کال نے بھرپور زور لگایا۔ مگر سعد پر جنون سوار ہو گیا تھا۔ اس نے خنجر کا رخ مایہ کال کی گردن میں گھسیڑ دیا۔ وہ اس کے شہہ رگ کو کاٹتا ہوا دوسری طرف نکل گیا۔ اس کے جسم سے گندہ سیال

مادہ نکلا اور تیزی سے فوارے کی مانند سعد پر گرنے لگا سعد نے اسے تیزی سے خود سے دور ہٹایا۔ اور لڑکھڑاتا ہوا اٹھ گیا۔ اس نے فضا میں ہاتھ لہرایا مایہ کال کسی مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔ اور تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا۔ ہانیہ کے منہ سے خوشی کے مارے ایک بھرپور چیخ نکلی اور ساجد نے خوشی سے اٹھ کر تالیاں بجانا شروع کر دیں بوڑھا جاملوش کے اشارے سے مایہ کا معائنہ کیا گیا اور اسے مرا ہوا دیکھ کر سعد کا ہاتھ پکڑ کر فضا میں بلند کر کے اس کی جیت کا اعلان کر دیا۔ تمام ہال حیرت سے سعد کو دیکھ رہا تھا اور اس کی جیت پر نوحہ کناں تھا بوڑھا سعد سے بولا۔

نورانی شکتی والے سعد تم نے مایہ کال کو مار کر یہ معرکہ جیت لیا ہے اور ساحر اعظم جاملوش کے حکم سے تمہارے تین خواہشیں پوری کرنے کا مجھے اختیار ہے بولو۔ سعد نے واضح محسوس کیا تھا کہ اس بوڑھے کی آواز میں غراہٹ تھی جیسے وہ اسکے جیتنے پر غصہ میں ہو

میری یہ خواہشیں ہے کہ تم لوگ پوری زندگی ہانیہ کو نہ تو دیکھو گے اور نہ ہی اس کا خیال کبھی دل میں لاؤ گے۔ اور وہ آزاد رہے گی۔ زندگی بھر بس میری یہی خواہش ہے ٹھیک ہے تمہاری یہ خواہش پوری ہو گی اور ہانیہ زندگی بھر آزاد رہے گی۔ وہ یہ کہتا ہوا واپس ہو لیا۔ اور ہانیہ اور ساجد خوشی سے جھومتے ہوئے سعد کی طرف بھاگے سعد نے اپنا بدلہ پورا کر لیا تھا اور مایہ کال کو مار دیا تھا۔ اس نے اپنی محبت اور خاندان کے قتل کا حساب برابر کر دیا تھا اب وہ مزید زندہ نہیں رہنا چاہتا تھا۔ اور اپنی نوشین کے پاس جانا چاہتا تھا۔ جو وہاں اسکی منتظر تھی اور جس نے اسے جلدی آنے کو کہا تھا۔ سعد کے قدم لڑکھڑانے لگے وہ گرنے ہی والا تھا کہ ساجد نے اسے سنبھال لیا اور گلے سے لگا لیا۔ ہم جیت گئے ہیں سعد۔ تم نے کر دکھایا ہے وہ خوشی سے بولا۔ ہانیہ نے مایہ کال کی لاش کو حقارت سے دیکھا اور اس پر تھوک دیا۔ سعد کے پاس آ کر وہ خوشی سے چلائی۔

شکریہ سعد تم نے مجھے بچا لیا ہے۔ مجھے نئی زندگی دی تم نے اپنا وعدہ پورا کر دیا وہ خوشی سے اسے دیکھتا رہا اور اس کے چہرے پر چھائی خوشی کو نوٹ کرنے لگا جو واضح جھلک رہی تھی ہانیہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور بولی۔ آؤ سعد اٹھو ہم ایک نئی زندگی کی شروعات کرتے ہیں۔

نہیں۔ مجھے جانا ہو گا ہانیہ۔ وہ میرا انتظار کر رہی ہے میری راہ تک رہی ہے۔ میں اس سے جلد واپس آنے کا وعدہ کیا ہے تم اپنا خیال رکھنا وہ کمزور سی آواز میں بولا تو ہانیہ نے حیرت سے کہا۔

کون۔۔۔ کون تمہارا انتظار کر رہی ہے۔

میری جان نوشین۔ میری محبت۔ کتنے عرصہ کے بعد تو وہ مجھے ملی ہے میری روح کو قرار آیا ہے میں اسے کے پاس جا رہا ہوں کیونکہ وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں میری زندگی اسی سے شروع ہوتی ہے اور اسی پر ختم ہوتی ہے پھر اس نے ساجد کا ہاتھ پکڑا اور نوشین کے ہاتھ میں دے کر بولا۔ یہ۔ یہ ہے وہ۔ جو تم کو سدا خوش رکھے گا۔ پلیز رد نہ کرنا ورنہ میرا دل ٹوٹ جائے گا۔ ساجد اور ہانیہ نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر کچھ کہنے ہی والے تھے کہ سعد کی آنکھیں بند ہو چکی تھیں وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنی نوشین کے پاس جا چکا تھا۔ سعد۔ وہ دونوں اسے جھنجھوڑنے لگے مگر وہ اب ان کے درمیان نہیں تھا سعد۔ سعد ہانیہ زور زور سے رونے لگی اور اسے بلانے لگی ساجد کی بھی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تمام ہال خالی ہو چکا تھا اور جاملوش بھی جا چکا تھا اچانک ایک زوردار آندھی چلی جس سے چاروں طرف گرد و غبار پھیل گیا گرد اتنا تھا کہ انکی آنکھوں میں جانے لگا اچانک وہ گراؤنڈ زمین بوس ہونے لگا۔ اور ہال میں جل تھل مچ گئی ہر چیز ٹوٹ کر نیست و نابود ہو گئی۔ زمین میں ایک بڑا سا ہول بن گیا۔ جو ہر چیز کو تیزی سے اپنے اندر سمونے لگا۔ گرد و غبار کی وجہ سے وہ دونوں اس آفت کو نہ دیکھ سکے

اچانک انکے نیچے والی زمین میں ڈراڑیں پڑیں اور پھر زمین شق ہونے لگی اس سے پہلے کہ اچانک وہ ان دراڑوں میں گر کر ہمیشہ کے لیے زمین بوس ہوتے اچانک ہانیہ کو دو نازک ہاتھوں نے تھام لیا اور اس کے بعد انہیں معلوم نہیں کہ کیا ہوا۔

جب ہانیہ کی آنکھ کھلی تو وہ ایک گھر میں چار پائی پر لیٹی ہوئی تھی اور سورج اس کے اوپر چمک رہا تھا ہانیہ نے کسمسا کر آنکھیں کھولیں اور حیرت سے ادھر ادھر دیکھا جیسے یقین کر رہی ہو کہ وہ کہاں ہے وہ اٹھی اور اس نے چاروں طرف دیکھا وہ ایک مکمل گھر تھا جس میں دو کمرے تھے اور ایک کچن تھا۔ اس نے غور کیا وہ اس کا اپنا گھر نہیں تھا کسی اور کا تھا ابھی وہ اسی کشمکش میں تھی کہ اچانک اسے ایک کمرے سے ایک لڑکی نکلتی ہوئی دکھائی دی۔ وہ اکیس بائیس سال کی تھی اس کا سانولہ رنگ تھا اور اس نے ماتھے پر تلک اور ساڑھی باندھ رکھی تھی وہ تیزی سے اس کے قریب آئی اور بولی۔

میرا نام آرتی ہے میں نے تم کو عین وقت پر آ کر بچا لیا ورنہ وہ کمینہ جاملوش کا نائب تم کو مار دیتا۔

ساجد ساجد کہاں ہے اور تم کون ہو میں تم کو نہیں جانتی ہوں۔

وہ اندر کمرے میں ہے اور بالکل ٹھیک ہے میں اسے دیکھ کر آئی ہوں۔ اچانک ساجد بھی اٹھ کر ان کے پاس آ گیا اور بولا۔ شکریہ آرتی تم نے عین۔۔

ارے چھوڑو ساجد بھائی جن کو مایہ کال نہ مار سکا ان کو کوئی کیسے مار سکتا ہے میری سزا اب پوری ہو چکی ہے۔ اور میں آزاد ہوں اس لیے اب میں ہمیشہ کے لیے آسمانوں پر جا رہی ہوں لیکن افسوس کہ سعد اب ہمارے درمیان نہیں رہا۔ اور اسے میں نہ مل سکی۔ آرتی نے سرد آہ بھری تو وہ دونوں بھی افسردہ ہو گئے۔

اب مجھے اجازت دو اور خوشیاں مناؤ۔ یہ گھر جس میں تم موجود ہو سعد کا اور نوشین کا ہے اب اس میں تم نے سعد اور نوشین بن کر رہنا ہے۔ باہر مولوی صاحب محلے کے چند بزرگ اور عورتیں کھڑی ہیں تمہارا نکاح کرنے کے لیے ان کو بلا لو اور ایک نئی زندگی کا آغاز کرو۔ بھگوان تم دونوں کو سدا خوش رکھے۔ آرتی نے ان کو دعا دی۔ اور چلنے لگی تو ساجد نے اسے روکنے اور نکاح میں شامل ہونے پر کہا تو اس نے کہا نہیں ساجد۔ میرے پاس وقت نہیں ہے لیکن میں ہمیشہ تمہارے درمیان رہوں گی اور سعد بھی تمہارے درمیان رہے گا۔ میں نے نوشین کا وہ شادی والا جوڑا جو سعد اس کے لیے لایا تھا ہانیہ تم اس کو پہن لینا اچھا اب اجازت۔ آرتی نے ہاتھ ہلایا اور فضاؤں میں گم ہو گئی۔

سعد تیزی سے اس حویلی کے قریب آیا اور دروازہ کھولا تو نوشین اس کی راہ دیکھ رہی تھی اس کو آتا ہوا دیکھ کر اس نے خوشی سے اپنی بانہیں کھول دیں اور اسے اپنی بانہوں میں آنے کا اشارہ کیا سعد نے دروازے پر دیکھا جہاں لفظ موت لکھا تھا وہ جان گیا کہ یہ دوسرا عالم ہے جہاں انسان صرف مرنے کے بعد ہی جا سکتا ہے اس نے تیزی سے قدم بڑھائے اور دوڑتا ہوا نوشین کے گلے لگ گیا

ہم مل گئے میری جان ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ایک ہو گئے اب ہمیں کوئی جدا نہیں کر سکتا۔ نوشین۔ سعد نے پر مسرت انداز سے کہا۔

ہاں میری جان تم آ گئے ہو میرے پاس سدا کے لیے اب ہم ایک ساتھ رہیں گے یہاں ہم کو کوئی جدا نہیں

کرسکتا۔ ہمارا ملن ہوگیا ہے میں نے نجانے کیسے یہ وقت تیرے بغیر بتایا ہے سعد وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولی اس کی آنکھوں میں آنسو رواں تھے سعد نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر چوما اور اسی طرح ہاتھمیں ہاتھ ڈالے بولا۔

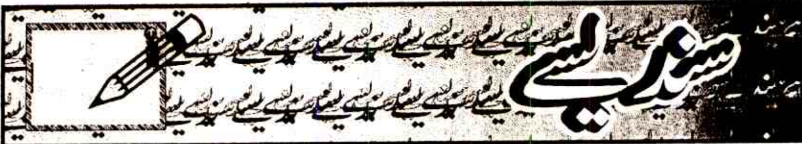
آؤ ہم اپنی نئی زندگی کا آغاز کریں ایک نئے یقین کے ساتھ ایک جذبے کے ساتھ آؤ وہ دونوں خوشی سے جھومتے چلے گئے اور ان کے ملن کو دیکھ کر فضائیں بھی رقص کرنے لگیں اور پھول کھلنے لگے اور آخر کار دو بچھڑے ہوئے دل ایک ہوگئے ایک جان ہوگئے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔ اب یہاں ان کو کوئی جدا کرنے والا نہیں تھا نہ ہی کوئی مایہ کال تھا ادھر اور نہ ہی کوئی مظلوم سعد صرف خوشیاں تھیں اور ہوائیں انکو دیکھ کر یہ گیت گا رہی تھیں۔

جاویداں ہے عشق تم سے جاویداں ہے۔
جان و دل کے درمیان ہے درمیاں تو ہاں
جاویداں ہے عشق تم سے جاویداں ہے
تجھ میں ہی دل اڑ رہا ہے آسمان تو ہاں

اب میرے دو بچے ہیں اور میں اور ساجد ہنسی خوشی زندگی بسر کر رہے ہیں شادی کے وقت مجھے علم نہ تھا کہ ساجد ایک جن ہے انسان نہیں مگر وہ جو بھی ہو مجھے دل و جان سے عزیز ہے کیونکہ اسے میرے لیے میرے محسن سعد نے منتخب کیا تھا میں نے اس کا فیصلہ دل و جان سے قبول کیا۔ اور ان کو ہمیشہ خوش رکھا کبھی کوئی شکایت نہ ہونے دی ہانیہ اپنے بچوں سعد اور نوشین کو کہانی سنا رہی تھی جواب مکمل جوان تھے اور شادی شدہ تھے اور سعد انکا بیٹا تھا اور نوشین ان کی بہو تھی جبکہ انکی اپنی بیٹی کا نام عفیفہ تھا جو شادی شدہ تھی اور ہاں ہم نے تمہارا نام سعد کی وجہ سے ہی اس کے نام پر رکھا ساجد نے کہا جو باہر سے آیا اور ان کی محفل میں شامل ہوگیا۔ سعد ہمارا محسن ہے وہ ہمارے دل میں ہے اور ہمیشہ رہے گا کیوں ہانیہ۔ ہاں ساجد وہ ہمارے خون میں بسا ہوا ہے اسے ہم کیسے بھول سکتے ہیں امی یہ سعد انکل دیکھنے میں کیسے تھے۔ سعد نے سوال کیا۔ تو ساجد اور ہانیہ نے اس کی چٹکی لیتے ہوئے مسکرا کر کہا بیٹا تم جیسے۔ ہاہاہا۔ وہ سب مسکرائے اور یوں ایک کہانی کا اختتام ہوگیا۔

آپ سب کی آرا کا شدت سے انتظار رہے گا۔ اس کہانی کے اینڈ کے ساتھ ہی ایک نئی سلسلہ وار کہانی بعنوان مہاراجہ بھی شروع کر رکھی ہے جو بہت جلد آپ کے سامنے ہوگی معزز قارئین کچھ ذاتی وجوہات کی بنا پر کچھ عرصہ آپ سے دور رہا انشاء اللہ اب ایسا نہیں ہوگا۔ اور ہر ماہ حاضری جاری رہے گی۔ جو لوگ میری تحریریں پسند کرتے ہیں ان کا بے حد شکریہ۔ اور امید ہے کہ یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ اس کہانی پر کھل کر تجزیہ کیجئے گا۔ ساحل دعا بخاری آپ کی تنقید کا شدت سے انتظار رہے گا۔ باقی سب کو سلام۔

رو میں ہے رخش عمر کہاں دیکھئے تھمے
نے ہاتھ باگ پر ہے نا پاء ہے رکاب میں



اس کالم کے لئے آپ بھی اپنے سندیسے لکھ کر ارسال کر سکتے ہیں۔ اس کالم میں لڑکوں کے لڑکیوں کے نام سندیسے شائع نہیں کیے جائیں گے۔ لڑکے صرف لڑکوں کے نام اپنے سندیسے ارسال کر سکتے ہیں۔ لڑکیوں کے نام آئے ہوئے، فحش اور غیر معیاری سندیسے ضائع کر دیئے جائیں گے۔ سندیسے کے نیچے اپنا اور اپنے شہر کا نام لکھنا ضروری ہے۔

قارئین کے نام: چاہے کچھ بھی ہو جائے، چاہے سانسیں ہی کیوں نہ الجھ جائیں، تم بس اتنا ہی یاد رکھنا کہ کسی دوست، اپنے کسی ہمراز پر زیادہ اعتماد نہ کرنا۔ (علی بابر-سمندری)

قارئین کے نام: میں کہاں رہتا ہوں، تم کہاں رہتے ہو اور کیسے رہتے ہیں ہم، آپ میں سے کوئی بھی نہیں جانتا کہ کون، کہاں اور کیسے رہتا ہے، لیکن ہم میں آپ میں یہ خوفناک ڈائجسٹ ہماری دوستی کی پہچان ہے۔ (علی بابر-سمندری)

قلمی دوستی کیجئے: کوئی تنہا، اکیلا ہے، تو بھی کوئی اداس، غمزدہ ہے تو بھی کوئی بے بس لاچار ہے تو بھی مجھ سے قلمی دوستی کرنا چاہے تو بھی۔ (بابر علی سحر-سمندری)

یاد آنے والے کے نام: تمہاری بہت یاد آتی ہے ایسے منہ نہیں چھپایا کرو کبھی تو اپنا دیدار کرایا کرو۔ (شوکت رشید خیالی-ہنزہ نگر)

شہزادہ عالمگیر کے نام: پلیز ڈائجسٹ میں معیاری اشعار شائع کیا کریں کیونکہ آپ کے ڈائجسٹ میں صرف اشعار غیر معیاری ہوتے ہیں باقی سب کچھ بہت عمدہ ہوتا ہے۔ (افضال عباسی-راولپنڈی)

عمران رشید کے نام: آپ کی کہانی مایہ کال بہت زبردست ہے اور آئندہ بھی قسط وار کہانیاں لکھا کریں آپ کی تحریروں میں جادو ہے تنقید سے مت گھبرائیے۔ (افضال عباسی-راولپنڈی)

انیلا باجی کے نام: آپ کے شعر بہت اچھے تھے آپ کی تحریریں بہت اچھی ہوتی ہیں۔ (افضال احمد عباسی-راولپنڈی)

قارئین کے نام: میری طرف سے خوفناک کے تمام پڑھنے والوں کو دل کی گہرائیوں سے سلام میں جب سے خوفناک پڑھ رہا ہوں تو اس کا عادی بن گیا ہوں میں امتیاز بھائی آپ کہانی لکھا کریں آپ بہت اچھا لکھتے ہیں۔ انیلہ شہزادی جی بہت دلکش اشعار لکھے تھے۔ (تنویر احمد-کوہاٹ)

قارئین کے نام: سلام ٹو آل، دوست خاص طور پر شہزادہ عالمگیر، خالد خان، عمران رشید، محمد منیر سحری کو بہت دعا سلام میری طرف سے پاکستانیوں کو سلام مبارک ہو خالد بھائی اور انیلہ باجی آپ دونوں بہت اچھا لکھتے ہیں۔ (تنویر احمد-کوہاٹ)

ایک بے وفا کے نام: الزام محبت کے ڈر سے چھوڑ دیا شہر اپنا، اے دوست ورنہ یہ چھوٹی سی عمر پردیس کے قابل تو نہیں تھی۔ اس کے بعد تربیلہ جموں میں نکاش سفیر، ارسلان اور رفاقت کو سلام۔ (تنویر احمد خان-کوہاٹ)

قارئین کے نام: اچھی بات کرو ورنہ خاموش رہو اور بڑوں کی عزت کریں چھوٹوں سے پیار کریں اور اپنی ماں کا خیال رکھیں دنیا میں ماں سے زیادہ کوئی ہستی پیاری نہیں۔ (محمد وقاص احمد حیدری-سہگل آباد)

شہزادہ عالمگیر کے نام: ڈیئر شہزادہ صاحب سدا سلامت رہو اور آپ کا ڈائجسٹ خوفناک دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرے۔ (رائے عیس ولی چاہت- اڈا جسو آنہ بنگلہ)

قارئین کے نام: خوفناک ڈائجسٹ سے منسلک تمام دوستوں کو میری طرف سے نہایت **ادب سے سلام قبول ہو۔** میں آپ سے قلمی دوستی کرنا چاہتا ہوں **اگر کوئی ہے تو پلیز!** (بابر علی سحر-سمندری)

رائٹرز کے نام: بہت جلد میں ایسی کہانی خوفناک کی نظر کروں گا کہ آپ سب لکھاری حضرات چونک پڑیں گے۔ اٹ ایز مائی چیلنج۔ (عبداللہ-تربیلہ ڈیم)

ڈر کے آگے جیت ہے

۔۔۔آر۔کے ریحان خان۔قسط نمبر۲

رات کافی گزر چکی تھی رات کا آخری پہر تھا کہ ریحان نے خواب میں سیمرن کو دیکھا جو گھر سے باہر نکل گئی وہ جٹ سے خواب سے بیدار ہوا اور دروازہ کھول کر سیمرن کے کمرے کی طرف دوڑ لگا دی مگر سیمرن کے کمرے کا دروازہ کھولا ہوا تھا اور وہ اپنے کمرے میں نہیں تھی ریحان سمجھ گیا کہ وہ پھر سے کسی سائے کے زیر میں آچکی ہے اس نے سب کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔اور چپکے سے گھر سے باہر نکل گیا۔اس نے باہر اپنے عمل کے ذریعے پتہ لگایا کہ سیمرن قبرستان کی طرف جارہی ہے وہ تیزی سے قبرستان کی اور بڑھ گیا رات کے تین بج رہے تھے ہر طرف خاموشی کا سماں تھا ریحان تھوڑی دیر میں اقبرستان پہنچ گیا وہاں پر اس نے جو دیکھا اس کے رونگھٹے کھڑے ہو گئے کیونکہ سیمرن پر کسی اور مخلوق کا سایہ تھا۔اور وہ قبر کھود کر خود کو اس میں دفن کر رہی تھی اس کی آنکھیں مکمل انڈے کی طرح سفید پڑ چکی تھیں اور اس کے خوبصورت بال اس کے چہرے پر بکھرے ہوئے تھے اس کا رنگ مکمل سفید اور کالا پڑ چکا تھا۔اس کی خوبصورتی کا نام نشان نہ تھا ریحان کو تو یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ سیمرن ہے جسے لوگ خوبصورتی کی ملکہ کہتے ہیں یہ کیا واقعی میں سیمرن ہی ہے خیر اس نے اپنے ڈر اور خوف کو دور کیا کیونکہ ایسے اس سفر پر اس سے زیادہ بھیانک چہرے دیکھنے تھے سیمرن خود کو آدھی سے زیادہ قبر میں دفن کر چکی تھی اب ریحان کو کسی بھی حال میں اسے بچانا تھا وہ تیزی سے سیمرن کے قریب گیا اس نے سیمرن کے دونوں کندھوں کو پکڑا اسے باہر نکالنے لگا مگر سیمرن نے اس کو بائیں ہاتھ سے ایک جھٹکا دیا اور اسے دور پھینک دیا۔اس کی آواز میں غضب کا ڈر تھا ریحان نے خود کو سنبھالا۔اور پھر سے سیمرن کے نزدیک گیا ابھی وہ کچھ پڑھنے ہی والا تھا کہ سیمرن کے منہ سے جو آواز نکلی اس نے اس کو ہلا کر رکھ دیا۔رک جاؤ اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو اس لڑکی کا پیچھا چھوڑ دو اسے ہمارے غضب سے کوئی نہیں بچا سکتا اور تو کیا چیز ہے ایک معمولی سا کیڑا ہے تو کیڑا ہے اپنی زندگی چاہتا ہے تو چلا جا۔ریحان کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ یہ آوازیں مل کر ایک آواز نکال رہی تھیں جب اس نے غور کیا تو اسے پتہ چلا کہ یہ سات آوازوں سے مل کر ایک آواز نکل رہی ہے اس پر ریحان نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔پہلی بات تو یہ ہے کہ میں یہاں سے جانے نہیں اس لڑکی کو بچانے آیا ہوں اور دوسری بات یہ کہ آخر تو ہے کون اور تمہاری اس معصوم لڑکی کے ساتھ کیا دشمنی ہے اس نے تیرا کیا بگاڑا ہے سیمرن پوری طرح قبر میں دفن ہو چکی تھی صرف اس کا چہرہ باقی تھا۔وہ کانپ کر رہ گیا۔ایک خوفناک اور سنسنی خیز کہانی۔

ریحان نے قہقہوں کی آوازیں سن لی تھیں اس کا رخ اب آوازوں کی طرف تھا جب تک ریحان وہاں پہنچتا سیمرن نے کنویں میں چھلانگ لگا دی۔

سیمرن نہیں رک جاؤ۔مگر بہت دیر ہو گئی تھی سیمرن نے کنویں میں چھلانگ دی تھی وہ جیسے ہی اس اندھیرے کنویں میں پہنچے وہ ہوش میں آچکی تھی اب اس پر کسی شیطان یا بد روح کا سایہ نہیں تھا سیمرن نے جیسے ہی اس



اندھیرے کنویں کو دیکھا تو ڈر اور خوف سے اس کے رونگھٹے کھڑے ہو گئے۔اب وہ اس گہرے کنوین میں کبھی ڈوبتی اور کبھی پانی کی سطح پر آجاتی جیسے کوئی اس کو سزا دے رہا ہو یہ ہی وہ دوبتی اور نہ ہی وہ پانی کے سطح پر تیرنے میں کامیاب ہو رہی تھی ایسا لگ رہا تھا کہ کوئی اسے ڈوبا رہا ہو سیمرن چیخنے چلانے لگی ڈر اور خوف سے اس کا برا حال تھا آج سیمرن کو مکمل ڈر کا احساس ہوا تھا۔وہ آج موت کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہی تھی اس اندھیرے اور بھیانک کنویں میں سیمرن کی آوازیں دیوارون کے ساتھ ٹکرا کر واپس آجاتی اس کے ساتھ بھیانک اور خوفناک آوازوں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا جو کان کے پردے پھاڑ دینے کے لیے کافی تھا اچانک سیمرن کے ہاتھ اس کیچ ہرے کی طرف خود بخود بڑھنے لگے اور اس کے ناخن بھی بڑھنے لگے جو خنجروں جیسے تیز دار ہو گئے سیمرن نے اپنے ہاتھوں کو اپنے چہرے کی طرف لے جانے سے بہت روک رکھا تھا مگر نا کام رہی اس کے اپنے ہاتھ اس کے اختیار میں نہ تھے سیمرن سمجھ گئی کہ میں اب اپنے چہرے کا گوشت خود نوچ کر کھاؤں گی سیمرن کی آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک سیلاب رواتھا وہ سمجھ گئی تھی کہ اس کے ساتھ میں ہونے والا ہے اس سے کہ وہ اپنا چہرہ خود اپنے ہاتھوں سے نوچتی ریحان نے رسی کو اوپر باندھا۔اور کچھ پڑھ کر کنویں میں چھلانگ لگا دی۔ سیمرن کے ہاتھ اس کے چہرے تک پہنچ ہی گئے تھے کہ ریحان نے اس کے ہاتھوں کو پکڑ کر کہا ابھی نہیں ابھی مین زندہ ہوں اور میرے ہوتے ہوئے کوئی شیطانی بدروح کوئی شیطانی سایہ سیمرن کے حسین چہرے کو چھو بھی نہیں سکتی سیمرن نے جیسے ہی ریحان کو دیکھا تو اس کی جان میں جان آگئی ریحان نے کچھ پڑھ کر سیمرن کے ہاتھوں پر پھونک ماری تو دھیرے دھیرے سیمرن کے دونوں ہاتھ اپنی اصلی حالت میں آگئے اور کنویں میں خوفناک آوازوں کا سلسلہ بھی ختم ہو گیا۔سیمرن روتے ہوئے ریحان کے گلے لگ گئی وہ زور زور سے رو رہی تھی ریحان وہ۔۔وہ مجھے برباد کرنا چاہتا ہے ریحان مومو مجھے پتہ نہیں چلا کہ میں یہاں پر کے کیسے۔۔۔؟ میں میں تو سوئی ہوئی تھی مگر مگر یہاں سیمرن ہکلاتے ہوئے کہہ رہی تھی اس کی زبان اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی وہ نہایت ہی گھبرائی ہوئی تھی کیونکہ یہ کوئی عام کنواں بھی نہ تھا موت کا کنواں تھا سیمرن ۔ سیمرن خود کو سنبھالو کچھ نہیں ہوا ہے تمہیں تم ٹھیک ہو جب تک میں زندہ ہوں تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔ریحان نے سیمرن کو تسلی دیتے ہوئے کہا سیمرن نہایت ہی خوفزدہ تھی اس لیے اس کی آنکھیں بند ہونے لگی ریحان نے کچھ پڑھ کر رسی پر پھونک ماری تو رسی اوپر کی طرف حرکت میں آگئی اور تھوڑی ہی دیر مین ریحان سیمرن کو اوپر لے آیا سیمرن مکمل پانی میں بھیگی ہوئی تھی ریحان نے اوپر اپنا جو کوٹ اتارا تھا۔اس نے سیمرن کو ڈھانپ دیا۔سیمرن بے ہوش ہو چکی تھی ریحان تھوڑی دیر سیمرن کے حسین چہرے کو دیکھتا رہا۔اور پھر جلد ہی خود کو سنبھالا۔اور پھر سیمرن کو اٹھا کر اس کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا رات ابھی بھی باقی تھی ریحان نے سیمرن کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔کئی بار دستک دینے پر اندر سے سیمرن کی امینے دروازہ کھول دیا۔سامنے انہوں سیمرن کو بے ہوش دیکھا تو وہ تڑپ گئی سیمرن بیٹی سیمرن بیٹی تمہیں کیا ہوا ہے سیمرن کی ماں روہانسی ہو کر کہے جا رہی تھی

خدا کے لیے بیٹی آنکھیں کھولو۔اس پر ریحان نے اس کی ماں سے کہا

آنٹی سیمرن بالکل ٹھیک ہے بس خوف کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو چکی ہے آپ فکر نہ کریں صبح تک یہ بالکل ٹھیک ہو جائے گی

مگر بیٹا تم کون ہو سیمرن کی ماں نے ریحان کو سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تو ریحان نے سیمرن ک ماں کو سب کچھ بتا دیا۔جسے سن کر وہ بولیں۔

بیٹا۔ ہم تمہارا شکریہ کیسے ادا کریں

نہیں آنٹی اس میں شکریہ کی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ میرا فرض تھا۔

مگر ہمارے لیے تم جو کر رہے ہو وہ کوئی اپنا بھی نہیں کر سکتا

آنٹی بس یہ سمجھ لیجئے کہ میرے ابو کی آخری خواہش تھی اور مجھے اپنا ہی سمجھیں۔ آنٹی اب میں چلتا ہوں صبح میں پھر آؤں گا۔ اور سیمرن کو ایک خوشخبری بھی دینی تھی ریحان نے سیمرن کو اس کے کمرے میں لٹایا اور اپنے گھر چلا گیا۔ اسی طرح یہ رات بھی گزر گئی۔ صبح ریحان اور مورزین سیمرن کے گھر کو چلے گئے صبح دس بجے کا وقت تھا ریحان اور مورزین نے دروازے پر دستک دی تو اندر سے حنا نے دروازہ کھولا

مورزین ریحان آپ دونوں آ گئے

ہاں حنا اب کیسی طبیعت ہے سیمرن کی

ریحان اب وہ ٹھیک ہے مگر کل رات اگر آپ نے اس کو بچایا نہیں ہوتا تو پتہ نہیں آج دیدی کس حالت میں ہوتی۔ حنا نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

حنا اب پلیز یہ باتیں مت دوہراؤ۔ اور ہمیں اندر آنے کے لیے نہیں کہو گی

مورزین کی اس بات پر حنا جلدی سے بولی۔ کیوں نہیں آیئے آیئے۔ ماں دیکھو کون آیا ہے۔

ارے بیٹا آپ۔

جی آنٹی سوچا سیمرن کے بارے میں جان لوں اور اسے ایک خوشخبری بھی تو دینی تھی آنٹی یہ میری بہن مورزین ہے۔

آؤ اندر سیمرن اندر ہے تم دونوں کا انتظار کر رہی ہے

ارے ریحان مورزین تم دونوں میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی ریحان مورزین تم دونوں کی عمر زیادہ ہو گئی ہے کیونکہ ابھی ہم لوگ تمہارے بارے میں ہی باتیں کر رہے تھے

سیمرن اب یہ سب باتیں چھوڑو اور یہ سناؤ کہ اب تم کیسی ہو۔ ریحان نے سیمرن کے پاس بستر پر بیٹھتے ہوئے کہا

ریحان میں تو اب ٹھیک ہوں مگر رات کو اگر تم صحیح وقت پر نہ پہنچتے تو پتہ نہیں آج میرا کیا ہوتا سیمرن نے نظریں جھکائے ہوئے خوف سے بھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

سیمرن تمہارا میں کیا کروں تم کیوں اس بارے میں سوچتی ہو جو ہوا بس ہوا اور تم بالکل ٹھیک ہو اور جب تکمیں اس کالے اور شیطانی سائے کے راستے میں ہوں وہ تمہارا بال بھی بھیگا نہیں کر سکتا۔ ریحان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ جس پر سیمرن کے دل کو کچھ تسلی ہوئی اور بولی۔

مگر ریحان تمہیں پتہ کیسے چلا کہ میں اس جنگل میں ہوں

سیمرن میں نے تمہیں پہلے ہی بتایا تھا کہ تمہارے ساتھ جو بھی واقعہ ہوتا ہے مجھے وہ خواب میں خیالوں میں پہلے ہی دیکھایا جاتا ہے اب یہ کیوں اور کس لیے میں نہیں جانتا۔ مگر اتنا جانتا ہوں کہ اس کام کے لیے مجھے چنا گیا ہے۔ اچھا چھوڑو یہ سب اور میں تمہیں ایک خوشخبری دینا چاہتا ہوں۔

ہاں ریحان میں تو بھول ہی گئی تھی امی کہہ رہی تھی کہ تم مجھے کوئی خوشخبری سنانے آئے ہو۔

ہاں سیمرن اور وہ خوشخبری یہ ہے کہ میں نے وادی مرگ کا نقشہ حاصل کر لیا ہے۔

کیا۔۔کیا سب نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔مگر کیسے

وہ ایک جادوئی نقشہ ہے جو ابھی کچھ صفحات پر مشتمل ہے مگر وادی مرگ کے سفر پر اس کے صفحات دھیرے دھیرے بڑیں گے اور اس میں نئے نئے راستے نئی نئی معلومات ابھریں گی۔اور یہ نقشہ ایک کتاب کی شکل میں بن جائے گا۔اب منزل دور نہیں ہے بس اب جلدی سے سیمرن ٹھیک ہو جائے تو ہمارا وادی مرگ کا سفر شروع ہوگا۔ریحان نے تفصیل بتادی۔

ریحان یہ واقعی میں خوشخبری ہے اور میں اب بالکل ٹھیک ہوں آج ہی اس سفر کا آغاز کریں۔

سیمرن کی بچی بڑی جلدی ہے وادی مرگ جانے کی لیکن تمہارے کہنے سے کیا ہوگا جب مجھے لگے کہ تم پوری طرح ٹھیک ہو گئی ہو تو ہی چلیں گے اس سے پہلے تو تم سفر کے بارے میں سوچنا بھی مت ریحان تو کیا اب سب کچھ تم ہی طے کرو گے کہ ہمیں کب نکلنا ہے کیا مجھے ایک بھی فیصلہ کہنے کا حق نہیں ہے سیمرن نے اپنا بڑا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔اس پر ریحان نے مذاق کے انداز میں سیمرن سے کہا۔نہیں بالکل نہیں کیونکہ تم حد سے بھی زیادہ پاگل ہو اور بے وقوف بھی۔اس لیے تم کھانا بھی اور پانی بھی سب میری مرضی سے کھاؤ گی تم وہ سب کرو گی جو میں تم سے کہوں گا۔ہے ناں آنٹی۔

ہاں بیٹا بالکل ٹھیک کہتے ہو تم یہ بالکل بھی پاگل ہے یہ وہ کرے گی جو تم ان سے کہو گے اس پر سیمرن نے ماں سے کہا

امی آپ بھی ریحان کے ساتھ۔

دیدی صرف امی ہی نہیں میں بھی ریحان کے ساتھ ہوں حنا نے بھی ریحان کا ساتھ دیتے ہوئے کہا۔

اچھا تو اب میرا ساتھ دینے والا بھی کوئی بچا ہے۔اور ریحان نے اتنی جلدی تم پر جادو چلا دیا۔

ہاں سیمرن یہ تو ریحان کا کمال ہے کہ ریحان کیا ہم جلدی نہیں جا سکتے کل رات کے واقعے کے بعد میرا ڈر اور خوف اور بھی بڑھ گیا ہے ہر وقت مجھے یہ خوف لگا رہتا ہے ایسے لگتا ہے کہ جیسے کوئی ان دیکھا سایہ میرے ساتھ ہونے جسے وہ مجھ ہر وقت نظر رکھے ہوئے ہے

سیمرن تم اب یہ ڈر اور خوف کو چھوڑ دو اور جب مجھے لگے گا کہ تم پوری طرح ٹھیک ہو گئی ہو تو میں خود تم سے جانے کے لیے کہوں گا ویسے سیمرن کی بچی تمہیں پتہ ہے کہ وادی مرگ ہے کیا تم ابھی سے اتنی ڈر رہی ہو جب وادی مرگ کے بارے میں سنو گی تو پتہ نہیں ہو سکتا ہے کہ تم جانے سے انکار کر دو۔ریحان نے اصل بات چھیڑتے ہوئے کہا جس پر سب نے تجسس سے کہا

ہاں ریحان ہم تو یہ جاننا بھول گئے ہیں کہ آخر یہ وادی مرگ ہے کیا۔اور یہ کون سی وادی ہے۔

ہاں آنٹی اسی لیے تو سیمرن سے کہا تھا کہ اسے بڑی جلدی ہے جانے کی جیسے ہم سیر پر جا رہے ہوں آنٹی اگر سچ پوچھو تو یہ سفر سفر نہیں بلکہ موت کا سفر ہے جہاں ہر طرف موت اپنے بازو پھیلائے ہوئے ہے جس کا تصور ہی موت کے لیے کافی ہے اس کا راستہ سو سال سے بھی پرانی قبر سے شروع ہوتا ہے اور آسمان کی بلندیوں پر اس کا اختتام ہوگا کالے بادلوں میں دور اڑتے ہوئے سانپ نے وہ علاقہ پکڑے رکھا ہے اوڑھتے ہوئے سانپ نے حنا نے خوف سے پوچھا۔ہاں حنا کالے بادلوں میں ایک ایسا زہریلا علاقہ ہے جس کے بارے میں آج تک نہ کسی نے سنا ہے اور نہ ہی دیکھا ہے جہاں جنوں سانپوں چڑیلوں اور رکشوؤں کا مرکز ہے

ریحان یہ کالے بادل یہ کیسے ہیں۔سیمرن کی ماں نے بادلوں کے بارے میں سوال کیا۔

آنٹی یہ کالے بادل بہت بھیانک بادل ہیں یہ بدروحوں کی دنیا ہے یہاں انسان کو اپنا ہاتھ بھی دکھائی نہیں دیتا ہے وہاں پر سے گزرنے کے لیے ہمیں ایک کرشمائی تلوار کی ضرورت پڑے گی جس کی روشنی سے ہم وہاں ہر چیز کو دیکھ پائیں گے۔ آنٹی دعا کرو کہ ہمارا سفر اس کالے بادلوں سے نہ ہو خدا کرے کہ ہمارا سفر اس قبر کے انر کے راستے پر ہی ختم ہو جائے۔

اس کا مطلب ہے کہ ہمارا سفر کسی بھی وقت اور کسی بھی راستے پر ختم ہو سکتا ہے سیمرن نے ریحان کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں یہ بھی ہو سکتا ہے اس ڈر کا سچ کسی بھی وقت اور کسی بھی راستے پر اگر ہم جان پائے اگر ہم اسے شکست دے پائے تو ہمیں اڑتے ہوئے سانپوں کی دنیا میں نہ جانا پڑے گا۔ اور اگر ہمیں وہاں جانا پڑے تو ہمیں بادلوں کا سفر شروع ہونے سے پہلے وہاں پر وہ کرشمائی تلوار جس سے سفید روشنی نکلتی ہے وہ تلاش کرنی پڑے گی اور اس کے بعد ہمیں بدروحوں کی دنیا کالے بادلوں میں جانا ہوگا۔ اور وہی ہمارا آخری سفر ہوگا۔ یہ سب سننے کے بعد سیمرن نے کہا

ریحان ہمیں نہیں لگتا کہ ہم وہاں پر پہنچ پائیں گے اس لیے ریحان پلیز تم یہ سفر پر جانا چھوڑ دو میں تو ویسے بھی خطرے میں ہوں تم اپنی زندگی برباد مت کرو سیمرن کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے یہ

کیا سیمرن تم ابھی سے ہمت ہار گئی ہو اس لیے تو میں نے تم سے کہا تھا کہ ہم سیر پر نہیں جا رہے ہیں کہ تم اتنی ضد کر رہی تھی اور جہاں تک زندگی اور موت کا سوال ہے۔ تو وہ خدا کے ہاتھ میں ہے اس لیے یہ بند کرو تم مجھے کمزور کر رہی ہو میں نہیں چاہتا ہوں کہ میں بدی کے خلاف کمزور ہو جاؤں اور اگر اس نیک کام میں مجھے اپنی جان بھی دینی پڑے تو میں پیچھے نہیں ہٹوں گا۔ اب نہیں کر پائے وہ میں کروں گا

سیمرن میرا بھائی ٹھیک کہہ رہا ہے بدی کے خلاف یہ جنگ جیتنی ہے ہر حال اور اگر اس میں میرے بھائی کی زندگی چلی گئی تو مجھے فخر ہوگا اپنے بھائی پر موزین نے ریحان کے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

بیٹا اگر سچ کہو تو آج کل کہیں بھی تم جیسا انسان نہیں ہوگا۔ اس لیے تم کرنا اللہ تمہاری مدد کرے گا۔

ہاں آنٹی سیمرن ٹھیک ہو جائے تو ہم روانہ ہوں گے اب ہم چلتے ہیں رات کو میں پھر سے یہاں پر رات گزارنے کے لیے آؤں گا کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ اب سیمرن کو کوئی خطرہ ہو کیونکہ جہاں تک میرا خیال ہے تو وہ کچھ بھی کر سکتا ہے اسے پتہ چل گیا ہوگا کہ ہم کیا کچھ کر رہے ہیں وہ سیمرن کو کوئی بھی نقصان پہنچا سکتا ہے۔ ریحان نے خطرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اچھا بیٹا ہم رات کو تمہارے آنے کا انتظار کریں گے۔ اور ہاں موزین کو لازمی لے کر آنا وہ گھر میں اکیلی کیا کرے گی۔

ٹھیک ہے آنٹی۔ ہم چلتے ہیں سیمرن اپنا خیال رکھنا۔

جانا ضروری ہے کیا ویسے بھی تم رات کو پھر آؤ گے بہتر ہے کہ تم رک ہی جاؤ۔

نہیں سیمرن مجھے کچھ تیاریاں کرنی ہیں ہمیں جانا ہوگا میں رات ہوتے ہی پھر آ جاؤں گا۔

اسی طرح یہ دن بھی گزر گیا۔ ابھی رات ہونے والی تھی کہ سیمرن بے چینی سے ریحان کا انتظار کرنے لگی پتہ نہیں کیوں مگر سیمرن کو ریحان کی یاد ستا رہی تھی سیمرن جس کی خوبصورتی کی لوگ مثالیں دیتے تھے وہ آج کسی کے لیے بے چین ہو رہی تھی اس کو سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر یہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ اس کو وہ محبت کا نام

بھی نہیں دے سکتی تھی ابی تک اسے محبت کے بارے میں کچھ پتہ نہیں تھا کیونکہ اس نے کبھی کسی سے محبت کی ہی نہیں تھی

دیدی کیا ہو گیا ہے آپ کو لگتا ہے کہ تم بے چین ہو سیمرن کی حالت دیکھتے ہوئے حنا نے کہا۔

پتہ نہیں بس ایک عجیب سا درد دل میں اٹھ رہا ہے عجیب سی کیفیت عجیب سی بے چینی ہے دل بہت بے چین ہے۔ سیمرن نے اک گہری سانس لے کر کہا۔

دیدی ایک بات کہوں۔

ہاں کہو۔

دیدی کیا آپ کو ریحان کا تو انتظار نہیں ہے لگتا تو ایسا ہی ہے کیونکہ آپ ابھی سے انتظار کرنے لگی ہیں اوویسے بھی ہمارے ریحان کے علاوہ کون آرہا ہے۔ اور اگر ایسا ہے تو کیا آپ ریحان کو پسند تو نہیں کرنے لگی ہیں مطلب یہ کہ کیا آپ ریحان سے محبت تو نہیں۔۔۔۔۔؟ حنا نے اتنا ہی کہا تھا کہ سیمرن اس پر برس پڑی۔

کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ کیا تم کیا کہہ رہی ہو ریحان میرا صرف اچھا دوست ہے اااور اسے تم محبت کا نام دے رہی ہو۔ پریشانی اس بات کی ہے کہ اس نے میرے لیے بہت اہم کرنا ہے کہیں ہمیں کچھ ہو نہ جائے ہمیں سفر پر جلدی روانہ ہو جانا چاہیے تا کہ جس حالات سے میں گزر رہی ہوں وہ ختم ہو سکے۔ اور تم نے یہ بات ابھی تو کی ہے اب کبھی مت کرنا۔

دیدی اس میں غصہ کرنے والی کون سی بات ہے اور تمہیں کیا لگتا ہے کہ ریحان لڑکا تم کو کہیں ملے گا نہیں دیدی آج کے زمانے میں تو نہیں۔ اور میں جانتی ہوں کہ تو جتنا بھی اپنی بات کو چھپا لے مطلب صاف ہے کہ تو ریحان کو۔۔۔

چپ ہو جا خدا کے لیے مجھے اس بارے میں اور بات نہیں کرنی ہے اور پلیز مجھے اکیلا چھوڑ دو سیمرن نے غصہ سے کہا جسے سن کر حنا کچھ کہے بغیر ہی کمرے سے باہر نکل گئی۔

سیمرن کی ماں نے کھانا تیار کیا ہوا تھا کیونکہ ان کے آنے کا ٹائم ہو گیا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی گاڑی کے ہارن کی آواز گونجی تو حنا نے جا کر دروازہ کھولا تو باہر ریحان اور مورزین کھڑے تھے جنہیں دیکھ کر حنا بہت ہی خوش ہوئی اور ان کو اندر لے آؤ۔

ریحان بیٹا آؤ ہم تمہارا ہی انتظار کر رہے تھے سیمرن کی امی نے کہا۔ حنا بیٹی جاؤ سیمرن کو بھی بلا لاؤ سب مل کر کھانا کھاتے ہیں۔

آنٹی سیمرن اب کیسی ہے۔ مورزین نے سوال کیا۔

بیٹی اب وہ پہلے سے بہت ہی بہتر ہے۔ تھوڑی بے چین سی تھی شاید تم دونوں کے انتظار کی وجہ سے۔ حنا اوپر گئی اور سیمرن سے کہا جو کہ بستر پر لیٹی ہوئی کچھ سوچ رہی تھی۔ دیدی آؤ کھانے پر ریحان اور مورزین تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔

کیا وہ آ گئے۔ سیمرن نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو حنا چونک سی گئی۔ لیکن کچھ کہا نہ۔ سیمرن نے اپنی خوشی کو چھپاتے ہوئے کہا تم جاؤ میں آتی ہوں۔

جی دیدی۔ وہ اتنا کہہ کر نیچے چلی گئی اور پھر سیمرن نیچے آ گئی۔

ریحان اور مورزین تم دونوں کب۔۔۔؟ سیمرن نے پوچھا۔

بس ابھی آئے ہیں۔ مورزین نے جواب دیا۔ پھر سب ہی کھانا کھانے لگے۔ اور ساتھ ساتھ باتیں بھی ہوتی رہیں رات بہت ہوگئی تھی کہ سیمرن کی ماں نے کہا بس اب ہنسی مذاق کو ختم کرو رات بہت ہوگئی ہے اور ویسے بھی ریحان اور مورزین کو اتنی دیر تک جاگنے کی عادت نہیں ہوگی اس پر مورزین نے کہا۔

نہیں آنٹی بہت مزا آرہا ہے پتہ نہیں کہ یہ دن اب کب دیکھنے کو ملے۔

مورزین کی بات سن کر حنا نے کہا مورزین تم فکر نہ کرو ویسے بھی ہم دونوں یہی ہیں خوب ہنسی مذاق کریں گے اس پر سیمرن نے کہا۔ کیوں کیا ہم دونوں ساری عمر وادی مرگ میں گزاریں گے۔ اس پر ریحان نے کہا۔ آنٹی میں تو ایک بات صاف کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے وادی مرگ پسند ہے اور اگر وہاں پر ایک خوبصورت چڑیل مل گئی تو میرا تو وہاں بسنے کا ارادہ ہے اس چڑیل سے شادی کر کے میں وادی مرگ کا بادشاہ بن جاؤں گا۔ اس پر سیمرن غصہ ہوگئی اور بولی۔

کیا تم چڑیل سے شادی کرو گے۔

ہاں سیمرن لیکن تم کو کیا ہو گیا ہے۔ تمہیں کیوں جلن ہونے لگی ہے۔

مجھے جلن نہیں ہوئی ہے۔ پر میں میرا کیا ہوگا۔ سیمرن کا اتنا کہنا تھا کہ حنا نے چونکتے ہوئے سیمرن کی طرف دیکھا سیمرن سمجھ گئی کہ وہ جلدی سے بولی۔ نہیں میرا مطلب تھا کہ میرا کیا ہوگا میں تو وہاں نہیں رہ سکتی ناں مجھے کون وہاں سے لائے گا۔

تم فکر مت کرو تمہیں مین لاؤں گا۔ اور اس کے بعد میں مورزین کو لے کر وادی مرگ میں چلا جاؤں گا

مورزین کیا تم جاؤ گی۔ سیمرن نے مورزین کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

نہیں سیمرن میرا بھائی اگر جائے تو جائے مگر میں تم لوگوں کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔ مورزین نے بھی سوچ لیا تھا کہ اگر مجھے سیمرن جیسی بابھی مل جائے تو مجھ اور کیا چاہیے مگر قسمت کا کس کو پتہ ہوتا ہے کہ ان دونوں کے تقدیر میں کیا لکھا ہے یہ تو بعد میں ہی پتہ چلے گا۔

مورزین کیا تم بھی اس کے ساتھ ہو۔

ہاں ہوں یہ اب میری سہیلیاں ہیں۔

اچھا ٹھیک ہے دیکھ لوں گا سب کو ریحان نے اٹھتے ہوئے کہا

سیمرن اور حنا بیٹی جاؤ ریحان کو اور مورزین کو اس کا کمرہ دکھادو۔

آنٹی اگر برا نہ لگے تو مجھے ایسا کمرہ چاہیے جس سے سارا گھر نظر آتا ہو۔ جس سے ہر کونا دیکھتا ہو۔

اچھا بیٹا سیمرن وہ سامنے والا کمرہ ریحان کو دو۔

ٹھیک ہے امی یہ رہا تمہارا کمرہ ریحان

بس سیمرن یہ ٹھیک ہے ریحان نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اچھا ریحان گڈ نائٹ۔ سیمرن رکو تمہارا کمرہ ذرا دکھاؤ وہ بے حد ضروری ہے

ریحان وہ سامنے والا کمرہ میرا ہے سیمرن نے خوف سے دبی ہوئی آواز میں کہا۔ سیمرن سمجھ گئی تھی کہ ریحان نے ایسا کیوں کہا ہے

سیمرن مجھ پر بھروسہ ہے ریحان نے سیمرن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

ہاں ریحان خود سے بھی زیادہ۔
تو بس یسمرن مجھ پر بھروسہ رکھو۔ تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔ آرام سے سو جاؤ۔ گڈ نائٹ ریحان نے اتنے پیار سے کہا کہ یسمرن اپنا خوف اور ڈر بھول گئی اور مسکراتے ہوئے اپنے کمرے میں چلی گئی۔
سب سو گئے مگر ریحان آدھی رات تک جاگ رہا تھا کہ کہیں کچھ ہو نہ جائے مگر آخر کار اس کو بھی نیند نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اور اسی طرح وہ دنیا جہاں سے بے خبر میٹھی نیند سو گیا۔ رات کافی گزر چکی تھی رات کا آخری پہر تھا کہ ریحان نے خواب میں یسمرن کو دیکھا جو گھر سے باہر نکل گئی وہ جٹ سے خواب سے بیدار ہوا اور دوازہ کھول کر یسمرن کے کمرے کی طرف دوڑ لگا دی مگر یسمرن کے کمرے کا دروازہ کھولا ہوا تھا اور وہ اپنے کمرے میں نہیں تھی ریحان سمجھ گیا کہ وہ پھر سے کسی سائے کے زیر میں آ چکی ہے اس نے سب کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔ اور چپکے سے گھر سے باہر نکل گیا۔ اس نے باہر اپنے عمل کے ذریعے پتہ لگایا کہ یسمرن قبرستان کی طرف جارہی ہے وہ تیزی سے قبرستان کی اور بڑھ گیا رات کے تین بج رہے تھے ہر طرف خاموشی کا سماں تھا ریحان تھوڑی دیر میں اقبرستان پہنچ گیا وہاں پر اس نے جو دیکھا اس کے رونگھٹے کھڑے ہو گئے کیونکہ یسمرن پر کسی اور مخلوق کا سایہ تھا۔ اور وہ قبر کھود کر خود کو اس میں دفن کر رہی تھی اس کی آنکھیں مکمل انڈے کی طرح سفید پڑ چکی تھیں اور اس کے خوبصورت بال اس کے چہرے پر بکھرے ہوئے تھے اس کا رنگ مکمل سفید اور کالا پڑ چکا تھا۔ اس کی خوبصورتی کا نام نشان نہ تھا ریحان کو تو یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ یسمرن ہے جسے لوگ خوبصورتی کی ملکہ کہتے ہیں یہ کیا واقعی میں یسمرن ہی ہے خیر اس نے اپنے ڈر اور خوف کو دور کیا کیونکہ اسے اس سفر پر اس سے زیادہ بھیانک چہرے دیکھنے تھے یسمرن خود کو آدھی سے زیادہ قبر میں دفن کر چکی تھی اب ریحان کو کسی بھی حال میں اسے بچانا تھا وہ تیزی سے یسمرن کے قریب گیا اس نے یسمرن کے دونوں کندھوں کو پکڑ اسے باہر نکالنے لگا مگر یسمرن نے اس کو بائیں ہاتھ سے ایک جھٹکا دیا اور اسے دور پھینک دیا۔ اس کی آواز میں غضب کا ڈر تھا ریحان نے خود کو سنبھالا۔ اور پھر سے یسمرن کے نزدیک گیا ابھی وہ کچھ پڑھنے ہی والا تھا کہ یسمرن کے منہ سے جو آواز نکلی اس نے اس کو ہلا کر رکھ دیا۔
رک جاؤ اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو اس لڑکی کا پیچھا چھوڑ دو اسے ہمارے غضب سے کوئی نہیں بچا سکتا اور تو کیا چیز ہے ایک معمولی سا کیڑا ہے تو کیڑا ہے اپنی زندگی چاہتا ہے تو چلا جا۔
ریحان کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ یہ آوازیں مل کر ایک آواز نکال رہی تھیں جب اس نے غور کیا تو اسے پتہ چلا کہ یہ سات آوازوں سے مل کر ایک آواز نکل رہی ہے اس پر ریحان نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں یہاں سے جانے نہیں اس لڑکی کو بچانے آیا ہوں اور دوسری بات یہ کہ آخر تو ہے کون اور تمہاری اس معصوم لڑکی کے ساتھ کیا دشمنی ہے اس نے تیرا کیا بگاڑا ہے
خاموش ہو جا تو کون ہوتا ہے یہ سوال کرنے والا۔ تو تو آگے نہیں جائے گا۔ اچانک یسمرن نے ہوا میں ہاتھ بلند کیا اور قبرستان کے کچھ اقبروں سے خوفناک اور بھیانک شکل والے مردے نکل آئے جس کے آدھے گوشت گلے ہوئے تھے اور آدھی ہڈیاں جس کے اندر کیڑے مکوڑے اس کے ہڈیوں کو کھا رہے تھے اور اس کی آنکھوں سے سرخ روشنیاں نکل رہی تھیں ریحان کی برداشت سے اس مردے کی بدبو قابو سے باہر تھی بدبو سے ریحان کا برا حال ہو گیا تھا ادھر وہ بھیانک شکلیں بھی وہ برداشت نہیں کر پا رہا تھا ریحان نے خود میں ہمت پیدا کرتے ہوئے کہا۔ اچھا تو جنگ چھڑ چکی ہے اس طرح مردے اور ریحان کے بیچ ایک بھیانک جنگ۔ جب ریحان کو لگا کہ یہ مردے تو ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی ہیں تو اس نے یسمرن کی طرف دوڑ لگا دی مگر وہ یسمرن کو

بچانے میں ہر بار ناکام ہو جاتا۔ سیمرن پوری طرح قبر میں دفن ہو چکی تھی صرف اس کا چہرہ باقی تھا ریحان نے کچھ پڑھا تو اسے اس کے عمل نے اسے وہ وادی مرگ کا نقشہ دیکھایا ریحان سمجھ گیا اس نے تیزی سے اپنے کوٹ سے وہ نقشہ نکالا اس پر ایک منتر لکھا ہوا تھا ریحان نے وہ منتر پڑھا اور اس قبر پر پھونک ماری جس میں سیمرن دفن ہونے جا رہی تھی۔ جیسے ہی ریحان نے پھونک ماری تو سارے مردے اچانک سے غائب ہو گئے اور سیمرن کے منہ سے بھیانک آواز نکلی تھوڑی دیر میں وہ بھی اپنی اصلی حالت میں آ گئی سیمرن نے جب اپنی آنکھوں کو کھولا تو خود کو قبر میں پایا تو اس کی حالت غیر ہوگئی وہ ڈر اور خوف سے تھر تھر کانپنے لگی اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا نہ تھمنے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔

سیمرن ۔۔ سیمرن خود کو سنبھالو کچھ نہیں ہوا تمہیں تم ٹھیک ہو ہوش میں آؤ سیمرن ریحان یہ میں ۔ میں کیا۔ یہ کیسے سیمرن کانپتے ہوئے کہہ رہی تھی سیمرن مجھے دیکھو تم ٹھیک ہو دیکھو کچھ نہیں ہوا ہے تم کو میں ابھی تمہیں یہاں سے نکالتا ہوں ریحان نے کچھ پڑھا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو قبر کے اوپر پھیرا تو مٹی ہوا میں اڑنے لگی اور تھوڑی دیر میں سیمرن کو ریحان نے قبر سے باہر نکالا باہر نکلتے ہی سیمرن خوف سے رو پڑی ریحان کے گلے سے لگ گئی۔

ریحان کو عجیب فیلنگ ہوئی سیمرن کا یوں ریحان کے گلے لگنا ریحان کو عجیب سی مشکل میں ڈال گیا۔ اس نے سوچا کہ کہیں میں سیمرن سے محبت نہیں نہیں وہ میری صرف اچھی دوست ہے نہیں میں ایسا نہیں سوچ سکتا۔ سیمرن بس ڈری ہوئی ہے اور کچھ نہیں ہے

ریحان یہ سب کیا ہو رہا ہے یہ قبرستان یہ قبر سیمرن نے روتے ہوئے کہا۔

ریحان خیالوں کی دنیا سے باہر آیا کیونکہ دنیا کی حسین شہزادی کا اس کی بانہوں میں اس طرح آنا اسے سوچ میں ڈال گیا تھا۔ مگر ریحان نے اسے دوستی کا نام دے کر اپنی محبت والی فیلنگ چھپائی ریحان نے سیمرن کو خود سے الگ کیا اور سیمرن کو بھی احساس ہو چکا تھا کہ وہ اس طرح ۔۔ خیر جب ڈر انسان پر سوار ہوتا ہے تو وہ خود کو دنیا جہاں سے بے خبر کر دیتا ہے چاہے وہ دنیا کا بادشاہ ہی یا حسن کی پرستان کی پری ہی کیوں نہ ہو۔

سیمرن دیکھو خود کو سنبھالو کچھ نہیں ہوا ہے تمہیں تم ٹھیک ہو جب تک میں زندہ ہوں ہماری دوستی کی قسم تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا۔ اب میری بات دھیان سے سنو اب تم گھر جاؤ اور گھر میں کچھ بھی بات نہ کرنا۔ میں نہیں چاہتا کہ کوئی پریشان ہو سمجھ گئی میری بات۔

ہاں ریحان سمجھ گئی۔ آؤ اب گھر چلتے ہیں۔ جیسے ہی وہ روانہ ہوئے سیمرن کے پاؤں قبر میں دفن ہونے کی وجہ سے بھاری ہو چکے تھے سے ٹھیک طریقے سے چلا بھی نہیں جا رہا تھا

سیمرن تم ٹھیک طریقے سے چل نہیں رہی ہو میں تمہیں اٹھا کر۔

نہیں ریحان میں ٹھیک ہوں۔

او کے تو چلو وہ دھیرے دھیرے چل رہی تھی ریحان سمجھ گیا کہ اگر ایسا چلنا ہو تو صبح کو کیا کل رات کو پہنچیں گے اس نے سیمرن سے کہا سیمرن اگر ایسے چلو گی تو صبح تو کیا کل رات کو بھی نہیں پہنچ پائیں گے اور اگر لیٹ پہنچے تو سب کو پتہ لگ جائے گا میں تمہیں اٹھا لیتا ہوں۔

نہیں ریحان بس اب میں بالکل ٹھیک ہوں

اچھا چلو پھر۔ جیسے ہی اس نے تیز قدم اٹھائے تو وہ لڑکھڑاتے ہوئے گرنے والی تھی کہ ریحان نے اسے بانہوں میں پکڑ لیا۔ اور ان دونوں کی آنکھیں آپس میں ٹکرائیں تھوڑی دیر وہ ایکدوسرے کو دیکھتے رہے ریحان

جلدی ہی سنبھل گیا۔ اور سیمرن سے کہا پاگل ہو تم اب ایک بھی لفظ نہیں کہنا۔ ریحان نے سیمرن کو اٹھا لیا اور روانہ ہو گیا۔ راستے میں وقفے وقفے سے سیمرن ریحان کو پیار سے دیکھتی پھر نظریں چرا لیتی اسی طرح وہ دونوں گھر پہنچ گئے ریحان نے سمیرن کو اس کے بستر پر لٹایا۔ اور کہا شکر ہے گھر میں کوئی جاگا نہیں ہے سیمرن صبح کو جب اٹھو تو خود کو پوری طرح فریش کر لینا تا کہ کسی کو شک نہ ہو جائے ریحان کمرے سے باہر جانے ہی والا تھا کہ سیمرن نے اسے آواز دی اور کہا۔

ریحان پتہ نہیں کہ میں تمہارا شکریہ کیسے ادا کروں اگر تم نہ ہوتے تو میرا کیا ہو جاتا۔

ریحان مسکرایا اور بولا۔ سیمرن ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا کہ دوستی میں نو سوری نو تھینکس یہ دوستی کا پہلا اصول ہے اور وہ کمرے سے نکلنے ہی والا تھا کہ کچھ سوچ کر رک گیا اور مڑ کر سیمرن سے کہا اور ہاں یہ میرا کام بھی ہے [illegible] نہیں کرتا وہ کہیں کا نہیں رہتا۔ گڈ نائٹ ریحان نے سلام کے انداز میں ہاتھ ماتھے تک لے جا کر کہا اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔ سیمرن کو ریحان کا یہ انداز بے حد پسند آیا۔ اور سب کچھ بھلا کر ریحان کو اپنے ذہن میں لا کر بستر پر لیٹ گئی۔ اور جلد ہی سو گئی۔ جبکہ ریحان کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی۔ بار بار اسے وہ واقعہ یاد آ رہا تھا سیمرن کا اس کی بانہوں میں آنا۔ اور اسے اٹھا کر گھر لے آنا۔ نہیں ریحان نہیں یہ تم کیا سوچ رہے ہو سیمرن صرف تمہاری اچھی دوست ہے محبت اور پیار کے بارے میں سوچنا بھی مت سیمرن تمہاری بڑی عزت کرتی ہے عزت کو تم محبت کا نام نہیں دے سکتے اور سیمرن کو تمہیں بس بچانا ہے اور کچھ نہیں یاد ہے تمہارا مقصد بس اسے بچانا ہے۔ اور کچھ نہیں یاد ہے ابو کا ادھورا سپنا پورا کرنا ہے اس وقت تم محبت اور پیار کے بارے میں نہیں سوچ سکتے اور سیمرن کو بچانے کے بعد تم اس کی زندگی سے دور چلے جاؤ گے یہی تمہارا مشن ہے اور سیمرن کی وہ بات بھی مت بھولنا کہا اس نے تم سے کہا تھا کہ وہ خود سے بھی زیادہ تم پر بھروسہ کرتی ہے تو ریحان نو اپنے خیالوں کی دنیا سے واپس آؤ اور اپنے ابو کے ادھورے سپنے کو پورا کرو۔ وادی مرگ کی تباہی یہ سب باتیں ریحان کے ذہن نے ان سے کی جس سے ریحان اپنی اصلی زندگی میں واپس آیا اور کچھ لمحے بعد نیند کی دیوی اس پر مہربان ہو گئی۔ اور وہ گہری نیند سو گیا۔

تھکاوٹ کی وجہ سے سیمرن بہت لیٹ اٹھی تھی جبکہ ریحان جلد ہی اٹھ گیا تھا مورزین اچھا ہوا رات تو اچھی گزری کوئی بھی واقعہ دیدی کے ساتھ نہیں ہوا

حنا تم فکر نہ کرو سیمرن کو کچھ نہیں ہوگا۔

مورزین اگر سچ کہو تو ہم آپ دونوں کا یہ احسان زندگی بھر چکا نہیں پائیں گے۔ آپ دونوں ہمارے لیے جو کچھ کر رہے ہیں خاص کر ریحان اتنا اگر ہمارا اپنا بھی ہوتا تو یہ سب نہیں کرتا۔

ہاں حنا یہ تم کیا کہہ رہی ہو اس میں احسان والی کوئی بات نہیں ہے اور یہ ریحان کا فرض تھا اور ہمارے ابو کا سپنا تھا جو ادھورا رہ گیا تھا اس لیے اب اس سپنے کو ریحان بھیا ہی پورا کریں گے اس کی ہمیشہ سے وادی مرگ جانے کی خواہش تھی مگر کسی وجہ سے وہ کوئی کام کے بغیر وادی مرگ کوئی نہیں جا سکتا۔ اس لیے سیمرن کی وجہ سے ریحان کو وادی مرگ جانا پڑ رہا ہے۔ اور ریحان بھیا بہت خوش ہیں اس لیے احسان کہہ کر آپ لوگ ہمیں شرمندہ کر رہے ہیں۔ لو سیمرن بھی جاگ گئی ہے واہ سیمرن واہ بہت فریش دکھائی دے رہی ہو۔ لگتا ہے کہ تم ٹھیک ہو گئی ہو مورزین نے سیمرن کو آتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

ہاں مورزین ویسے بھی ریحان کے ہوتے ہوئے مجھے کچھ نہیں ہو سکتا ریحان بھی وہاں پر کھڑا تھا اور یہ سن کر

اس کے جسم میں سنسنی آ گئی۔ مگر اس نے خود کو سنبھال لیا اب وہ زیادہ سیمرن سے نزدیک نہیں ہونا چاہتا تھا اب وہ جتنا بھی خود کو سیمرن سے دور رکھتا یہی وہ خود کے لیے بہتر سمجھتا تھا اس لیے وہ دور ہی کھڑا بس یہ باتیں سن رہا تھا سیمرن بس بس اب اور ریحان کی تعریفیں مت کرو ورنہ وہ اپنا مشن ہی بھول جائے گا۔ مورزین نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ہاں اب میں آپ دونوں کو ایک بات بتا دوں آپ سب ہی یہی کہتے ہو نہ کہ احسان احسان تو اب میری بات غور سے سنو آپ دونوں اگر احسان چکانا ہی چاہتے تو میری ایک خواہش ہے وقت آنے پر میں آپ لوگوں سے جو مانگوں آپ لوگ انکار نہیں کریں گے۔

ہاں مورزین جان بھی مانگو تو حاضر ہے۔ سیمرن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

نہیں سیمرن نہیں مگر میں اپنے بھائی کے لیے ایک خوشی آپ لوگوں سے ضرور مانگوں گی

مورزین پلیز بتاؤ ریحان کی خوشی کے لیے ہم کچھ بھی کر سکتے ہیں سیمرن نے جواب دیا۔ اس پر حنا سمجھ گئی تھی اس لیے وہ مورزین سے بولی مورزین بس اب آپ فکر نہ کریں میں سمجھ گئی ہوں اور یہ تو میری بھی خواہش ہے بس اس لیے آپ مجھ پر چھوڑ دو

حنا کی بچی مجھے بھی تو بتاؤ سیمرن نے حنا کو کان سے پکڑ کر کہا۔

دیدی یہ وقت پر ہی آپکو پتہ چل جائے گا میرا کان تو چھوڑیں۔

ریحان بیٹے تم یہاں پر کیوں کھڑے ہو سب سے الگ بیٹا کوئی پریشانی ہے تو بتاؤ مجھے سیمرن کی ماں نے ریحان کو دیکھ کر کہا۔ جسے سب نے سن لیا۔ اور سبھی اس کی طرف دیکھنے لگے

نہیں آنٹی کوئی پریشانی والی بات نہیں ہے۔

اوئے ریحان تم یہاں چھپ کر ہماری باتیں سن رہے تھے کیا حنا نے ریحان کی طرف جاتے ہوئے کہا سیمرن اور مورزین بھی اس طرف چلی گئیں

نہیں حنا میں کیوں سنو گا آپ لوگوں کی باتیں

نہیں ریحان کچھ تو ہوا ہے ورنہ تم اتنے دور یہاں پر کھڑے نہ ہوتے۔ بتاؤ جلدی سے کیا پریشانی ہے ورنہ میری بھی سیمرن کی طرح کان پکڑنے کی عادت ہے پتہ نہیں کہ میں کب تمہارے کان کھینچوں۔

نہیں حنا کوئی بات نہیں ہے ویسے ہی کھڑا تھا اور ویسے بھی میں آپ سب لڑکیوں کے بیچ کیا کرتا

اچھا تو اب بات لڑکیوں تک پہنچ گئی ہے۔ اب تو مجھے پورا یقین ہو گیا ہے کہ سیمرن نے تمہیں کچھ کہا تو نہیں ہے جبکہ سیمرن خاموش تھی وہ سمجھ گئی تھی کہ یہ سب اس رات کے واقعہ کا اثر ہے۔۔ کیوں دیدی ذرا بتاؤ گی کہ آپ نے ریحان سے کیا کہا ہے

حنا تم بھی نا پاگل ہو۔ سیمرن مجھے کچھ کیوں کہے گی

حنا آپ سب خواہ مخواہ پریشان مت ہو ریحان کو فلمی کٹینگ کرنے کی عادت ہے مورزین نے ریحان کے گال کھینچتے ہوئے کہا

مورزین تم بھی ناں اب یہ فلمی ایکٹنگ کہاں سے آ گیا۔ اچھا آنٹی اگر سننا ہی چاہتے ہیں تو سنو سیمرن کا دل دھڑکنے لگا۔ کہ کہیں ریحان رات والا واقعہ سنا نہ دے۔ بات یہ ہے کہ اب سیمرن بالکل ٹھیک ہے اور کل ہمارا وادی مرگ کا سفر ہمارا شروع ہو گا۔ اس لیے سب لڑکیاں سنو جتنا بھی گپیں مارنا چاہتی ہو مارو جتنا بھی ہنسی مذاق کرنا چاہتی ہو کرو۔ جو بھی کرنا چاہتی ہو کرو کیونکہ آج آپ سب کا آخری دن ہے سمجھ گئی بے وقوف لڑکیو آنٹی کیا یہ

سب لڑکیاں انہی کی طرح بے وقوف ہوتی ہیں

ہاں ریحان یہ تو ان کی پہنچان ہے

ریحان کی باتیں سن کر سب کے چہرے مرجھا گئے۔ خاص کر سیمرن تو ابھی سے کانپ رہی تھی

کیا ریحان سب مزہ خراب کر دیا ہے اب یہ بات ہی کچھ کہنے کی تھی ہم تو سمجھے تھے کہ کوئی اور دلچسپ بات ہے حنا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

ہاں کیوں نہیں سمجھو گی بے وقوف جو ہوں اور تم سب ہی تو کہہ رہے تھے کہ کیا بات ہے کیا بات ہے اس لیے میں تم تینوں بے وقوف لڑکیوں کا مزہ خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔

ویسے ریحان بیٹا کیا سچ میں صبح جاؤ گے۔

ہاں آنٹی اب ہمیں اور دیر نہیں کرنی ہے اسے پتہ چل چکا ہے کہ ہمارا ٹارگٹ وادی مرگ ہے اس لیے وہ اب کچھ بھی کر سکتا ہے اور آنٹی ایک پریشانی کی بات تو یہ ہے کہ رات کو ہی مجھے پتہ چل گیا تھا کہ وہ جو کر ئی بھی ہے سات طاقتوں سے مل کر اس کا جسم بنا ہے اب وہ سات طاقتیں کون کوسی ہیں یہ تو وادی مرگ میں ہی پتہ چل پائے گا۔ اور سیمرن پر یہ سایہ کیوں ہے کس وجہ سے ہے ان سب کا پتہ لگانے کے لیے مجھے اس سائے کی ساتوں طاقتوں کو ختم کرنا ہوگا۔ اور یہی میرے ابو کا بھی سپنا تھا اور وادی مرگ کی پہچان بھی یہ سات طاقتیں ہیں اس کے ختم ہوتے ہی نہ صرف سیمرن کا سچ سامنے آجائے گا۔ بلکہ وادی مرگ کا نام ونشان بھی اس دنیا سے مٹ جائیگا۔ آنٹی ریحان اور سیمرن کا یہ سفر ایک تقدیر لکھے گا اس موت کے سفر پر آج تک نہ کوئی گیا ہے اور نہ ہی کوئی جائے گا۔ یہ ایک ایسی تقدیر لکھے گا جو صدیوں کے لوگ دہراتے رہیں گے اسے۔ آنٹی مجھے بھی رات کو ہی پتہ چلا ہے کہ یہ سفر اتنا آسانہیں تھا جتنا کہ میں سمجھ رہا تھا ہو سکتا ہے کالے بادلوں اور اڑتے ہوئے سانپوں کی دنیا تک پہنچنے کے لیے مجھے کئی دنیاؤں کا سامنا کرنا پڑے ابھی یہ سفر ایک سپنس ہے اس پر جاتے ہی اس کا ایک ایک راز سامنے آتا جائے گا۔ آنٹی ایک بار پہلے ہی اس طرح کا ایک سفر ہوا ہے اسی نام کا ایک لڑکا ریحان اپنے چار دوستوں کے ساتھ وہاں دنیاؤں کا سفر طے کر چکا ہے بس فرق صرف اتنا ہے کہ اس کی محبوبہ صنم قید کر چکی تھی اور اسے بچانے کے لیے وہ دس دنیاؤں کا سفر طے کر گیا۔ اور وہ داستان آج بھی کتابوں میں موجود ہے ہو سکتا ہے آپ س میں سے کسی نے پڑھی بھی ہو۔ وہ داستان آج بھی ایک محسوس نام سے یاد کی جاتی ہے۔ جس کا نام ہے خونی لکیر۔ یا کچھ لوگ اسے خوفناک لکیر بھی کہتے ہیں بس فرق صرف اتنا ہے کہ وہ اپنی محبوبہ کو بچانے گیا تھا اور میں ایک معصوم کی زندگی اور اپنے ابو کا ادھورا سپنا پورا کرنے جاؤں گا۔ ریحان نے سیمرن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ تا کہ اسے یہ یقین ہو جائے کہ ریحان اس سے پیار نہیں کرتا۔ آنٹی میں آپ سے ایک التجا کرتا ہوں مجھے اپنی زندگی کی کوئی فکر نہیں ہے مجھے اگر فکر ہے تو صرف اور صرف سیمرن کی آنٹی آپ پلیز سیمرن کو سمجھائیے کہ وہ میرے ساتھ نہ جائے میں نے آپ سب لوگوں کا بندوبست کیا ہے میں آپ سب کو ایسی جگہ لے کر جاؤں گا جہاں سیمرن کی زندگی کو کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔

ریحان تم میری فکر نہ ہی کرو تو اچھا ہے سیمرن نے غصہ سے ریحان کو دیکھتے ہوئے کہا میں نے موت کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ اس لیے مجھے اگر موت یہاں بھی آئے گی اور وہاں بھی اس لیے مجھے اپنا سچ جاننا ہے ویسے بھی گھر میں موت آنے سے تو بہتر ہے کہ میں لڑتے ہوئے اپنی جان دے دوں خونی لکیر کی داستان کی بات کرتے ہو تم اس میں تم یہ بھول گئے ہو کہ اس میں ریحان چاروں دوستوں کی ہی وجہ سے اپنی صنم کو آزاد کر پایا اس

لیے ہوسکتا ہے کہ اس سفر میں ہی میں کچھ ایسا کام کر پاؤں جو تم نہ کر سکو

سیمرن تم سمجھنے کی کوشش کرو اس میں ریحان کے ساتھ ایک ساتھی نہیں بلکہ چاروں ساتھی تھے وہ بھی لڑکے تھے اور تم یہاں پر محفوظ ہو یہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ یہاں پر تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔

ریحان اور وہاں پر۔ سیمرن نے درمیان میں ہی کہہ دیا اس پر ریحان خاموش ہوگیا۔ ریحان چپ کیوں ہو گئے ہو جواب دو اوکے میں دیتی ہوں جواب وہاں پر مجھے موت آئے گی یہی ڈر ہے ناں تمہیں تو آنے دو اگر تم اپنی زندگی کو داؤ پر لگا سکتے ہو تو میں کیوں نہیں۔ اور ہاں ایک بات میں تم سے کہہ دوں مسٹر ریحان خان عورت کو کبھی کمزور نہ سمجھو تاریخ گواہ ہے کہ عورت نے وہ کیا ہے جو مرد نہ کر پائے سیمرن نے ریحان کا پورا نام لیتے ہوئے کہا جس پر اس کی ماں نے اس کے گال پر ایک زوردار طمانچہ دے مارا جس کی گونج پورے کمرے میں گونج اٹھی۔

بدتمیز لڑکی ریحان تمہارے بھلے کے لیے کہہ رہا ہے اور تم مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی اس پر سیمرن نے جاتے ہوئے کہا

ماں بس فیصلہ ہو چکا ہے میں جاؤں گی اور ضرور جاؤں گی اس کے ساتھ ہی وہ اپنے کمرے میں بھاگ گئی۔ مورزین نے ریحان کو غصہ سے دیکھا اور سیمرن کے پیچھے چلی گئیں جبکہ ریحان کو اس تھپڑ کی گونج اس کے دل میں سراغ کر چکی تھی۔ تھپڑ سیمرن کو لگا تھا۔ اور درد ریحان کے دل کو ہوا۔ جلد ہی اس نے خود کو سنبھالا اور اپنا مشن دماغ میں لا کر وہ بھی اپنے کمرے میں چلا گیا۔ اس نے کمرے میں خود کو بند کر لیا اور خودی سے بولا ریحان تم کو کیا ہو گیا ہے لیجاؤ اسے کون لگتی ہے وہ تمہاری کچھ نہیں ہمیں صرف اور صرف اسے ابو کا ادھورا سپنا پورا کرنا ہے اور کچھ نہیں اس نے بھی فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ سیمرن کو لے جائے گا۔

ادھر مورزین نے سیمرن سے کہا۔ جو رو رہی تھی اس پر نہیں کہ ماں نے اسے تھپڑ مارا ہے اس لیے کہ اس کو ریحان کے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہے تھا۔

سیمرن یار کیوں رو رہی ہو تم نے جو کیا ٹھیک کیا۔

نہیں مورزین مجھے ریحان کے ساتھ ایسا نہین کرنا چاہے تھا۔

سیمرن میں کہتی ہوں کہ تم نے جو کیا ٹھیک کیا ہے اور ریحان کے ساتھ ت ایسا ہی کرنا چاہئے تھا سمجھتا کیا ہے وہ اپنے آپکو عورت کچھ نہیں کر سکتی ہے اتنا بڑا الزام وہ ہم پر کیسے لگا سکتا ہے اس کو تو میں سبق سکھاؤں گی،

نہیں مورزین پلیز میرے لیے تم اسے کچھ مت کہو وہ جو کہے گا میں وہ کروں گی

مگر سیمرن۔

نہیں مورزین پلیز آپ اسے کچھ مت کہنا اگر وہ مجھے اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتا تو ٹھیک ہے میں نہیں جاؤں گی اس کے ساتھ۔

ادھر ریحان یہ سوچ کر وہ سیمرن کے کمرے میں گیا جہاں وہ رو رہی تھی اور دونوں لڑکیاں اس کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ ریحان کو دیکھتے ہی سیمرن نے اپنے آنسوؤں کو صاف کیا اور کہا

ریحان مجھے معاف کر دو مجھے تمہارے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔

نہیں سیمرن نہیں تمہیں معافی مانگنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اگر تم جانا۔ ریحان نے اتنا ہی کہا تھا کہ سیمرن بول پڑی۔ ریحان تم جو کہو گے میں وہ مانوں گی اگر تم کہتے ہو کہ میں نہ جاؤں تو میں نہیں جاؤں گی۔ اب تو تم مجھ

سے ناراض نہیں ہوناں۔ سیمرن نے ایک ہی سانس میں سب کچھ کہہ دیا۔ جسے سن کر ریحان حیران رہ گیا۔ اس کے منہ سے بے اختیار نکلا کہ جی۔۔ جس کو اسے یقین نہ ہو رہا ہو۔ ریحان سیمرن کو یہ کہنے آیا تھا کہ وہ اسے ساتھ لے جانے کے لیے تیار ہے مگر اب تو یہاں معاملہ ہی الٹ ہو گیا تھا۔ سیمرن کی بات سُن کر سب ہی حیران ہو گئے حنا کچھ کہنے والی تھی کہ مورزین نے اس کو روک دیا۔ مورزین نے ریحان سے کہا۔

ہاں ریحان سیمرن اب تمہارے ساتھ نہیں جائے گی اب تو تمہارے مشن میں تو کوئی رکاوٹ نہیں ہے ناں۔ اس پر ریحان نے خوش ہو کر کہا نہیں نہیں بالکل نہیں۔ بس سیمرن مجھے تم سے یہی امید تھی اب میں تم سب کو صبح اس محفوظ جگہ پر لے جاؤں گا سیمرن بہت بہت شکریہ اس کے بعد ریحان خوش ہو کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ اور اپنے مشن پر جانے کی تیاری کرنے لگا۔

ٹن ۔ٹن گھر کے باہر کسی نے گھنٹی دبادی۔ سیمرن کی ماں نے ریحان سے کہا جو سامان تیار کر رہا تھا بیٹا ریحان ذرا دروازہ تو کھولنا کون آ گیا ہے۔

جی آنٹی ریحان نے جیسے ہی دروازہ کھولا تو سامنے عالیہ کھڑی تھی کہانی کی مین کردار عالیہ ریحان کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔ جس کو جیسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا ریحان نے ہاتھ اس کے سامنے ہلایا۔

ایکسکیوزمی۔ اچانک عالیہ اپنے سپنوں کی دنیا سے باہر آ گئی اور کہا۔

جی آپ اور یہاں

اس پر ریحان نے کہا ہاں کیوں مجھے یہاں نہیں ہونا چاہیے تھا۔

نہیں نہیں ایسی بات نہیں ہے وہ سیمرن ہے۔

ہاں وہ اپنے کمرے میں ہے

عالیہ کو اب بھی اپنی آنکھوں پر یقین نہیں ہو رہا تھا۔ جاتے جاتے بھی وہ ریحان کو ہی دیکھ رہی تھی مورزین یہ تم نے ریحان سے کیا کہا۔ ڈیڈی کو ضرور جانا چاہیے تھا اب کیا ریحان اکیلے ہی جائے گا۔ حنا نے مورزین سے کہا جس پر مورزین نے کہا ہی تھا کہ حنا اب تم دونوں۔ میری اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ عالیہ بھی اندر آ گئی جسے دیکھ کر سیمرن بول پڑی ارے عالیہ تم اتنے دنوں بعد آؤ آؤ۔ عالیہ پہلے ہی حیران تھی مگر اب مورزین کو دیکھ کر اور بھی حیران ہو گئی۔

سیمرن یہ لڑکی اور باہر وہ۔ یہ سب کیا ہے۔ اور تم اتنے دنوں کالج کیوں نہیں آئی ہو عالیہ نے ایک ہی ساتھ یہ سب سوال کر دیئے۔ اس پر سیمرن نے عالیہ سے کہا۔

عالیہ تم بیٹھو میں سب کچھ بتاتی ہوں پہلے ان سے ملو یہ ہے مورزین ریحان کی بہن عالیہ نے مورزینکو ہاتھ دیتے ہوئے خوش ہو کر کہا

یہ۔۔ یہ ریحان کی بہن ہے۔

ہاں عالیہ

مگر سیمرن اب ذرا بتاؤ گی کہ یہ ماجرہ کیا ہے

اب سب بتاتی ہوں پھر سیمرن اور حنا نے شروع سے لے کر آخر تک سب کچھ کہہ دیا۔ جسے سننے کے بعد عالیہ کئی منٹ کے لیے حیران دیکھتی رہ گئی۔

ہیلو عالیہ۔ کیا ہوا۔ کہاں کھو گئی۔ عالیہ خیالوں کی دنیا سے باہر آ گئی اور کہا۔ سیمرن اور حنا تم دونوں سے مجھے

یہ امید نہیں تھی۔ تم دونوں نے ایک بار بھی مجھے نہیں بتایا لگتا ہے اب میری ضرورت نہیں رہی ہے تم دونوں کو عالیہ نے ناراض ہوتے ہوئے کہا اس پر یسمرن نے عالیہ سے کہا۔

نہیں عالیہ تم ایسا کیوں سوچتی ہو تم آج بھی ہماری دوست ہو اور ہمیشہ رہو گی۔ اس پر عالیہ نے کہا۔

اچھا یہ بتاؤ کہ دوستی سے زیادہ تم دونوں کے درمیان کچھ۔ تم سمجھ رہ ہو ناں کہ میں کیا کہہ رہی ہوں اس پر یسمرن نے کہا۔

نہیں عالیہ اور کچھ نہیں ہے۔ ہم بس ایک اچھے دوست ہیں۔

عالیہ نے کہا۔ شکر ہے ورنہ تمھیں پتہ ہے کہ ریحان میرے لیے کیا ہے۔

حنا بولی۔ عالیہ ذرا تو شرم کرو۔ یہاں ریحان کی بہن بھی موجود ہے اور ہاں ایک بات بتادوں ریحان کو لڑکیوں میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اس پر عالیہ نے کہا۔

جہاں تک مورزین کا سوال ہے اب وہ میری بھی دوست ہے اور رہی بات ریحان کی تو اس کو دل دلچسپی ہو جائے گی۔ عالیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اچھا اب پلان کیا ہے۔ منصوبہ کیا ہے۔ کہ آگے کیا کرنا ہے اس پر مورزین نے کہا میرے پاس ایک ماسٹر پلان ہے لیکن پہلے عالیہ تم وعدہ کرو کہ کسی سے نہیں کہو گی

کم آن یار مورزین ابھی ابھی میں نے تم نے کہا کہ اب ہم سب ایک ساتھ ہیں اچھا تو یسمرن سنو صبح جب ریحان جائے گا تو ان سے پہلے ہم تینوں کسی عامل کے پاس جائیں گے اور وہاں سے کچھ سامان لے کر ریحان کے پیچھے پیچھے جائیں گے ایک بار ہم وادی مرگ میں داخل ہو گئے تو ریحان سے وہاں پر مل جائیں گے اور اسے دیکھائیں گے کہ لڑکیاں بھی لڑکوں سے کم نہیں ہیں وہ کیا سمجھتا کہ ہم نے اتنی جلدی ہار مان لی ہے۔ سنو تب تک کے لیے ہمیں اس کے پیچھے پیچھے چپکے سے جانا ہوگا۔ اس پر حنا نے کہا۔

واہ یار واہ۔ آج تم نے ثابت کر دیا ہے کہ تم بھی ریحان سے کم نہیں ہو آج تم نے وہ بات کہہ دی ہے جسے سن کر میں خوشی سے پاگل ہو رہی ہوں حنا نے چلاتے ہوئے کہا۔

اس پر مورزین نے کہا چپ ہو جاؤ کہیں ریحان سن نہ لے۔

اس پر عالیہ نے کہا واہ بھئی واہ۔ کیا پلان ہے مگر اس میں میں کہاں ہوں۔

حنا چونکی اور بولی کیا۔

ہاں میں بھی جاؤں گی۔ ابھی ابھی تم سب نے مجھے دوست سمجھا ہے اور اب میرے بغیر۔

نہیں عالیہ نہیں ہم تمہاری زندگی خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتے۔ مورزین نے کہا۔

مورزین تم بھی ناں۔ جب ریحان جا رہا ہے اور وہ اپنی زندگی خطرے میں ڈال رہا ہے تو میں کیوں نہ جاؤں اور ویسے بھی تم تینوں جا سکتے ہو اور میں کیوں نہیں۔

نہیں عالیہ پلیز تم ضدمت کرو۔ حنا نے کچھ کہنا چاہا۔

حنا تم جانتی ہو کہ میں کتنی ضدی ہوں جو ٹھان لیتی ہوں وہ کر کے دکھاتی ہوں۔

یسمرن غصہ سے بولی نہیں ہم میں سے کوئی بھی نہیں جائے گا ریحان مجھے بھی ساتھ نہیں لے کر جا رہا۔ کہ وہ کمزور پڑ سکتا ہے اور تم سب تیار ہو رہی ہو۔ وہ بھی ایک نہیں چار لڑکیاں یہ کوئی مذاق نہیں ہے موت کا سفر ہے یہ موت کا سفر ہے۔ اور ریحان یہ کبھی بھی نہیں چاہے گا کہ ایسا ہو۔ خاص کر مورزین اس کی ایک ہی بہن ہے وہ اسے خطرے میں نہیں دیکھ سکے گا۔ اس لیے یہ سب کچھ بھول جاؤ۔

موورزین بولی۔ یسمرن دیکھو اگر تم جانا نہیں چاہتی ہو تو مت جاؤ مگر میں تمہیں شاید پتہ نہیں لیکن میں نے پہلے ہی طے کر لیا تھا کہ جس طرح بھی ہو میں ریحان کو وہاں پر اکیلا نہیں چھوڑ سکتی میں بھی اس کے پیچھے جاؤں گی وہ کیا سمجھتا ہے کہ ابو صرف اس کے ابو ہیں میرے نہیں۔ وہ اکیلا ہی ابو کا سپنا پورا کریگا۔ میں نہیں کروں گی۔ اور ویسے بھی ریحان کے سوا اس دنیا میں میرا کوئی نہیں ہے۔ اگر اسے کچھ ہو گیا تو میں اکیلے اس دنیا میں کیا کروں گی اس نے مجھے ماں اور باپ کی کمی بالکل محسوس نہیں ہونے دی۔ اس لیے وہ میرا سب کچھ ہے۔ یہ سب باتیں سنکر حنا بولی۔

ہاں موورزین اگر یہ نہ جائے تو نہ سہی۔ لیکن میں ضرور جاؤں گی۔ آپ کے ساتھ

اور میں بھی۔۔ عالیہ نے بھی کہہ دیا۔

یسمرن بولی۔ تم تینوں کو کیا لگتا ہے کہ میں ڈر رہی ہوں میں صرف ریحان اور موورزین کے لیے کہہ رہی تھی مگر اگر تم سب کا یہ فیصلہ ہے تو میں بھی آپ سب کے ساتھ ہوں لیکن اس کے لیے ریحان ہم سب کو کبھی بھی معاف نہیں کرے گا۔

یسمرن اس وقت ہمیں معافی کی نہیں ریحان کی فکر کرنی چاہیے عالیہ نے کہا۔

ہاں عالیہ تم ٹھیک کہتی ہو۔ ہمیں ریحان کی مدد کرنی چاہیے معافی بعد میں دیکھیں گے۔ تو اب پھر سے خونی لکیر کی داستان وہرائی جائے گی۔ ہمیں ہر حال میں ڈر سے جیتنا ہے اور ڈر کو ہرانا ہے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں ناں کہ ڈر کے آگے جیت ہے۔

موورزین نے بستر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اس پر حنا نے بھی ہاتھ موورزین کے ہاتھ پر رکھا اور کہا

خونی لکیر میں اس ریحان کے ساتھ چاروں لڑکے دوست تھے اور اس ریحان کے ساتھ ہم لڑکیاں دوست جائیں گی عالیہ نے ان دونوں کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہا

اب یسمرن کی باری تھی اس نے بھی ان تینوں کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔ اور کہا۔ ہم سب کو دکھا دیں گے کہ لڑکیاں بھی لڑکوں سے کم نہیں ہیں۔

ادھر ریحان نے ساری تیاری کر لی تھی اور کمرے میں چلا گیا۔ وہاں پر اس نے کچھ موم بتیاں جلائی اور اس کے درمیان میں بیٹھ کر کچھ عمل کرنے لگا۔ تھوڑی دیر میں اس نے آنکھیں کھول دیں اس کی آنکھیں مکمل طور پر سرخ تھیں۔ وہ گھر سے باہر چلا گیا۔ اور پورے گھر کے ارد گرد آتشی حصار قائم کر دیا۔ اور اندر آ گیا۔

آنٹی اب تم سب کو کہیں بھی جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب تم سب اسی گھر میں محفوظ ہو۔ اب اس گھر میں کوئی غائبی مخلوق داخل نہیں ہو سکتی۔

اتنے میں چاروں لڑکیاں بھی کمرے میں سے باہر نکل آئیں

ریحان کیا ہوا۔

کچھ نہیں حنا بس اب آپ سب محفوظ ہیں اب آپ لوگوں کو کہیں بھی جانے کی ضرورت نہیں ہے

اس پر حنا نے ان سے کہا بس ریحان تم اپنا خیال رکھنا

حنا تم فکر نہ کرو مجھے کچھ نہیں ہو گا۔

عالیہ بار بار ریحان کو دیکھ رہی تھی اتنے میں وہ بولی۔ ویسے ریحان تم تو چھپے رستم نکلے ہو ہمیں پتہ بھی نہیں تھا

کہ ہم یہاں پر ہو ورنہ میں لب لی آجاتی۔
جی میں سمجھا نہیں آپکی بات۔ ریحان نے حیرانگی سے کہا۔
ریحان میرا مطلب ہے کہ میں اپنی دونوں سہیلیوں کو مصیبت میں نہیں دیکھ سکتی ہوں اس لیے اگر مجھے پہلے پتہ ہوتا تو میں بہت پہلے آجاتی۔ سیمرن عالیہ کی بات سمجھ گئی ویسے بھی اس کو پہلے ہی پتہ تھا کہ عالیہ ریحان کو چاہتی ہے ریحان ویسے صبح آپ چلے جاؤ گے اس لیے تھوڑا وقت اپنی بہن اور اپنے دوستوں کے ساتھ گزار و ریحان نے یہ موقع غنیمت سمجھا کہ اب اگر میں عالیہ سے پیار سے بات کروں گا تو سیمرن کو اگر مجھ سے کوئی محبت ہوئی تو وہ مجھے جلد ہی بھول جائے گی۔
ہاں عالیہ ضرور ویسے میں بھی سوچ رہا تھا کہ اگر تم وہ آپ سے تم پر آ گیا تھا اگر تم ذرا جلدی آجاتی تو بہت اچھا ہوتا میں یہاں بور ہور ہا تھا ریحان نے مسکراتے ہوئے کہا جس پر عالیہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی ادھر سیمرن کے دل پر یہ باتیں تیر در تیر کی طرح لگیں جس سے وہ غصہ ہوگئی مگر پھر جلدی ہی اس نے خود کو سنبھالا۔ اور خود اپنے ہی دل میں دل میں کہا سیمرن یہ تمہیں کیا ہوگیا ہے تمہیں ان باتوں سے درد کیوں ہوا کہیں تم ریحان سے محبت تو نہیں نہیں میں کمزور نہیں پڑ سکتی۔ ویسے ریحان میں تمہیں جتنا سمجھتی تھی تم ان سے زیادہ بہادر ہو اس پر ریحان نے ان سے کہا عالیہ کیوں مجھے شرمندہ کر رہی ہو ویسے تمہارا انداز کافی اچھا ہے جس طرح تم بات کرتی ہو سیمرن کو اور بھی غصہ آ گیا۔ اور اس کے منہ سے بے اختیار نکلا ریحان تمہیں تیاری نہیں کرنی ہے کیا۔ تم صبح جار ہے ہو تو ابھی سے آرام کرلو۔ اس پر ریحان نے کہا نہیں سیمرن تیاری مکمل ہو چکی ہے ویسے بھی مجھے مورزین سے کچھ باتیں کرنی ہیں پتہ نہیں سفر پر کیا ہوگا۔ اسی طرح باتوں باتوں میں رات ہوگئی اور ریحان نے مورزین کو ضروری باتیں سمجھا دیں۔ اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔ جبکہ چاروں لڑکیاں ایک ہی کمرے میں چلی گئیں اور صبح کے لیے تیاری کرنے لگیں۔ انہوں نے تیاری کے ساتھ کسی بزرگ سے ملنے کا منصوبہ بھی تیار کرلیا۔ اور پھر سونے کی تیاری کرنے لگیں۔
آدھی رات کا وقت تھا کہ اچانک کوئی غائبی سایہ آتشی حصار کے ساتھ ٹکرایا جہاں پر چاروں طرف آگ لگ گئی اور چیخ و پکار شروع ہوگئی۔ باہر ایک عجیب سی مخلوق میں جنگ شروع ہو چکی تھی۔ جو حصار کے باہر تھی ہر طرف ڈروانا ماحول تھا وہ مخلوق جو اونٹوں کی شکل میں تھی ایک دوسرے کو چیڑ پھاڑ کر رہی تھی ریحان کمرے سے باہر چلا گیا۔ لڑکیاں تھر تھر کانپ رہی تھیں ہر طرف خون ہی خون تھا۔ اور بھیانک چیخ و پکار کا سلسلہ شروع تھا۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ وہ چیخ و پکار باقی گھروں کو سنائی نہیں دے رہی تھی سب لڑکیاں خوفزدہ کھڑی تھیا ور یحان ان کے درمیان کھڑا تھا اور باہر کے ماحول کو دیکھ رہا تھا اور پھر بولا
تم لوگ ڈرو نہیں میں ان کو ایک منٹ میں ختم کرسکتا ہوں یہ وہی مخلوق ہے جس سے مجھے لڑنے کے لیے وادی مرگ میں جانا ہے اتنا کہہ کر ریحان نے کچھ پڑھ کر اس مخلوق پر پھونکا تو اس مخلوق کو آگ لگ گئی۔ اور چند منٹوں میں وہاں پر سب کچھ اپنی اصلی حالت میں آ گیا۔ سب نے سکون کا سانس لیا۔ جیسا کہ یہاں کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔ اس پر حنا نے کہا۔
مورزین اس کا مطلب تھا کہ یہ کوئی بھی طاقت نہیں ہے ان سے زیادہ ڈراؤنے ماحول اور خوفناک طاقتیں ہیں دونوں نے ڈرتے ہوئے کہا اس پر مورزین نے کہا۔
ہاں یہ وہ ہے اگر تم دونوں ابھی سے ہی اس حالت میں ہو تو وادی مرگ میں کیا کرو گے سیمرن لگتا ہے کہ ان

دونوں کو چھوڑنا ہوگا۔ہم دونوں ہی جائیں گی اس پر عالیہ نے کہا۔

ہم نے ایسا کب کہا ہے ہم نہیں جا رہے ویسے بھی ہمیں اکیلے تھوڑی جا رہے ہیں ریحان بھی ہمارے ساتھ ہے حنا نے بھی ریحان کی وجہ سے اپنے ڈر پر قابو رکھتے ہوئے کہا۔

بیٹا تم ٹھیک ہو سیمرن کی ماں نے ریحان سے کہا

ہاں آنٹی میں بالکل ٹھیک ہوں آؤ گھر کے اندر چلتے ہیں سیمرن کی ماں اور ریحان گھر کے اندر داخل ہو رہے تھے کہ ریحان نے رک کر چاروں سے کہا تم سب کیوں روٹھے ہوئے ہو کیا لڑنے کا موڈ ہے فکر مت کرو اب وہ دوبارہ نہیں آئیں گے۔اس لیے تم سب کا یہاں رکنا بے کار ہے ریحان نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ چاروں بھی اندر کمرے میں داخل ہو گئیں۔ سیمرن نے عالیہ کو بہت روکا کہ وہ نہ جائے مگر عالیہ کی ضد کے آگے کسی کا بھی بس نہیں چلتا اس طرح یہ رات بھی گزر گئی۔ اور صبح کی روشنی کمرے میں پھیل گئی ریحان نے نماز پڑھی اور سیمرن کی ماں سے کہا کہ وہ اپنے ابو اور امی کی قبر پر جا رہا ہے اور گیارہ بجے تک لوٹ آئیگا۔ ریحان کے جاتے ہی چاروں لڑکیاں بھی اپنے منصوبہ کے تحت تیار ہو گئیں وہ بھی کسی عامل سے ملنے کے لیے تیار ہو گئی تھیں۔ سیمرن کی ماں نے ان سے کہا۔

وہ سب کہاں جا رہی ہیں۔تو سیمرن نے اور سب نے اس کی ماں کو ساری بات بتا دی اور بڑی مشکل سے ان کو راضی کیا اور عامل بابا کے پاس جانے کے لیے روانہ ہو گئیں۔تھوڑی دیر کے سفر کے بعد وہ ایک پہاڑی تک جا پہنچیں اور وہاں ایک گھنٹہ سفر کرنے کے بعد وہ بابا کی جھونپڑی تک پہنچ گئیں بابا جی قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف تھے وہ چاروں ان کے پاس ہی بیٹھ گئیں بابا نے قرآن پاک کی تلاوت بند کی دعا مانگی اور ان کی طرف متوجہ ہوئے۔تو ان چاروں نے تمام کہانی بابا جی کو سنا دی۔ بابا نے انکو روکنے کی بہت کوشش کی کہ وہاں جانا ان کے لیے خطرے سے خالی نہیں ہے لیکن وہ بضد تھیں کہ ان کو کچھ ایسا علم دیں کہ وہ ریحان کا ساتھ دے سکیں۔ بابا جی نے ان کو چار تعویذ دیئے اور کہا کہ انکو پہن لو یہ تم لوگوں کی حفاظت کریں گے اور پھر میں کچھ طاقتیں تم لوگوں کو دے دیتا ہوں تا کہ تم آنے والے حالات کا مقابلہ کر سکو۔ اتنا کہہ کر انہوں نے ان کے جسموں پر پھونکیں ماریں اور انکے اندر قدرتی طاقتیں آ گئیں۔اور سب کو ایک ایک تلوار دی اور کہا یہ صدیوں پرانی تلواریں ہیں یہ ایک مرتبہ پھر خونی لکیر کی تقدیر کو دہرائیں گی۔انہوں نے مورزین سے کہا کہ بیٹی تمہارے اندر قدرتی طاقتیں موجود ہیں لہذا تم ان چاروں کو ساتھ لے کر چلنا کیونکہ تم آنے والی مشکلات کا مقابلہ کر سکو گی اور ان کو خطرات سے محفوظ بناؤ گی۔ میرے پاس جو جو طاقتیں تھیں میں نے تم سب کو دے دیں ہیں اب تم بے فکر ہو کر جاؤ انہوں نے بابا کا شکریہ ادا کیا اور گھر کی طرف چل دیں۔ ہر کام انہوں نے راز داری سے کیا تھا۔ ریحان بھی گھر آ گیا اور اس نے اپنا سامان اٹھایا اور سب ہی اس کو الوداع کہنے کے لیے تیار تھے اس نے اپنی بہن کو گلے سے لگایا اور کہا کہ بہادر بن کر رہنا۔ اور میری فکر نہ کرنا مجھے کچھ نہیں ہوگا۔ بس تم نے اپنا خیال رکھنا ہے پھر وہ سب کو باری باری ملا اور گھر سے باہر نکل گیا۔ وہ کچھ نہیں جانتا تھا کہ ان چاروں لڑکیوں نے کیا منصوبہ تیار کیا ہوا تھا اس کے جانے کے بعد وہ چاروں لڑکیاں بھی اپنا سامان اٹھا کر گھر سے باہر نکل آئیں جو جو بابا جی نے ان کو دیا تھا وہ سب انہوں نے اپنے سامان میں رکھ لیا۔ کیونکہ یہی انکا کل سرمایہ تھا۔ اس کے بعد وہ بھی ریحان کے پیچھے وادی مرگ کی طرف روانہ ہو گئیں۔اس کے بعد کیا ہوا یہ سب جاننے کے لیے خوفناک ڈائجسٹ کا اگلا شمارہ پڑھنا مت بھولئے گا۔-------

سیاہ ہیولہ

--قم قم نشاد-رتووال-فتح جنگ--قسط نمبر ۴

ایک دن میں اور تاثیل سبز گھاس پر بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے کہ میں نے کہا۔تاثیل میں آج بہت خوش ہوں ایسا لگتا ہے کہ جیسے دنیاو جہاں کی تمام خوشیاں میری جھولی میں بھر دی گئی ہوں آئی لو یو سوچ تاثیل میں نے کہا اور بے اختیار اس کے گلے لگ گئی۔خوشی سے میری آنکھوں میں آنسو آ گئے آئلہ میری جان تمہاری آنکھوں میں آنسو تاثیل نے تڑپتے ہوئے کہا۔ یہ تو خوشی کے آنسو ہیں پلیز انہیں بہنے دو تم میرے ہو یہ سوچ کر بھی مجھے بہت خوشی ہوتی ہے میں نے اس سے الگ ہو کر مسکراتے ہوئے کہا۔ آئلہ میں تمہاری آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا ہوں تمہارے آنسو میرے دل پر تیزاب بن کر گرتے ہیں تاثیل نے ابھی اتنا ہی کہا تھا۔کہ وہاں سوہانی نمودار ہوئی وہ بہت غصہ میں دکھائی دے رہی تھی غصے سے وہ کانپ رہی تھی آج میں زندگی میں پہلی بار اسے اتنے غصہ میں دیکھ رہی تھی اس کی غیر ہوتی حالت دیکھ کر میں اور تاثیل ڈر سے گئے۔سو۔۔سوہانی۔تم یہاں میں نے حیران ہو کر کہا۔ پر بتی تم نے اچھا نہیں کیا اس لڑکے سے شادی کر کے تم اس کی خاطر مسلمان ہو گئی اور ہمیں چھوڑ دیا۔تم نے اس سے شادی کر کے مجھے اپنا دشمن بنالیا ہے میں تو اس دن ہی تمہاری دشمن بن گئی تھی جس دن میں نے تمہارے منہ سے سنا تھا کہ تم مسلمان ہو گئی ہو میں نے تمہیں کہا بھی تھا کہ تم اپنے مذہب پر واپس آ جاؤ اور اسلام کو چھوڑ دو لیکن تم نے میری بات کو رد کر دیا آج میں تمہیں ایسی سزا دوں گی کہ تم ساری زندگی یاد رکھو گی وہ غصہ میں بولے جارہی تھی پر بتی آج میں تمہیں بتاؤں گی کہ دوست سے دشمنی کیسے کی جاتی ہے اتنا کہہ کر اس نے تاثیل پر حملہ کر دیا اس کے ہاتھ میں خنجر تھا جو اس نے کمرے کے پیچھے چھپا رکھا تھا تاثیل اس کے حملے کے لیے بالکل بھی تیار نہ تھا سوہانی نے ایک ہی لمحے میں خنجر تاثیل کے سینے میں اتار دیا میں نے سوہانی کو بالوں سے پکڑ کر تاثیل سے دور کیا لیکن تب تک بہت دیر ہو چکی تھی تاثیل خون میں لت پت زندگی کی آخری سانسیں لے رہا تھا۔تا۔۔تاثیل۔۔میں نے کہا اور اس کی طرف بڑھی تاثیل یہ سب کیا ہو گیا ہے تم مجھے چھوڑ کر نہیں جاسکتے ہو اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو میں خود کو مٹا دوں گی۔تمہارے بغیر جینے کا میں تصور بھی نہیں کر سکتی ہوں میں نے روتے ہوئے کہا۔نہیں میری جان میں تمہیں چھوڑ کر نہیں جارہا ہوں میں تو تمہارے دل میں ہمیشہ زندہ رہوں گا میری محبت تمہارے دل میں زندہ رہے گی میرے جانے کے بعد تم نے خود کو کوئی نقصان نہیں پہنچانا ہے تم میری خاطر زندہ رہو گی میری محبت کی خاطر تم نے جینا ہو گا تم مجھ سے وعدہ کرو کہ تم اپنے آپ کو کوئی بھی نقصان نہیں پہنچاؤ گی۔ بلکہ تم روزانہ میری قبر پر دیا جلاؤ گی وعدہ کرو کہ میری جان وہ ہاتھ کو پکڑ کر بولا۔تاثیل میں تمہارے بغیر نہیں جی سکتی ہوں میں رو دی۔۔ایک خوفناک اور سنسنی خیز کہانی۔

میں خاموشی سے وہاں سے اٹھا اور کمرے میں آ گیا میرا دماغ آئلہ کی سنائی ہوئی داستان میں ہی الجھا ہوا تھا نجانے کب مجھے نیند نے اپنی آغوش میں لے لیا



میری آنکھ تو اس وقت کھلی جب آ نلہ نے مجھے آ کر جگایا۔

میں اٹھا اور منہ ہاتھ دھوکر ناشتہ کرنے لگا آ نلہ باہر تا شیل کی قبر کے پاس چلی گئی۔ ناشتہ کرنے کے بعد میں جانے کی تیاری کرنے لگا میں شیشے میں دیکھ کر کنگھی کرنے لگا اچانک ہی مجھے شیشے میں ایک لڑکی دکھائی وہ میرے پیچھے کھڑی تھی وہ مجھے شیشے میں واضح دکھائی دے رہی تھی اس کا چہرہ دکھائی نہیں دے رہا تھا اسکے کال بال چہرے کو چھپائے ہوئے تھے لیکن اس کی سرخ آنکھیں مجھے دکھائی دے رہی تھیں۔ اس کو دیکھ کر میں ڈرسا گیا میری سانسیں اٹکنے لگیں۔ میں نے یکدم پیچھے مڑکر دیکھا لیکن وہاں مجھے کوئی بھی دکھائی نہ دیا۔ لگتا ہے یہ میرا وہم تھا اس ہیولے کے بارے میں سوچتا رہتا ہوں تو اس لیے وہم ہو گیا ہے میں نے دل ہی دل میں سوچا اور دوبارہ کنگھی کرنے لگا۔ وہ لڑکی مجھے دوبارہ دکھائی دی وہ اب بھی میرے پیچھے اس ہی انداز میں کھڑی تھی میں خوفزدہ ہو کر پیچھے مڑا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا میں پھر شیشے میں دیکھا لیکن اس بار مجھے وہ لڑکی دکھائی نہیں دی۔ یہ میرا وہم نہیں ہو سکتا تھا لگتا ہے سیاہ ہیولے کو معلوم ہو گیا ہے کہ میں یہاں ہوں اس لڑکی کو سیاہ ہیولے نے ہی بھیجا ہوگا مجھے یہاں سے جلدی نکلنا ہوگا اگر میں زیادہ دیر یہاں رکا تو شاید میرے ساتھ ساتھ آ نلہ کی زندگی بھی خطرے میں پڑ جائے گی میں نے دل ہی دل میں سوچا اور کمرے سے باہر نکل آیا۔ میں تیز تیز چلتا ہوا اس کے پاس پہنچا آ نلہ تم نے مجھے یہاں رہنے کے لیے جگہ دی میں تمہارا یہ احسان ہمیشہ یاد رکھوں گا۔ میں چلتا ہوں یہ نہ ہو کے وہ سیاہ ہیولہ یہاں پہنچ جائے اور میرے ساتھ ساتھ تمہاری جان بھی لے لے اتنا کہہ کر میں واپس مڑا اور وہاں سے نکل آیا آ نلہ نے بھی مجھے روکنے کی کوشش نہیں کی تھی میں دھیرے دھیرے چلتا ہوا وہاں سے کافی دور نکل آیا ایک بستی کے آثار مجھے دیکھائی دیئے۔ میں تھک چکا تھا اس لیے تھوڑی دیر بیٹھ کر آرام کیا میں کسی مصیبت میں پھنس گیا ہوں اس ہیولے نے میری زندگی عذاب بنادی ہے وہ مجھے مار کر ہی دم لے گا پتہ نہیں عمار کس حال میں ہوگا یقیناً اس ہیولے نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا ہوگا۔ اس ہیولے میں تو اب اور بھی طاقتیں آ گئیں ہوں گی اس کی جو طاقتیں میرے دوستوں میں چلی گئیں تھیں وہ انہیں دوبارہ حاصل کر دکا ہے اب اس کی نظریں مجھ پر ہیں وہ کسی بھی دن میرے سامنے آ کر مجھے قتل کر دے گا۔ میں نے بے بسی سے سوچا اور دوبارہ اٹھ کھڑا ہوا تھوڑی دیر بعد میں اس بستی میں موجود تھا ہر کوئی اپنے اپنے کاموں میں مگن تھا میں بستی میں کسی کو بھی نہیں جانتا تھا میں ایک دریا کے کنارے جا کر بیٹھ گیا۔ آتے جاتے لوگ مجھے بہت ہی غور سے دیکھ رہے تھے اچانک ہی ایک بوڑھا میرے پاس آیا۔ اور میرے پاس ہی بیٹھ گیا۔

بیٹا کون ہو تم مجھے تم اس بستی کے نہیں لگتے ہو تمہیں یہاں پہلی بار دیکھ رہا ہوں یہاں کس سے ملنے آئے ہو کیا بوڑھے نے ایک ہی ساتھ کئی سوال کر دیئے۔

نہیں بابا میں یہاں کسی سے ملنے نہیں آیا ہوں میں تو یہاں کسی کو بھی جانتا نہیں ہوں مسافر ہوں میں اپنی منزل سے بھٹک گیا ہوں بہت دور سے آیا ہوں میں چاہتا ہوں چند دن یہاں ہی گزاروں کیا مجھے یہاں رہنے کے لیے جگہ مل سکتی ہے۔ میں نے بوڑھے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

بیٹا تم میرے ساتھ میرے گھر چلو۔ تم جتنے دن بھی چاہو یہاں رہ سکتے ہو ویسے بھی میرا اس دنیا میں اپنا کوئی نہیں ہے تم میرے مہمان ہو میرے گھر رہو گے تو مجھے خوشی ہوگی۔ بوڑھے نے مسکرا کر کہا تو میں بھی مسکرا دیا۔

اچھا بیٹا کہاں جانا ہے تم نے تمہاری منزل کہاں ہے بوڑھے نے میری طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

بابا میری منزل کہاں ہے یہ میں خود بھی نہیں جانتا ہوں کوئی اپنا بچھڑ گیا ہے اسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے ہی یہاں تک پہنچا ہوں جب تک وہ مجھے مل نہیں جاتا میری تلاش ختم نہیں ہوگی چند دن یہاں گزاروں گا اور پھر اسے ڈھونڈنے کے لیے کہیں اور نکل جاؤں گا۔ میں نے جھوٹ بول دیا۔

اچھا پھر آؤ میں تمہیں گھر لے چلتا ہوں بوڑھے نے اٹھتے ہوئے کہا۔ تو میں بھی اٹھا اور ان کے ساتھ چلنے لگا رحمت بابا یہ کون ہے راستے میں ایک نوجوان لڑکے نے بوڑھے سے پوچھا۔

بیٹا یہ میرا مہمان ہے شہر سے مجھے ملنے آیا ہے بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اوا چھا۔ اس نے ہنستے ہوئے کہا اور مجھے سلام کر کے آگے بڑھ گیا۔ راستے میں کافی لوگوں نے بوڑھے سے میرے بارے میں پوچھا تو بوڑھے نے ہر ایک کو ایک ہی جواب دیا کہ یہ شہر سے آیا ہے اور میرا مہمان ہے۔ تھوڑی دیر بعد میں اس بوڑھے کے ساتھ اس کے گھر میں تھا۔ یہ دو کمروں کا گھر بہت ہی صاف ستھرا تھا

بابا آپ اس گھر میں اکیلے رہتے ہیں میں نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں بیٹا میں اکیلا ہی رہتا ہوں بوڑھے نے جواب دیا۔

بابا آپ کا گھر بہت ہی صاف ستھرا ہے گھر کی صفائی بھی آپ خود ہی کرتے ہیں میں نے جلدی سے پوچھا۔

نہیں بیٹا میں گھر کی صفائی نہیں کرتا پہلے بیوی تھی وہ ہی صفائی اور کھانا پکاتی تھی اس کی وفات کے بعد بستی کی عورتیں آتی ہیں اور صبح صبح میرے گھر کی صفائی کر دیتی ہیں اور کھانا بھی مجھے بستی والے ہی دیتے ہیں میں اس بستی میں سب سے بڑا ہوں ہر کوئی میری عزت کرتا ہے بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہوں۔ میں نے ہاں میں سر ہلایا۔

آؤ بیٹا۔ بیٹھو بوڑھے نے صحن میں پڑی ہوئی چارپائی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو میں بیٹھ گیا۔ بوڑھا بھی میرے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔ اور ہم باتیں کلرنے لگے تھوڑی دیر بعد ایک لڑکا گھر میں داخل ہوا وہی لڑکا جو راستے میں ہمیں ملا تھا اس کے ہاتھوں میں کھانے کی ٹرے تھی

بیٹا کھانے کو کمرے میں رکھ دو بوڑھے نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

جی بابا۔ لڑکے نے کہا اور کمرے میں داخل ہو گیا کھانا کمرے میں رکھنے کے بعد وہ باہر آ گیا۔ اور ہمارے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔ اور باتیں کرنے لگا۔ وہ لڑکا بہت ہی معصوم تھا بہت ہی اچھی اچھی باتیں کرتا تھا اس نے اپنا نام عاصم بتایا۔ ایک ہی ملاقات میں میری اور اس کی دوستی ہوگئی اچھا اب تم کھانا کھا کر آرام کرو میں شام کو آؤں گا اور پھر باہر چلیں گے اتنا کہہ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

ٹھیک ہے میں تمہارا انتظار کروں گا میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کھانا کھانے کے بعد میں کمرے میں چارپائی پر لیٹ گیا گزرے واقعات فلم کی طرح میرے دماغ میں چلنے لگے طرح طرح کی خوفناک سوچیں میرے دماغ میں سر ابھانے لگیں وہ لڑکی کون تھی جو شیشے میں دیکھائی دی تھی یقیناً اسے اس ہیولے نے ہی بھیجا ہوگا۔ میں نے خوفزدہ لہجے میں سوچا مجھے تو اب بھی ایسا ہی محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے وہ سیاہ ہیولہ اب میرے آس پاس موجود ہے اور کسی بھی وقت وہ آ کر مجھے دبوچ لے گا۔ ایسی ہی سوچیں سوچتے ہوئے میری آنکھ لگ گئی میری آنکھ تو اس وقت کھلی جب عاصم نے آ کر مجھے جگایا۔

ارے تم تو گھوڑے بیچ کر سو رہے ہو میں کب سے تمہارے اٹھنے کا انتظار کر رہا ہون باہر نہیں چلنا ہے کیا

سونے کے لیے تو ابھی رات ہے عاصم نے مسکراتے ہوئے کہا میں جلدی سے اٹھا اور فریش ہو کر عاصم کے ساتھ باہر نکل گیا۔

یار عاصم تمہاری صورت میں آج مجھے ایک بہت اچھا دوست ملا ہے میں تم جیسے دوست کو پا کر بہت خوش ہوں میں نے مسکرا کر کہا۔ میں نے بھی جب تمہیں دیکھا تھا تو سوچ لیا تھا کہ تم سے دوستی کر کے ہی رہوں گا عاصم نے خوشی سے کہا اس وقت ہم ایک حویلی کے پاس سے گزر رہے تھے

یار یہ حویلی کس کی ہے میں نے پوچھا۔

یہ حویلی راجہ عاشق کی تھ نام تو اس کا عاشق تھا لیکن اصل میں وہ عاشقوں کا دشمن تھا آج یہ حویلی خالی پڑی ہوئی ہے راجہ عاشق کو مرے ہوئے دس سال گزر چکے ہین تب سے یہ حویلی خالی پڑی ہے بستی کے لوگ اس حویلی میں جانے سے ڈرتے ہیں اس حویلی کو لوگ خونی حویلی کہہ کر پکارتے ہیں عاصم نے چلتے چلتے کہا لوگ اس حویلی کو خونی حویلی کیوں کہتے ہیں میں نے حیران ہو کر پوچھا۔

اس حویلی میں دو پیار کرنے والوں کا خون ہوا تھا دو پیار کرنے والوں کو ایسی بھیانک موت مارا گیا تھا کہ ان کی موت دیکھنے والے بھی کانپ کر رہ گئے تھے عاصم نے بتایا

ان پیار کرنے والوں کا کیا جرم تھا کہ انہیں بھیانک موت مارا گیا میں نے جلدی سے پوچھا۔

جرم۔ عاصم یہ کہہ کر رکا پھر بولا ان کا جرم تھا پیار کرنا

مجھے عاصم کی بات سن کر حیرت ہوئی یار پیار کرنا جرم نہیں ہے میں نے حیران ہو کو کہا۔

معلوم ہے لیکن ان پیار کرنے والوں کو پیار کرنے کی ہی سزا ملی تھی عاصم نے میری طرف گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

یار مجھے تمہاری کسی بات کی بھی سمجھ نہیں آئی ہے وہ پیار کرنے والے تھے کون۔ انہیں اس حویلی میں ہی کیوں مارا گیا اور انہیں مارا کس نے تھا میرے دماغ میں جو سوال تھے میں نے کہہ دیئے

یار کہیں بیٹھ کر بات کرتے ہیں میں ساری بات تفصیل سے بتاتا ہوں یہ حویلی کیسے اجڑی کیوں پیار کرنے والوں کا خون کیا گیا کیوں اس حویلی کا نام خونی حویلی مشہور ہوا اور وہ پیار کرنے والے کون تھے سب بتاتا ہوں پہلے ہمیں کسی مناسب جگہ پر بیٹھ جانا چاہیے۔ عاصم نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا

ہوں میں نے سر ہلا دیا۔ ہم دونوں چلتے ہوئے دریا کے کنارے پہنچ گئے۔

آؤ یار یہاں بیٹھ جاتے ہیں میں نے عاصم کی طرف دیکھ کر کہا

ٹھیک ہے عاصم نے بیٹھتے ہوئے کہا میں بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔

یار اب بتاؤ کہ کیا ہوا تھا حویلی میں مجھے تمہاری باتوں نے سپنس میں ڈال دیا ہے میں نے بے تابی سے کہا عاصم نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ایک چھوٹا سا پتھر دریا میں پھینکا اور میری طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

اس حویلی میں دو بھائی رہتے تھے ایک کا نام راجہ بابر اور دوسرے کا نام راجہ عاشق تھا دونوں ہی شادی شدہ تھے راجہ بابر کی ایک ہی بیٹی تھی جبکہ راجہ عاشق کا صرف ایک ہی بیٹا تھا راجہ بابر نے اپنی بیٹی کا رشتہ بچپن میں ہی سے راجہ عاشق کے بیٹے سے کر دیا تھا راجہ بابر کی بیٹی کا نام ثمرین تھا جبکہ راجہ عاشق کے بیٹے کا نام حیدر تھا ثمرین بہت ہی خوبصورت اور معصوم تھی جبکہ حیدر خوبصورت تو تھا لیکن اس کی عادتیں بہت ہی بری تھین ہر قسم کی برائی اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی شراب پینا جوا کھیلنا قتل کرنا اس کے لیے معمولی بات تھی راجہ بابر نے

اپنے بھائی عاشق سے کہا کہ وہ اپنے بیٹے کو ان تمام کاموں سے روکے لیکن راجہ عاشق نے حیدر کو کچھ بھی کہا بلکہ اپنی مرضی پر چلنے کو کہا۔ یہی سمجھ لو کہ حیدر کو بگاڑنے میں اس کے باپ کی ہی محنت شامل تھی راجہ بابر حیدر کے کاموں سے تنگ آچکا تھا اس لیے اس نے اپنی بیٹی کا رشتہ دینے سے انکار کر دیا۔ راجہ عاشق کو یہ بات پسند نہ آئی اسے اپنے بھائی پر بہت غصہ تھا اور پھر اس نے ایک بھیانک منصوبہ سوچا اس کا منصوبہ تھا بھائی کو قتل کرنا اور پھر اپنے منصوبے پر عمل کرتے ہوئے اس نے اپنے بھائی اور بھابھی کو قتل کروا دیا۔ اور خود مگر مچھ کے آنسو بہاتا رہا۔ تا کہ کسی یہ معلوم نہ ہو سکے کہ یہ قتل اس نے ہی کروائے تھے کسی کو اس پر شک بھی نہ گیا۔ لیکن ثمرین کو سب معلوم تھا لیکن وہ خاموش تھی اس نے بھی کسی پر یہ ظاہر نہیں ہونے دیا کہ وہ سب جانتی ہے راجہ بابر کے مرتے ہی بستی والوں پر حیدر نے اور ظلم کرنے شروع کر دئے بستی کے ایک شخص فضل نے راجہ عاشق کا کچھ قرضہ دینا تھا فضل اس کے گھر نوکر تھا۔ ایک دن فضل دل کا دورہ پڑنے سے اس دنیا میں سے چل بسا راجہ عاشق کا قرضہ دینے کے لیے فضل کا جوان بیٹا عشر اپنے باپ کی جگہ راجہ عاشق کی نوکری کرنے لگا ثمرین نے عشر کو دیکھا تو اس کی دیوانی ہوگئی عشر بھی ثمرین سے محبت کرنے لگا۔ لیکن اظہار نہیں کر پایا اور پھر ایک دن ثمرین نے ہی اس سے اظہار محبت کر دیا عشر بہت خوش ہوا کچھ ہی عرصہ بعد دونوں میں محبت مزید گہری ہوگئی عشر اور ثمرین دل و جان سے ایک دوسرے کو چاہتے تھے اور پھر یہ بات کب تک چھپی رہ سکتی تھی راجہ عاشق کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو وہ غصہ سے آگ بگولہ ہو گیا۔ ثمرین سے پوچھا گیا تو اس نے جو سچ تھا کہہ دیا اور بھی کہہ دیا کہ وہ عشر سے ہی شادی کرے گی اگر کسی نے اسے عشر سے جدا کرنے کی کوشش کی تو وہ بستی والوں کو بتا دے گی کہ میرے ماں باپ کے قتل آپ نے ہی کروائے تھے لیکن راجہ عاشق ثمرین کی دھمکی سے کہاں ڈرنے والا تھا اس نے عشر کو تہہ خانے میں بند کر کے بہت مروایا لیکن اس کی زبان ثمرین کا نام لینے سے نہیں رکتی تھی دھیرے دھیرے یہ بات بستی والوں کو بھی معلوم پڑ گئی ہر جگہ یہ ہی باتیں ہوتی تھیں کہ اگر محبت کرنا جرم ہے تو اس جرم کی سزا اکیلے عشر کو ہی کیوں مل رہی ہے اس جرم میں ثمرین بھی شریک ہے۔ ادھر ثمرین بھی عشر کے لیے بہت روتی تھی اس نے کئی بار عشر کو تہہ خانے سے نکالنے کی کوشش کی تھی لیکن پکڑے جانے پر حیدر نے اس پر بھی ظلم کی انتہا کر دی حیدر اسے اتنا مارتا کہ وہ بے ہوش ہو جاتی ہوش میں آنے پر اس کی زبان پر عشر کا ہی نام ہوتا تھا ثمرین نے بستی والوں کو بھی یہ بتا دیا تھا کہ میرے ماں باپ کے قتل میں راجہ عاشق نے ہی کروائے تھے راجہ عاشق اور اس کا بیٹا حیدر اس ساری صورت حال سے بہت تنگ آ چکے تھے ایک دن ساری بستی والوں کو حویلی میں جمع کیا گیا تھا بستی والے حیران و پریشان کھڑے یہ سوچ رہے تھے کہ آج انہیں کیوں حویلی میں جمع کیا گیا ہے حویلی میں ایک طرف بہت سی لکڑیاں جلائی جا رہی تھیں اور پھر بستی والوں نے ایک ہولناک منظر دیکھا عشر کو زندہ اس آگ میں پھینک دیا گیا۔ اس کی درد بھری چیخیں سن کر سب بستی والے دہل کر رہ گئے۔ اور اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے کوئی بھی اس کی مدد کے لیے آگے نہ بڑھا کیونکہ سب راجہ اور حیدر کو اچھے طریقے سے جانتے تھے انہیں معلوم تھا کہ جو بھی آگے بڑھے گا اسے بھی آگ میں پھینک دیا جائیگا اس منظر کو دیکھ کر کئی طاقتور نوجوان خوف کے مارے بے ہوش ہو گئے یہ سب ثمرین کی آنکھوں کے سامنے ہی کیا جا رہا تھا وہ چیخ رہی تھی کہ عشر کو سزا نہ دو جو بھی سزا دینی ہے مجھے دو لیکن کسی نے اس کی ایک نہ سنی جب عشر کو آگ میں ڈالا گیا۔ تو وہ اسے بچانے کے لیے آگے بڑھی لیکن حیدر نے اسے پکڑ لیا وہ تڑپ اٹھی اس نے اپنے آپ کو حیدر سے چھڑانے کی بہت کوشش کی اور ساتھ کہتی رہی تھی کہ چھوڑ دو مجھے لیکن حیدر علی نے اسے چھوڑا نہیں بلکہ اسکی بے بسی پر قہقہے

لگا تا رہا۔ جیسے ہی عشر کی چیخیں تھمیں ثمرین کی زبان نے بھی بولنا بند کر دیا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو تھے لیکن وہ خاموش تماشائی بنے کھڑے کانپ رہے تھے کسی بھی شخص نے بولنے یا آگے بڑھنے کی کوشش نہ کی تھی وہ سکتے کی حالت میں ایسے کھڑے تھے کہ جیسے انہیں سانپ سونگھ گیا ہو اور پھر بستی والوں نے ایک اور خوفناک منظر دیکھا حیدر نے ثمرین کو چھوڑا اور اپنے ایک پالتو کتے کی زنجیر کھول دی اور زنجیر ثمرین پر برسانا شروع کر دیئے۔ وہ بچاری خاموش کھڑی اس کا ظلم برداشت کرتی رہی اس نے منہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکالا تھا آنکھیں بارش کی طرح برس رہی تھیں بستی والے آنکھیں پھاڑے یہ منظر دیکھ رہے تھے کوئی بھی ثمرین کی مدد کے لیے آگے نہ بڑھ سکا کیونکہ جو بھی آگے بڑھتا وہ حیدر کے پالتو کتوں کا شکار ہو جاتا۔

بول جب تک تو نہیں بولے گی میں یہ زنجیر تم پر برساتا رہوں گا بول۔ لے اس کمینے کا نام حیدر غصہ سے سرک ہوتے ہوئے بولا۔ اور زنجیر ثمرین پر برساتا رہا۔ لیکن ثمرین نے اپنی زبان نہ کھولی اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے لیکن اس کے ہونٹ نہ ہل رہے تھے حیدر اسے مار مار کر تھک چکا تھا لیکن اس معصوم نے ابھی تک ہمت نہیں ہاری تھی حیدر کو اس کے نہ بولنے پر شدید غصہ تھا جب اس نے دیکھا کہ ثمرین بولنے والی نہیں ہے تو اس نے مسکراتے ہوئے اس معصوم کی طرف دیکھا اور اپنے پالتو کتے ثمرین پر چھوڑ دیئے بستی والوں کی نہ چاہتے ہوئے بھی چیخیں نکل گئیں اور ہر کوئی ایسے کانپ رہا تھا جیسے وہ سخت بخار میں مبتلا ہو چند ہی لمحوں میں ثمرین کو کتوں نے چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔ لوگ اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ کر باہر بھاگے اس واقعہ کے دوسرے ہی دن حیدر کو ایک زہریلے سانپ نے کاٹ لیا۔ اور وہ اس دنیا میں سے چل بسا راجہ عاشق اپنے بیٹے کی موت پر بہت غمگین رہنے لگا تھا اور بہت ہی عجیب عجیب حرکتیں کرتا تھا وہ لوگوں سے کہتا تھا کہ اسے ہر وقت عشر اور ثمرین کی چیخیں سنائی دیتی ہیں اسے ایسا لگتا ہے کہ جیسے ثمرین اور عشر کی روحیں ہر وقت اس کے اردگرد منڈلاتی رہتی ہیں وہ اسے جان سے مارنا چاہتی ہیں لیکن وہ ہر وقت ان کو چکر دے کر بچ جاتا ہے راجہ عاشق مکمل طور پر پاگل ہو گیا تھا ہر کوئی یہی کہتا تھا کہ اسے اپنے گناہوں کی سزا مل رہی ہے۔ وہ لوگوں سے کہتا کہ حیدر میرا بیٹا مرا نہیں ہے وہ کہیں چلا گیا ہے اور جلد ہی لوٹ آئے گا کبھی کبھی وہ ہنسنا شروع ہو جاتا۔ تو ہنستا ہی چلا جاتا۔ اور کبھی رونا شروع ہو جاتا تو سارا دن دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ کر گھٹنوں میں سر دبائے روتا ہی رہتا بستی کے بچے اسے بہت تنگ کرتے تھے وہ پتھر اٹھا کر بچوں کو مارتا تو وہ بھاگ جاتے اور وہ پتھر اٹھائے بچوں کے پیچھے بھاگتا رہتا تھا وہ اکثر لوگوں سے کہتا تھا کہ اگر آج میرا بیٹا نہ آیا تو میں خودکشی کرلوں گا۔ اور پھر ایک دن اس نے یہ بات سچ کر دکھائی ایک صبح جب اس کے نوکر حویلی گئے تو سب خوفزدہ ہو گئے۔ راجہ عاشق کی لاش پنکھے سے لٹک رہی تھی اس نے خودکشی کر لی تھی اس کی موت کے بعد سے یہ حویلی بند پڑی ہے لوگ اس حویلی کو خونی حویلی کہہ کر پکارتے ہیں کیونکہ اس حویلی میں ثمرین اور عشر کو بہت ہی بھیانک موت مارا گیا تھا ان کی موت بستی والوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھی تھی عاصم خونی حویلی کی کہانی سنا کر خاموش ہو گیا۔

ایسے ظالم کو ایسی ہی سزا ملنی چاہیے تھی۔ میں بڑبڑایا۔

ٹھیک کہتے ہو عاصم نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ شام ہو چکی تھی پرندے اپنے آشیانوں کی طرف لوٹ رہے تھے اچانک میری نظر دریا کے دوسری طرف کھڑے درخت کی طرف چلی گئی۔ اس درخت کے نیچے ایک لڑکی واضح دکھائی دے رہی تھی اس نے سفید رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا اس کا چہرہ واضح دکھائی نہیں دے رہا تھا کیونکہ وہ کافی دور کھڑی تھی لیکن مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے اس کی نظریں مجھ پر ہی ہوں میں نے سر جھٹکا

یار عاصم عشرا اور ثمرین کی موت تم نے دیکھی تھی میرا مطلب ہے کہ جب عشرا اور ثمرین کو مارا جا رہا تھا تم اس وقت حویلی میں تھے میں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ہاں یار میں حویلی میں گیا تھا لیکن بابا جان نے مجھے واپس بھیج دیا تھا میرا دل تو وہاں سے جانے کو نہیں تھا لیکن بابا جان کی بات میں رد نہیں کر سکتا تھا اسلیے میں واپس آ گیا جب بستی والے حویلی سے واپس آئے تو کافی خوفزدہ تھے میرے بابا بھی بہت ڈرے ہوئے تھے کئی دن تک تو انہوں نے کھانا پینا چھوڑ دیا تھا رات کو انہیں نیند نہیں آتی تھی اور جب کبھی سو جاتے تو خواب میں ڈر جاتے میری ماں تو اس کیفیت سے نکل آئی لیکن بابا نہ نکل سکے ایک رات سو تو گئے لیکن دوبارہ اٹھ نہ سکے اور ہمیشہ کے لیے سو گئے۔ عاصم نے بتایا اس کے چہرے پر اداسی چھا گئی تھی۔

سوری یار میں نے تمہیں دکھی کر دیا ہے میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

کوئی بات نہیں یار اس دنیا میں جو بھی آیا ہے اسے ایک نہ ایک دن تو یہ دنیا چھوڑ کر جانی ہی ہے ناں عاصم نے مسکرا کر کہا۔

یار تمہاری بستی بہت ہی خوبصورت ہے شام ہوتے ہی بستی اور بھی خوبصورت دکھائی دینے لگ جاتی ہے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا دل کو یک عجیب سا سکون دے رہی ہیں آشیانوں کی جانب لوٹے پرندے کتنے پیارے پیارے لگ رہے ہیں اور مغرب میں چھپتا ہوا سورج کتنا حسین منظر پیش کر رہا ہے میں نے دیوانوں کی طرح سارے منظر کو اپنی آنکھوں میں سجاتے ہوئے کہا تو عاصم مسکرا دیا۔

پرندے اپنے آشیانوں کی طرف لوٹ رہے ہیں میرے خیال میں اب ہمیں بھی جانے کے بارے میں سوچنا چاہیے عاصم نے پتھر دریا میں پھینکتے ہوئے کہا۔

چلو میں نے مختصراً کہا۔ اور اٹھ کھڑا ہوا۔ میری نظر دوبارہ دریا کے دوسری طرف گئی تو میں حیران رہ گیا وہ لڑکی اب بھی اسی انداز میں کھڑی تھی اس کے انداز میں ذرا بھی تبدیلی نہیں آئی تھی۔

ارے کیا سوچ رہے ہو چلو ناں میں تمہارے چلنے کا انتظار کر رہا ہوں اور تم کھڑے سوچ رہے ہو عاصم نے کہا تو میں مسکرا دیا۔ اور اس کے ساتھ چلنے لگا میں عاصم کے ساتھ چل تو رہا تھا لیکن میرا دماغ اس لڑکی کی طرف ہی تھا میں بار بار پیچھے مڑ کر دیکھ رہا تھا وہ لڑکی اب بھی وہاں ہی موجود تھی۔

ارے یار یہ تم بار بار پیچھے مڑ کر کیا دیکھ رہے ہو عاصم نے پیچھے دیکھتے ہوئے کہا

کچھ نہیں میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

میں اپنے گھر کی چھت پر کھڑا تھا کہ مجھے ایک لڑکی دکھائی دی وہ میرے گھر کی چھت پر تھی اور چلتی ہوئی میری طرف آ رہی تھی جب وہ میرے قریب آئی تو میں اسے دیکھ کر کانپ سا گیا وہ تھی تو بہت ہی خوبصورت لیکن اس کی آنکھیں سرخ تھیں مجھے اس سے خوف سا محسوس ہوا اس کی آنکھیں میں ایک وحشت تھی وہ میرے برابر کھڑی بنا پلکیں جھپکائے میری طرف دیکھنے میں مصروف تھی۔

کون ۔۔ کون ہو تم اور میرے گھر میں کیا کر رہی ہو میں نے ڈرتے ڈرتے سرخ آنکھوں والی حسینہ سے پوچھا۔

میں کون ہوں یہ میں تمہیں نہیں بتا سکتی میں تمہیں لینے آئی ہوں تمہیں میرے ساتھ چلنا ہوگا۔ وہ میری

طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

کہاں میں نے مختصراً کہا۔

جہاں میں تمہیں لے جاؤں مگر میں تمہیں یہ نہیں بتا سکتی کہ میں تمہیں کہاں لے کر جا رہی ہوں اس نے جلدی سے جواب دیا۔

مگر کیوں۔ میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا میں نے انکار کرتے ہوئے کہا۔

میں تمہیں نہیں بتا سکتی۔ کہ میں تمہیں کیوں لے کر جا رہی ہوں اس نے جواب دیا۔

تم چلی جاؤ یہاں سے۔۔ میں نے تنگ آ کر کہا۔

تمہیں چلنا ہوگا۔ وہ تمہارا بہت بے تابی سے انتظار کر رہا ہے۔

کون میرا انتظار کر رہا ہے میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔

یہ مجھے بتانے کی اجازت نہیں ہے۔ وہ آہستہ سے بولی۔

جب تک تم مجھے نہیں بتاؤ گی کہ تم کون ہو مجھے کہاں لے کر جانا چاہتی ہو اور کون میرا انتظار کر رہا ہے تب تک میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا میں نے غصے سے کہا۔

تمہاری مرضی تم نہیں جانا چاہتے تو نہ جاؤ میں تمہیں یہاں سے زبردستی بھی لے جا سکتی ہوں لیکن مجھے اس کی بھی اجازت نہیں ہے لیکن اتنا کہہ دوں میرے ساتھ نہ جا کر تم اپنا ہی نقصان کر رہے ہو اب میں چلتی ہوں زیادہ دیر یہاں رکنے کی بھی مجھے اجازت نہیں ہے تم اچھی طرح سوچ لو میں کل پھر آؤں گی اتنا کہہ کر وہ سرخ آنکھوں والی حسینہ پلٹی اور چلتے چلتے میری آنکھوں کے سامنے سے غائب ہوگئی۔

اس کے ساتھ ہی میری آنکھ کھل گئی اور میں ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ میں نے خوفزدہ نظروں سے ادھر ادھر دیکھا میں بوڑھے کے گھر میں ہی تھا وہ کون تھی اور مجھے کہاں لے کر جانا چاہتی تھی اس کی آنکھیں کتنی سرخ تھیں میں نے دل ہی دل میں سوچا۔ ارے پاگل یہ تو خواب تھا اور میں ایسے سوچ رہا ہوں کہ جیسے یہ حقیقت ہو میں نے خود سے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور دوبارہ لیٹ گیا۔ عمار اور اجالا کی معصوم صورتیں میرے دماغ میں گھومنے لگیں اس کے بعد مجھ نیند نہیں آئی اور رات آنکھوں میں ہی کٹ گئی۔ صبح ناشتہ کرنے کے بعد میں عاصم کے ساتھ دریا کے کنارے آ گیا۔

یار تم ذرا یہاں ٹھہرو میں نہا لوں عاصم نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ آؤ ناں تم بھی نہا لو۔ عاصم نے جلدی سے کہا

نہیں یار تم نہاؤ۔ میں نے مرنا نہیں ہے میں نے ہنستے ہوئے کہا

کیا مطلب عاصم حیران ہوتے ہوئے بولا۔ اس کی بات سن کر میں نے کہا۔

یار مجھ تیرنا نہیں آتا۔

میری بات سن کر عاصم نے ایک قہقہہ لگایا اور کپڑے اتار کر دریا میں کود گیا۔ عاصم اچھی طرح جانتا تھا کہ میں اسے تیرتا ہوا دیکھ کر خوش ہو رہا تھا اچانک ہی میری نظر دریا کے دوسری طرف لگے ہوئے درخت کی طرف اٹھی مجھے ایسا لگا جیسے وہاں کوئی ہے میں اسی طرف متوجہ رہا واقعی وہاں کوئی تھا کیونکہ جب ہوا چلی تو اس کا سفید لباس پھڑپھڑانے لگا تھا یہ تو مجھے اندازہ تھا کہ وہاں کوئی عورت ہے کیونکہ اس کے بال بھی ہوا کے سنگ لہرا رہے تھے کل درخت کے ساتھ کھڑی لڑکی کا سراپا میری آنکھوں کے سامنے لہرایا کہیں یہ وہی لڑکی تو نہیں ہے

جو کل درخت کے پاس کھڑی مجھے دیکھ رہی تھی مجھے جا کر دیکھنا چاہیے میں نے دل ہی دل میں سوچا اور اس سمت بڑھا میرے قدم دھیرے دھیرے درخت کے قریب تر ہو رہے تھے میرا دل عجیب سے انداز میں دھڑک رہا تھا قدم لڑکھڑا رہے تھے بہر حال میں اس درخت تک پہنچ گیا۔ وہاں واقعی کوئی لڑکی تھی میں فوراً ہی اس کے سامنے آ گیا اس کے چہرے پر نظر پڑتے ہی میری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ مجھ پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے میں ٹکٹکی باندھے اسے ہی دیکھے جا رہا تھا وہ مجھے ایک دم اپنے سامنے دیکھ کر پلکیں جھپکانا بھول گئی تھی مجھے یہ سب اپنی آنکھوں کا دھوکہ لگ رہا تھا میں نے انہیں رگڑ ڈالیں لیکن اس منظر میں ذرا برابر بھی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ وہ اب بھی مجھے آنکھیں پھاڑے دیکھ رہی تھی چہرے پر اداسی نے اپنا قبضہ جمایا ہوا تھا اس کے چہرے پر چھائی ہوئی اداسی نے مجھے اندر تک ہلا کر رکھ دیا۔ لیکن میری آنکھوں میں حیرت کے ساتھ ساتھ خوشی بھی تھی میں اسے ایک لمحے میں ہی پہنچان گیا تھا وہ کوئی اور نہیں بلکہ میری بہت اچھی معصوم سی دوست اجالا تھی۔۔

اجالا۔۔ اجالا۔۔ تت۔ تم میں اٹک اٹک کر بولا۔ میری بات سن کر اس نے پلکیں جھکا لیں اجالا تم زندہ ہو کہاں تھی میں خوشی سے کہتا ہوا اس کی طرف بڑھا تو وہ پیچھے ہٹنے لگی اس کی آنکھوں میں آنسو تھے اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر میں تڑپ اٹھا مجھے اپنے دل پر ایک بوجھ سا گرتا ہوا دکھائی دیا۔ اجالا تمہاری آنکھوں میں یہ آنسو میں تڑپ کر بولا۔ اور تیزی سے اس کی طرف بڑھا لیکن وہ یکدم ہی وہاں سے غائب ہو گئی اجالا ۔۔اجالا۔ میں چیختے ہوئے اسے پکارنے لگا۔ اور دیوانوں کی طرح ادھر ادھر بھاگنے لگا۔ اجالا کہاں چلی گئی ہو تم میرے سامنے آؤ مجھے بتاؤ کہ تمہاری آنکھوں میں آنسو کیوں ہیں میں ادھر ادھر بھاگتے ہوئے بولا میری آواز بھر آئی تھی کس نے میری کندھے پر ہاتھ رکھا۔ مجھے ایسا لگا کہ جیسے اجالا آ گئی ہو اجالا۔ میں یہ کہتا ہوا پیچھے مڑا لیکن پیچھے دیکھتے ہی میری ساری امیدوں پر پانی پھر گیا دو آنسوؤں کے موٹے موٹے قطرے میرے گالوں پر بہہ گئے اس کے بعد کیا ہوا یہ سب جاننے کے لیے خوفناک ڈائجسٹ کا اگلا شمارہ پڑھنا مت بھولئے گا۔

سوچ سمجھ لینا قدم اٹھانے سے پہلے
کہیں کھو نہ جاؤ منزل آنے سے پہلے
مخلص دوست سے محروم ہو نہ جاؤ کہیں
یہ سوچ لینا اسے آزمانے سے پہلے
تمہارے سینے میں بھی دھڑکتا ہے ایک دل
یہ سوچ لینا کسی کا دل دکھانے سے پہلے
عمر بھر کون کسی کے لیے روتا ہے
لوگ صرف آنسو بہاتے ہیں دفنانے سے پہلے

قم قم نشاد۔ رتوال۔ فتح جنگ۔

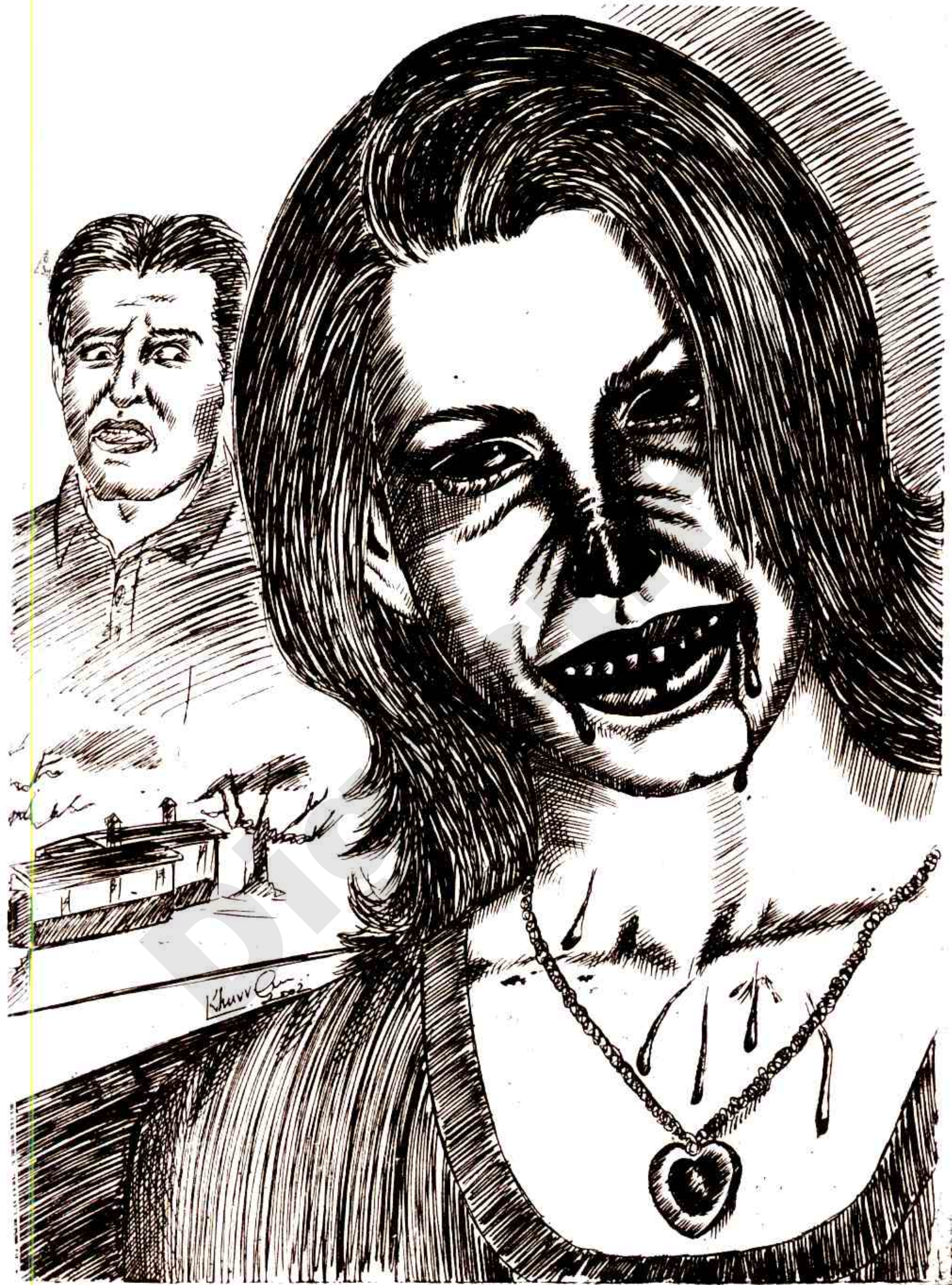
حقیقی چاہت

۔۔۔تحریر:این اے کاوش۔سلانوالی۔ 0300.2305767

سوموار کی رات اچانک پھر وہی واقعہ ہوا جو اس رات پیش آیا تھا مگر اس وقت گھر میں حسنین بھی موجود تھا میں نے روتے ہوئے حسنین سے کہا آپ میری بات پر یقین نہیں کر رہے تھے اب اپنی آنکھوں سے دیکھ لو میں نے حسنین سے کہا آج پھر وہی سایہ دیواروں پر منڈلا رہا تھا۔ اس بار اس نے دروازے پر کچھ لکھ دیا اور جب غائب ہوئی تو اس قدر عجیب آوازیں سنائی دیں کہ ہم انگشت بدنداں رہ گئے ہمارے حواس باختہ ہو گئے تھے اب گھر میں روشنی تھی حسنین نے دروازے پر لکھی ہوئی تحریر کو پڑھا جو اس سایہ نے لکھی تھی ہم صبح ہوتے ہی دونوں مل کر ایک عامل کے پاس گئے اور تمام واقعہ ان کو سنایا تو پتہ چلا کہ وہ ایک روح تھی جو حسنین کی دوست تھی وہ صرف حسنین کو اور تمہیں مبارکباد دینے آئی تھی اس میں اتنی جسارت نہ تھی کہ تم لوگوں کے سامنے آ سکے اس کا مقصد تم لوگوں کو ڈرانا نہ تھا بلکہ مبارک باد دینا تھا۔ پہلی بار جب وہ آئی تو تم اکیلی تھی لہذا وہ چلی گئی اس بار وہ آئی اسے بولنے کچھ کہنے یا تم لوگوں کے سامنے آنے کی قطعاً اجازت نہیں تھی لہذا وہ اپنا پیغام لکھ کر چلی گئی اور اب وہ کبھی بھی لوٹ کر نہیں آئے گی۔ عامل صاحب کی بات سن کر حسنین کی آنکھوں میں گوہر ہائے آبدار ٹمٹماتے دکھائی دیئے مگر میں نے اس کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر اسے ہمت اور حوصلہ دیا اور وہ جواباً ہونٹ بھینچ کر رہ گیا ہم گھر واپس آئے اور میں نے اب کی بار غور سے اس تحریر کو پڑھا جو کچھ اس طرح تھی میرا مقصد تم لوگوں کو ڈرانا نہیں تھا حسنین دیکھو آج میں کتنی بے بس ولاچار ہوں کبھی ہم دونوں یکجان دو قالب ہوا کرتے تھے اور آج آپ کو میرے وجود سے خوف محسوس ہوتا ہے کسی نے غلط نہیں کہا کہ انسان کی قدر اس وقت ہوتی ہے جب تک حیات ہو لقمہء اجل بن جانے کے بعد تو کیسے کیسے اپنے پل بھر میں بھول جاتے ہیں وقت بڑا بے رحم ہے حسنین خود ہی گھاؤ دیتا ہے اور خود ہی اس گھاؤ کا مرہم ہے میری دعائیں اور نیک تمنائیں تم لوگوں کے سدا ساتھ ہیں خوش رہو۔ اور اپنے کی طرح کبھی دوبارہ تمہارے آنگن میں دکھ وکرب اور اذیت کے بادل سایہ فگن نہ ہوں والسلام تمہاری انابیہ۔ ایک دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی

ویسے کچھ ایسے بھی زندگی میں دن ہوتے ہیں جب کسی اپنے کسی پرانے کسی دکھ سکھ کا کچھ پتہ نہیں ہوتا۔ وہ زندگی کے چند سال کھیل کود میں گزر جاتے ہیں کسی کو کوئی فکر نہیں ہوتی اور جونہی انسان اپنی جوانی کی طرف مائل ہوتا ہے تو وہ اسے اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور وہ اس میں دھنستا ہی چلا جاتا ہے۔

میری تنہائیاں پھر بڑھانے چلے آئے ہو
آج پھر سے کیا مجھے ٹھکرانے چلے آئے ہو
کیوں مناتے ہو تماشا تم محفل میں میرا
آج پھر کیوں مجھ کو تم رلانے چلے آئے ہو
بڑی مشکل سے تو سیکھا ہے میں نے جینا تم بن



ن پھر کیوں میرے لبوں کی ہنسی مٹانے چلے آئے ہو
جب تیرے مقدر میں ہم نہیں تو کیا ہوا
کیوں دامن میرا خوشیوں سے چھڑانے چلے آئے ہو
زندہ تھے تو پوچھا تھا کبھی حال تک نہ میرا
آج رونے کیوں میت کے سرہانے چلے آئے ہو
بچھڑتے وقت تو کچھ بھی درد نہ تھا تم کو
آج کیوں بنا درداشک بہانے چلے آئے ہو
بولوگے اب تو یہ لب نہ کھلیں گے میرے
کیوں دل کی بات آج زبان پرلانے چلے آئے ہو
ہم تو خوش تھے تیرے دئے ہوئے زخموں پہ بھی
آج پھر کیوں زخموں پرتم مرہم لگانے چلے آئے ہو
ہم نے تو بس تجھے یاد نہ کرنے کا ہی سوچا تھا
کہ فرشتے مجھے دنیا سے اٹھانے چلے آئے ہیں

میرے بچپن کے دن تو ایسے ہی چٹکی میں گزرے کہ کچھ پتہ ہی نہ تھا جب بچپن میں کسی اورکو روتا ہوا دیکھتے تو کچھ احساس نہ ہوتا کہ ان کو کیا دکھ ہے جب ہم نے ان حالات کا سامنا کیا تو پتہ چلا کہ دکھ آخر ہوتی کیا چیز ہے

دکھ انسان کو ریزہ ریزہ کردیتا ہے ٹوٹے ہوئے آئینے کی کرچیوں کی مانند دکھ پہاڑ کی طرح ہوتے ہیں سینے پر دھرے خشک بے آب وگیا نہ ان کے اندر کی نہیں ہوتی چیز کا نمو بھی نہیں ہوتا۔ اورخوشیاں بہت چھوٹی ہوتی ہیں دریا کے اندر پنہاں سنہرے ذرات جیسی ریت کے باریک ذروں سے سونا ڈھونڈھنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے بہت مشکل کام ہے دل کردے کا صبر وتحمل کا ٹھہراؤ۔

انتظار خوشیاں بہت مشکل سے ملنے والے سونے کے ذرات کی طرح ہیں وہ اپنی زندگی کے ہر پل کس طرح گن گن کر گزارتا ہے وہ ہر وقت اسی خواہش میں رہتا ہے کہ میری زندگی ابھی کی ابھی ختم ہوجائے اوراجل آن دبوچے میرا نام ونشان اس دنیا سے مٹ جائے یہ حالات صرف اسی وقت ہوتے ہیں جب انسان کسی سے محبت کرتا ہے محبت بھی کیا چیز ہوتی ہے محبت جس کی تلاش میں جس کی چاہ میں دنیا کا ہرانسان رہتا ہے

محبت عجیب وغریب جذبہ ہے جس میں بہک کرانسان کبھی شیطان کا روپ دھار کر پستیوں میں جا گتا ہے اورکبھی اس اعلیٰ وارفع درجے کوخلوص نیت کے ساتھ اپنے دل اورزندگی میں شامل کرلے تو فرشتوں سے بھی افضل ہوکر قرب الٰہی حاصل کرلیتا ہے محبت کے کئی روپ ہوتے ہیں کئی انداز ہوتے ہیں مگر بدقسمتی سے دنیا بھرسمیت ہمارے معاشرے میں بھی محبت کے ایک ہی روپ کو زیادہ پوٹریٹ کیا جاتا ہے پرنٹ میڈیا اورالیکٹرانک میڈیا اسی روپ کوگلیمرائز کے پیش کرتے ہیں محبت غرض سا جذبہ ہے خالص جذبات رکھنے والے لوگ اس دنیا کی پرکھ پر پورا نہیں اترتے کتنے لوگ ہوتے ہیں ایسے سینکڑوں نہیں ہزاروں میں سے ایک اتنے حساس زودرنج جذبات ناپختہ اورقوت مدافعت زیرواس پرتربیتی ماحول کی کمی انہیں ہتھیلی پرآبلے کی صورت رکھو تو بھی پھوٹ بہتے ہیں کبھی ہلکی سی ٹھیس بھی جیسے تتلی کے نازک پروں کوکتنی بھی احتیاط سے چھوئیں ان کے رنگ پوروں پربھی اترآتے ہیں ایسے لوگ عام نہیں ہوسکتے جو زرد تنہا خزاں رسیدہ درختوں پر عاشق ہوں جن کی آنکھیں درخت سے جدا ہونے والے پتوں پر پربرہورونے لگتی ہے جومردہ تتلیوں کے پروں کوسینت سینت کر رکھتے ہیں جو بدلے موسموں کی ایک ایک جنبش سے باخبر ہوتے ہیں جو خوشیوں کے تقدس میں اپنی اونچ نیچ کرنے والوں کو ناخالص اورناقابل نفرت گردانتے ہیں ایسے

لوگ عام ہو بھی نہیں سکتے محبت ریاضی کا سوال نہیں کہ بار بار کوشش سے ذحل ہو جائے کوئی نہ کوئی فارمولا جواب تک لے جائے گا محبت تو شاعری کی طرح دل پر وار کرنے کا نام ہے جہاں کوشش کام نہیں آتی محبت یقیناً بڑی حیران کن چیز ہے وہ یاقوت وزمرد سے بھی زیادہ بیش قیمت ہے یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو بازار میں لگی ہو اور اسے مال وزر کے عوض خریدا جا سکے محبت نہ تو روانیوں کو مانتی ہے نہ طبقے میں تقسیم معاشرے کا تجربہ کر کے محبوب کا انتخاب کرتی ہے یہ تو بس ہو جاتی ہے دل طبقوں کی پرواہ کرتی ہے اور نہ ہی کوئی اس کا راستہ روک سکتی ہے البتہ اسے آزمائشوں سے ضرور گزرنا پڑتا ہے زندگی کی بساط اور وقت کے دھارے سب کی قسمت کی باتیں اور مقدر کی چالیں کبھی بازی پلٹ جاتی ہے بیتا وقت لوٹ تو نہیں آتا مگر مقدر ساتھ لے جاتا ہے لیکن سب باتوں کی ایک ہی بات ہے کہ محبت بچھڑ جائے تو دکھ دیتی ہے اور اگر مل جائے تو زیادہ دکھ دیتی ہے ان حالات میں سماج کے لوگ جینے نہیں دیتے اور اگر نہ ملے تو انسان خود ٹوٹ کر رہ جاتا ہے اور اس طرح بکھر جاتا ہے کہ کبھی دوبارہ کانچ کے ٹکڑوں کی مانند کبھی اپنی حالت میں نہ آسکے محبت میں کبھی حسین ودلکش پل آتے ہیں تو کبھی سوہان روح اور جان ہوا بھیانک موڑ آتے ہیں کہ کچھ پتہ ہی نہیں چلتا کہ ہماری منزل کون سی ہے اور راستہ کون سا۔

پھر یہی محبت وعشق اور جنون میں تبدیل ہو جاتی ہے پھر ہر وقت انسان اپنی محبت کو پانے کے لیے تگ ودو کرنا شروع کر دیتا ہے محبوب کی سوچوں میں گم رہتا ہے اور اپنی محبت کو اپنانے کے لیے اپنی جان تک کی قربانی دینے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔

ایسی ہی محبت سے میں دوچار ہوئی اسے پہلی ہی نظر دیکھتے ہی میرے دل کی گھنٹیاں بجنا شروع ہو گئیں تھیں وہ بہت ہی ہنڈسم بیوٹی فل اور سحر انگیز شخصیت کا لڑکا تھا اور اسے دیکھ کر مجھے ایسا لگا کہ جیسے ساری جان اسی میں سمٹ کر رہ گئی ہو اور میں اس کی یادوں میں اس طرح گم ہوتی گئی کہ مجھے کچھ پتہ نہ چلا کہ دنیا میں کیا چل رہا ہے ہر وقت اسی لڑکے کے خیال میرے دماغ میں گھومتے رہتے ایسا لگتا تھا کہ جیسے اس کی فلم میرے مائنڈ میں ایسے چل رہی ہو جیسے سینمے کی سکرین چلتی ہو اس کا گھر میرے گھر کے سامنے تھا

ایک دن صبح کے وقت وہ اپنی گاڑی میں جا بیٹھا میں اسے اپنے کمرے کی کھڑکی سے بے تکلف ہو کر دیکھ رہی تھی کہ اچانک اس کے گھر سے ایک لڑکی نکلی اسے دیکھتے ہی جیسے میں وہیں دھیڑ ہو کر رہ گئی۔ وہ لڑکی سرخ ساڑھی میں ملبوس تھی وہ کسی حد تک خوبصورت تھی پر ان حالات میں وہ مجھے کسی چڑیل سے کم نہیں لگ رہی تھی شاید س کی وجہ یہ تھی کہ اس کے ساتھ اسے دیکھا تو مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا تھا اسی لیے اس کی خوبصورتی بدصورتی لگ رہی تھی میرے دماغ میں جیسے کوئی طوفان چلنے لگا تھا اور میرا دل سوال پر سوال کئے جا رہا تھا کہ یہ لڑکی کیا اس کی بیوی ہے میں اپنے آپ میں بڑبڑاتی چلی گئی۔ اور اتنے میں ان کی گاڑی روانہ ہو گئی۔ اب میں نے ٹھان لیا تھا کہ اس کی کھوج میں نکال کر رہوں گی۔

ایک دن اچانک امی جان کی طبیعت خراب ہو گئی گھر میں کوئی ایسا نہیں تھا جو میری ان حالات میں مدد کر دیتا۔ ابو جان اپنے کاروبار کے سلسلے میں دوسرے شہر گئے ہوئے تھے میں نے جلدی سے چادر اوڑھی اور اس کے گھر کی طرف چلی گئی۔ جہاں وہ لڑکا رہتا تھا۔ میں نے ان کے دروازے پر دستک دی اور وہی لڑکا باہر نکلا مجھ سے مخاطب

ہوا۔

آپکی پہچان۔

میں نے جواب دیئے بغیر ان سے مدد طلب کی وہ کسی قسم کا رسپونس دیئے بغیر میرے ساتھ چلنے پر آمادہ ہوگیا۔ گھر پہنچ کر پتہ چلا کہ وہ ایک ڈاکٹر ہے انہوں نے امی جان کا چیک اپ کیا اور کچھ میڈیسن بھی دیں انہوں نے مجھ سے کہا۔

یہ میڈیسن ابھی اپنی والدہ کو دے دیجئے گا۔

میں نے جواب میں سر ہلا دیا جب میں نے ان سے فیس پوچھی تو انہوں نے مسکرا کر کہا۔

کوئی اپنوں سے فیس لیتا ہے بھلا۔

میں انہیں چھوڑنے کے لیے دروازے تک آئی ابھی ہم گھر کے لاؤنج میں ہی تھے کہ انہوں نے میرا نام پوچھا۔ میں چلتے چلتے رک گئی اور ان کو حیران کن نظروں سے دیکھنے لگ گئی میں ان کے خیالوں میں ایسے گم ہوگئی کہ جیسے مجھے کچھ پتہ نہ چلا کہ وہ کیا سوال کر رہے ہیں یک لخت ہی انہوں نے چٹکی بجائی اور کہا۔

محترمہ آپ کن خیالوں میں گم ہوگئی

میں نے آہستہ سے اپنا نام بتایا کہ میرا نام عائقہ ہے اب ہم دروازے پر پہنچ چکے تھے اس نے خدا حافظ کے ساتھ ساتھ میری شخصیت کی بھی تعریف کی اور مسکراتے ہوئے دروازے سے باہر نکل گیا میں اس میں اپنائیت کے جذبات محسوس کر رہی تھی مجھے ایسا لگا کہ شاید میں ایسے صدیوں سے جانتی ہوں اس دن میں بہت خوش تھی آج مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے قدرت نے پوری دنیا کی خوشیاں سمٹ کر میری جھولی میں ڈال دی ہوں اس کے بعد اکثر وہ ہمارے گھر آیا کرتا تھا۔ جب بھی وہ ہمارے گھر آتا میں ان سے نام پوچھنے کی کوشش کرتی پر ناکام ہوجاتی اور وہ باتوں باتوں میں اٹھ کر چلا جاتا۔

ایک دن میں لاؤنج میں بیٹھی چائے کی چسکیاں بھر رہی تھی کہ اچانک دروازے پر دستک ہوئی میں نے راموں کاکا سے دروازہ کھولنے کے لیے کہا۔ اور میں پھر چائے پینے میں مصروف ہوگئی۔ پھر اچانک وہی لڑکا میرے سامنے آکھڑا ہوا اس نے مجھے سلام کیا میں نے اس کے سلام کا جواب دیا اور اسے بیٹھنے کے لیے کہا۔

میں نے ان سے چائے کے لیے پوچھا تو اس نے کہا

تھینکس میں اس وقت چائے نہیں پیتا

میں نے اپنے دل میں کہا کہ آج میں ان سے نام پوچھ کر رہوں گی اسی وقت انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا

لگتا ہے آپ زیادہ بات کرنے کی عادی نہیں ہیں۔

اس وقت بھی میں خاموش رہی ویسے تو میں اتنا خاموش کبھی نہ ہوتی تھی پر اسے دیکھتے ہی جیسے میرے منہ پر گویا قفل پڑ جاتے تھے اور میں کچھ بھی نہ بول پاتی آخر کار میں نے خدا خدا کر کے اس کا نام پوچھ ہی ڈالا۔

اس نے کہا کہ کیا ابھی تک آپ کو میرا نام پتہ نہیں چلا میرا نام حسنین ہے

اس دن ہم نے جی بھر کی باتیں کیں اب میں اس میں بہت حد تک دلچسپی لینے لگ گئی تھی

ایک دن اچانک اس کے گھر میں جیسے طوفان آ گیا ہو وہ لڑکی جو حسنین کے گھر میں اس کے ساتھ رہتی تھی کسی حادثے میں موت سے بغل گیر ہوگئی اب وہ بہت تنہا رہنے لگا تھا اب جب بھی وہ ہمارے گھر آتا تو چپ چپ سا رہتا تھا میں اس سے بہت باتیں کرتی اور اس کا جی بہلانے کی کوشش کرتی لیکن ایسا لگتا تھا جیسے اس نے میری کسی بھی بات کا جواب نہ دینے کی قسم ٹھان لی ہو

میں نے اس سے اس لڑکی کے متعلق پوچھا تو اس کی آنکھوں سے اس طرح آنسو بہنے لگے جیسے ساون کی جھڑی لگ گئی ہو۔ میں نے اس کے نام سے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

حسنین میرا مقصد تمہیں دکھ دینا نہیں تھا میں صرف یہی جاننا چاہتی تھی کہ وہ لڑکی آخر کون تھی جس کی وفات نے تمہیں اتنا بڑا صدمہ پہنچایا ہے اس نے اپنے آنسو صاف کیئے اور کہا۔

اس کا نام انابیہ تھا ہم دونوں بچپن کے دوست تھے بچپن سے لے کر جوانی کے مراحل تک اکھٹے رہے اس کے والد اور میرے ابو جان یار تھے کبھی ایسا محسوس نہیں ہوتا تھا کہ یہ محض دوست ہیں وہ ہر وقت بھائیوں کی طرح رہتے تھے ایکدن اس کے والدین دینا سے چل بسے اب میرے والدین نے اس کی ساری ذمہ داری اپنے سر لے لی اور وہ ہمارے ساتھ رہنے لگ گئی ویسے تو میری والدہ اور والد میں تھوڑی بہت چپقلش ہوتی رہتی تھی پر اس دن ہمارے گھر میں ایسی آندھی چلی کی ابو جان نے امی کو فورا اسے پہلے ڈیوس دے دیا امی جان مجھے ساتھ لے جانا چاہتی تھی پر ابو نے ایسا نہیں ہونے دیا۔ اور وہ چھوڑ کر چلی گئی اور آج تک وہ واپس نہیں آئیں میرے ابو نے دوسری شادی کر لی اور اپنی بیوی کو لے کر امریکہ چلے گئے جبکہ میں نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا اس وقت میری عمر تقریباً بیس سال تھی اس دن سے یہ لڑکی میرے ساتھ تھی اور ہر مشکل میں اس نے میرا ساتھ دیا اور جب اسے میری ضرورت پیش آئی تو میں اس کے ساتھ نہیں تھا

حسنین نے مجھے اپنے بارے میں اپنی آپ بیتی سنا ڈالی اب وہ بہت ریلکس فیل کر رہا تھا ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے کوئی بہت بڑا بوجھ اس کے دل و دماغ سے اٹھ گیا ہو اس نے ایک لمبی سانس خارج کی اور اٹھ کر گھر چلا گیا

ایک دن گھر پر کال آئی کہ ابو جان گھر واپس آ رہے ہیں میں نے امی کو ابو جان کی آمد کے بارے میں بتایا تو وہ بہت خوش ہوئیں

ابو جان جب گھر پہنچے تو وہ مجھ سے مل کر بہت خوش ہوئے اسی رات جب میں ابو جان کے کمرے کے پاس سے گزری تو میں نے انہیں میری شادی کے بارے میں بات کرتے ہوئے سنا وہ رات میرے لیے کسی اذیت سے کم نہ تھی میں گھبراہٹ کے مارے اپنے کمرے میں چلی گئی اور وہ پوری رات میں نے کروٹیں بدلتے گزاری جب صبح ہوئی تو امی میرے کمرے میں مجھے اٹھانے کے لیے آئیں تو میں پہلے سے ہی اپنے کمرے کی چیزیں سمیٹ رہی تھی میں نے اپنے آنسو چھپانے کی بہت کوشش کی مگر امی جان کو پتہ چل گیا کہ میں رو رہی ہوں امی جان نے میرے رونے کی وجہ دریافت کی تو میں ایک پل کے لیے تو خاموش رہی مگر وہی وقت تھا جب میں نے اپنے والدین کو اپنی محبت کے بارے میں بتایا تھا ہاں اگر میں نہ بتاتی تو میں اپنی محبت پانے میں ناکام ہو جاتی۔ اور زندگی میں کبھی خوش نہ رہتی

امی جان نے میری ہر بات بڑے غور سے سنی۔ اور مجھے اکیلا چھوڑ کر بنا کوئی جواب دیئے الٹے قدموں پلٹ گئی اور میں انہیں جاتے ہوئے دیکھتی رہی امی نے ابو جان سے اس بارے میں بات کی ابو جان اس وقت تھوڑا بہت غصہ ہوئے پر مان گئے اور میرا لے کر حسنین کے گھر چلے گئے حسنین نے کوئی بات کئے بغیر رشتہ کے لیے ہاں کہہ دی اور ہماری شادی بیس اپریل کو فکس ہو گئی۔

اس وقت میں بہت خوش تھی اور وہ دن ایسے گزرے کہ کچھ پتہ ہی نہیں چلا۔ اور میری شادی حسنین سے ہو گئی اب میں مسز حسنین کہلوانے لگی تھی

مجھے کچھ دنوں سے ایسا محسوس ہوتا کہ ہمارے گھر میں ہم دونوں کے علاوہ کوئی اور بھی ہے جب وہ کلینک پر جاتے تو میں گھر میں اکیلی رہتی۔

ایک رات حسنین کے پاس ایک سیریس کیس آیا اور وہ وہی کلینک میں ہی ٹھہر گئے اور مجھے کال کر کے بتایا کہ ایمرجنسی ہے لہذا ویٹ مت کرنا میں اپنے کمرے میں گئی اور ابھی سونے ہی لگی تھی کہ اچانک مجھے برتن گرنے کی بازگشت سنائی دی۔ میں کمرے سے نکلی اور کچن کی طرف چلی گئی وہاں جا کر دیکھا تو کوئی بھی نہیں تھا میں نے سمجھا کہ شاید کوئی بلی تھی اور میں بے خوف ہو کر اپنے کمرے کی طرف چلی تو یکدم گھر کی تمام لائٹس آن آف ہونے لگ گئیں اچانک میری نظر سامنے دروازے پر پڑی تو جیسے میری سانس اوپر کی اوپر اور نیچے کی نیچے اٹک کر رہ گئی میرے تو گویا قدموں تلے زمین کھسک گئی ہو سانسوں کی روانی میں آناً فاناً سرعت پیدا ہوگئی ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے لاکھ چاہا کہ بھاگ کر کمرے میں جا گھسوں مگر یوں لگا کہ گویا آہنی شکنجے میں بری طرح جکڑ رکھا ہو۔ سامنے دروازے پر ایک سفید لباس میں ملبوس ایک لڑکی کھڑی تھی وہ شاید ایک روح تھی اور گھبراہٹ کے مارے میرے پاؤں وہی سن ہو کر رہ گئے تھے۔ گھر میں چونکہ بہت اندھیرا تھا اس لیے اس کی شکل ٹھیک سے دیکھ نہ سکی اور وہ یکدم غائب ہوگئی اور گھر کی تمام لائٹس آن ہوگئیں

میں نے فوراً کچن میں جا کر پانی پیا اور حسنین کا نمبر ڈائل کیا تو پتہ چلا کہ نمبر آف جا رہا ہے میں بہت پریشان ہوگئی تھی میں وہیں صوفے پر براجمان ہو کر حسنین کا انتظار کرنے لگی اتنے میں میری آنکھ لگ گئی اور میں وہی صوفے پر ہی سوگئی۔

اچانک دروازے پر دستک ہوئی اور میں چونک کر اٹھی اتنے میں شاید صبح ہو چکی تھی میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو سامنے حسنین ایستادہ تھے میں اس سے لپٹ کر زاروقطار رونے لگی گئی اور رات کا سارا واقعہ حسنین کو سنا دیا۔ اس نے مجھے دلاسہ دیا اور کہا۔

شاید تم نے کوئی بھیانک سپنا دیکھا ہے

وہ فریش ہونے کے لئے واش روم میں چلا گیا وہ رات کے واقعے کو محض ایک خواب گردان رہا تھا مگر وہ حقیقت تھی پر میں نے سب کچھ ہی پس پشت ڈال کر حسنین کے لے ناشتہ بنانے لگی اور اسی طرح ایک ہفتہ گزر گیا۔

سوموار کی رات اچانک پھر وہی واقعہ ہوا جو اس رات پیش آیا تھا مگر اس وقت گھر میں حسنین بھی موجود تھا میں نے روتے ہوئے حسنین سے کہا

آپ میری بات پر یقین نہیں کر رہے تھے اب اپنی آنکھوں سے دیکھ لو میں نے حسنین سے کہا آج پھر وہی سایہ دیواروں پر منڈلا رہا تھا۔ اس بار اس نے دروازے پر کچھ لکھ دیا اور جب غائب ہوئی تو اس قدر عجیب آوازیں سنائی دیں کہ ہم انگشت بدنداں رہ گئے ہمارے حواس باختہ ہو گئے تھے اب گھر میں روشنی تھی حسنین نے دروازے پر لکھی ہوئی تحریر کو پڑھا جو اس سایہ نے لکھی تھی

ہم صبح ہوتے ہی دونوں مل کر ایک عامل کے پاس گئے اور تمام واقعہ ان کو سنایا تو پتہ چلا کہ وہ ایک روح تھی جو حسنین کی دوست تھی وہ صرف حسنین کو اور تمہیں مبارکباد دینے آئی تھی اس میں اتنی جسارت نہ تھی کہ تم لوگوں کے سامنے آسکے اس کا مقصد تم لوگوں کو ڈرانا نہ تھا بلکہ مبارک باد دینا تھا۔ پہلی بار جب وہ آئی تو تم اکیلی تھی لہذا وہ چلی گئی اس بار وہ آئی اسے بولنے کچھ کہنے یا تم لوگوں کے سامنے آنے کی قطعاً اجازت نہیں تھی لہذا وہ اپنا پیغام لکھ کر چلی گئی اور اب وہ کبھی بھی لوٹ کر نہیں آئے گی۔

عامل صاحب کی بات سن کر حسنین کی آنکھوں میں گوہر ہائے آبدار ٹمٹماتے دکھائی دیئے مگر میں نے اس کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر اسے ہمت اور حوصلہ دیا اور وہ جواباً ہونٹ بھینچ کر رہ گیا

ہم گھر واپس آئے اور میں نے اب کی بار غور سے اس تحریر کو پڑھا جو کچھ اس طرح تھی میرا مقصد تم لوگوں کو ڈرانا نہیں تھا حسنین دیکھو آج میں کتنی بے بس ولا چار ہوں کبھی ہم دونوں یکجان دو قالب ہوا کرتے تھے اور آج آپ کو میرے وجود سے خوف محسوس ہوتا ہے کسی نے غلط نہیں کہا کہ انسان کی قدر اس وقت ہوتی ہے جب تک حیات ہو لقمہ ء اجل بن جانے کے بعد تو کیسے کیسے اپنے پل بھر میں بھول جاتے ہیں وقت بڑا بے رحم ہے حسنین خود ہی گھاؤ دیتا ہے اور خود ہی اس گھاؤ کا مرہم ہے میری دعائیں اور نیک تمنائیں تم لوگوں کے سدا ساتھ ہیں خوش رہو۔ اور اپنے کی طرح کبھی دوبارہ تمہارے آنگن میں دکھ وکرب اور اذیت کے بادل سایہ فگن نہ ہوں واسلام تمہاری انابیہ۔

تحریر پڑھ کر میں حیرت میں مبتلا ہوگئی تھی کہ ایک طرف میری محبت تھی اور ایک طرف اس کی محبت کی مگر حسنین کی محبت کی مقدور دد میں وہ تھی کیونکہ اتنی تو شاید انسیت مجھے بھی حسنین سے نہ ہو جتنی اسے تھی۔ کہ مر کر بھی اسے چین نہ مل رہا تھا میرے دل کے اندر اڈتے ہوئے سمندر کے طوفان نے لہروں کی روانی ان کی بہاؤ میں اضافہ کر دیا تو سینے کے اندر دھڑکتے دل کی بھرتی لہروں نے آنکھوں کو ساحل مان کر دیدوں سے ہاتھا پائی شروع کر دی۔ اور میری آنکھوں کی شکست سے دو چار ہونا پڑا کیونکہ پلک جھپکتے ہی میں یکے بعد دیگرے آنسوؤں نے آنکھوں کے نیم وا آنسوؤں نے چھلانگیں لگائیں اور میرے چہرے کو بھگونے چلے گئے اور میں کچھ بھی نہ کر پائی۔

غزل

سوچا تھا عمر بھر ساتھ چلیں گے
کیا خبر تھی بدل جاؤ گے موسموں کی طرح
کیا تھا ہمیں اس شخص سے کیا رشتہ تھا
جو مجھ میں سما گیا پریوں طرح
جس کو سمیٹنے میں صدیاں گزر گئیں سعید
وہ شخص بکھر گیا خوشبو کی طرح
کس کو اتنا نہ چاہو کہ بعد بھلا نہ سکو
یہاں مزاج بدلتے ہیں موسموں کی طرح
ہم تو تنہا تھے اور تنہا ہی رہے سعید
وہ بدلتا رہا موسموں کی طرح

ایس ایف محمد سعید ملک۔ بھاولپور

غزل

نہیں ملتا دل کو سکون تیرے بغیر
زندگی میں کچھ مزا نہیں تیرے بغیر
اکیلے ہوتے ہیں تیری یادیں ہوتی ہیں
کسی محفل میں دل نہیں لگتا تیرے بغیر
تجھ سے دور ہوں مجبور ہوں میں
اک پل کو سکون نہیں ملتا تیرے بغیر
سونی سی لگتی ہے ہر چیز تیرے بغیر
دل کی بستی ویران ہے تیرے بغیر
.درد دل اب کیسے اک ملتا ہے
گیسرا ہوں ہے اس کا زخم تیرے بغیر

تم مجھے یاد آتے ہو

تم مجھے یاد نہیں نہیں آتے لوگوں سے...... اور اپنے آپ سے......
میں یہ بات...... کہہ کہہ کر تھک گیا ہوں۔

یٰسین احمد۔ واں بھچراں میانوالی

خونی بس

۔۔۔تحریر: رینا محمود قریشی۔ میرپور خاص

ایک عامل کو وہاں بلایا گیا۔ اور اس کو تمام تفصیل بتائی گئی اور بس بھی دکھائی گئی اس نے بس کو ایک نظر دیکھا اور کہا۔ ہاں یہ خونی بس ہے اس میں ایک بھوت کا سایہ ہے جو بھی اس بس میں بیٹھتا ہے تو وہ دوبارہ نہیں اترتا ہے اور زندگی کی بازی ہار جاتا ہے تم لوگ پہلے ہو جن کو اس بس میں بیٹھنے سے پہلے ہی اس راز کا علم ہو گیا اور اس میں بیٹھنے سے انکار کرنے لگے۔ اس بس میں کوئی بھی ڈرائیور نہیں ہے یہ خود ہی چلتی ہے لیکن پھر یکدم وہ بھوت ڈرائیور سیٹ پر سب کو دیکھائی دینے لگتا ہے اس کی آنکھیں آگ کی مانند جل رہی ہوتی ہیں اور وہ کسی بھی زندہ نہیں چھوڑتا ہے میں چاہتا ہوں کہ آج اس بس کا خاتمہ کردیں اسکے لیے مجھے تم لوگوں کی مدد کی ضرورت ہے۔ ہاں ہاں بابا جی ہم سب آپ کے ساتھ ہیں ہمیں بتاؤ کہ ہمیں کیا کرنا ہوگا۔ سلمان نے جلدی سے کہا تو بابا جی بولے۔ تم لوگ سات کنوؤں کا پانی لاؤ الگ الگ۔ ٹھیک ہے بابا جی ہم سب یہ کام کردیتے ہیں اتنا کہہ کر سب دوست ہی برتن لیے مختلف کنوؤں کی طرف نکل گئے اور جہاں جہاں بھی ان کو کنواں دکھائی دیا وہاں سے وہ پانی لے کر آ گئے۔ اس کام میں ایکدن لگ گیا لہذا دوسرے دن سب ہی وہاں جمع ہو گئے وہ بس ابھی تک وہیں کھڑی تھی بابا جی بھی وہاں آ گئے سب نے ہاتھوں میں پانی کے برتن پکڑے ہوئے تھے بابا جی نے سب سے پانی لیا۔ اور پھر ایک جگہ پر بیٹھ کر ان ساتوں کنوؤں کے پانی پر کچھ پڑھنے لگے وہ مسلسل ان پر پڑھائی کرتے چلے گئے اور پانی پر پھونکیں مارتے گئے۔ تین گھنٹے تک وہ ان پانیوں پر پھونکیں مارتے رہے پھر اٹھ کر ان کے پاس آ گئے۔ اور سب کو ہی ایک ایک گھونٹ پانی کا پلایا اور باقی پانی کے چھینٹے وہ بس پر مارنے لگے۔ جب سارا پانی بس پر انڈیل دیا گیا تو بس کو کرنٹ سا لگنے لگا وہ ان کے سامنے ہی جھولنے لگی۔ بس کا اگلا حصہ اوپر اٹھنے لگا اور وہ اپنے پچھلے ٹائروں پر کھڑی ہو گئی۔ اور پھر زور سے نیچے زمین پر گری۔ ایک دھماکہ سا ہوا بس کو آگ لگ گئی وہ جلنے لگی۔ بس کے اندر موجود سیاہ ہیولے دکھائی دینے لگے جو درد سے بلبلا رہے تھے ان میں وہ ڈرائیور بھی موجود تھا جس کو سب دوستوں نے خواب میں دیکھا تھا وہ بھی بری طرح چیخ رہا تھا سب کی نظریں بس پر تھیں اور ان لوگوں پر تھیں جن کے چہرے بہت ہی بھیانک تھے بس میں دھواں ہی دھواں پھیلتا جا رہا تھا اس میں موجود وہ درندے جلتے جا رہے تھے اور بس بھی جلتی جا رہی تھی آہستہ آہستہ بس میں موجود چیخوں کی گونجیں مدھم پڑنے لگیں اور بس جل کر سیاہ ہو گئی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہاں بس کا نام و نشان بھی نہ رہا۔۔ ایک دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی

ہیلو گائز نومان نے کینٹنگ میں بیٹھے دوستوں کو کہا سب نے ہیلو کہا کہاں تھے یار تم ہمارا سال ختم ہو چکا ہے اور ہم یہاں بیٹھ کر الوداعی پارٹی کا سوچ رہے تھے اور تم ہو کہ نجانے کہاں غائب ہو فضا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

سوری یار وہ مما کی طبیعت ٹھیک نہ تھی بس یار



اس آخری سال میں ہم سب دوستوں نے لاہور جانے اور وہاں گھومنے کا پروگرام بنایا ہے وقاص نے بات بدلتے ہوئے کہا۔

لاہور نہیں یار کراچی۔نومان نے کہا۔

سب اپنی اپنی رائے دینے لگے کہ فضا بولی۔

اس دفعہ ہم سب مری جائیں گے کیوں ساتھیو۔

ہاں مری ٹھیک ہے سویرا نے کہا پھر سب نے ہاں کردی۔انٹر کلیئر ہو چکا تھا اور اب یہ گیارہ افراد کا فرینڈ گروپ ایک ساتھ یادگار بل گزارنا چاہتے تھے ان گیارہ افراد میں چھ لڑکے اور پانچ لڑکیاں تھیں نومان بلال علی ارشد سلمان فیصل اور سویرا فضا حنا اور امبر اور عروج۔

سر پلیز مری ہی جائیں گے پلیز سر ارشد سر کی منت سماجت کرر ہا تھا جب کہ سر منع کر رہے تھے۔

نہیں بیٹا مری بہت دور ہے اور وہاں ٹھنڈ ہی بہت ہوگی۔

سر پلیز یہ ہمارا آخری سال ہے اب پتہ نہیں ہم کب ملیں گے حنا نے کہا۔

پر حنا آپ لوگ کہیں دوسرے شہر بھی تو جا سکتے ہیں ناں گھومنے۔

نہیں سر ہم سب بس مری ہی جائیں گے حنا نے کچھ بولنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ جلدی سے فضا نے بول دیا۔

او کے بھئی او کے سر نے کہا۔

یاہو سب خوشی سے اچھل پڑے تھینک یو سر۔

بس دس دن کے لیے جائیں گے اب تمہیں بھی میرا فیصلہ ماننا ہوگا۔سر نے سختی سے کہا پہلے تو سب ایک دوسرے کو دیکھتے رہے پھر سب نے منہ بناتے ہوئے ہاں کہہ دیا۔ جب سر کلاس سے باہر چلا گیا تو نومان نے کہا۔

یار میں تو ایک دو ماہ کے لیے جانا چاہتا تھا پر اس گنجے سر نے تو میرا منڈ آف کر دیا۔

نومان وہ تمہارا سر ہے اور سر والدین کے برابر ہوتے ہیں تمہیں ایسے نہیں بولنا چاہیے سویرا نے کہا۔

تو یار تم نے دیکھا نہ بھلا ہم دس دن میں کیا خاک گھومیں گے نومان نے کہا۔

ہاہاہا۔ارے بیوقوفو۔دس دن تو بہانہ ہے پہلے ایک دفعہ مری تو پہنچ جائیں پھر دیکھنا سب کوئی نہ کوئی کارنامہ کر کے سر کو وہی روک لیں گے اور ایک مہینے سے بھی زیادہ رہ لیں گے فیصل نے کہا تو سب مسکرانے لگے۔

واہ بھئی واہ۔ یہ تو ہم نے سوچا ہی نہیں تھا ارشد نے کہا۔

بھئی سوچنے کے لیے دماغ چاہیے جو صرف میرے پاس ہے فیصل نے فخرانہ انداز میں کہا۔تو امبر جل کر بولی۔

اچھا فیصل جی اس دن آپ کی عقل کہاں گئی تھی جب کہ والد آپ کی فیس بھرنے کے لیے آئے تھے اور آپ بار بار کہہ رہے تھے کہ پاپا فیس میں نے بھر دی ہے اور بعد میں پتہ چلا کہ وہ تم نے فیس نہیں بلکہ کینٹنگ کا بل ادا کیا تھا پھر فیس تمہیں اپنی جیب خرچ سے بھرنی پڑی۔

ارے ہاں نومان نے جلے ہوئے پہ نمک ڈالا سب فیصل پر ہنسنے لگے تو فیصل امبر سے بولا۔

کیا یار اگر میں تھوڑی داد وصول کرر ہا تھا تو تمہیں کیوں مرچیں لگی کم سے کم میری عزت کا تو خیال کر لیتی۔ وہ سب بھول گئے تھے یہ سب یاد دلا دیا تم نے پھر سے سب فیصل کی باتوں پر ہنسنے لگی ابے اف ادھار چل گھر تیاری بھی کرنی ہے اور گھر والوں کو راضی بھی کرنا ہے ارشد نے فیصل کو کہا تو سب دوستوں نے ایک دوسرے کو بائے کہا اور اپنے گھر کروں کی طرف روانہ ہو گئے۔

صبح کی آمد آمد ہو رہی تھی چرند پرند سب جاگ گئے تھے پر کچھ ست انسان ابھی تک بستر پر پڑے

تھے

فیصل ناشتہ تیار ہے۔

نہیں امی میں نے آج کچھ نہیں کھانا ہے بعد میں کھاؤں گا فیصل نے کہا اور گھر سے باہر نکل گیا فیصل نے موبائل فون نکالا اور علی کا نمبر ڈائل کرنے لگا

ہاں ہیلو کیا ہے یار۔

صبح صبح کیا ہوسکتا ہے گھر ظاہر ہے اتنی صبح تو گھر ہی ہوگا علی نے کہا اور بولا ویسے سب ٹھیک ہے بس وہ سر۔سے بات کرنی تھی یہی کہ کب جارہے ہیں پھرا[illegible] کیے [illegible]ب ایک ساتھ سر کے پاس جائیں گے تاکہ سر جلدی پروگرام بنائے یار تم اور سب کو بھی بتادینا او کے بائے سی یو علی نے کہا اور کال ڈراپ کردی۔

دوپہر کے دو بجے سب لڑکے لڑکیاں سر کے گھر کے باہر جمع ہوگئے بلال ڈوربیل بجانے لگا تھوڑی دیر کے بعد ایک خاتون نے گیٹ کھولا جو دیکھنے میں ملازمہ لگ رہی تھی

جی کس سے ملنا ہے۔اس نے سب کو دیکھتے ہوئے کہا تو بلال نے کہا۔

ہم کے اسٹوڈنٹ ہیں اور ہمیں سر سے ملنا ہے

آپ لوگ اندر آجائیں میں سر کو بلادیتی ہوں ملازمہ یہ کہہ کر اندر چلی گئی اور پہلے تو سب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر اندر داخل ہوگئے۔ابھی سب کھڑے ہی ہوئے تھے کہ سر کی آواز سنائی دی۔

بیٹھ جاؤ۔

سب نے سر کو سلام کیا اور اپنی اپنی کرسی پر بیٹھ گئے کیسے آنا ہوا۔سر نے پوچھا۔

سر جی [illegible] یہ پوچھنے آئے ہیں کہ مری کب جارہے ہیں آپ۔بلال نے کہا سر نے پہلے تو سب کو غور سے دیکھا پھر مسکرانے لگا۔

تم سب تو بہت جلدی میں ہو مری جانے کی تمہارے بس نہیں چل رہا ورنہ تم اڑ کر مری چلے جاؤ۔

جی سر ایسا ہی ہے میں نے ارشد نے جلدی سے ہاں بول دیا سب کی ہنسی چھوٹ گئی پھر سر گویا ہوا آج آٹھ تاریخ ہے اور ہم دس کو صبح دس بجے روان ہوں گے ٹھیک ہے تم سب دس کو کالج آجانا۔

ٹھیک ہے سر جی۔تھینک یو سب نے کہا اور جانے کے لیے کھڑے ہوگئے۔

ارے کہاں جارہے ہو بیٹھو ناشتہ تو کرتے جاؤ۔سر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

نہیں سر پھر کبھی سہی ابھی دیر ہورہی ہے عروج نے کہا تو سر نے کہا او کے بچو دس تاریخ کو سب ہی تیار رہنا اور پھر سب ہی گھروں کو چلے گئے۔

دس تاریخ کو سب ہی اسٹوڈنٹ کالج میں جمع تھے پر سر دانش نجانے کہاں تھے اوفو یار یہ سر کہاں ہے اور جس میں ہم جائیں گے وہ سواری بھی نظر نہیں آرہی ہے فضا نے بے چینی سے کہا تو سب کو اپنی پشت کی جانب سے سر دانش کی آواز سنائی دی۔

ہیلو بچو۔میں یہاں ہوا اور یہ تمہاری۔آئی مین ہماری سواری ہے سر دانش نے ایک طرف کھڑی بس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو سب بس کو دیکھنے لگے جو بہت ہی خوبصورت نظر آرہی تھی سبز رنگ سے کلر کیا ہوا اور گلابی لال رنگ سے پھول بنے ہوئے تھے ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے وہاں بس نہیں بلکہ وہاں پر ایک ہرا بھرا باغ ہو سب اس بس کی خوبصورتی میں کھوئے ہوئے تھے کہ سر کی آواز سنائی دی۔

ہاں تو بچو اپنا اپنا سامان اٹھاؤ اور گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔سب نے سر کی بات پر عمل کرتے ہوئے اپنے بیگ ہاتھ میں اٹھائے اور بس کی طرف بڑھنے لگے جب سب بس میں سوار ہوگئے تو فیصل بولا

یار یہ بس باہر سے جتنی خوبصورت ہے اندر سے اتنی ہی بدصورت ہے دیکھو تو سہی ساری سیٹ کیسے خستہ حال ہے اور بس میں دیکھو مکڑی کے جالے۔

فیصل بس کی برائی کرتا جا رہا تھا اور اپنی سیٹ کی طرف بڑھ رہا تھا فیصل جیسے ہی سیٹ پر بیٹھنے لگا تو کسی نادیدہ چیز نے فیصل کے پاؤں پکڑ کر الٹا منہ گرا دیا۔ فیصل بس میں گرا ہوا تو پہلے تو سب ہنسنے لگے پر نومان بولا۔

بس نے اسے سزا دے دی ہے اس کی برائی کر رہا تھا ناں

ارے یار مذاق بعد میں کرنا پہلے اس بچارے کو اٹھاؤ تو سہی امبر نے کہا تو ارشد اور نومان نے فیصل کو کھڑا کیا

او مائی گاڈ اس کے ناک اور منہ سے تو خون نکل رہا ہے جیسے جیسے فیصل کی ناک سے خون ٹپک کر بس میں گرتا تو ویسے ہی وہ بس میں غائب ہو جاتا جیسے بس اس کا خون پیتی جا رہی ہو۔ فیصل کی ناک خون آنا بند ہو گیا تھا پر اسے چکر آ رہے تھے اس لیے نومان نے اسے لٹا دیا اور خود باہر چلا گیا فیصل کے لیے ٹیبلیٹ اور جوس لینے تھوڑی دیر بعد سب آ گئے تو سر نے کہا ٹھیک ہے اب چلیں سب نے ہاں کر دی اور سر دانش ڈرائیور کے ساتھ پہلی سیٹ پر بیٹھ گیا باقی سب اسٹوڈنٹ پیچھے پیچھے تھے فیصل ابھی تک سو رہا تھا نومان اور ارشد فیصل کے پس بیٹھے تھے ابھی بس کو چلے ہوئے ڈیڑھ ہی گھنٹہ ہوا تھا کہ حنا چیخنے لگی سب حنا کے پاس جمع ہو گئے۔

کیا ہوا کیا ہوا۔۔

وہ۔۔وہ سانپ۔۔حنا نے لفظوں کو توڑ کر کہا

۔

کہاں ہے سانپ علی نے کہا۔ حنا نے بس کی سب سے پیچھے والی جگہ پر اشارہ کیا تو سب وہاں گئے پر وہاں پر کچھ بھی نہ تھا پوری بس ڈھونڈ لی پر سانپ تو کیا سانپ کا بچہ بھی نہ ملا۔

تمہارا وہم ہوگا سب نے حنا سے کہا۔

اور پھر اپنی اپنی جگہ پر جا بیٹھے بس مسلسل چل رہی تھی سب ہی خوش گپیوں میں محو تھے اور باہر پر مسرت نظاروں میں کھوئے ہوئے تھے یکدم باہر کا منظر ہی بدل گیا۔ علی نے کھڑکی سے باہر جھانکا تو حیران رہ گیا۔ یہ کہاں ہے ہم۔ ہے گائز ذرا دیکھو تو باہر علی نے سب کو کہا تو سب پاگلوں کی طرح دیکھنے لگے باہر قبریں ہی قبریں تھیں اور بس الٹی سیدھی قبروں پر چلتی جا رہی تھی علی اٹھا اور ڈرائیور کے پاس گیا

بس روکو سنا نہیں ہے تم نے بس روکو علی چلاتے ہوئے بولا ڈرائیور نے بنا پیچھے دیکھے اپنی گردن موڑ لی ڈرائیور کا چہرہ خوفناک بن چکا تھا آنکھوں کی جگہ دو آگ کے گولے رکھے ہوئے تھے سر تو ڈرائیور کو دیکھ کر ہی بے ہوش ہو گیا۔ اور سب چیخنے لگے۔

اے لڑکے اپنی جگہ پر جا کے بیٹھ جاؤ ورنہ پچھتائے گا۔ ڈرائیور نے علی کو ڈراتے ہوئے کہا۔ علی ڈر تو گیا تھا مگر پھر بھی ہمت کر کے بولا۔

کیا کر لے گا تو میرا۔ ڈرائیور نے ایک قہقہہ لگایا۔ اور علی کو گھورنے لگا دیکھتے ہی دیکھتے علی بس کی کھڑکی سے باہر نکل گیا۔ سب نے کھڑکی سے جھانکا تو علی قبروں پر پڑا چیخ رہا تھا اور بھیڑیئے اس کا گوشت نوچنے میں مصروف تھے علی کی ایسی دردناک چیخیں سنائی دے رہی تھیں کہ حنا اور امبر اور عروج تو مدہوش ہی ہو کر رہ گئیں سویرا رونے لگی اور بولی۔

ہمیں گھر جانے دو پلیز۔ نومان اور ارشد نے فیصل کو اٹھانے کی کوشش کی تو دیکھا اسکی سانس رک چکی تھی اور فیصل اپنی زندگی کی بازی ہار گیا تھا تو نومان اور ارشد یہ دیکھ کر رونے لگے کہ وہاں سے فیصل کی لاش غائب ہو گئی جب سے باہر دیکھا تو علی

کی طرح فیصل کو بھی بھیڑیئے کھاتے ہوئے دکھائی دیئے۔لڑکے لڑکیاں سب ہی ڈر سے گئے سہم سے گئے اور ایک ساتھ بیٹھ گئے حنا امبر عروج تینوں ہوش میں آچکی تھیں عروج کہنے لگی ہمارے دوستوں کو کیا حال ہوا اب اگلا شکار نجانے کون ہوگا عروج بس کی کھڑکی کے ساتھ بیٹھی تھی عروج چیخنے لگی بس کی کھڑکی سے کوئی عروج کا ہاتھ کھینچ رہا تھا لڑکوں نے یہ دیکھا تو اس کی طرف بڑھے اور اس کا ہاتھ کھینچ کر بس کے اندر کرنے لگے۔جس میں وہ کامیاب بھی ہوگئے۔لیکن سب کے ہی ہوش اڑ گئے تھے کیونکہ بھیڑیا عروج کا ہاتھ بازو سے اکھاڑ چکا تھا اور درد کے مارے عروج چیخ رہی تھی ڈر وخوف سے سب ایک دوسرے کو دیکھنے لگے تو کبھی عروج کا ہاتھ اتنے میں بس کی کھڑکی ٹوٹنے کی آواز سنائی دی۔اور ایک بھیڑیا عروج کو گردن سے پکڑ کر باہر لے گیا۔یہ منظر دیکھ کر سب کے ہی ہوش اڑ گئے۔تب بلال بولا۔

ساتھیو۔یوں رونے دھونے سے کام نہیں چلے گا ہمیں کچھ کرنا ہوگا ورنہ ہم بھی اپنے دوستوں کی طرح دردناک موت مارے جائیں گے۔

ہم کیا کر سکتے ہیں۔اس خونی آتما کا اور ان خونخوار بھیڑیوں کا جن کے ہم صرف ایک ہی نوالہ ہیں سویرا نے کہا۔

ہاں کہہ تو تم ٹھیک رہی ہو لیکن ہمیں پھر بھی کچھ نہ کچھ تو کرنا ہوگا۔ایسے ایک ایک کر کے ہم سب ہی موت کی آغوش میں جا سوئیں گے۔بلال کی بات پر سب غور کرنے لگے

ہم کچھ نہیں کر سکتے صرف دعا ہی کر سکتے ہیں اپنی زندگی کی۔سویرا نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔ اتنے میں ڈرائیور اپنی جگہ سے اٹھا اور فضا کیطرف بڑھنے لگا فضا ڈر وخوف کے مارے پسینے میں بھیگ گئی۔بلال فضا کو کانپتے ہوئے دیکھا تو وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور ڈرائیور کو روکنے لگا۔ تو ڈرائیور نے بلال کو اٹھا کر کھڑکی سے باہر پھینک دیا۔اور ایک ہم نٹ میں سینکڑوں بھیڑیوں نے بلال کو چٹ کر دیا۔فضا دبک کر بیٹھ گئی تھی پر اس ڈرائیور نے فضا کو گردن سے پکڑ کے اوپر اٹھا لیا امبر پیچھے سے اس خوفناک بلا کو مارنے لگی مگر اس نازک کلائی والی لڑکی اس بلا کا کیا بگاڑ سکتی تھی اس نے اپنی گردن پیچھے گھمائی اور اپنی آگ نما آنکھوں سے روشنی نکال کر امبر کی آنکھوں میں ڈال دی امبر خود ہی خود چل کر بس سے اترنے لگی سب نے اس کی طرف دیکھا تو اس کو روکنے لگے لیکن وہ کسی کے بھی قابو نہیں آئی اور بس سے نیچے اتر گئی۔اس کے نیچے اترتے ہی باہر موجود بھیڑیوں نے ایک لمحے سے پہلے ہی اسے دبوچ لیا اور وہ بھیڑیوں کی خوراک بن گئی۔اس کی چیخ بھی سنائی نہ دی۔ڈرائیور نے فضا کو اٹھا کے ایک سیٹ پر دے مارا۔اور اپنے نوکیلے ناخن سے فضا کا پیٹ چاک کر دیا۔ اور آنتیں باہر نکالنے لگا فضا نیم بے ہوشی کی حالت میں تھی سب کچھ دیکھ رہی تھی کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے اس بلا نے ایک ایک کر کے فضا کے سارے اعضا کھا لئے۔اور اس کے جسم کو اٹھا کر کھڑکی سے باہر پھینک دیا۔اور جا کر وہ اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ایسا منظر دیکھ کر سب کے دل حلق میں آگئے تھے ارشد نے سرگوشی میں کہا میں نے تو سنا تھا کہ بھوت چڑیل انسانی گوشت کھاتے ہیں اور خون پیتے ہیں پر یہ بھوت تو بہت ہی ظالم ہے جو صرف اعضا کھاتا ہے وہ بھی مرنے والے کی آنکھوں کے سامنے اف خدایا۔اب ہم ایسے ہی اپنے دل گردے نکلتے ہوئے دیکھیں گے

نہیں نہیں مجھے ایسی بھیانک موت نہیں مرنا ہے سلمان نے ڈرے ہوئے لہجے میں کہا سلمان کی اس بات پر بس میں ایک بھیانک قہقہہ بلند ہوا

اور بس تیزی سے آگے بڑھنے لگی۔ سب ہی یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئے کہ بس زمین پر نہیں اب ہوا میں اڑ رہی تھی اچانک ہی بس کی رفتار کم ہوئی اور وہ بہت تیزی سے زمین پر گرنے لگی ایک خوفناک آواز کے ساتھ بس زمین پر گر گئی اور بس میں بیٹھے سب بہت بری طرح زخمی ہو گئے۔

بچاؤ بچاؤ سلمان کی چیخیں بلند ہونے لگیں۔

جب آنکھ کھلی تو وہ اپنے بستر پر تھا اور اس کے ارد گرد سب جمع تھے کیا ہوا بیٹا سلمان بیٹا۔ سلمان کی امی نے کہا کچھ نہیں امی جان ڈراؤنا خواب دیکھ رہا تھا سلمان کی بہن نے کہا تو سلمان کے منہ سے بے اختیار نکلکیا خواب تھا یہ اف سلمان نے شکر ادا کیا اور فریش ہونے کے لیے چلا گیا۔ سلمان گھر سے باہر نکلا اور اپنے دوستوں کو فون کیا اور ایک مقامی جگہ پہنچنے کو کہا ایک گھنٹے بعد ہی سب ہی دوست ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے سب ہی ڈرے ہوئے تھے جیسے سب نے ہی ایک جیسا خواب دیکھا ہو۔

آج دس تاریخ ہے ناں۔

ہاں۔ بلال نے کہا۔

تو پھر کیا کرنا چاہیے۔ نومان نے کہا۔

کرنا کیا ہے بس مری چلنا ہے۔ سلمان نے بات کلیئر کی تو سب کے چہروں کے رنگ اڑ گئے

فضا نے ہمت کر کے کہا ہاں ابھی کالج چلتے ہیں۔ جاؤ اپنا اپنا سامان لاؤ ۔ کیونکہ سر ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے ہوسکتا ہے جو خواب ہم سب نے دیکھا ہے یہ محض ایک خواب ہی ہو اس میں حقیقت کا کوئی بھی عمل دخل نہ ہو۔

اس کے دلاسہ دینے سے سب نے ہی اس کی ہاں میں ہاں ملائی اور پھر کچھ دیر بیٹھنے کے بعد گھروں کو چلے گئے لیکن سب کے دل ہی ڈرے ہوئے تھے کہ کہیں یہ دیکھا گیا خواب سچ ہی نہ ہو جائے۔

ایک آدھ گھنٹے بعد سب کالج میں جمع تھے پر سر اور گاڑی نظر نہیں آ رہی تھی

اوفو یہ سر کہاں ہے اور جس میں ہم جائیں گے وہ سواری بھی نظر نہین آ رہی ہے فضا نے کہا تو سر کی آواز سنائی دی۔

میں بھی یہاں ہو اور بس بھی ۔ سب نے دیکھا تو ایک دم سب کے منہ سے نکلا خونی بس۔ اور فضا وہیں گر کر بے ہوش ہوگئی۔ باقی سب بھی سبز لال گلابی بس کو دیکھ رہے تھے فیصل تو وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا اور اپنے گھر جا کر سانس لی۔۔

سر ہم نہیں جائیں گے۔ اس بس میں یہ خونی بس ہے سلمان نے کہا اور سب نے مل کر سلمان کی ہاں میں ہاں ملائی۔ سر حیران نظروں سے سب کو دیکھ رہا تھا وہ سوچ رہا تھا کہ ان بچوں کو کیا ہو گیا ہے انکو تو بہت جلدی تھی مری جانے کی لیکن اب ہر کوئی انکار کر رہا ہے اور یہ سب ہی بس کو خونی بس کیوں کہہ رہے ہیں فضا بے ہوش کیوں ہو گئی ہے اور فیصل گھر کو کیوں بھاگ گیا ہے وہ سوچے جا رہا تھا اس کی سمجھ میں کچھ بھی نہیں آ رہا تھا بالآخر اس نے اس سپنس کو توڑا اور سلمان سے پوچھا۔

بیٹا آخر ہوا کیا ہے یہ تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔

سلمان بولا سر یہ بس خونی ہے اور ہم سب نے ایک جیسا ہی اس کے بارے میں خواب دیکھا ہے اور پھر سلمان نے سب کچھ بتا دیا۔ جو جو سب نے دیکھا تھا۔ سر دانش اس کی باتیں سن کر اور سب دوستوں کے چہروں پر چھایا ہوا دیکھ کر کچھ سوچنے لگا اور پھر اس نے ایک فیصلہ کیا اور کہا کہ ہمیں چلنے سے پہلے اس بس کو کسی عامل کو دیکھانا ہوگا کہ کیا واقعہ یہ بس خونی بس ہے۔ اگر ایسی کوئی بات ہوئی تو پھر ہم اپنا پروگرام کینسل کر لیں گے اور پھر کسی اور جگہ جانے کا پروگرام بنالیں گے۔ سب کو ہی سر کی یہ تجویز بہت اچھی لگی جس پر فوری عمل کیا گیا۔ ایک

عامل کو وہاں بلایا گیا۔ اور اس کو تمام تفصیل بتائی گئی اور بس بھی دکھائی گئی اس نے بس کو ایک نظر دیکھا اور کہا۔

ہاں یہ خونی بس ہے اس میں ایک بھوت کا سایہ ہے جو بھی اس بس میں بیٹھتا ہے تو وہ دوبارہ نہیں اترتا ہے اور زندگی کی بازی ہار جاتا ہے تم لوگ پہلے ہو جن کو اس بس میں بیٹھنے سے پہلے ہی اس راز کا علم ہو گیا اور اس میں بیٹھنے سے انکار کرنے لگے۔ اس بس میں کوئی بھی ڈرائیور نہیں ہے یہ خود ہی چلتی ہے لیکن پھر یکدم وہ بھوت ڈرائیور سیٹ پر سب کو دیکھائی دینے لگتا ہے اس کی آنکھیں آگ کی مانند جلرہی ہوتی ہیں اور وہ کسی بھی زندہ نہیں چھوڑتا ہے میں چاہتا ہوں کہ آج اس بس کا خاتمہ کر دیں اسکے لیے مجھے تم لوگوں کی مدد کی ضرورت ہے۔

ہاں ہاں بابا جی ہم سب آپ کے ساتھ ہیں ہمیں بتاؤ کہ ہمیں کیا کرنا ہوگا۔ سلمان نے جلدی سے کہا تو بابا جی بولے۔

تم لوگ سات کنوؤں کا پانی لاؤ الگ الگ۔

ٹھیک ہے بابا جی ہم سب یہ کام کر دیتے ہیں

اتنا کہہ کر سب دوست ہی برتن لیے مختلف کنوؤں کی طرف نکل گئے اور جہاں جہاں بھی ان کو کنواں دکھائی دیا وہاں سے وہ پانی لے کر آ گئے۔ اس کام میں ایکدن لگ گیا لہذا دوسرے دن سب ہی وہاں جمع ہو گئے وہ بس ابھی تک وہیں کھڑی تھی بابا جی بھی وہاں آ گئے سب نے ہاتھوں میں پانی کے برتن پکڑے ہوئے تھے بابا جی نے سب سے پانی لیا۔ اور پھر ایک جگہ پر بیٹھ کر ان ساتوں کنوؤں کے پانی پر کچھ پڑھنے لگے وہ مسلسل ان پر پڑھائی کرتے چلے گئے اور پانی پر پھونکیں مارتے گئے۔ تین گھنٹے تک وہ ان پانیوں پر پھونکیں مارتے رہے پھر اٹھ کر ان کے پاس آ گئے۔ اور سب کو ہی ایک ایک گھونٹ پانی کا پلایا اور باقی پانی کے چھینٹے وہ بس پر مارنے لگے۔ جب سارا پانی بس پر انڈیل دیا گیا تو بس کو کرنٹ سا لگنے لگا وہ ان کے سامنے ہی جھولنے لگی۔

بس کا اگلا حصہ اوپر اٹھنے لگا اور وہ اپنے پچھلے ٹائروں پر کھڑی ہو گئی۔ اور پھر زور سے نیچے زمین پر گری۔ ایک دھماکہ سا ہوا بس کو آگ لگ گئی وہ جلنے لگی۔ بس کے اندر موجود سیاہ ہیولے دکھائی دینے لگے جو درد سے بلبلا رہے تھے ان میں وہ ڈرائیور بھی موجود تھا جس کو سب دوستوں نے خواب میں دیکھا تھا وہ بھی بری طرح چیخ رہا تھا سب کی نظریں بس پر تھیں اور ان لوگوں پر تھیں جن کے چہرے بہت ہی بھیانک تھے بس میں دھواں ہی دھواں پھیلتا جا رہا تھا اس میں موجود وہ درندے جلتے جا رہے تھے اور بس بھی جلتی جا رہی تھی آہستہ آہستہ بس میں موجود چیخوں کی گونجیں مدھم پڑنے لگیں اور بس جل کر سیاہ ہو گئی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہاں بس کا نام ونشان بھی نہ رہا۔ سب نے شکر ادا کیا اور سکون کا سانس لیا۔ یوں اس خونی بس کی کہانی انجام کو پہنچ گئی۔ وہ سب دوست آج بھی سوچ رہے ہیں کہ خدا نے ان سب کو موت سے بچا لیا ہے اگر ہم سب کو ایک جیسا خواب نہ آتا تو ہو سکتا تھا کہ دوسرے لوگوں کی طرح آج وہ بھی موت کے منہ میں پڑے ہوتے اور وہ بھیڑیئے انکا گوشت کھا چکے ہوتے۔ اس کے بعد انہوں نے کبھی بھی کہیں بھی جانے کا پروگرام نہ بنایا۔

نادان

اکی لڑکا پاگل سا...... ایک دیوی کو دیکھا کرتا تھا...... اس کا عکس

اپنے دل میں بسا کر ...... اس کی پوجا کیا کرتا تھا...... پر وہ نادان تھا

نہیں جانتا تھا کہ! ...... وہ اک دیوی ہے......

لقمان حسن۔ ڈیرہ اسماعیل خان

آسیبی محبت

۔۔۔تحریر: سیدہ درہ آب کاظمی

پیاری امی جان میں جانتا ہوں کہ آپ نے اور بابا نے کتنی محبت سے مجھے پالا اور مجھے اس قابل بنایا کہ میں معاشرے میں سر اٹھا کر جی سکوں آپ کی تو خواہش تھی پر ایسا نہ ہو سکا۔ اور آپ کے لیے میں کچھ نہ کر سکا۔ آپ کو ابو کو بہنوں کو میں دکھ میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ میں کیا کرتا۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا پھر مجھے چوہدری دلاور ملے جن کی بیٹی پر آسیب کا سایہ تھا جو اس وقت ختم ہو سکتا تھا اگر میں اس سے شادی کرتا اور انہوں نے مجھے پیسے دیئے تھے جس کی وجہ سے میں بہنوں کی شادی کر سکا باقی پیسے میری الماری میں رکھے ہیں اس سے نورین کی شادی کرنا۔ اور بابا کا علاج بھی کروانا۔ ماں مجھے رشنا سے شادی کے بعد مرنا ہوگا۔ وہ ٹھیک ہو جائے گی ہمامجھے معاف کر دینا نورین تم بھی اپنے بھائی کو معاف کر دینا۔ خوب دل لگا کر پڑھنا اور ڈاکٹر بننا ماں اور بابا کا خیال رکھنا خدا حافظ۔ خط نورین کے ہاتھوں سے پھسل گیا۔ اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی ارمان کی ماں کے منہ سے چیخیں نکل رہی تھیں۔ ارمان تم واپس آ جاؤ ہمیں تمہاری ضرورت ہے پیسے کی نہیں لیکن اب بہت دیر ہو چکی تھی وہ بہت دور جا چکا تھا۔ جہاں سے کوئی بھی واپس نہیں آتا۔ ایک دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی

آج پھر شام کو تھک ہار کر وہ گھر واپس آ رہا تھا مایوسی نے اس کے پورے وجود کو گھیر رکھا تھا۔ ہر روز صبح ایک نئی امید کے ساتھ وہ نوکری ڈھونڈنے نکلتا تھا پر واپسی پر سوائے مایوسی کے اور کچھ بھی نہیں ہوتا تھا۔ وہ جہاں بھی نوکری کے لیے جاتا وہاں افسران کو اس کی ڈگری سے زیادہ رشوت یا سفارش چاہیے تھی وہ کوئی امیر باپ کا بیٹا تو تھا نہیں جو رشوت کے نام پر بڑی بڑی رقمیں دے کر افسران کو خوش کر سکتا نہ اس کی رسائی کسی ایسے انسان سے تھی جس کی سفارش اس کی ڈگری سے اعلیٰ تھی اور اس کی وجہ سے اسے نوکری مل جاتی اس کا باپ ایک غریب مزدور تھا یہ وہی یا اس کا باپ جانتا تھا کہ اس نے کیسے اپنا پیٹ کاٹ کر اسے پالا پوسا۔ اور پڑھایا تاکہ وہ اس قابل بن سکے کہ اپنے ماں باپ کے بڑھاپے کا سہارا بنے اپنی بہنوں کی شادیکر سکے وہ تین بہنوں کا اکلوتا بھائی تھا۔ جب اس نے ایم بی اے ڈگری فسٹ ڈویژن میں حاصل کی تو اس کی آنکھوں میں جگنو جگمگانے لگے اسے اپنا مستقبل سہانا نظر آنے لگا لیکن بہت جلد اسے احساس ہو گیا کہ یہاں ڈگری سے زیادہ رشوت کی ضرورت ہے اس سے کم پڑھے لکھے لگو اعلیٰ افسران کی پوسٹ پر بیٹھے تھے لیکن اس جیسے ابھی ڈگری ہولڈر رشوت اور سفارش نہ ہونے کی وجہ سے مجبور تھے گھر کے دروازے پر پہنچ کر اس نے شکستہ انداز میں دستک دی۔

آ گئے تم ارمان بیٹا اس کی ماں نے اس آس پر دروازہ کھولا کہ شاید آج انکی قسمت کا ستارہ چمک گیا ہو اور اس کے بیٹے کو نوکری مل گئی ہو بیٹے کے چہرے پر نظر پڑتے ہی وہ سمجھ گئی ہمیشہ کی طرح آج بھی وہ خالی ہاتھ واپس آیا ہے تم منہ ہاتھ دھو لو میں تمہارے لیے کھانا لے کر آتی ہوں



WWW.PAKSOCIETY.COM

ارمان کی ماں نے کہا اور کچن کی طرف چلی گئی۔

آج پھر سفید حویلی میں خوف کا سماں تھا پوری حویلی کے درو دیوار خوف سے لرزہ تھے یوں لگتا تھا کہ جیسے زلزلہ آ گیا ہو آج اماؤس کی رات تھی اور یہ اماؤس کی رات کو چوہدری دلاور کی بیٹی رشنا کی حالت بہت ہی خراب ہو جاتی تھی اسے سخت قسم کا دورہ پڑتا تھا اور اس کی دیلدوز چیخیں پوری حویلی میں گاؤں کو ہلا کر رکھ دیتی تھیں رشنا کا خوبصورت چہرہ سیاہ پڑ جاتا اور آنکھیں باہر کو ابل آتیں۔ آواز اس قدر خوفناک ہو جاتی تھی کہ یوں لگتا تھا کہ جیسے سماعت کو متاثر کر دے گی۔ اس حالت میں رشنا کو سنبھالنا بہت ہی مشکل ہو جاتا تھا اور اماؤس کی رات سے پہلے ہی اسے رسیوں سے جکڑ دیا جاتا۔ چوہدری دلاور اپنی بیٹی کی یہ حالت دیکھ کر رو پڑتا تھا رشنا اس کی اکلوتی بیٹی تھی لیکنا پنی بیٹی کو تڑپتے دیکھنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتا تھا چوہدری صاحب آپ کچھ کریں دیکھیں رشنا کی حالت آج پھر کتنی خراب ہوگئی ہے رشنا کی ماں نے روتے ہوئے کہا بیٹی اتنی خراب حالت اس سے نہیں دیکھی جاتی تھی شاید تڑپ رہی تھی کہ جیسے اس کے وجود پر کوئی چھڑیاں چلا رہا ہو رشنا کے حلق سے عجیب غیر انسانی آواز نکل رہی تھی اس کو دیکھ کر کوئی یہ نہیں سوچ سکتا تھا کہ صبح ہوتے ہی یہ تڑپتی ہوئی لڑکی ایسے ٹھی ہو جائے گی جیسے کچھ ہوا ہی نہیں ہو۔

آج سے تقریباً تین سال پہلے رشنا بھی ایک عام لڑکی کی طرح زندگی بسر کر رہی تھی اور اپنی زندگی مین بہت خوش تھی لیکن اس ایک رات کے بعد اس کی زندگی تباہ ہو کر رہ گئی جب رشنا کی حالت ٹھیک ہوتی تو وہ سوچتی کہ کاش اس رات وہ گھر میں ندی کے پاس نہ جاتی تو ایسا کبھی نہ ہوتا۔

ارمان یار کیا بات ہے تو اتنا پریشان کیوں ہے اسے پریشان دیکھ کر ولید نے پوچھا۔ یار میں پریشان کیوں نہ ہوں آج تین ماہ ہو گئے ہیں نوکری ڈھونڈتے ہوئے لیکن ابھی تک نہیں ملی گھر میں تین تین جوان بہنیں ہیں ان کی شادیاں نہیں ہو رہی ہیں ہر رشتہ کے لیے آنے والے اس آس پر آتے ہیں کہ جہیز کتنا ملے گا مگر ہمارے گھر کی در دیوار سے ٹپکتی ہوئی غربت دیکھ کر واپس چلے جاتے ہیں کیونکہ انہیں میری بہنوں سے نہیں جہیز سے مطلب ہے جو انہیں ملتا دیکھائی نہیں دیتا تو دروازے سے واپس پلٹ جاتے ہیں اپنی بہنوں کی آنکھوں میں چھپے درد کو میں نہیں دیکھ نہیں اچھے رشتوں کی آس میں ان کے بالوں میں سفیدی اتر آئی ہے اور تو کہتا ہے میں پریشان کیوں ہوں ارمان تو جیسے پھٹ پڑا۔ یار سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ولید نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ کیسے ٹھیک ہوگا یار کچھ بھی ٹھیک نہیں ہوگا ارمان نے دکھ سے کہا۔ اچھا یار یہ بات ہے لیکن اگر تمہاری پریشانی ختم ہو جائے تو ولید نے کہا۔ تو ارمان حیران ہو کر اسے دیکھنے لگا اگر کہو تو بتا دوں۔ یار بتاناں۔ ولید کیا بات ہے ارمان نے پوچھا۔

یار ایک بہت زبردست بابا ہے اس کے پاس ایسا علم ہے کہ وہ تیرے حالات ٹھیک کر دے گا ولید نے کہا تو ارمان ہنس پڑا اگر انہیں حالات ٹھیک کرنے ہوتے تو پہلے سے نہ کرتے ارمان نے طنزاً کہا۔ مجھے پتہ تھا کہ تم نہیں مانو گے تبھی تو تمہیں بتا نہیں رہا تھا۔ اس نے کئی لوگوں کی مدد کی ہے میرے ماموں کی بھی یار وہ بہت زبردست ہے۔

او کے یار لیکن ابھی تو میں گھر جا رہا ہوں مجھے پہلے ہی دیر ہوگئی ہے ارمان ولید سے ہاتھ ملا کے گھر چل پڑا لیکن اس کے مائنڈ میں ولید کی باتیں گھوم رہی تھی کیا وہ بابا میرے حالات ٹھیک کر دے گا۔

اس رات بہت ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی

موسم بہت خوبصورت تھا ایسے میں رشنا کو نیند نہیں آرہی تھی وہ باغ میں آئی باغ میں ایک طرف ندی تھی وہ ندی میں پاؤں ڈال کر بیٹھ گئی۔ اچانک اسے ایک آواز سنائی دی۔ رشنا۔ کسی نے اسے پکارا۔

کون ہے۔ رشنا نے ادھر ادھر دیکھا پر اسے کوئی بھی دکھائی نہیں دیا شاید میرا وہم ہوگا رشنا نے سوچا لیکن اسے پھر سے آواز سنائی دی رشنا۔۔ رشنا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو سحرزدہ رہ گئی وہ بہت ہی خوبصورت تھا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سا سحر تھا جس نے رشنا کو سحرزدہ کر دیا تھا۔

کون ہو تم رشنا نے اس اجنبی سے پوچھا۔

رشنا میں تمہارا عاشق ہوں میں ساحر ہوں رشنا آؤ میرے پاس آؤ ساحر نے اپنے بازو رشنا کی طرف بڑھائے اس ساحر نے رشنا پر نجانے کیسا جادو کر دیا تھا کہ وہ اس کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ یہ سوچے بغیر کہ یہ قدم اسے کتنا نقصان پہنچائیں گے۔

اگلی صبح جب رشنا کو ناشتے پر بلانے کے لیے گئی تو رشنا اپنے کمرے میں نہ تھی پوری حویلی میں رشنا کو ڈھونڈا گیا سب پریشان تھے کہ وہ کہاں چلی گئی ہے ہر طرف رشنا کو ڈھونڈا گیا آخر رشنا ندی کے کنارے بے ہوش حالت میں ملی سب حیران تھے کہ رشنا ندی کے پاس کیا کرنے آئی تھی اور وہاں بے ہوش کیسے ہوگئی۔ رشنا کئی دن بیمار رہی اور تڑپتی رہی۔ بہت علاج کروایا مگر وہ ٹھیک نہیں ہوئی بخار تھا کہ اترنے کا نام نہیں لے رہا تھا دن بدن بڑھتا جا رہا تھا۔ آخر وہ خود ہی ٹھیک ہوگئی ایسے کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں ہو سب نے رشنا سے پوچھا کہ آخر سے ہوا کیا تھا۔ لیکن رشنا کو کچھ یاد نہیں تھا وہ سب کچھ بھول چکی تھی لیکن پھر اماوس کی رات کو رشنا کی طبیعت خراب ہونے لگی اس کا رنگ سیاہ پڑ گیا تھا آنکھیں باہر کو ابلنے لگی منہ سے عجیب عجیب غیر انسانی آوازیں نکل رہی تھیں یوں لگتا تھا کہ اسے کوئی بہت بڑے تکلیف دے رہا ہے وہ سر کے بل زمین پر چلنے لگتی یہ سب رشنا کے ساتھ کیا ہو رہا تھا کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا اسے کئی ڈاکٹروں پیروں فقیروں کو دکھایا گیا۔ لیکن رشنا ٹھیک نہیں ہوئی رشنا جانتی تھی کہ اس کی حالت کا ذمہ دار کون ہے پر وہ سی کو یہ بات بتا نہ پاتی تھی کہ اسے اس کیساتھ اس رات کیا ہوا تھا۔

چوہدری جی میں ایک سادھو کو جانتا ہوں جو کالے علم کا ماہر ہے اگر رشنا بی بی کو اس کے پاس لے جایا جائے تو امید ہے کہ رشنا بی بی ٹھیک ہو جائیں گے چوہدری دلاور کے ملازم اکرم نے کہا۔

کون ہے وہ اگر تو کسی ایسے سادھو کو جانتا ہے تو مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ چوہدری دلاور غصہ سے اپنے ملازم کو کہا۔ چوہدری جی وہ میں بتانا چاہتا تھا مگر مجھے موقع نہیں ملا اکرم نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

ٹھیک ہے اکرم اگر اس مسئلہ کا حل سادھو کے پاس جا کر ہی ملے گا تو ہم رشنا بیٹی کو اسکے پاس لے کر جائیں گے یہ بات چوہدری دلاور نے تو کہہ دی لیکن کاش وہ جان پاتا کہ تمام مسائل کا حل صرف ایک ہی ذات کے پاس ہے اور وہ ہے صرف خدا کی ذات بے شک۔۔ اگلے دن وہ رشنا کو اس سادھو کے پا لے کر گئے سادھو نے رشنا کو دیکھا تو چونک پڑا

مجھے اور اس چھوڑی کو اس کمرے میں اکیلا چھوڑ دیں سادھو نے کہا پہلے تو چوہدری دلاور ہچکچایا لیکن پھر وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب چوہدری دلاور کمرے میں واپس گیا تو رشنا ایک طرف بے ہوش پڑی ہوئی تھی اور سادھو کی آنکھوں میں تو سے جیسے خون ٹپک رہا تھا۔ اس کی آنکھیں بہت زیادہ سرخ ہو رہی تھیں۔

کیا بات ہے امی جان آپ اتنی پریشان

کیوں ہیں ارمان نے ماں کی پریشانی بھانپتے ہوئے کہا اس کی ماں اپنی پریشانی ارمان سے چھپانے کی کوشش کرتی پر ارمان پھر بھی جان لیتا تھا وہ بیٹا آج کچھ لوگ آئے تھے ہما کو دیکھنے انہیں ہما تو پسند آ گئی مگر مگر۔

مگر اماں یہ لوگ ہما کے ساتھ وہ سامان کی ایک لسٹ بھی دے گئے۔ اماں یہ ہی بات ہے ناں ارمان نے دکھ سے کہا۔ اور اٹھ کر باہر نکل گیا اپنی ماں کی آنکھوں میں آنسو وہ نہیں دیکھ سکتا تھا۔ میں کروں تو کیا کروں اماں کی پریشانی ابا کی بیماری اور بہنوں کی ٹوٹتے خواب میں نہیں دیکھ سکتا۔ مجھ کچھ کرنا ہی ہوگا اس شام ارمان ولید سے ملنے اس کے گھر گیا

ولید یار مجھے اس بابے کے پاس لے چل جس کا تم نے مجھے بتایا تھا۔

تم راضی ہو گئے۔ خیر کوئی بات نہیں دیکھنا اب سب ٹھیک ہو جائے گا۔ چل میں تجھے آج ہی لے چلتا ہوں ولید نے کہا

تو پھر دیر کیسی چلو۔ ارمان نے کہا۔

کچھ ہی دیر میں ولید نے ایک مکان کے آگے جا کر بائیک روکی

یہاں رہتا ہے وہ بابا ارمان نے پوچھا۔

ہاں۔ یار وہ سب سے تنہا رہتا ہے بہت ویران علاقہ تھا جہاں اس کا گھر تھا اور ہاں یار بابا کا نام نارائن راج ہے ولید نے کہا تو ارمان چونک گیا۔

تو مجھے ایک ہندو کے پاس لے آیا ہے۔

چھوڑ دیار ہندو کو ہمیں تو اپنا کام نکلوانا ہے اس کے پاس بڑی طاقتیں ہیں دیکھنا وہ ایسا عمل کرے گا کہ تجھے دودنوں میں ہی نوکری مل جائے گی۔ ولید نے کہا اور دونوں گھر کے اندر داخل ہو گئے۔

یہ کیا ہوا ہے نارائن بابا میری بیٹی بے ہوش کیوں ہو گئی ہے چوہدری نے پریشان ہو کر پوچھا۔

چوہدری تیری بیٹی پر جن کا سایہ ہے اور وہ بھی کوی عام جن نہیں جنوں کا شہنشاہ۔ شہنشاہ جنات کا سایہ ہے۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ سادھو جی ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ سن کر چوہدری ساکت رہ گیا تھا۔

اس نے تمہاری بیٹی کو اماوس کی رات ندی کے کنارے دیکھا تھا تب سے یہ تمہاری بیٹی پر عاشق ہو گیا ہے سدھو نے کہا اور یہ ہر اماوس کی رات تمہاری بیٹی کے پاس آتا ہے لیکن جب وہ دیکھتا ہے کہ اس کے پاس لوگ ہی تو وہ اس کو اذیت دیتا ہے۔ اب کیا ہوگا۔ چوہدری نے پریشانی سے کہا میری بیٹی کیسے ٹھیک ہوگی۔

شہنشاہ جنات بہت طاقتور ہے اس سے پیچھا چھڑانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ بس اس کا ایک ہی حل ہے اور وہ ہے بھی بہت خطرناک سادھو نے کہا۔ کوئی بات نہیں سادھو جی جتنا بھی خطرناک ہے اپنی بیٹی کے لیے میں سب کچھ کروں گا چوہدری دلاور نے یقین سے کہا۔

تم اپنی بیٹی کو بہت سے پیروں فقیروں کے پاس لے کر گئے ہو گے ان میں سے کئی لوگ اس مسئلے کا حل جانتے ہوں گے لیکن انہوں نے تمہیں نہیں بتایا ہوگا۔ پر میں تمہیں بتاتا ہوں اگر تمہیں اپنی بیٹی کی جان بچانی ہے تو تمہیں کسی کی جان لینی ہوگی۔ سادھو نے کہا تو چوہدری دلاور ایک پل کے لیے ساکت رہ گیا۔

تجھے کسی کی جان لینی ہوگی چاند کی پہلی تاریخ کو ایک خاص وقت میں ایک لڑکے کی پیدائش ہوئی ہے اس لڑکے سے اگر تمہاری بیٹی کی شادی کر دی جائے تو تمہاری بیٹی ٹھیک ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اس لڑکے میں ایک ایسی طاقت ہے جس پر کوئی جادو کوئی طاقت اثر نہیں کر سکتی ہے جب اس لڑکے کا ملاپ تمہاری بیٹی سے ہوگا تو وہ طاقت تمہاری بیٹی میں چلی آئے گی۔ پھر شہنشاہ جنات تمہاری بیٹی پر اثر انداز نہیں ہو سکے

گا۔ لیکن شاید شہنشاہ جنات بھی یہ بات جانتا تھا تبھی اس نے تمہاری بیٹی میں زہر بھر دیا ہے اب جو بھی اس سے شادی کرے گا وہ مر جائے گا چوہدری دلاور یہ ساری باتیں سنکر لرز اٹھا لیکن اگلے ہی لمحے وہ بولا۔ میں راضی ہوں پر بتائیں تو اس لڑکے کی نشانی کیا ہے

اس لڑکے کی نشانی اس کے دائیں پاؤں پر آدھے چاند کا نشان ہے بس وہی لڑکا تمہاری بیٹی کو بچا پائیگا۔ سادھو نے مسکراتے ہوئے کہا وہ تو کالے جادو کا ماہر تھا اپنی طاقت سے وہ یہ سب کو جان گیا پر کاش یہ بھی جان جاتا کہ بچانے اور زندگی دینے والی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

ولید اور ارمان اس مکان میں داخل ہوئے تو انہیں ایک آدمی اپنی طرف آتا ہوا دکھائی دیا۔ آؤ آؤ سادھو کو تم لوگوں کا ہی انتظار تھا۔ اس آدمی نے کہا تو دونوں حیران ہو گئے سادھو جی کو کیسے پتہ کہ ہم آرہے ہیں ارمان نے حیران ہو کر کہا سادھو جی کو سب پتہ ہے اس آدمی نے کہا اور انہیں لے کر ایک طرف چل پڑا۔ دیکھا میں نہ کہتا تھا کہ بڑا پہنچا ہوا ہے سادھو۔ ولید نے کہا تو ارمان مسکرا دیا۔۔ وہ دونوں اس وقت سادھو کے سامنے بیٹھے تھے میں سب جانتا ہوں مجھے پتہ ہے کہ تمہاری نوکری نہیں لگ رہی گھر میں جوان بہنیں ہیں بیمار باپ ہے

آپ یہ سب کچھ جانتے ہیں ارمان حیرانگی میں بولا۔ مجھے سب پتہ ہے سادھو نے مسکرا کر کہا۔ تمہارے ان تمام مسائل کا حل ہے میرے پاس بہنوں کی شادی اور باپ کا علاج بھی ہو جائے گا لیکن اس کے لیے تمہیں ایک بڑے امتحان سے گزرنا پڑیگا اور اس میں تمہاری جان بھی جاسکتی ہے میری جان بھی جاسکتی ہے ارمان نے پریشان ہو کر کہا۔ مجھے پوری بات بتائیں پلیز۔

اچھا سنو چوہدری دلاور ایک بہت ہی امیر آدمی ہے اور اس کی بیٹی رشنا سادھو نے ساری بات تفصیل سے بتا دی۔ جسے سن کر ارمان اور ولید ساکت رہ گئے لیکن ان باتوں سے ارمان کا کیا تعلق۔ ولید نے حیرت سے پوچھا۔ کہیں آپ کے کہنے کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ ارمان ہی وہ لڑکا ہے۔

ہاں تم صحیح سمجھے بالکل ارمان ہی وہ لڑکا ہے جب یہ مکان میں داخل ہوا تو تبھی مجھے پتہ چل گیا تھا دیکھو اس کے دائیں پاؤں پر آدھے چاند کا نشان بھی ہے اگر یہ مان جاتا ہے تو چوہدری دلاور اسے اتنے پیسے دے گا کہ یہ اپنی بہنوں کی شادی بھی کردے گا اور باپ کا علاج بھی کروادے گا بولو کیا کہتے ہو تم لوگ سادھو نے پوچھا۔

ٹھیک ہے سادھو بابا مجھے آپ کی ہر بات منظور ہے ارمان نے مانتے ہوئے کہا۔ کیا۔ ارمان تم پاگل ہو۔ کیا کہہ رہے ہو ولید نے غصہ سے کہا تو ارمان نے خاموش رہنے کا اشارہ کر دیا۔

ٹھیک ہے پھر ابھی جاؤ پرسوں آجانا تمہاری چوہدری دلاور سے ملاقات ہو جائے گی وہ دونوں اٹھ کر مکان سے باہر آگئے باہر آکر ولید سے چپ نہیں رہا گیا ارمان تم کیا کرنے جارہے ہو

تو کیا کروں میں۔ تمہیں ایسا کچھ نہیں کرنے دوں گا۔ میں ماں جی سے بات کروں گا۔ تمہاری جان کو یوں ضائع نہیں ہونے دوں گا۔ ولید نے غصہ اور دکھ سے کہا۔ پلیز ولید یہ صرف میری نہیں اس لڑکی کی بھی حالت ہے پتہ نہیں وہ جن اس کو کتنی اذیت دیتا ہوگا۔ اور پلیز مجھ سے پرامس کرو کہ تم امی کو کچھ نہیں بتاؤ گے تمہیں اس دوستی کی قسم جو ہمارے بیچ میں ہے ارمان نے کہا تو ولید بے بسی سے اسے دیکھتا رہ گیا

سادھو جی آپ نے مجھے بلایا تھا چوہدری دلاور نے سادھو کے پاس حاضر ہو کر کہا۔ ہاں چوہدری تمہارا کام ہو گیا ہے وہ لڑکا مجھے مل گیا ہے جو اگر تمہاری بیٹی

سے شادی کرے گا تو تمہاری بیٹی شہنشاہ جنات سے چھٹکارہ پا سکتی ہے پر تمہیں اس لڑکے کو رقم دینا ہوگی۔ آپ فکر نہ کریں سادھو جی۔ میں ہر قیمت دوں گا اپنی بیٹی کو بچانے کے لیے سادھو نے ارمان کو بھی بلایا تھا اسی لیے تھوڑی دیر میں ارمان بھی وہاں آ گیا چوہدری نے ارمان کی طرف دیکھا وہ ایک اچھا خاصا خوبرو نوجوان لڑکا تھا۔ ایک پل کے لیے اسے پریشانی ہوئی کہ وہ کیا کرنے لگا ہے پر اگلے پل اپنی بیٹی کی محبت غالب آ گئی۔ میں چاہتا ہوں کہ تم شادی سے پہلے رشنا سے مل لو اور تمہیں جتنے پیسے چاہیے وہ میں دے دوں گا۔ آج چاند کی تین تاریخ ہے اگلے ماہ چاند کی پہلی کو تمہاری رشنا کی شادی ہو جائے گی۔ اور بالکل سادگی گے ہوگی۔ کسی کو کچھ پتہ نہیں ہوگا۔ ٹھیک ہے چوہدری جی مجھے منظور ہے پھر بھی مجھے تھوڑا سا ٹائم دیں تکہ اس دوران میں اپنی بہنوں کی شادی بھی کرلوں گا تبھی مجھے سکون کی موت آئے گی۔ ارمان نے کہا۔ تو چوہدری رنجیدہ ہو گیا۔ وہ لڑکا اپنی بہنوں کی خاطر اپنی جان دینے کو تیار تھا۔

بتول جاؤ رشنا بیٹی کو بلا کر لاؤ چوہدری دلاور نے اپنی ملازمہ بتول سے کہا۔ اچھا چوہدری جی وہ چلی گئی۔ دیکھو ارمان ہم نے رشنا کو یہ تو بتا دیا ہے کہ تمہاری اس سے شادی ہم کرنے لگے ہیں پر اسے معلوم نہیں کہ س شادی کے بعد تمہاری موت واقع ہوسکتی ہے تم اسکو ایسا کچھ مت بتانا۔

ٹھیک ہے چوہدری جی جیسا آپ کہیں گے ایسا ہی ہوگا۔ اور اگر میری بہنوں کی شادی کا مسئلہ نہ ہوتا تو میں کبھی بھی اسو کام کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ ارمان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ تو چوہدری دلاور نے اسے گلے سے لگا لیا۔ آؤ آؤ رشنا بیٹی آؤ چوہدری دلاور نے رشنا کو دیکھ کر کہا اسے ملو یہ ارمان ہے یہ وہی لڑکا ہے جس سے تمہاری شادی ہم کروانے جا رہے ہیں

۔ اسلام وعلیکم۔ رشنا نے مسکراتے ہوئے کہا تو ارمان اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔ وہ واقعی بہت ہی خوبصورت تھی۔

اس ایک ماہ میں ارمان نے اپنی بڑی دونوں بہنوں کی شادی کر دی ارمان کی ماں حیران تھی کہ اس کے پاس اتنے پیسے کہاں سے آئے وہ جب بھی ارمان سے پوچھتی تو وہ کہتا ماں میں نے اپنے دوست کے ساتھ مل کر کاروبار شروع کیا ہے وہ باہر کے ملک سے پیسہ لگاتا ہے ادھر مین کاروبار سنبھالتا ہوں وہ ماں کو اصل بات بتا کر موت سے پہلے نہیں مارنا چاہتا تھا آخر وہ ودن بھی آ گیا۔ جس دن ارمان اور رشنا کی شادی تھی چاند کی پہلی تاریخ تھی ارمان رشنا کے کمرے کی طرف بڑھا جہاں وہ اس کی منتظر تھی وہ جانتا تھا کہ وہ خوبصورت دلہن اسکی موت تھی اس معصوم کو آج کی رات اذیت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھٹکارہ مل جائے گا۔ ارمان نے مسکاتے ہوئے رشنا کا ہاتھ تھاما۔

رشنا آج ہماری ملن کی رات ہے اور آج کے بعد تمہیں کوئی تکلیف نہیں دے سکے گا ارمان نے کہا۔ آج کے بعد ہماری محبت امر ہو جائے گی۔ لیکن رشنا کو کیا پتہ کہ آج ہمارے ملن کی آخری رات اور پہلی رات ہے ارمان تو یہ سوچ رہا تھا لیکن اوپر والے نے کچھ اور سوچ رکھا تھا۔ اگلے دن چوہدری دلاور اور اس کی بیوی زرینہ بیگم رشنا کے کمرے میں گئے جب وہ کمرے میں داخل ہوئے تو اندر کے منظر نے انہیں ساکت کر دیا۔

جاؤ نورین ارمان کو بلا کر لاؤ کمرے سے آ کر ناشتہ کرے کل سارا دن یہ لڑکا گھر سے باہر رہا ہے رات کو آ گیا ہوگا۔ ویسے بھی ارمان رات کو باہر نہیں رہتا ارمان کی ماں شاہدہ نے اپنی بیٹی نورین سے کہا و

وہ ارمان کے کمرے میں گئی ارمان کمرے میں نہیں تھا ہاں اس کے بیڈ کی ایک طرف ایک لیٹر پڑا ہوا تھا نورین نے وہ لیٹر اٹھالیا اور کمرے سے باہر آ گئی۔ ماں ارمان تو کمرے میں نہیں ہے لیکن اس کے کمرے میں یہ لیٹر ملا ہے تو پڑھو اسے کیا لکھا ہے اس میں۔ ماں نے کہا نورین پڑھنے لگی۔

پیاری امی جان میں جانتا ہوں کہ آپ نے اور بابا نے کتنی محبت سے مجھے پالا اور مجھے اس قابل بنایا کہ میں معاشرے میں سر اٹھا کر جی سکوں آپ کی تو خواہش بھی پر ایسا نہ ہو سکا۔ اور آپ کے لیے میں کچھ نہ کر سکا۔ آپ کو ابو کو بہنوں کو میں دکھ میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ میں کیا کرتا۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا پھر مجھے چوہدری دلاور ملے جن کی بیٹی پر آسیب کا سایہ تھا جو اس وقت ختم ہو سکتا تھا اگر میں اس سے شادی کرتا اور انہوں نے مجھے پیسے دیئے تھے جس کی وجہ سے میں بہنوں کی شادی کر سکا باقی پیسے میری الماری میں رکھے ہیں اس سے نورین کی شادی کرنا۔ اور بابا کا علاج بھی کروانا۔ ماں مجھے رشنا سے شادی کے بعد مرنا ہوگا۔ وہ ٹھیک ہو جائے گی ہما مجھے معاف کر دینا نورین تم بھی اپنے بھائی کو معاف کر دینا۔ خوب دل لگا کر پڑھنا اور ڈاکٹر بننا ماں اور بابا کا خیال رکھنا خدا حافظ۔

خط نورین کے ہاتھوں سے پھسل گیا۔ اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی ارمان کی ماں کے منہ سے چیخیں نکل رہی تھیں۔ ارمان تم واپس آ جاؤ ہمیں تمہاری ضرورت ہے پیسے کی نہیں لیکن اب بہت دیر ہو چکی تھی وہ بہت دور جا چکا تھا۔ جہاں سے کوئی بھی واپس نہیں آتا۔ ارمان کا بیمار باپ ایک طرف ساکت ہو گیا اس نے اپنی تمام عمر کی جمع پونجی آج لٹا دی تھی وہ خالی ہاتھ رہ گیا۔

کمرے میں بہت خوفناک منظر تھا کمرے میں خون بکھرا ہوا تھا وہ خون کے پیٹ سے نکل رہا تھا ایک طرف ارمان کی لاش پڑی ہوئی تھی اور زرینہ بیگم رشنا کو جھنجھوڑتے ہوئے بولی۔ یہ تم نے کیا کر دیا رشنا کیوں ایسا کیا تبھی اس کی نظر اس خط پر پڑی جو رشنا کے سر کی طرف پڑا ہوا تھا۔ زرینہ نے وہ خط اٹھالیا اور پڑھنے لگی۔

بابا جان اور امی جان میں جانتی ہوں کہ آپ مجھ سے کتنا پیار کرتے ہیں اور مجھے اس تکلیف سے بچانے کے لیے آپ کچھ بھی کر سکتے ہین اور کسی کی جان بھی لے سکتے ہیں میرے لیے ہاں بابا جان ارمان مرنے سے پہلے مجھے سب کہہ دیا تھا اس نے وعدہ خلافی نہیں کی۔ لیکن بابا غلطی میری تھی میں وہاں ندی کے کنارے گئی تھی اور میں ارمان سے بہت پیار کرنے لگی ہوں نہیں چاہتی تھی کہ میری غلطی کی سزا اسے ملے لیکن وہ میری خاطر اپنی جان دینے پر تیار ہو گیا۔ میرے لیے اپنی بہنوں کے لیے وہ پیسے لے کر بھاگ بھی سکتا تھا پر اس نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ آپ نے یہ نہیں سوچا کہ ارمان کے بعد اس کی بہنوں کا کیا ہوگا۔ بابا اس لیے میں نے بھی فیصلہ کیا ہے کہ ارمان کے بعد میں بھی اپنی جان دینے لگی ہوں کیونکہ اس کے بغیر میں نہیں جی پاؤں گی مجھے معاف کرنا بابا جان اب کوئی شہنشاہ جنات ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ چوہدری دلاور کا دل بند ہو گیا وہ دل پر ہاتھ رکھ کر زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔ اپنی بیٹی کو بچانے کے لیے اس نے کیا کچھ نہ کیا پر ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے چاہے انسان کتنا بھی کچھ کیوں نہ پلان بنالے کمرے میں صرف زرینہ بیگم کی چیخیں تھیں اور سب کچھ ختم ہو چکا تھا۔

قارئین کرام کیسی لگی کہانی پسند آئے تو اپنی رائے سے نوازیئے گا نہ آئے تب بھی بتایئے گا۔

لال حویلی کا راز

تحریر: محمد نادر شاہ۔ شجاع آباد

اے شیطانوں کے شیطان اندھیرے کے بے تاج بادشاہ شیطانی بدروحوں کے سردار مجھے بہت بھوک اور پیاس لگی ہے۔ آج اس لڑکی کے خون سے میری برسوں کی پیاس بجھا دے۔ رنجیت نے کہا جا تجھے اجازت ہے مار ڈال اس لڑکی کو۔ بجھا لے اپنی برسوں کی پیاس۔ آرتی بدروح جیسے ہی شاہین کے پاس گئی تو شہنشاہ فرخ آفتاب کی روح نے آرتی کو درمیان میں ہی روک لیا اور بولا۔ اے آرتی تو یہ بت کہ تو کس کی وجہ سے بدروح بنی ہے کس کیوجہ سے تو انسانی خون اور گوشت کھاتی ہے اور آج جس کی وجہ سے تو دربارہ اس دنیا میں آئی ہے اس لڑکی نے شیطان کے بت کو آگ لگائی ہے اور تو اس کو ہی مار رہی ہے مارنا ہی ہے تو رنجیت کو مار۔ اس نے تجھ سے تیری عزت اور تیرا پاک جسم چھینا ہے اور تمہیں بے دردی سے مارا تھا آرتی نے جو فرخ کی باتیں سنیں تو اسے وہ دن یاد آ گئے جب رنجیت نے اس کی عزت لوٹی تھی اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ اور اس کی روح کو اپنا غلام بنا دیا تھا آرتی نے اس کی باتیں سن کر رنجیت کی طرف خونخوار نظروں سے دیکھا آرتی کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ کر رنجیت کا رنگ اڑنے لگا وہ چلانے لگا نہیں آرتی نہیں انکی باتوں میں مت آؤ تم بھوکی پیاسی ہو ان کے خون اور گوشت سے اپنی پیاس اور بھوک مٹاؤ۔ نہیں رنجیت جادوگر نہیں۔ اب یہ میرا شکار نہیں ہیں میرا شکار تو ہے مجھے سب کچھ یاد آ گیا ہے کہ کیسے تو نے میری عزت سے کھیلا تھا اور کیسے مجھے عبرت ناک موت دی تھی میں تمہارے آگے بہت منتیں کرتی رہی تھی لیکن تو نے میری منتوں کو نہ سنا اور میرے ساتھ وہی کچھ کیا جو تمہارے دل میں آیا آج آفتاب کی روح نے میری آنکھیں کھول دیں مجھے میرا قاتل دکھا دیا ہے اور میں تمہیں چھوڑ دوں ہرگز نہیں اتنا کہہ کر وہ اس کی طرف بڑھنے لگی تو وہ پیچھے ہٹنے لگا۔ جبکہ آرتی اس پر حملہ آور ہوگئی۔۔ ایک دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی۔

آسمان پر گہرے سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے بجلی کی کڑک اور بادلوں کی گرج نے پراسرار ماحول بنا رکھا تھا۔ رات کی تاریکی نے ڈیرے ڈال رکھے تھے آج سردی کچھ حد سے زیادہ ہی پڑ رہی تھی بادلوں کی گھن گرج سے بارش ہونے کی سو فیصد توقع تھی ہوائیں بھی اپنا زور پکڑ چکی تھیں دور سڑک پر گاڑی کی ہیڈ لائٹس کی مدہم روشنی دکھائی دے رہی تھی ہوا کی وجہ سے گاڑی ہچکولے کھا رہی تھی جب گاڑی نزدیک آئی تو پتہ چلا کہ اس میں ایک خوبصورت نوجوان لڑکی اور لڑکا موجود ہیں اس وقت دونوں کے چہروں پر پریشانی عیاں تھی ان کی گاڑی کی رفتار بہت ہی دھیمی تھی کیونکہ ان کو ڈر تھا کہ کہیں ان کی گاڑی الٹ نہ جائے کیونکہ ہوائیں طوفان کا روپ دھار چکی تھیں اور پھر اچانک ان کی گاڑی ایک جھٹکے سے رک گئی اب تو ان دونوں کو اس سنسان سڑک پر کوئی چیز آتی دکھائی نہ دے رہی تھی سڑک کے ارد گرد گھنا جنگل تھا۔



WWW.PAKSOCIETY.COM

جس میں جنگلی درندوں کی خوفناک آوازیں آرہی تھیں لڑکی بہت ہی خوفزدہ تھی جبکہ لڑکا اسے تسلی دے رہا تھا یہ دونوں ایک ہی کالج میں پڑھتے تھے لڑکے کا نام سہیل اختر جبکہ لڑکی کا نام شمائلہ تھا دونوں کا گھر ایک ہی گاؤں میں تھا۔ انکے گاؤں کا نام سندر نگر تھا وہ دونوں کزن بھی تھے اور منگیتر بھی لڑکا گاؤں کے چوہدری کا بیٹا تھا جبکہ لڑکی اس کے چھوٹے بھائی کی تھی سہیل اختر بہت ہی شریف لڑکا تھا اور شمائلہ بھی بچپن ہی سے دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے اور جب جوان ہوئے تو ان کی خواہش اللہ تعالیٰ نے پوری کر دی۔ اب وہ دونوں اپنے امتحان دینے کے بعد واپس اپنے گاؤں آرہے تھے کہ راستے میں ان کی گاڑی خراب ہوگئی تھی

اب وہ دونوں پریشان تھے سہیل اختر کار سے باہر آیا اس نے دیکھا کہ گاڑی کا ٹائر پھٹ گیا ہے اس نے اپنا موبائل جیب سے نکالا تا کہ گھر اطلاع کر دے پر کوئی فائدہ نہیں ہوا کیونکہ موبائل میں نیٹ ورک کا مسئلہ تھا اور پھر اچانک بارش شروع ہوگئی سہیل نے شمائلہ کا ہاتھ پکڑا اندھا دھند سڑک پر دوڑ لگا دی۔ آہستہ آہستہ بارش میں تیزی آ گئی وہ دونوں بھاگ رہے تھے سڑک بالکل سنسان تھی کسی ذی روح کا نام و نشان نہ تھا کہ اچانک شمائلہ کی نظر ایک حویلی پر پڑی تو اس نے سہیل سے کہا وہ۔ وہ وہاں دیکھو اس کی آواز صحیح طریقے سے نہیں نکل رہی تھی سہیل نے ادھر دیکھا تو ان دونوں نے اس حویلی کی جانب دوڑ لگا دی جب دونوں اس حویلی کے قریب پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ حویلی گہرے سرخ رنگ کی ہے حویلی کا بوسیدہ سا دروازہ تھا سہیل نے دروازے کو دھکا دیا تو چرچراہٹ کی آواز کے ساتھ دروازہ کھل گیا۔ اور وہ دونوں اس کے اندر داخلہو گئے اس حویلی کے اندر بے شمار کمرے اور راہداریاں بنی ہوئی تھیں تمام کمروں کے دروازے کھلے ہوئے تھے وہ دونوں ایک کمرے میں داخل ہوگئے کمرہ بالکل صاف ستھرا تھا وہ دونوں بہت حیران ہوئے کیونکہ جب وہ حویلی میں داخل ہوئے تھے تو اس حویلی میں انہیں کوئی نظر نہیں آیا تھا لیکن کمروں کی صفائی سے یہ بات ثابت ہوگئی تھی کہ یہاں کوئی رہتا ہے کمروں میں تمام آسائش کا سامان موجود تھا ان دونوں کے لباس بھیگ چکے تھے جب وہ دونوں بھاگے تھے تو اپنے بیگ انہوں نے ساتھ اٹھا رکھے تھے انکے بیگوں میں ان کے لباس موجود تھے سہیل نے اپنے بیگ سے اپنے لیے ایک لباس نکالا اور اسے تبدیل کرنے کے لیے واش روم میں چلا گیا شمائلہ نے بھی ایسا ہی کیا کچھ دیر بعد وہ دونوں واپس کمرے میں آئے تو ان کو ایک لڑکی دکھائی دی جس نے سفید لباس پہن رکھا تھا سہیل نے اسے آواز دی۔ اور کہا۔

اے لڑکی تم کون ہو۔ لیکن لڑکی نے اس کی بات کا جواب نہ دیا اور آگے بڑھ گئی ایک مرتبہ پھر سہیل اختر نے اسے آواز دی تو لڑکی رک گئی اس نے اپنی گردن پیچھے کی جانب گھمائی اس کا رخ دوسری طرف تھا۔ لیکن گردن ان کی جانب گھوم گئی اس کو دیکھ کر بے تحاشا ان دونوں کی چیخیں نکل گئیں اتنا خوفناک چہرہ انہوں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھا تھا۔ وہ لڑکی ان کیجاب بڑھنے لگی ان کے جسم پر سکتہ طاری ہوگیا ان کو اپنی موت یقینی دکھائی دینے لگی اور پھر وہ دونوں لہرا کر فرش پر گر گئے اور پھر اچانک۔

یوں تیرا نظر ملانا اچھا لگتا ہے
یوں تیرا مسکرانا اچھا لگتا ہے
جب بھی تم سامنے آتی ہو رانی

یوں مجھے تیرا شرمانا اچھا لگتا ہے
رانی نے جو بابر کا یہ شعر سنا تو مسکرانے لگی اور بولی مسٹر بابر آپ تو کمال کے شاعر ہیں اس کی بات سن کر بابر مسکرانے لگا اور بولا۔

ہم شاعر نہ تھے تیرے پیار سے پہلے
عاشق نہ تھے تیرے دیدار سے پہلے
یوں پیار دے کر چھوڑ نہ دینا
مر جائیں گے تیرے انکار سے پہلے

واہ واہ۔ آپ نے تو کمال کر دیا۔ اچھا اب شعر و شاعری بند کرو اور میری بات کو دھیان سے سنو

بابر نے جواب دیا۔ بولو۔

رانی بولی ابو جی نے ہماری شادی کے لیے ہاں کر دی ہے۔

کیا۔۔۔کیا۔ کہا تو نے ذرا پھر سے کہنا۔

ہاں بابر میں سچ کہہ رہی ہوں بابر خوش ہو گیا۔ کیونکہ رانی اور بابر بچپن سے ہی ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے بابر اور رانی آپس میں کزن تھے رانی بابر کی چھوٹی خالہ تسلیم کی لڑکی تھی جبکہ بابر بڑی نسیم کا لڑکا تھا تسلیم اور نسیم دونوں ہی کہتی تھیں کہ بابر اور رانی کی شادی ہو گی لیکن رانی کے ابو جس کا نام اختر تھا اسے معلوم نہیں تھا اور پھر ایک دن نسیم نے اختر سے رانی کا ہاتھ اپنے بڑے بیٹے بابر کے لیے مانگ لیا تو اس نے بنا کسی انکار کے اسے خوشی سے ہاں کر دی رانی جو دروازے کے پیچھے سے ان دونوں کی باتیں سن رہی تھی اس نے جا کر بابر کو سب کچھ بتا دیا۔ وہ دونوں بہت خوش تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کا پیار دے دیا۔ بابر نے ایک بہت اونچے خاندان میں جنم لیا تھا وہ اپنے سب بھائیوں سے بڑا تھا بابر کا جو دادا تھا اس کا نام نوشاہ تھا بابر کے باپ کا نام حیدر الدین شاہ تھا بابر اپنے خاندان میں سب سے بڑا تھا بابر کی جب رانی سے منگنی ہوئی تو پورے خاندان میں مٹھائی تقسیم کی گئی اسی طرح بابر بہت خوبصورت نوجوان تھا لیکن رانی بھی کسی سے کم نہ تھی اسی طرح دن گزرتے گئے اور شادی کے دن قریب آتے گئے۔ اور پھر وہ دن بھی آ گیا جس کا سب کو انتظار ہوتا ہے رانی اور بابر کی شادی بڑی دھوم دھام سے ہو گئی اسی طرح دن گزرتے گئے بابر کی شادی کو ابھی دو ماہ ہی ہوئے تھے کہ اطلاع ملی کہ بابر اور رانی سندر نگر آ کر ہم سے ملیں یہ اطلاع بابر کے ماموں نے بجھوائی تھی اس کا نام بلال تھا بلال کی جو بیوی تھی اس کا نام بھی رانی تھا بلال کے پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے تھے جب بابر کے پاس اطلاع پہنچی تو رانی اور بابر جانے کے لیے تیار ہو گئے بابر نے اپنی ماں کو بتایا کہ وہ ماموں بلال کے گھر جا رہے ہیں تو اس نے جواب دیا۔

بیٹا ذرا دھیان سے کار چلانا میرا دل انجانے خطرے کے تحت دھڑک رہا ہے

ارے ماں تم بھی یونہی کہتی ہو

اس کے بعد بابر نے اپنے دادا جان اور ابو جان سے اجازت لی اور گھر سے روانہ ہو گئے۔ بابر کار چلانے میں مصروف تھا تو رانی ڈائجسٹ پڑھنے میں بابر نے پوچھا

جانو کون سا ڈائجسٹ پڑھ رہی ہو۔

رانی نے جواب دیا کہ خوفناک ڈائجسٹ پڑھ رہی ہوں

بابر نے پوچھا بتاؤ کہ سب سے اچھی کہانی کس کی ہے۔

رانی نے کہا ریاض بھیا۔ کی اس کے بعد خالد شاہان اور اسد شہزاد کی ویسے تو تمام کہانیاں اچھی ہوتی ہیں لیکن مجھے ان تینوں کی پسند ہیں

ابھی وہ یہی باتیں کر رہے تھے کہ اچانک موسم خراب ہو گیا اور موسم اتنا بھیانک ہو گیا کہ

زور زور سے ہوائیں چلنے لگیں اور پھر بارش بھی ہونے لگی۔ اچانک ان کی گاڑی کا ٹائر پھٹ گیا بابر نے کار روک لی وہ دونوں بہت ہی پریشان تھے اور پھر درخت ٹوٹنے لگے تو وہ دونوں چھتری لے کر کار سے باہر آگئے رانی اور بابر نے اپنا سامان اٹھالیا اور سڑک کے کنارے چلنے لگے پھر اچانک ایک دھماکا ہوا اور انہوں نے پیچھے کی جانب دیکھا تو انکی حیرت سے آنکھیں پھٹیکی پھٹی رہ گئیں ایک بہت بڑا درخت ان کی گاڑی پر گر چکا تھا جس سے کار چکنا چور ہوگئی۔ اور پھر دونوں تیز تیز بھاگنے لگے پھر ایک دم بارش تیز ہوگئی ان دونوں نے ایک طرف دوڑ لگادی۔ بھاگتے بھاگتے جب وہ دونوں تھک گئے تو رانی بولی۔

بابر میں تھک گئی ہوں اور نہیں بھاگ سکتی۔ تو دور سے بابر کو ایک حویلی دیکھائی دی اور دونوں اس کی جانب بھاگنے لگے۔ جب وہ دونوں اس کے قریب پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ حویلی گہری سرخ رنگ کی ہے لیکن وہ اس کے اندر داخل ہوگئے

یہ ایک پرانی حویلی معلوم ہوتی ہے رانی نے بابر سے کہا بابر نے جواب دیا

مجھے بھی ایسا معلوم ہوتا ہے

کیا خیال ہے آپ کا مسٹر بابر رانی نے ایک نظر حویلی کو دیکھا اور بولی مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے یہاں کوئی پہلے سے ہی موجود ہے

وہ دونوں چلتے چلتے حویلی کے ایک کمرے میں داخل ہوگئے حویلی کی صفائی کو دیکھ کر وہ بہت حیران ہوگئے کیونکہ وہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا اور پھر اچانک ساتھ والے کمرے میں سے ایک بھیانک دل کو دہلا دینے والی چیخ ابھری اور وہ دونوں اس کمرے میں جانے لگے جب وہ اس کمرے میں پہنچے تو دونوں کی خوف کے مارے چیخیں نکل گئیں سامنے کا منظر ہی کچھ ایسا تھا۔ ان دونوں کے جسم پر سکتہ طاری ہوگیا۔ ان دونوں نے موت کو اپنے سامنے موجود پایا اور پھر اچانک وہ دونوں لہرا کر فرش پر گر گئے وہ دونوں اپنے ہوش وحواس سے بیگانہ ہوتے چلے گئے۔

ہاہاہا۔ آج میں بہ خوش ہوں میں نے جو سوچا تھا آج وہ پورا ہو جائیگا۔ رنجیت جادوگر لال حویلی کے تہہ خانہ میں شیطان کے بت کے سامنے قہقہے لگا رہا تھا۔ آج وہ بہت خوش تھا کیونکہ جن دولڑکوں اور دولڑکیوں کے لیے اس نے بہت محنت کی تھی آج وہ دونوں اس کے پاس ہیں اس کو اس کے شیطان دیوتا نے کہا تھا۔ وہ ایک ایسے لڑکے اور لڑکی کی تلاش میں تھا جو ایک شادی شدہ اور ایک غیر شادی شدہ ہو اور دونوں ہی ایک دوسرے سے بے حد محبت کرتے ہوں سہیل اور شمائلہ ادھر رانی اور بابر بھی ایکدوسرے سے بہت محبت کرتے تھے اور اب چاروں ہی رنجیت سنگھ کے اس گندے ارادے کی بھینٹ چڑھنے والے تھے رنجیت سنگھ کی غلام شیطانی بدروح نے ان کو ڈرا کر بے ہوش کر کے لال حویلی کے تہہ خانے میں بند کردیا تھا اور جب ان چاروں کو ہوش آیا تو انہوں نے اپنے آپکو اندھیرے میں پایا شمائلہ کی ڈری سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

س۔ سس۔ سہیل۔ کیا ہم زندہ ہیں یہ قبر میں ہماری روحیں ہیں۔

ن۔ نہ۔ نہیں شمائلہ ہم زندہ ہیں بلکہ کسی گہری مصیبت میں پھنس گئے ہیں سہیل نے اندھیرے میں ادھرادھر ہاتھ گھماتے ہوئے کہا۔ اچانک سہیل کسی چیز سے لڑکھڑا گیا اور گر گیا۔ اس نے اپنی جیب سے پنسل ٹارچ نکالی اور اسے روشن کردیا اس نے کمرے کے دوسرے کونے میں

ایک خوبصورت نوجوان اور لڑکے اور لڑکی کو بے ہوش پایا۔ اور دوسری طرف شمائلہ سکڑی سمٹی بیٹھی ہوئی تھی شمائلہ بھاگ کر سہیل کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور بولی۔

سہیل آخر ہم سے کیا گناہ ہو گیا ہے جو ہم کو اس خوفناک جگہ پر بند کر دیا گیا ہے۔ سہیل اختر نے ان دونوں لڑکے اور لڑکی کی طرف دیکھ کر کہا۔ شمائلہ ان دونوں کو نہ جانے ان کو کس مقصد کے لیے لایا گیا ہے آؤ انہیں ہوش میں لانے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر وہ ان دونوں کے پاس گئے کچھ دیر کی کوشش کے بعد وہ دونوں ہوش میں آ گئے لڑکے کا نام بابر اس نے سہیل کو بتایا اور شمائلہ کو لڑکی نے اپنا نام رانی بتایا۔ اس کے بعد وہ سب آنے والے وقت کا انتظار کرنے لگے سہیل نے بابر کو اپنے بارے میں سب کچھ بتایا اور بابر نے بھی اپنے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔ ان دونوں نے عہد کر لیا کہ کیسے بھی حالات ہوں اب ہم ساتھ رہیں گے۔ لیکن ایک بات سمجھ نہیں آئی اس حویلی کا رنگ سرخ کیوں ہے۔

مجھے بہت پریشانی ہو رہی ہے جابر نے شاہین سے کہا شاہین بولی۔ تو اب ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ بابر اور رانی کو کہاں تلاش کریں آج دوسرا دن ہے نجانے وہ کہاں ہیں ماموں کے گھر بھی نہیں پہنچے تو میں اب کیا کروں کہاں لاش کروں امی کا رو رو کر برا حال ہے۔ نشا امی کو تسلی کو دے رہی ہے لیکن ماں تو جیسے کسی کی کوئی بات نہیں سن رہی ہے۔ بس بابر اور رانی کے بارے میں پوچھ رہی ہے جابر بابر کا چھوٹا بھائی تھا۔ جبکہ شاہین جابر کی دوست تھی اور کزن بھی اور نشا ان کے ماموں بلال کی بڑی بیٹی تھی

شاہین نے جابر سے کہا پولیس اسٹیشن میں رپورٹ کرا دی آپ نے۔

جابر نے کہا جی ہاں لیکن پولیس ان کو ڈھونڈنے میں ناکام ہے۔

ارے ہاں مجھے یاد آیا اپنے پیرو مرشد بابا عمر دین شاہ کے پاس چلتے ہیں وہ ان کا پتہ بتا دیں گے شاہین نے جابر سے کہا

ارے تو پہلے بتایا ہوتا۔ چلو جلدی چلتے ہیں جابر جلدی سے اپنے روم سے باہر آیا اور بائیک اسٹارٹ کی شاہین کو بیٹھا کر چل دیئے بیس منٹ بعد وہ دونوں باب عمر دین شاہ کے گھر پہنچ گئے بابا عمر دین شاہ نے دونوں کے سر پر ہاتھ رکھا اور بولے۔

کیا بات ہے بیٹا آج تم دونوں کالج نہیں گئے شاہین نے جواب دیا

نہیں بابا جابر کا بڑا بھائی اور بھابھی دو دن سے لاپہ ہیں اس لیے ہم آپ کے پاس آئے ہیں۔

ٹھیک ہے تم دونوں بیٹھو میں ابھی آتا ہوں اور بابا کمرے سے باہر نکل گیا۔ جب وہ ان کے پاس آیا تو ان کے ہاتھ میں ایک آئینہ تھا بابا آ کر سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئے شاہین نے بابا جی پوچھا۔

بابا جی یہ کیا ہے۔

یہ طلسمی آئینہ ہے۔ وہ لوگ جہاں بھی ہوں گے مجھے نظر آ جائیں گے۔

بابا جی پھر جلدی کریں ناں جابر نے بے تابی سے کہا۔ تو بابا بولے۔

اب تم مجھ سے کوئی بات نہ کرنا۔

ٹھیک ہے بابا جی۔

دس منٹ بعد بابا نے آئینے پر ہاتھ مارا تو اس میں بابر اور رانی نظر آنے لگی بابا اس منظر کو غور سے دیکھنے لگے اور کچھ دیر بعد بابا نے آئینے پر

ہاتھ پھیرا تو سب منظر غائب ہو گیا۔ شاہین نے جلدی سے پوچھا

بابا وہ کہاں ہیں اور کیسے ہیں

وہ دونوں بہت بڑی مشکل میں ہیں ان دونوں کے علاوہ دو اور بھی وہاں پہلے سے موجود ہیں جابر نے حیرانگی سے پوچھا۔

کیسی مشکل بابا۔ اور کون ہے ان دونوں کے علاوہ بھی وہ ایک نوجوان لڑکی اور لڑکا وہاں سے پہلے سے موجود ہیں

بیٹا سب کچھ جاننے کے لیے مجھے ایک رات چاہیے صبح میں سب کچھ تم دونوں کو بتا دوں گا۔ بابا جی نے کہا۔

باباجی آپ ان کے بارے میں کیا کچھ نہیں جانتے ہیں جابر نے پوچھا۔

بیٹا آج رات کو میں ایک وظیفہ کروں گا۔ اس وظیفہ کی بدولت مجھے ان کے بارے میں سب کچھ معلوم ہو جائے گا

جابر نے کہا۔ ٹھیک ہے بابا ہم صبح آ جائیں گے شاہین اور بابر اٹھ گئے بابا کو سلام کرنے کے بعد وہ سیدھا اپنے گھر جانے لگے۔

آج چاند کی دس تاریخ تھی رانی اور بابر کو گم ہوئے آج تیسرا دن تھا سب گھر والے بہت پریشان تھے نسیم بیگم کا رو رو کر برا حال تھا جبکہ نشا ان کو حوصلہ دے رہی تھی بابر کے دادا جان نے سہیل اختر کے دادا سے رابطہ کیا ہوا تھا سہیل اختر کے دادا چھوٹے خان بھی پریشان تھے اور اپنے پوتے کو ڈھونڈنے کے لیے ہر ممکن کوشش کر رہے تھے کیونکہ بابر رانی سہیل اختر اور شمائلہ ایک دن گم ہوئے تھے۔ سب لوگ انکی وجہسے بہت پریشان تھے آج صبح صبح شاہین اور جابر عمر دین شاہ بابا کے پاس پہنچ گئے بابا نے ان کو چاہیے وغیرہ پلائی

اور بولے۔ بیٹا آج سے تین ہزار سال پہلے سندرنگر پر راجہ فرخ آفتاب کی حکومت تھی راجہ فرخ مسلمان تھا بہت ہی نیک سیرت انسان تھا اس نے چھوٹی سی عمر میں بادشاہت سنبھال لی اور اس کی رعایا بھی اس کے حسن سلوک سے بے حد متاثر تھی وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا تھا اور نہ ہی ہونے دیتا تھا اس کی شادی ہو چکی تھی اس کی رانی کا نام نشا تھا وہ بھی بہت نیک تھی وہ ہندو مسلمان دونوں کو بہت پیار و محبت سے دیکھتا تھا اس سندرنگر میں کسی کی یہ ہمت نہیں تھی کہ کسی لڑکی کو بری نظر سے دیکھے اسی سندرنگر میں ایک شیطان کا پجاری رنجیت رہتا تھا وہ بادشاہ فرخ آفتاب سے چھپ چھپ کر دوسرے چاندنگر سے لڑکیوں کو اٹھا کر لاتا تھا اور رات کے سمے ان کی بلی دے دیتا تھا دیکھنے میں وہ بہت شریف دیکھائی دیتا تھا۔ لیکن اس کے اندر شیطان موجود تھا

ایکدن چاندنگر کے بادشاہ نے شہنشاہ فرخ آفتاب کو پیغام بھیجا کہ چاندنگر سے بہت سی کنواری لڑکیاں غائب ہو رہی ہیں ہماری مدد کرو اس قاتل کو پکڑنے کے لیے اور پھر فرخ آفتاب نے ان کی بھرپور مدد کی اور رنجیت کو پکڑ لیا گیا اور اسے زندہ دفن کر دیا گیا۔ اسکے مرنے کے بعد رنجیت کی بدروح بھٹکنے لگی اور انسانوں کا خون پینے لگی اور پھر ایک دن ایسا وقت آیا کہ پورا سندرنگر ختم ہو گیا۔ شہنشاہ فرخ آفتاب کا محل بہت خوبصورت تھا رنجیت کی بدروح نے انسانوں کا خون لے لے کر اس کے محل کو لال کر دیا ہے اس محل کا رنگ سفید تھا لیکن اس نے انسانوں کے خون سے اس حویلی کو لال کر دیا ہے اس نے شہنشاہ فرخ آفتاب اور نشا کی روحوں کو قید کر رکھا ہے اور اب اس نے اپنا وجود دوبارہ حاصل کرن کے لیے ان چاروں کی بلی دینی ہے اسکے بعد اس

دنیا میں رنجیت جادوگر کی بدروح کی حکومت ہوگی ان چاروں کی بلی وہ پورے چاند کی رات کو دے گا یعنی چودہ تاریخ کو اور اگر تم انہیں بچانا چاہتے ہو تو چار دن ہیں تمہارے پاس اگر تم انہیں بچا سکتے ہو تو بچالو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں ---بابا جی کی باتیں سن کر شاہین خوف سے تھر تھر کانپنے لگیں جابر نے کہا۔

بابا جی آپ ہماری مدد کریں۔

ہاں میں اس کام میں تمہاری ضرور مدد کروں گا اتنا کہہ کر انہوں نے ایک تلوار جابر اور ایک تلوار شاہین کو دی اور ایک ایک تعویذ بھی دیا اور کہا بیٹا جب تم کو میری مدد کی ضرورت ہو تو تین بار مجھے یاد کر لینا میں تمہارے پاس ہوں گا۔

جابر اور شاہین نے بابا جی سے اجازت لی اور سندرنگر کی طرف روانہ ہو گئے وہ دونوں جیسے ہی شہر سے باہر نکلے تو موسم خراب ہو گیا تیز ہوائیں چلنے لگیں بارش بھی ہونے لگی اور پھر تو انہیں اپنے ارد گرد خوفناک شکلیں دکھائی دینے لگیں اسی طرح کبھی کوئی درخت ان پر گرتا تو کبھی کوئی۔ کبھی ڈھانچے ان کا راستہ روکتے لیکن جابر بھی کسی سے کم نہیں تھا اچانک ان کے سامنے ایک عجیب وغریب مخلوق آگئی اس کی چار آنکھیں چار ہاتھ بڑے بڑا دانت جو ہونٹوں سے باہر نکلے ہوئے تھے اور ناک کی جگہ دو لمبے لمبے سونڈ تھے اس کا پورا جسم سیاہ بالوں سے ڈھکا ہوا تھا شاہین اس بلا کو دیکھ کر خوف سے تھر تھر کانپنے لگی۔ اس بلا نے ایک جھٹکے سے کار روک دی اور شاہین کو پکڑنے کے لیے آگے بڑی جیسے ہی اس نے شاہین کو پکڑنا چاہا تو جابر نے اس کی کمر پر تلوار سے بھرپور وار کیا۔ تو وہ بلا چیختی ہوئی جابر کی جانب واپس پلٹی تو شاہین نے ایک بھرپور وار اس کی دو لمبی سونڈوں پر کیا بلا کی دنوں سونڈ کٹ گئیں اور وہ خونخوار ہو کر شاہین پر جھپٹی تو جابر نے اس کی گردن اڑا دی اور وہاں جیسے خون کا دریا پھیلنے لگا جابر اور شاہین پھر کار میں سوار ہو گئے اور لال حویلی جا پہنچے وہ اس کے صدر دروازے سے داخل ہوئے اور اندر راہداریوں سے گزرنے لگے وہ کچھ دور ہی گئے تھے کہ انہیں ایک کمرے سے جانی پہچانی آواز سنائی دی اور آواز کسی اور کی نہیں بلکہ رانی اور بابر کی تھی شاہین اور جابر نے جلدی سے اس کمرے کا دروازہ کھولا تو اندر سے رانی بابر کے علاوہ ایک اور بھی نوجوان لڑکی اور لڑکا بیٹھے ہوئے تھے جیسے ہی شاہین اور جابر کمرے میں داخل ہوئے تو دروازہ دوبارہ بند ہو گیا اور پھر ایک قہقہہ پوری حویلی میں گونجا ہاہاہا۔ اب تم میں سے کوئی زندہ نہیں بچے گا۔ ہاہاہا۔ اور پھر اس کمرے کی دیواروں میں دراڑیں پڑنے لگیں چھت نیچے گرنے لگی تو بابر اور سہیل اختر نے بھرپور لات دروازے کو ماری تو دروازہ ٹوٹ گیا۔ اور وہ باہر نکل آئے اب جو انہوں نے دیکھا تو لڑکیوں کی خوف سے چیخیں بلند ہونے لگیں کیونکہ سامنے کا منظر ہی ایسا تھا رنجیت کی بدروح کے ساتھ چار ڈھانچے تین چڑیلیں پانچ جن سات بھوت اور گیارہ سر کٹے موجود تھے رنجیت نے غصہ سے انہیں دیکھا اور بولا ختم کر دو ان سب کو ان کی یہ ہمت کہ یہ لال حویلی یعنی موت کی حویلی سے باہر جا سکیں تو وہ سب کے سب ان پر ٹوٹ پڑے جابر بابا عمر دین شاہ کی دی ہوئی تلواروں سے رانی اور شائلہ نے ڈنڈے اٹھا رکھے تھے وہ ان تین چڑیلوں سے مقابلہ کرنے میں مصروف ہو گئے جبکہ انسان انسان ہوتا ہے اور وہ ہوائی مخلوق تھی آخر میں ان سب کو ان چڑیلوں جنوں بھوتوں نے پکڑ لیا۔ رنجیت کی بدروح نے ایک فاتحانہ قہقہہ لگایا۔ اور اپنے چیلوں سے بولا۔

انکو شیطان کو بت کے سامنے لے چلو تو پلک جھپکتے ہی وہ سب شیطان دیوتا کے سامنے بندھے ہوئے تھے رنجیت نے شیطان کے بت کے سامنے سے تلوار اٹھائی تو شاہین نے چیخ کر کہا۔

انہیں مت مارو خدا سے ڈرو۔ وہ تم کو کبھی معاف نہیں کرے گا۔ اس کے ساتھ ہی سامنے شاہین نے اپنا تعویذ اتار کر شیطان کے بت پر دے مارا تو اچانک اسے آگ لگ گئی۔

رنجیت نے جو یہ دیکھا تو اس نے شاہین پر تلوار کا وار کیا۔تو اچانک ہی شہنشاہ فرخ آفتاب اور نشا کی روحیں ظاہر ہوئیں اور درمیان میں ہی تلوار کو روک لیا رنجیت کی بدروح غصہ سے لال سرخ ہوگئی تو آفتاب نے کہا۔

رنجیت تم نے بہت ظلم کیا ہے اب تو اور ظلم نہیں کرے گا۔

رنجیت کی بدروح نے شاہین کی طرف دیکھا اور بولا۔

اے نادان لڑکی تو نے میری برسوں کی محنت ضائع کر دی ہے میں تم کو زندہ نہیں چھوڑوں گا اس نے شاہین کو بالوں سے پکڑ کر زمین پر دے مارا۔ رنجیت جادوگر کی بدروح نے کہا۔تم اپنے آپ کو بہت بہادر سمجھتی ہو اب میں تمہیں دکھاتا ہوں کہ میں کتنا طاقتور ہوں میری طاقتیں دیکھ کر تو کیا یہ سب ہی خوف سے کانپ جاؤ گی۔اور پھر وہ اپنے جن بھوتوں سے بولا۔

جاؤ اور میری ادنیٰ غلام آرتی بدروح کو لے آؤ کیونکہ اب یہ میرے کام کے نہیں ہیں۔ میں نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ ایک نہ ایک دن میں دوباہ تجھے زندہ کرکے انسانی گوشت اور خون پلاؤں گا۔

تو اچانک ہی دو بھوت غائب ہو گئے۔ اور جب وہ واپس ظاہر ہوئے تو انہوں نے ایک تابوت اٹھا رکھا تھا انہوں نے وہ تابوت جلتے ہوئے بت کے سامنے رکھ دیا تو رنجیت جادوگر کی بدروح نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا اور بولا۔اب دیکھنا مزا یہ کیسے تم لوگوں کو مارتی ہے ایک ایک کا خون پی جائے گی کوئی بھی یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جائے گا اتنا کہہ کر اس نے منتر پڑھنا شروع کر دیا آدھے گھنٹے کے بعد تابوت کا ڈھکنا کھلا تو اس میں سے نہایت ہی بھیانک شکل کی بدروح باہر نکلی اس نے رنجیت جادوگر کی بدروح کا شکریہ ادا اور شاہین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اے شیطانوں کے شیطان اندھیرے کے بے تاج بادشاہ شیطانی بدروحوں کے سردار مجھے بہت بھوک اور پیاس لگی ہے۔آج اس لڑکی کے خون سے میری برسوں کی پیاس بجھا دے۔

رنجیت نے کہا جا تجھے اجازت ہے مار ڈال اس لڑکی کو۔ بجھا لے اپنی برسوں کی پیاس۔

آرتی بدروح جیسے ہی شاہین کے پاس گئی تو شہنشاہ فرخ آفتاب کی روح نے آرتی کو درمیان میں ہی روک لیا اور بولا۔

اے آرتی تو یہ بتا کہ تو کس کی وجہ سے بدروح بنی ہے کس کیوجہ سے تو انسانی خون اور گوشت کھاتی ہے اور آج جس کی وجہ سے تو دوبارہ اس دنیا میں آئی ہے اس لڑکی نے شیطان کے بت کو آگ لگائی ہے اور تو اس کو ہی مار رہی ہے مارنا ہی ہے تو رنجیت کو مار۔ اس نے تجھ سے تیری عزت اور تیرا پاک جسم چھینا ہے اور تمہیں بے دردی سے مارا تھا

آرتی نے جو فرخ کی باتیں سنیں تو اسے وہ دن یاد آ گئے جب رنجیت نے اس کی عزت لوٹی تھی اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ اور اس کی روح کو اپنا غلام بنا دیا تھا آرتی نے اس کی باتیں سن کر رنجیت کی طرف خونخوار نظروں سے

دیکھا آرتی کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ کر رنجیت کا رنگ اڑنے لگا وہ چلانے لگا
نہیں آرتی نہیں انکی باتوں میں مت آؤ تم بھوکی پیاسی ہو ان کے خون اور گوشت سے اپنی پیاس اور بھوک مٹاؤ۔
نہیں رنجیت جادوگر نہیں۔اب یہ میرا شکار نہیں ہیں میرا شکار تو ہے مجھے سب کچھ یاد آ گیا ہے کہ کیسے تو نے میری عزت سے کھیلا تھا اور کیسے مجھے عبرت ناک موت دی تھی میں تمہارے آگے بہت منتیں کرتی رہی تھی لیکن تو نے میری منتوں کو نہ سنا اور میرے ساتھ وہی کچھ کیا جو تمہارے دل میں آیا آج آفتاب کی روح نے میری آنکھیں کھول دیں مجھے میرا قاتل دکھا دیا ہے اور میں تمہیں چھوڑ دوں ہرگز نہیں
اتنا کہہ کر وہ اس کی طرف بڑھنے لگی تو وہ پیچھے ہٹنے لگا۔ جبکہ آرتی اس پر حملہ آور ہوگئی۔ شاہین نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور جلتے ہوئے بت کے آگے بابا کا دیا ہوا تعویذ اٹھا کر رنجیت کے گلے میں ڈال دیا۔ پھر تو رنجیت کے جسم کو فوراً آگ لگ گئی جیسے ہی رنجیت کو آگ لگی اسکے تمام غلاموں کو بھی آگ لگ گئی جابر اور شاہین نے جلدی جلدی بابر اور رانی سہیل اختر اور شمائلہ کو کھولا۔ اور اندھا دھند دوڑ لگا دی۔ کچھ دیر بعد وہ سب لال حویلی سے باہر آ گئے۔ اچانک ہی ایک دھماکہ ہوا اور لال حویلی تباہ ہوگئی کچھ دیر بعد رنجیت آرتی فرخ آفتاب نشا اور دوسری سب روحیں باہر آ گئیں سب نے ان کا شکریہ ادا کیا اور آسمان کی طرف پرواز کر گئیں۔
قارئین کرام کیسی لگی میری کہانی اپنی رائے سے مجھے ضرور نوازیئے گا۔ میں آپ کی رائے کا شدت سے انتظار کروں گا اور پھر مزید کچھ لکھ کر بھیجوں گا۔ اسکے ساتھ ہی اجازت۔

شکوہ اس کی یادوں سے اس طرح کیا ہم نے
ہنستے ہنستے دل کو رولادیا ہم نے
اک لمحہ دیا اس نے جینے کے لیے
اور اسی میں زندگی کو بیتادیا ہم نے
اک صفحے پہ لکھی اسکی یاد کی داستان
دوسرا حصہ خالی ہی جلادیا ہم نے
کس بات کی معذرت چاہتے ہیں وہ
جس بات کو سنتے ہی بھلا دیا ہم نے
وہ کیوں نہیں آتے ہمارے پاس
جن کی راہوں میں پلکوں کو بچھادیا ہم نے
نرگس ناز۔ سکھر

شکوہ

ہر روز کی طرح آج بھی شام ڈھلی
لیکن نجانے کیوں آج دل اداس سا ہے
کچھ اپنے تھے شاید جو بچھڑ گئے
کچھ سپنے تھے جو ٹوٹ گئے
اس رات کی تاریکی میں اکیلے بیٹھے جب چاروں
طرف نظریں اٹھائیں تو کوئی اپنا نہیں تھا
یہ دل تو تنہا تھا اب بھی تنہا ہے
کیوں لوگ اس دل میں بس کر چھوڑ جاتے ہیں
کیوں لوگ یہ دل توڑ جاتے ہیں
کیوں مجھے تنہا چھوڑ جاتے ہیں
نرگس ناز۔ سکھر

بوجھو تو جانیں

ایک لڑکی کالج جا رہی تھی۔ ایک لڑکے نے اس کا نام پوچھا لڑکی نے کہا دو سال چھ ماہ۔ اب آپ بتائیں اس کا اصل نام کیا ہے۔ بوجھنے والے کو ملے گا زبردست گفٹ۔
وارث آصف خان۔ واں بھچراں

پراسرار قبرستان

---تحریر: خوشبو سلیم قادری۔ کراچی---

بینا تم میرا ہاتھ مضبوطی سے تھام لو میں جانتا ہوں کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے میں نہیں چاہتا کہ بھاگ وتی تم کو اڑ کر کہیں اور لیجائے۔ لیکن اچانک ہی وہ دونوں زمین پر منہ کے بل گرے۔ عالی بینا سے کچھ دور گرا تھا اور بینا اس پراسرار قبر میں گری تھی عالی اٹھا اور تیزی سے قبر کی طرف دوڑا۔ اس نے ایک لمحہ سے پہلے ہی بینا کا ہاتھ پکڑا اور اس کو قبر سے باہر نکال لیا۔ پھر بینا کو ساتھ لے کر ایک طرف کو بھاگ نکلا لیکن بینا تیز آندھی سے نیچے گر گئی وہ دونوں بینا کی طرف بڑھے کیونکہ وہ اس کا شکار کرنا چاہتے تھے ان کی نظر میں اس ماہ کا شکار بینا ہی تھی وہ تیزی سے بینا کی طرف بڑھے اور اس کو جا پکڑا اس کو چھوتے ہی ان کے جسموں کو آگ لگ گئی اور وہ دونوں ہی چیختے ہوئے ایکطرف بھاگنے لگے ان کا رخ قبر کی طرف تھا وہ خود بھی نہیں جانتے تھے کہ وہ کس طرف جا رہے ہیں بھاگتے بھاگتے وہ دونوں ہی قبر میں جا گرے ان کے منہ سے چیخیں گونج رہی تھیں بینا یہ سب دیکھ کر حیران ہو رہی تھی وہ تیزی سے ان کی طرف بھاگی دیکھا تو آگ نے پوری طرح ان کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا وہ جل رہے تھے ہوائیں ایسی طرح طوفانی تھیں ان کی راکھ تیز آندھی اور طوفانی ہواؤں میں گول گول گھوم کر قبر میں جذب ہوتی جا رہی تھی اور وہ دونوں ہی ایک بار پھر قبر میں دفن ہو کر رہ گئے ان کے دفن ہوتے ہی تیز ہواؤں اور آندھی کا زور ٹوٹ گیا۔ موسم یکدم ہی خوشگوار ہو گیا آسمان بالکل صاف ہو گیا بینا نے دیکھا کہ عالی بہت ہی دور پریشان کھڑا تھا اس نے جب بینا کو زندہ حالت میں دیکھا تو خوشی سے اس کی طرف بھاگا اس کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ بینا زندہ بچ گئی ہے ۔ایک سنسنی خیز اور ڈراؤنی کہانی۔

تیز طوفانی ہواؤں اور طوفانی بارش نے موسم کو بہت ہی خطرناک بنا دیا تھا ہر طرف سیاہ اندھیرا بکھرا ہوا تھا حسین نے بہت منع بھی کیا تھا لیکن عالی گھر سے نکل آیا۔ کیونکہ ان دونوں کو دوست کی شادی میں جانا تھا ایک تو ٹوٹی پھوٹی سڑک اور پھر یہ موسم خراب تیز ہواؤں کی وجہ سے ان کی گاڑی کا رخ مڑ گیا اندھیرے کی وجہ سے وہ گاڑی چلا نہیں پا رہا تھا اچانک ان کی گاڑی ایک درخت یا دیوار سے ٹکرا گئی اور گاڑی رک گئی دونوں دوست گاڑی سے اتر گئے طوفانی بارش سے بچنے کے لیے کسی سہارے کی تلاش کرنے لگے دور سے ان لوگوں کو چمکتی ہوئی دیئے کی مانند کوئی چیز نظر آئی وہ دونوں اس تک پہنچنے کے لیے چھوٹی چھوٹی دیوار کی چاردیواری میں داخل ہونے کے لیے گیٹ کی جانب چل دیئے۔

عالی یار ہمیں نہیں جانا چاہیے۔ پتہ نہیں یار کیسی جگہ ہوگی۔ حسین نے ڈرے ہوئے لہجے میں کہا

یار آج کی رات گزر جائے پھر ہم چلے جائیں گے عالی نے جواب دیا۔

یار آج کی رات گاڑی میں تو بیت سکتی ہے۔

نہیں یار وہاں چلتے ہیں ایک ہی تو رات کی



بات ہے گزار لیتے ہیں۔۔۔۔عالی نے کہا تو حسین خاموش ہو گیا۔ پھر دونوں دروازہ پار کر کے اندر داخل ہو گئے حسین نے موبائل فون کی روشنی میں دیکھا تو وہ قبرستان تھا۔

عالی یہ تو قبرستان ہے۔

چلو واپس چلتے ہیں۔ عالی نے کہا

یار ہو سکتا ہے وہ جو سامنے گھر ہے کسی گورکن کا ہو آؤ اس کے پاس چلتے ہیں عالی حسین کا ہاتھ پکڑ کر قبروں کے درمیان پہنچ گیا۔ اچانک حسین کا پاؤں ایک قبر میں پھنس کر رہ گیا۔ اور پاؤں پھنسنے کے سبب وہ قبر میں جا گرا اور عالی حیران پریشان ایک طرف ہٹ گیا قبر ایک دم دو حصوں میں ہوئی عالی کو اس قبر میں ہڈیوں کے علاوہ کچھ بھی دکھائی نہ دیا۔ حسین ان ہڈیوں پر گرا ہوا تھا اس کے جسم سے خون بہہ کر ان ہڈیوں کو سرخ کر رہا تھا اور پھر وہ قبر دھوائیں سے بھر گئی اس دھوئیں میں عالی کو دو سیاہ وجود بنتے ہوئے دکھائی دیئے عالی ڈر کر درخت کے نیچے چھپ گیا وہ ہنستے مسکراتے چلتے ہوئے عالی کے پاس آ گئے۔

عالی۔ عالی تم نے ہمیں اپنے دوست کے خون سے سیراب کیا تم نے ہمیں زندگی دی ہم اس قبر میں دفن تھے ہم خون کے پیاسے تھے تمہارے دوست کا خون پینے کے بعد ہم کو نئی زندگی مل گئی ہے ان کی یہ بات سن کر عالی بھاگ کر اس قبر کے پاس گیا وہاں اس کو اپنے دوست کا وجود دکھائی نہ دیا اور نیچے بیٹھ کر رونے لگا اس آدمی نے عالی کو کندھوں سے پکڑ کر اوپر اٹھایا اور عالی کو یوں لگا کہ اس کے وجود کو آگ لگ گئی ہو وہ تڑپ اٹھا اپنے آپ کو چھڑا کر زمین پر بیٹھ گیا۔ تم لوگوں نے میرے دوست کو ختم کر دیا میں تم دونوں کو نہیں چھوڑوں گا۔ اور پھر وہ رونے لگا۔ اس کی مارنے والی بات سن کر وہ عورت ہنس دی جیسے کہہ رہی ہو کہ تم ہمیں اب کچھ بھی نہیں کہہ سکتے ہو لیکن وہ دیکھ رہی تھی کہ وہ ڈرا ہوا ہے اس لیے وہ عورت بولی۔

عالی ہم تمہیں کچھ نہیں کہیں گے ہم تمہاری زندگی میں عیش و آرام بھر دیں گے لیکن تمہیں ہمارا ایک کام کرنا ہوگا آؤ ہمارے ساتھ وہ دونوں اتنا کہہ کر آگے آگے چلنے لگے اور عالی نہ چاہتے ہوئے ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا اسے ایسے لگ رہا تھا جیسے عالی کے وجود کو باندھ کر ان کے پیچھے لگا دیا گیا ہو وہ سر جھکائے ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا بہت طویل سفر طے کرنے کے بعد یہ تینوں ایک حال نما گھر میں داخل ہو گئے جہاں ہر طرف مکڑی نے اپنے جالے بنا رکھے تھے ہر طرف مٹی کی تہہ در تہہ جمع تھی جیسے حال نما گھر کو کسی قبر سے نکالا ہو ہر طرف بدبو ہی بدبو اور ہڈیاں بکھری ہوئی تھیں بدبو کی وجہ سے عالی کی طبیعت خراب ہونے لگی اس کو قہہ آنے لگی اس کا سر گھومنے لگا اس کی طبیعت خراب ہوتی چلی گئی۔

دیکھو عالی تم پریشان مت ہونا یہ کچھ سامان ہے تم رکھ لو تمہارے کام آئے گا کپڑے میں باندھ کر اس نے عالی کو سامان دیتے ہوئے کہا۔ اب تم گھر جاؤ ہمیں جب بھی تمہاری ضرورت محسوس ہوگی تم ایک انسان کا بندوبست کر دینا تم جس بھی انسان سے باتیں کرو گے جس سے بھی ملو گے ہم سمجھ جائیں گے کہ تم نے اس انسان کا ہمارے لیے انتخاب کر دیا ہے وہ انسان خود بخود ہمارے پاس پہنچ جائے گا۔ ہم تمہیں کسی بھی مشکل میں ڈالنا نہیں چاہیں گے۔ ہمیں صرف سو انسانوں کا خون چاہیے وہ بھی ہر مہینے عالی ان کی بات سن کر کچھ بھی نہ بولا۔ وہ ڈرا ہوا تھا اور ان لوگوں سے کسی طرح دور ہونا چاہتا تھا۔ جاؤ اب تم۔ اس عورت نے کہا۔ اور وہ چل دیا اور اس کے چلنے کا انداز بہت ہی تیز تھا وہ سیدھا اپنے ہوسٹل پہنچ گیا۔ وہاں پر اس کے تمام دوست موجود تھے اس کو اکیلے میں دیکھ کر وہ حسین کے بارے میں اس سے پوچھنے لگے لیکن وہ ان کو کیا بتاتا کیا جواب دیتا وہ چپ چاپ اپنے روم میں چلا گیا۔ اور جاتے ہیں

اندر سے دروازہ بند کر کے بیڈ پر لیٹ گیا وہ سوچنے لگا کاش میں حسین کی باتیں مان لیتا اور گاڑی میں ہی رات رک جاتا ان روشنی کی طرف نہ جاتا تو ہوسکتا تھا کہ مجھے یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔ میں یہاں اکیلا نہ آتا وہ بھی میرے ساتھ یہاں واپس آتا۔ وہ روتا جارہا تھا بار بار اس کی نظروں کے سامنے اپنے دوست کا چہرہ دکھائی دے رہا تھا اور وہ منظر بھی دکھائی دے رہا تھا کہ وہ کیسے قبر میں گرا تھا اور کیسے قبر سے دھواں اٹھا تھا۔ اور اس کے بعد اس کے دوست کا نام ونشان تک ختم ہو گیا تھا۔ سب کچھ اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم رہا تھا وہ روتا چلا جارہا تھا اور پھر وہ کمرے میں ہی بند رہنے لگا اپنے تمام دوستوں سے کٹ کر رہ گیا۔ حالانکہ اس کے دوست اس سے بہت سی باتیں کرنا چاہتے تھے لیکن وہ ان سب کو نظر انداز کرنے لگا اس کا زیادہ اپنے روم میں گزرنے لگا کسی سے بھی بولنے کو جی نہ چاہتا تھا۔ اس کی تمام خوشیاں ختم ہو کر رہ گئی تھیں وہ جو کپڑے میں باندھی ہوئی چیز تھی اس نے کھول کر دیکھا تو اس میں بہت زیادہ نقدی تھی وہ یہ سب دیکھ کر بہت ہی خوش ہوا اور پھر اس نے ایک دن فیصلہ کرلیا کہ وہ جنگل میں گزر بسر کرے گا اپنے اس فیصلہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اس نے ایک شوروم سے گاڑی لی اور اس میں ضروریات زندگی کی ہر چیز رکھنے کے بعد اس نے جنگل کیطرف اپنا سفر شروع کردیا۔ ایک لمبی مسافت کے بعد وہ جنگل میں پہنچ گیا اور اس نے پھر اپنے لیے ایک جگہ کا انتخاب کیا اور وہاں ہی رہنے لگا ابھی اس کو یہاں جنگل میں آئے ہوئے دو ہی دن ہوئے تھے کہ بھاگ ونتی اور دیو وہ دونوں اس کے پاس آئے وہ بہت غصہ میں تھے اس کو دیکھتے ہی بولے۔ تم نے انسانی دنیا کو چھوڑ کر یہاں کیوں ڈیرہ لگالیا ہے یہاں ہمارے لیے انسان کو بندوبست کیسے کرو گے اس کی آواز ایسی تھی کہ عالی کا دماغ شائیں شائیں کرنے لگا وہ بے چینی سے ان دونوں کو دیکھنے لگا مالتی بولی۔

دیو تم جاؤ میں اس کو سمجھاتی ہوں۔ پھر وہ عالی سے مخاطب ہوئی دیکھو عالی ہم تمہیں کسی بھی مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتے لیکن ہم نے تمہیں ایک کام کہا ہے جو تم نے کرنا ہے اور ہر حال میں کرنا ہے تم کو ایک انسان کا بندوبست کرنا ہے چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ تم نے اس کو یہاں لانا نہیں ہے صرف اس سے تعلقات بڑھانے ہیں اس کے بعد اس کو یہاں لانا ہمارا کام ہے اسکے بعد ہم لوگ یہاں سے چلے جایا کریں گے۔

ٹھیک ہے تم لوگ جاؤ میں انسانی دنیا میں جاتا ہوں۔ عالی نے کہا تو وہ بولی۔

ٹھیک ہے ہم جاتے ہیں لیکن ہمارے لیے انسان کا بندوبست کرواور یہ کام جلدی کرو۔ اتنا کہہ کر وہ چلے گئے لیکن عالی شہر نہ آیا وہ شہر آنا بھی نہیں چاہتا تھا اور نہ ہی وہ کسی انسان سے تعلقات بڑھانا چاہتا تھا وہ جانتا تھا کہ اس کے بڑھائے ہوئے تعلقات اس انسان کی زندگی کا خاتمہ ہے اور وہ ایسا نہیں چاہتا تھا۔ کئی دن گزر گئے لیکن وہ شہر نہ آیا۔ وہ دونوں پھر آگئے اب کی بار دیو غصہ سے سرخ ہورہا تھا اس نے آتے ہی عالی پر مکوں گھونسوں اور تھپڑوں کی بارش کردی۔ اس کا غصہ تھا کہ ٹھنڈا ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا اس نے ایک درخت سے ایک موٹی سی لکڑی توڑلی جو کانٹوں سے بھری ہوئی تھی اس سے وہ اس کی پٹائی کرنے لگا عالی کا جسم کانٹوں سے لہولہان ہونے لگا۔ اس کو اپنا جسم چیرتا ہوا محسوس ہونے لگا وہ درد کی شدت سے بے ہوش ہو گیا۔ بھاگ ونتی اس کے پاس آئی اور اس پر منتر پڑھنے لگی وہ ایک بار پھر ہوش میں آگیا اس نے اس کے جسم پر سفید محلول ڈالا تو اس کے زخم ٹھیک ہونے لگے۔

عالی تم سمجھدار ہو پھر بھی اپنی زندگی کو مشکل میں ڈال رہے ہو جو کام کہا تھا وہ کرو حالانکہ یہ کام ہم خود بھی کر سکتے ہیں لیکن ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ ایسا کرنے کی ہم کو بہت بڑی سزا ملی ہے ہم نے گرو بابا کی مرضی کے خلاف کئی انسانوں کا خون پیا تھا انہوں نے ہمیں اس قبر میں دفن کر دیا۔ اب ہم کسی کا بھی خون نہیں کر سکتے کیونکہ اب ہم کسی بھی طرح اس قبر میں دوبارہ بند نہیں ہونا چاہتے بھاگ وتی نے کہا اور عالی چپ چاپ اس کی باتیں سنتا رہا اور پھر گاڑی میں بیٹھ کر شہر کی طرف چل دیا۔ راستے میں اس کو سڑک کے درمیان تین نوجوان کھڑے دکھائی دیے ان کو دیکھ کر وہ ڈر گیا اور گاڑی کو تیز کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام ہو گیا وہ عین اس کے سامنے آ گئے تھے اس کو مجبور گاڑی روکنا پڑی بھائی ہم کو لفٹ چاہیے ہماری گاڑی خراب ہو گئی ہے ہمیں فلاں جگہ جانا ہے ہماری مدد کرو۔

نہیں نہیں مجھے جلدی ہے میں تم لوگوں کی مدد نہیں کر سکتا وہ ڈرے ہوئے انداز میں بولا۔ اس کی بات سنتے ہی اس نے اپنا پستول عالی پر تان لیا سالا سیدھی اور پیاری زبان سمجھتا ہی نہیں ہے چل دروازہ کھول ورنہ تیری گردن اڑا دیں گے۔

دیکھو میری بات سنو میں تمہاری مدد نہیں کر سکتا میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تم کسی مشکل میں پھنسو عالی نے ان کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

سالے تم ہمیں مشکل میں ڈالو گے۔ اتنا کہہ کر اس نے اس کو گاڑی سے باہر کھینچ لیا اور اس پر مکوں کی بارش کر دی۔ اور گاڑی میں بیٹھ گئے لیکن ان سے گاڑی سٹارٹ نہ ہوئی کمبخت نجانے کیسی گاڑی رکھی ہے اس نے جو سٹارٹ ہونے کا نام نہیں لے رہی ہے وہ غصہ سے بولا اور پھر گاڑی سے باہر نکلا اور عالی سے بولا اس کو تم ہی سٹارٹ کر سکتے ہو چلو بیٹھو گاڑی میں اس نے زبردستی اس کو گاڑی میں بیٹھا دیا۔ عالی کے گاڑی میں بیٹھتے ہی گاڑی خود بخود سٹارٹ ہو گئی وہ تینوں یہ سب دیکھ کر حیران رہ گئے گاڑی چلنے لگی عالی جانتا تھا کہ کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے اور پھر وہی ہوا جس کا اس کو خوف تھا تھوڑا ہی وہ آگے گئے تھے کہ ہر طرف سے گرد غبار اڑتا ہوا دکھائی دیا۔ اس گرد و غبار سے ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا پھیلنے لگا۔ اور ساتھ ہی گاڑی سفید دھویں سے بھرنے لگی وہ نیم بے ہوشی کی حالت میں تھا جب کچھ دیر بعد موسم پھر سے ٹھیک ہوا سب کچھ دکھائی دینے لگا تو اس نے دیکھا کہ گاڑی میں سے وہ تینوں نوجوان غائب تھے وہ ادھر ادھر دیکھنے لگا لیکن وہ جان گیا تھا کہ گاڑی میں سفید دھویں کا مطلب کیا تھا اس کا مطلب یہی تھا کہ وہ دونوں اس گاڑی میں گھس گئے تھے اور ان تینوں کو غائب کر کے لے گئے تھے۔ اس کا یہ شک کچھ ہی دیر میں حقیقت کا روپ دھار گیا جب اس کو بھاگ وتی کی آواز سنائی دی۔

عالی شکریہ تم نے ہماری مدد کی ہمیں کھانے کو کچھ دیا۔ ہم بہت خوش ہیں۔

دیکھیں تم یہ سب کچھ ٹھیک نہیں کر رہے ہو۔ وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا یہ سنتے ہی وہ غصے سے سرخ ہونے لگی۔ اچھا اچھا جاؤ تم اور شہر میں ہی رہنے کا بندوبست کرو ہم تم کو ملتے رہیں گے اتنا کہہ کر وہ غائب ہو گئی اور عالی کچھ سوچتا رہا پھر شہر کی طرف چل دیا۔ اس نے اپنا رخ فلیٹوں کی طرف کر لیا وہ کوئی فلیٹ لینا چاہتا تھا اور وہاں ہی رہنا چاہتا تھا اس نے ایک جگہ گاڑی کھڑی کی اور مالک سے ملا جلد ہی اس کو ایک عدد فلیٹ مل گیا اس نے اپنا سامان فلیٹ میں رکھا اور کچھ ضروری چیزیں لینے کے لیے وہ بازار چلا گیا۔ اور ایک شاپ داخل ہو گیا۔ ایک بہت ہی عمدہ لباس زیب تن کیے ہوئے لڑکی شاپ سے کچھ چیزیں لے رہی تھیں اس نے کالی چادر اوڑھ رکھی تھی اس کے چہرے کے نقش

بہت ہی خوبصورت تھے سانولی سی رنگت اس پر بہت کھل رہی تھی وہ عالی کے پاس سے گزر گئی عالی گم سم اس کو دیکھتا ہی رہ گیا شاپ کے مالک نے اس کو اپنی طرف متوجہ کیا تو وہ ہوش میں آ گیا۔ عالی بھی کچھ چیزیں لینے کے بعد دکان سے باہر نکل گیا اس نے دیکھا تو کچھ فاصلے پر وہی لڑکی جارہی تھی عالی کو بھی اسی راستے سے جانا تھا لہذا راستہ ایک ہوگیا ان دونوں کا پھر وہ دونوں ایک ہی فلیٹ میں داخل ہوگئے جو فلیٹ عالی نے کرایہ پر لیا تھا اس کے ساتھ والا گھر اس لڑکی کا تھا آج پہلی دفعہ عالی کے دل میں خوشی محسوس ہوئی تھی وہ اس لڑکی کے بارے میں سوچنے لگا پھر اس نے اپنے دل سے تمام خیال نکال دیئے مجھے اس لڑکی سے دور رہنا چاہیے میں اپنی وجہ سے اس لڑکی کی جان کو خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتا میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے وہ لڑکی کسی مصیبت میں پھنس جائے پہلے بھی میری وجہ سے کئی جانیں چلی گئیں ہیں اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی عالی نے دروازہ کھولا تو سامنے وہی لڑکی کھڑی تھی اکیس بائیس سالہ سانولہ رنگ ریشمی بال سیدھے سادھے کپڑوں میں ملبوس ہاتھ میں ٹرے پکڑے کھڑی تھی اس نے ایک گہری نظر عالی پر ڈالی۔

آپ لوگ نئے آئے ہیں اس فلیٹ میں۔

جی۔

آنٹی وغیرہ ہیں گھر۔

نہیں۔

یہ میری چچی نے بھجوایا ہے۔ اس نے کہا تو عالی نے اس کے ہاتھ سے ٹرے پکڑ لی اور وہ فوری چلی گئی عالی نے دروازہ بند کر دیا دوسری صبح وہ دس گیارہ بجے ناشتہ کے لیے گھر سے باہر نکلا تو وہ لڑکی بھی گھر سے باہر نکل رہی تھی عالی بھاگ کر اس کے پاس پہنچ گیا شکریہ آپ کا۔ وہ تیزی سے بولا۔

کس بات کا۔ وہ نہ سمجھتے ہوئے بولی

کل کھانے دینے کا۔ وہ مسکرادی۔ آپ کہاں جارہی ہیں۔

گھر کا سامان لینے جارہی ہوں۔

کیا آپ کے گھر میں کوئی اور نہیں ہے

ہے لیکن۔۔۔

لیکن کیا۔

کچھ نہیں۔

کیا کچھ نہیں کیا آپ بتانا نہیں چاہتی۔

نہیں ایسا کچھ بھی نہیں وہ دراصل میرے والدین کا انتقال ہو چکا ہے لہذا۔ وہ کچھ دیر کے لیے رک گئی پریشانی اور دکھ نے اس کے چہرے کو اپنے حصار میں لے لیا۔ عالی کو بہت دکھ ہوا مجھے آپ کے متعلق نہیں پوچھنا چاہیے تھا میں نے آپ کو بہت دکھی کر دیا ہے۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

چلو اپنا موڈ ٹھیک کرو پھر چائے پیتے ہیں۔

نہیں مجھے چائے نہیں پینی مجھے جلدی ہے۔ وہ تیزی سے بولی۔

تم نے اپنا نام تو بتایا ہی نہیں ہے۔

جی بینا۔ وہ اتنا کہہ کر چلی گئی۔

اور پھر دوسرے وہ اس کے فلیٹ پر چلا گیا گیٹ پر بیل دینے پر گیٹ اسی لڑکی نے ہی کھولا۔

جی آپ۔ وہ کچھ پریشان سی ہوگئی۔

یہ ایک لاکٹ ہے آپ کے لیے لایا تھا اس پر اللہ کا نام پاک لکھا ہوا ہے۔ اس نے اللہ کے نام کو چوم لیا اور پھر بولی۔

یہ تو سونے کا ہے۔

ہاں سونے کا ہے۔ یہ ہماری دوستی کی نشانی ہے اور دوستوں میں سب چلتا ہے۔ اچھا اب میں چلتا ہوں اتنا کہہ کر وہ واپس چل دیا اور لڑکی اس کو دیکھتی رہ گئی۔ وہ گھر چلا آیا۔

لڑکی تو تم نے ہمارے لیے بہت ہی خوبصورت منتخب کی ہے۔ بھاگ ونتی نے عالی سے کہا۔

نہیں بھاگ ونتی تم نے اس کے بارے میں سوچنا بھی مت وہ میری دوست ہے اگر اس کو کچھ ہوگیا تو میں تم دونوں کو واپس اسی قبر میں دفن کردوں گا۔ عالی نے گھبراتے ہوئے کہا۔

عالی تم ہمارے راستے کی رکاوٹ بنو گے ہم تمہاری زندگی تباہ کردیں گے۔ تم ابھی تین ماہ تک اپنے پاس رکھو اس کے بعد ہم اس کو دیکھیں کیونکہ ابھی ہمارے پاس دو بندے موجود ہیں دو ماہ کی خوراک موجود ہے۔ اور پھر اس نے ایک دم فلیٹ کو الٹ کر رکھ دیا جیسے بہت بڑا زلزلہ آگیا ہو دروازے پر زور سے دستک ہوئی تو عالی کی آنکھ کھل گئی وہ تیزی سے باہر دروازے کی طرف بھاگا دیکھا تو باہر بینا کھڑی تھی وہ اس کو سوتا ہوا دیکھ کر حیران رہ گئی۔

کیا بات ہے دن کے بارہ بج گئے ہیں اور آپ ابھی تک سوئے ہوئے ہیں۔ اور یہ تمہارے چہرے پر خون۔۔۔ وہ خون کو دیکھ کر دھنگ سی رہ گئی کیا اندر آنے کو نہیں کہو گے۔

کیوں نہیں آؤ آؤ وہ ایک طرف ہٹتے ہوئے بولا۔ تو لڑکی اندر چلی گئی۔ یہ تمہارے فلیٹ کو کیا ہوا اچانک عالی باتھ روم میں گھس گیا اس نے دیکھا واقعی اس کے وجود سے خون بہہ رہا تھا مجھے بینا سے دور رہنا ہوگا ورنہ وہ اسے بھی مار دیں گے۔

عالی کیا ہے باہر نکلو باتھ روم سے بینا نے کہا۔ میں ناشتہ لائی ہوں کر لینا اتنا کہہ کر آواز خاموش ہوگئی تھی وہ جب باہر نکلا تو وہ جا چکی تھی عالی کا ناشتہ کرنے کا بالکل بھی موڈ نہیں تھا وہ گھر سے باہر نکل گیا اس کو تمام دنیا ویران لگ رہی تھی اس کی زندگی سے خوشی غائب ہو چکی تھی وہ صبح سے شام تک سڑکوں پر آوارہ گردی کرتا رہتا اور پھر رات کو گھر جا کر سوجاتا۔ اس طرح کئی دن بیت گئے اور بینا اس سے ملنے کے لیے اس کے گھر آگئی۔

عالی یہ تمہیں کیا ہوگیا میں کئی دنوں سے دیکھ رہی ہوں کہ تم صبح گھر سے نکلتے ہو اور رات کو واپس آتے ہو آخر تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے۔

پلیز بینا مجھے میرے حال پر چھوڑ دو میری زندگی سے نکل جاؤ مجھے تمہاری بالکل بھی ضرورت نہیں ہے میں نہیں چاہتا کہ تم کسی مشکل میں پھنس جاؤ بینا حیران ہو رہی تھی کہ یہ کیسی باتیں کر رہا ہے۔

دوست بھی خود ہی بناتے ہو اور پھر چھوڑ بھی خود ہی دیتے ہو اگر ایسا ہی کرنا تھا تو پھر۔۔ اتنا کہہ کر وہ واپس چلی گئی۔ عالی تڑپ کر رہ گیا غصے سے اس اس نے تمام گھر کا سامان اٹھا اٹھا کر نیچے زمین پر پھینک دیا اور گھر سے باہر نکل گیا۔

عالی تم نے یہ اچھا نہیں کیا اس سے تعلق ختم کر کے تم کیا چاہتے ہو بولو۔ اس کو آواز سنائی دی اور عالی چیخ ہی پڑا۔

تم لوگ بینا سے دور رہو ہم سے مقابلہ کرو گے۔ دیو نے اس کو دیواروں کے ساتھ لگا کر مارا اور وہ درد کی شدت سے نڈھال ہوگیا۔ تم لوگ مجھے چاہے مار ڈالو لیکن میں بینا سے کبھی بھی تعلق نہیں رکھوں گا۔ یہ سن کر دیو کو اور غصہ آگیا اور اس پر وہ پھر سے تشدد کرنے لگا۔ جاؤ بینا کو بلاؤ ابھی اور اسی وقت ورنہ تمہارا حال بہت برا کردوں گا پھر اس پر ایک پھونک ماری تو عالی کے جسم میں آگ لگ گئی اور پھر بینا فلیٹ میں داخل ہوئی عالی کا حال دیکھا تو تڑپ سی گئی اور پھر بھاگتی ہوئی گھر لوٹ آئی۔ اور آب زم زم کی ایک چھوٹی سی بوتل پانی کی عالی کے جسم پر انڈیلنے والی تھی کہ ایک گرم ہوا کا جھونکا اس کے وجود سے ٹکرایا وہ زور سے دروازے سے جا لگی بھاگ ونتی اے لڑکی ہمارے درمیان مت آؤ اور یہ لاکٹ جو تم نے گلے میں پہن رکھا ہے اتار دو بھاگ ونتی غصے سے چیخ رہی

تھی وہ غصہ سے بہت ہی خطرناک لگ رہی تھی اس کی آنکھیں لال سرخ انگارہ لگ رہی تھی اس کا وجود آگ کی مانند سرخ ہورہا تھا بینا اس کی پرواہ کئے بغیر ٹھنڈا آب زم زم کا پانی اس پر انڈیل دیا اس کے وجود سے آگ ختم ہوگئی اور پھر تھوڑی دیر کے بعد عالی اٹھ کر بیٹھ گیا بینا تم چلی جاؤ یہاں سے ورنہ یہ تمہیں ماردے گی وہ دونوں باتیں کررہے تھے کہ اچانک دیو نے بینا کی طرف آگ اچھال دی تو وہ آگ واپس پلٹ کر اس دیو کو لگ گئی دیو اور بھاگ وتی فوراً وہاں سے بھاگ گئے عالی حیران پریشان بینا کو دیکھنے لگ گیا بولا بینا یہ کیا ہوا وہ دونوں بھاگ کیوں گئے اس کی بات سن کر بینا بولی۔

عالی یہ سب اس لاکٹ کی وجہ سے ہوا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا ہے۔ اور اب تم اپنا خیال رکھنا میں چلتی ہوں بینا یہ کہہ کر اپنے گھر کی طرف چل دی بھاگ وتی اور دیو پھر آ گئے عالی کو لے کر ویرانے میں جا کر پھینک دیا جہاں ہر طرف درخت ہی درخت تھے اس نے اس جنگل کا چپہ چپہ چھان مارا لیکن اس کو وہاں سے نکلنے کا کوئی بھی راستہ دکھائی نہ دیا وہ تھک کر بیٹھ گیا بھوک اور پیاس کی شدت سے اس کا برا حال ہورہا تھا۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے اچانک دیو آ گیا۔ عالی تم نے یہ سب اچھا نہیں کیا میں تمہیں تڑپا تڑپا کر ماروں گا۔ تمہاری لاش کو کتے اور چیلیں کھائیں گی۔ عالی بولا دیکھو مجھے گھر جانے دو تم بینا کو چھوڑ دو اور جس کو کہو گے میں اسے تمہارے لیے لے آؤں گا۔

نہیں وہ پھٹ پڑا اس نے ہم سے مقابلہ کرنے کی کوشش کی ہے ہم تمہیں اور اس لڑکی کو مار کر ہی دم لیں گے پھر اس نے آگ کی پھونک مار کر عالی کے وجود کو آگ لگا دی۔ وہ آگ کی شدت سے نڈھال ہوگیا اور نیچے زمین پر گر پڑا آگ والی سزا ختم ہوئی تو اس نے دیکھا کہ اس کے وجود پر بہت سی چیونٹیاں چپک کر اس کا خون نچوڑ رہی تھیں وہ شدید درد کی وجہ سے چیخنے لگا ان چیونٹیوں سے بچنے کے لیے وہ بھاگ پڑا اور ایک گندھے نالے میں چھلانگ لگا دی تھوڑی دیر کے بعد وہ تالاب سے باہر نکل رہا تھا کیونکہ اس کے بدبودار پانی سے اس کا سر چکرانے لگا تھا وہ جیسے ہی تالاب سے نکلنے کی کوشش کرنے لگا اور اپنا پاؤں باہر لانے لگا تو اس کو ایک جھٹکا لگا اور وہ پھر سے تالاب میں گر گیا۔ اس کا سانس رک رک کر آنے لگا وہ تیزی سے اٹھا اور پھر سے تالاب سے نکلنے کی کوشش کرنے لگا اس بار وہ تالاب سے باہر نکلنے میں کامیاب ہوگیا بدبو سے اس کا دماغ پھٹا جا رہا تھا وہ بے ہوش ہوگیا جب اس کو ہوش آیا تو وہ ایک بہت ہی ٹھنڈی پرسکون جگہ پر لیٹا ہوا تھا اس کو ہوش میں آتا ہوا دیکھ کر ایک بزرگ نورانی چہرہ اس کی جانب بڑھے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا عالی بیٹا تم اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہوگئے تھے تم کو خدا یاد نہیں رہا تھا اس لیے تو اللہ تعالیٰ نے تم پر آفت نازل کی ہے۔ بابا جی۔ وہ کچھ کہنے لگا تھا کہ بزرگ بولے۔

بیٹا زیادہ باتیں نہ کرو تم گھر جاؤ اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو ابھی بھی کچھ نہیں ہوا خدا تم پر اپنی رحمت کرے اور برکتیں نازل کرے اور ہاں بیٹا بینا بہت ہی اچھی لڑکی ہے اور بہت نیک ہے اسکا ساتھ کبھی بھی مت چھوڑنا۔

لیکن بابا جی۔

کہاناں زیادہ باتیں نہیں جاؤ اپنے گھر اپنی آنکھیں بند کرو جب کھولو گے تم اپنے گھر میں ہوگے عالی نے جیسے ہی آنکھیں بند کی اور پھر کھولی تو وہ اپنے گھر میں موجود تھا۔ اس نے گھر میں جاتے ہی گھر کا دروازہ کھولا تو تھوڑی دیر بعد ہی بینا آ گئی۔

تم اتنے دنوں سے کہاں تھے۔ میں نے تمہیں بہت تلاش کیا تھا اس نے عالی کو گھر میں دیکھتے ہی کہا

اور عالی بالکل چپ رہا وہ تھکا تھکا سا لگ رہا تھا۔ اس کو اس حالت میں دیکھ کر وہ اس کے قریب ہوئی اور اپنا ہاتھ اس کے ماتھے پر رکھا۔

تمہیں تو بہت تیز بخار ہے آؤ میں تم کو ڈاکٹر کے پاس لے کر چلتی ہوں۔

بینا تم جاؤ مجھے ڈاکٹر کے پاس نہیں جانا تم جاؤ میں خود ہی ٹھیک ہو جاؤں گا عالی میں چاچی کو بتا کر ابھی آتی ہوں تم کو لے کر جاؤں گی اتنا کہہ کر وہ گھر چلی گئی اور عالی اس کے جانے کے بعد واش روم میں گھس گیا نہایا دھویا وضو کیا اور اس کو اپنا وجود بہت ہی ہلکا محسوس ہونے لگا۔ جیسے اس کے دل سے تمام بوجھ ختم ہو گیا ہو وہ واش روم سے باہر نکلا تو ایک تیز جھٹکے کے ساتھ وہ دیوار کے ساتھ لگ گیا۔

تم بھی اس لڑکی کے ساتھ مل گئے ہو اور تم واپس کیسے آ گئے دیو غصے سے چیخ رہا تھا عالی بہت ہی پرسکون اور اطمینان سے بولا۔

دیو اب تمہارے دن بالکل ہی کم رہ گئے ہیں میں تم کو اور بھاگ ونتی کو واپس اسی قبر میں دفن کر دوں گا اس کی بات سن کر دیو غصہ میں آ گیا اس نے اس پر کچھ پڑھ کر پھونک ماری جس سے گھر میں ایک طوفان آ گیا گھر کا تمام سامان برتن اڑ اڑ کر عالی کے پاس آ کر رک جاتے بوڑھا دیو واپس بھاگ گیا۔ اور کچھ ہی دیر بعد وہ بھاگ ونتی کے ساتھ دوبارہ واپس آیا وہ دونوں بہت ہی غصے میں تھے گھر کا سامان بکھرا پڑا تھا عالی کو مارنے کے لیے اس کی طرف بڑھنے لگے لیکن وہ دونوں اس تک پہنچ نہیں پا رہے تھے اسے لگ رہا تھا کہ جیسے عالی کسی حصار میں بند ہو وہ دونوں عالی سے غصے سے چیخ رہے تھے اتنے میں دروازہ کھلا اور بینا اندر کمرے میں داخل ہوئی اور عالی کو پریشان دیکھ کر بولی۔

عالی یہ تم کس سے الجھ رہے تھے میں تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے جانے کے لیے آئی ہوں اتنا کہہ کر وہ عالی کی طرف بڑھی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر گھر سے باہر نکل گئی۔ اور کچھ ہی دیر میں وہ دونوں فلیٹ سے باہر تھے ان کے باہر نکلتے ہی ایک تیز آندھی آئی اور دیکھتے ہی دیکھتے آسمان پر کالے بادل چھانے لگے سیاہ بادلوں نے ماحول کو یکسر بدل دیا۔ ہر طرف سیاہ رات کا منظر دکھائی دینے لگا۔ وہ دونوں ہی حیران ہو رہے تھے ان کے قدم تیز ہواؤں سے اکھڑنے لگے تھے وہ خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہے تھے جس میں بری طرح وہ ناکام ہو رہے تھے اور تیز ہوا ان کو اڑا کر اپنے ساتھ لے جانے لگی۔

بینا تم میرا ہاتھ مضبوطی سے تھام لو میں جانتا ہوں کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے میں نہیں چاہتا کہ بھاگ ونتی تم کو اڑا کر کہیں اور لیجائے۔ لیکن اچانک ہی وہ دونوں زمین پر منہ کے بل گرے۔ عالی بینا سے کچھ دور گرا تھا اور بینا اس پراسرار قبر میں گری تھی عالی اٹھا اور تیزی سے قبر کی طرف دوڑا۔ اس نے ایک لمحہ سے پہلے ہی بینا کا ہاتھ پکڑا اور اس کو قبر سے باہر نکال لیا۔ پھر بینا کو ساتھ لے کر ایک طرف کو بھاگ نکلا لیکن بینا تیز آندھی سے نیچے گر گئی وہ دونوں بینا کی طرف بڑھے کیونکہ وہ اس کا شکار کرنا چاہتے تھے ان کی نظر میں اس ماہ کا شکار بینا ہی تھی وہ تیزی سے بینا کی طرف بڑھے اور اس کو جا پکڑا اس کو چھوتے ہی ان کے جسموں کو آگ لگ گئی اور وہ دونوں ہی چیختے ہوئے ایکطرف بھاگنے لگے ان کا رخ قبر کی طرف تھا وہ خود بھی نہیں جانتے تھے کہ وہ کس طرف جا رہے ہیں بھاگتے بھاگتے وہ دونوں ہی قبر میں جا گرے ان کے منہ سے چیخیں گونج رہی تھیں بینا یہ سب دیکھ کر حیران ہو رہی تھی وہ تیزی سے ان کی طرف بھاگی دیکھا تو آگ نے پوری طرح ان کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا وہ جل رہے تھے ہوائیں اسی طرح طوفانی تھیں ان کی راکھ تیز آندھی اور طوفانی ہواؤں میں گول گول گھوم کر قبر میں جذب ہوتی جا رہی تھی

اور وہ دونوں ہی ایک بار پھر قبر میں دفن ہو کر رہ گئے ان کے دفن ہوتے ہی تیز ہواؤں اور آندھی کا زور ٹوٹ گیا۔ موسم یکدم ہی خوشگوار ہو گیا آسمان بالکل صاف ہو گیا بینا نے دیکھا کہ عالی بہت ہی دور پریشان کھڑا تھا اس نے جب بینا کو زندہ حالت میں دیکھا تو خوشی سے اس کی طرف بھاگا اس کو یقین نہیں آرہا تھا کہ بینا زندہ بچ گئی ہے وہ تو سمجھ رہا تھا کہ وہ ان کے ہاتھوں ماری جا چکی ہے۔ وہ بھاگتا ہوا اس کے پاس پہنچ گیا۔

بینا تم ٹھیک ہو۔

ہاں میں ٹھیک ہوں مجھے کچھ بھی نہیں ہوا ہے اور عالی وہ دونوں اس قبر میں دفن ہو گئے ہیں میں نے ان کی راکھ کو قبر میں دفن ہوتے ہوئے دیکھا ہے ان دونوں نے مجھے ایک ساتھ پکڑنے کی کوشش کی تھی لیکن پھر انکے جسموں کو آگ لگ گئی اور وہ دونوں ہی چیخنے لگے اور اس قبر کی طرف بھاگے اس کے بعد سفید دھواں اٹھنے لگا۔ بینا نے عالی کو تمام سٹوری سنادی۔ وہ تیز آندھی اور طوفانی ہواؤں میں کچھ بھی نہ دیکھ سکا تھا بینا کی سنائی ہوئی سٹوری پر وہ خوشی سے جھوم گیا اور بولا بینا تمہارا شکریہ کہ تم نے ان کو مار دیا ہے اب وہ ہمیشہ کے لیے قبر میں دفن ہو گئے ہیں اب ہمیں ان سے کوئی بھی خطرہ نہیں ہے بینا مسکرادی اور اس نے گلے میں پہنے ہوئے اس لاکٹ کو چوم لیا۔

عالی یہ سب اس لاکٹ کا کمال ہے میرا کوئی کمال نہیں ہے اللہ کے نام کا یہ لاکٹ انکی موت بن گیا تھا۔ تمہارا یہ گفٹ دنیا بھر کے گفٹوں سے پیارا اور طاقت والا ہے۔

ہاں بینا۔ تم نے ٹھیک کہا ہے واقعی یہ سب اس لاکٹ کا کمال ہے ورنہ کچھ بھی ہو سکتا تھا وہ تمہارے پیچھے پڑے ہوئے ان کو تمہاری ضرورت تھی لیکن خدا نے وہ کچھ کر دیا جو وہ چاہتا تھا تم کو مارنے والے خود ہی مر گئے۔ اتنا کہہ کر اس نے اپنا ہاتھ بینا کیطرف بڑھا دیا جو اس نے تھام لیا۔

آؤ اب گھر چلیں۔

ہاں چلیں۔ وہ مسکراتے ہوئے بولی اور یوں وہ دونوں گھر کی طرف چل دیئے۔

بینا مجھے ایک بزرگ ملے انہوں نے کہا تھا کہ میں بینا کا ہاتھ کبھی بھی نہ چھوڑوں وہ بہت ہی اچھی اور نیک لڑکی ہے ہمیشہ اس کے ساتھ رہوں عالی نے بزرگ کی بات سنادی تو وہ بولی۔

عالی مجھے بھی تمہاری ضرورت ہے تم نہیں جانتے جب سے میں نے تمہارے ساتھ ہوتے ہوئے ایسے واقعات دیکھے تھے میں تمہاری زندگی کے لیے دن رات دعائیں کرتی رہتی تھی اور خدا نے میری دعائیں سن لیں تم کو صحیح سلامت بچا لیا۔

ہاں بینا مجھے تمہاری سچے دل سے کی ہوئی دعاؤں نے بچا لیا ورنہ کچھ بھی ہو سکتا تھا وہ دونوں تمہارے خون کے پیاسے تھے اور ہو سکتا تھا کہ تمہارے بعد میری باری ہوتی لیکن جو کچھ بھی ہوا ہے ایسا ہی ہونا چاہئے تھا۔ باتیں کرتے ہوئے دونوں گھروں کو پہنچ گئے عالی یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کا پہلے کی طرح بالکل صاف تھا کوئی بھی نقصان نہ ہوا تھا وہ سمجھ گیا کہ یہ سب ان کی وجہ سے ہوا تھا اور ان کے مرنے کے بعد سب کچھ ٹھیک ہو گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ بینا بھی حیران ہو رہی تھی عالی نے اس کی طرف دیکھا جو گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی وہ مکان کو دیکھ رہی تھی اور پھر عالی کو بھی دیکھ رہی تھی۔

کیا تم مجھ سے شادی کرو گی۔ اس نے اپنا ہاتھ بینا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ بینا نے شرماتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔

قارئین کرام کیسی لگی میری کہانی۔ اپنی رائے سے نوازیئے گا۔ میں شدت سے آپ لوگوں کی رائے کا انتظار کروں گی۔۔۔۔۔۔۔۔

شیطان

تحریر: ایم ذاکر ستی۔ مانسہرہ۔۔۔

میں مسلسل وکرم جادوگر کی طرف بڑھ رہا تھا جب اسامہ کے بار بار کہنے پر بھی میں نہ رکا تو اس نے اپنی گردن پر رکھے ہوئے خنجر کو اپنی گردن پر پھیر دیا خون کا ایک تیز فوارہ اٹھا اور اسامہ ہمیشہ کے لیے ساکت ہو گیا میں غصے میں زمین پر لاتیں مارنے لگا بھائی کی موت سے میں حواس باختہ ہو گیا تھا۔ میں دھاڑیں مارنے لگا ایسے میں وکرم جادوگر بولا دیکھو چھمو یہ طوطا مجھے دے دو اب میں کبھی کسی کا خون نہیں کروں گا اس کے چہرے سے خوف اور پریشانی کی جھلک نمایاں نظر آ رہی تھی میں نے غصے سے طوطے کے پر توڑ دیئے تو جادوگر کے بازو کٹ گئے وہ مجھ سے رحم کی بھیک مانگتا رہا میں نے طوطے کی دونوں ٹانگیں توڑ دیں جس سے جادوگر کی ٹانگیں کٹ گئیں اب وہ زمین پر گر چکا تھا اور مجھے لالچ دینے لگا کہ میں تمہیں اتنی دولت دوں گا کہ تمہاری سات نسلیں بھی اگر عیاشی کریں گی تو دولت ختم نہ ہو گی میں نے بغیر پرواہ کیے طوطے کی گردن مڑور دی جادوگر کی گردن کٹ گئی اور اس کے جسم کو آگ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ کچھ دیر بعد اس کی راکھ بن گئی اور امر ہونے کا خواب دیکھنے والا وکرم جہنم واصل ہو گیا میں اپنے بھائی کی یاد میں کافی دیر روتا رہا پھر بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا تو میں اپنے گاؤں میں تھا میں اٹھ کر بیٹھ گیا اور کہا میں یہاں کیسے آیا تو صدیق چاچا بولے بیٹا جس رات تم جادوگر سے مقابلہ کرنے کے لیے گئے تھے تو اس صبح گاؤں کا کوئی آدمی اس جگہ پہاڑی والے درختوں کی لکڑیاں کاٹنے کے لیے گیا تھا تو ادھر تمہیں بے ہوش پایا اور پھر وہ یہاں لے آیا آج پورے تین دن کے بعد تمہیں ہوش آیا ہے اچھا بیٹا کیا جادوگر مر گیا ہے۔ ہاں وہ مر گیا ہے پھر میں نے انہیں تمام روداد سنائی۔ ایک سنسنی خیز اور ڈراؤنی کہانی۔

دیکھو رمیض بیٹا۔ دانیال نے اگر آنا ہوتا تو وہ آ جاتا لیکن اب تم اس کی سزا مہمانوں کو کیوں دے رہے ہو بیٹا آؤ کیک کاٹو رات کافی بیت گئی ہے مہمانوں کو کھانا بھی کھانا ہے اور واپس بھی گھروں کو جانا ہے۔۔ نہیں پاپا میں دانیال کے آنے سے پہلے کیک نہیں کاٹوں گا چاہے مہمان بھوکے رہیں یا کچھ بھی ہو دانیال نے وعدہ کیا تھا وہ ضرور آئے گا۔ ڈاکٹر شبیر اپنے بیٹے پر بار بار کیک کاٹنے کے لیے دباؤ ڈال رہے تھے مگر وہ ایک رٹ لگا رہا تھا کہ دانیال کے آنے سے پہلے کیک نہیں کاٹے گا اسی اثنا میں دروازے پر دستک ہوئی اور دانیال کمرے میں داخل ہوا دانیال کو دیکھتے ہی رمیض نے غصے سے منہ پھیر لیا۔

ارے رمیض سوری یار راستے میں گاڑی خراب ہو گئی تھی اس لیے دیر ہو گئی سوری یار اب معاف کر دو دانیال اپنے دیر سے آنے پر رمیض سے معافی مانگ رہا تھا۔ کہ رمیض نے ہنستے ہوئے اپنا رخ دانیال کی طرف کیا اور کہا اٹس اوکے۔ اب جلدی سے میرے ساتھ چلو اب کیک کاٹ لیں چل ٹھیک ہے دونوں خوشی سے مصافحہ کیا اور کمرے میں سے باہر آ گئے۔ دراصل آج رمیض کی سالگرہ تھی



آج وہ پورے دس برس کا ہو چکا تھا اس کا سالگرہ پر ڈاکٹر شبیر نے ایک فنکشن ارینج کیا تھا اور دانیال اور رمیض کلاس فیلو تھے دانیال رمیض کا سب سے بہترین دوست تھا رامیض اور دانیال جونہی کمرے میں سے باہر نکلے تو ساری لائٹس بجھادی گئی اب ہال میں صرف چاند کی چاندنی ہر سو جگمگا رہی تھی جو کہ آج چاند کی چودھویں رات تھی اسی لیے چاندی عروج پر تھی اسی دوران دنیا کا سب سے زیادہ گایا جانے والا گیت ہیپی برتھ ڈے ٹو یو گایا جانے لگا ہال میں موجود تمام لوگوں نے رمیض کو ہیپی برتھ ڈے وش کیا اررمیض کیک کے پاس کھڑا تھا دانیال بھی اس کے پاس ہی کھڑا اس کی خوشیوں میں شریک تھا اب رمیض نے کیک پر دس موم بتیوں کو پھونک سے بجھایا تو سارا ہال تالیوں سے گونج اٹھا اب تمام لائٹس اان کردی گئیں تھیں ایک بار پھر رنگ برنگی بتیوں سے ہال جگمگا اٹھا اب رمیض نے کیک کاٹا اور کیک پیس اٹھا کر دانیال کو کھلایا دانیال نے آدھا کھا کر آدھا رمیض کو کھلایا ایک بار پھر تالیوں کو نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہو گیا رایک کا چہرہ خوشی سے تلملا رہا تھا کیک کھانے کے بعد کھانے کا دور شروع ہوا سب لوگوں نے بلا تکلف کھانا کھایا اور کھانے سر فراغت پانے کے بعد مہمان گھروں کو چل دیئے رمیض کے پاس تحفے تحائف کا ڈھیر لگ چکا تھا رمیض کو کچھ تھکن محسوس ہونے لگی تو دانیال نے کہا۔ چل یار آ نیند آ رہی ہے سوتے ہیں رمیض نے ماما پاپا کو گڈ نائٹ وش کیا اور دانیال کے ساتھ اپنے کمرے میں چلا گیا اچھا دانیال صبح نماز پڑھنے کے لیے جانا ہے میں سو رہا ہوں صبح گپ شپ ہو گی دونوں نے ایک دوسرے کو گڈ نائٹ کہا اور سو گئے۔

•

بیٹا رمیض دانیال جاگو بیٹا نماز کا وقت ہو گیا ہے ڈاکٹر شبیر دروازے پر دستک دینے کے ساتھ ساتھ آواز بھی لگا رہے تھے کافی دیر دستک دینے کے بعد بھی جب اندر سے کوئی جواب نہ ملا تو ڈاکٹر شبیر کے دل میں طرح طرح کے خیال آنے لگے جب کہ لاکھ کوشش کے باوؤد بھی کچھ جواب نہ ملا تو انہوں نے دروازہ توڑ دیا جب اندر دیکھا تو کمرہ بالکل خالی تھا ڈاکٹر شبیر مارے غم کے رونے لگے جب ان کی بیوی نے آواز سنی تو وہ دوڑتی ہوئی آئی۔ اور کمرے کے حالات دیکھ کر وہ بھی دھاڑیں مار مار کر رونے لگی حیرانگی کی بات یہ تھی کہ کمرہ اندرے سے لاک تھا یا ہر جانے کا متبادل راستہ کھڑکی تھی جو کہ صحن میں کھلتی تھی مگر وہ بھی اندر سے لاک تھی گھر میں کہرام مچ گیا تھا رونے کی آواز سن کے محلے والے بھی آ گئے تھے جب انہیں حالات کا پتہ چلا تو وہ بھی حیران ہوئے کہ بچے کیسے غائب ہو گئے پولیس کو بلایا گیا وہ ڈاکٹر صاحب کو تسلی دے کر چلی گئی چونکہ رمیض ڈاکٹر صاحب کا اکلوتا بیٹا تھا اور دانیال کو بھی وہ اپنے بیٹے سے کم نہیں سمجھتے تھے لہذا دہرا دکھ تھا جب دانیال کے گھر اس کی گمشدگی کا پتہ چلا تو وہ بھی دوڑے دوڑے ڈاکٹر کے گھر آئے اب سب پریشانی کے عالم میں بچوں کو ادھر ادھر دیکھ رہے تھے ان دونوں خاندانوں نے سر دھڑ کی بازی لگا دی تھی مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔

آج رمیض اور دانیال کو غائب ہوئے تین دن گزر چکے تھے مگر ان کا کچھ بھی پتہ نہیں چلا تھا پولیس کو بھی اس کیس میں دشواری کا سامنا تھا کیونکہ دروازہ اور کھڑکی اندر سے لاک تھے لہذا کیس انتہائی پیچیدہ تھا۔ آج صبح سے موسلا دھار برش کا سلسلہ جاری تھا جس نے خنکی میں مزید اضافہ کر دیا تھا ہوا جب جسم کو چھو کے گزرتی تو جسم کٹ سا جاتا دن کے وقت بھی رات کا ساسماں تھا بہر حال لوگ اپنے اپنے کاموں میں سے جلد ہی فراغت پا کر گھروں کو چلے گئے بازار بالکل خالی ہو گئے لوگ گھروں میں آگ کے مزے لے رہے تھے وقت اپنی مخصوص رفتار سے چل رہا تھا

اب رات نے اپنے خوفناک پر چاروں سمت پھیلا دیئے تھے ہر سو گہرا سناٹا تھا ایسے میں رونے کی آوازوں نے ماحول کو مزید دہشت ناک بنادیا تھا یہ رونے کی آوازیں جنزیب اور اس کی بیوی کی تھیں آوازیں سن کر سب گاؤں والے جمع ہوگئے گاؤں کے لوگوں کی عادت تھی کہ دوسرے کا درد اپنا درد سمجھتے تھے جب گاؤں والے چن زیب کے گھر پہنچے تو وہ انتہائی غم میں دکھائی دے رہے تھا بار بار دریافت کرنے پر اس نے بتایا کہ میں پانی پینے کے لیے جاگا تو اپنے بیٹے شاہ زیب کو چارپائی پر نہ پا کر مجھے تشویش ہوئی رات کو وہ میرے پاس ہی سویا تھا لیکن اب موجود نہیں تھا میں نے گھر کا چپہ چپہ چھان مارا لیکن کچھ پتہ نہیں چلا۔ اتنے میں زبیر بولا چن زیب بھائی کہیں وہ باہر نہ چلا گیا ہو زبیر باہر ہوتا لیکن دروازے کو اندر سے کنڈی لگی ہوئی تھی اور دیواروں سے کود کر باہر وہ جا ہی نہیں سکتا تھا وہ نوسال کا ہے دیوار پر چڑھنا اس کے بس کی بات نہیں اسی اثنا میں پولیس گھر میں داخل ہوئی اور واقعے کی نوعیت دریافت کی جب واقعے کا پت چلا تو انسپکڑ ذیشان کا ماتھا ٹھنکا انسپکٹر وہاں کا انچارج تھا۔ یہ واقعہ بھی ڈاکٹر شبیر کے بیٹے رمیض اور اس کے دوست دانیال کی طرح تھا وہی کہ گھر کے اندر سے لاک تھا پھر بھی شاہ زیب غائب تھا گاؤں کا ہر فرد اس بات پر حیران تھا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ گھر لاک ہوتا ہے پھر بھی بچے غائب ہورہے ہیں لیکن کسی کے پاس اس کا جواب نہیں تھا۔

اب یہ واقعے معمول بننے لگے اور ہر تیسرے دن بچے غائب ہوجاتے لیکن کوئی بھی سراغ نہ ملتا اب تو دنوں کا فرق بھی ختم ہوچکا تھا اور ہر روز ایک یا دو بچے غائب ہوجاتے اب گاؤں میں وحشت پھیل چکی تھی لوگوں نے بچوں کا باہر نکلنا بالکل بند کردیا تھا شام ہوتے ہی لوگ اپنے بچوں کو بغل میں لیے گھروں میں دبک کر بیٹھ جاتے اب اس گاؤں کا سکون ختم ہوچکا تھا والدین کو یہ ڈر رہنے لگا کہ کہیں آج ہمارے بچے کی باری نہ ہو۔

انسپکٹر ذیشان نے ہیڈ کوارٹر سے پولیس کی نفری منگوالی تھی اس کے ذہن میں یہ تھا کہ اغوہ کاری کسی گروہ کا کام ہے اور وہ انتہائی چالاکی سے بچے اغوا کرتا ہے اور کوئی سراغ نہیں چھوڑتا لہذا اس نے اغوا کی وارداتوں کو روکنے کے لیے گاؤں کے تمام داخلی اور خارجی راستوں پر پہرہ لگوادیا تھا۔

آج سردی عروج پر تھی ہر طرف سناٹے کا راج تھا ایسے میں جب ہوا چلتی تو گماں ہوتا جیسے بہت ساری عفریتیں سرگوشیاں کررہی ہوں ایسے میں سپائی گاؤں میں گشت کرتے ہوئے پہرہ دے رہے تھے تمام سپاہیوں کے پاؤں شل ہوچکے تھے انسپکٹر ذیشان گاڑی میں پورے علاقے میں گشت کررہا تھا اس نے سپاہیوں سے پوچھا کچھ پتہ چلا کسی گروہ کا۔ نوسر۔ ہمیں کوئی سراغ نہیں ملا ان کی طرف سے نفی میں جواب ملنے پر اس نے سوچا کہ شاید اغوا کار کو معلوم ہوگیا ہے ہم نے پہرہ لگا رکھا ہے اس لیے ایسا کوئی بھی واقعہ نہ ہوا لیکن اس وقت اسکا دماغ چکرا گیا۔ جب اس کو معلوم ہوا کہ رات کو دو بچے غائب ہوگئے ہیں انسپکٹر کا سر درد سے پھٹا جارہا تھا اس نے ڈسپرین کی دو گولیاں لیں تو کچھ افاقہ ہوا اس نے پہرہ مزید سخت کردیا لیکن پھر بھی کچھ حاصل نہ ہوا اب گاؤں کے لوگ اس سنگین ماحول اور وارداتوں سے خود کو خطرے میں محسوس کررہے تھے سب لوگوں نے یہ چیز محسوس کی تھی کہ جتنے بھی بچے غائب ہوئے یا تو ان کی عمر بارہ سال تھی یا اس سے کم تھی یعنی اغوا ہونے والے تمام بچے کم سن تھے لہذا ہم سب کو چھمو پہلوان سے رابطہ کرنا ہوگا۔

آج میں صبح صبح ہی اخبار پڑھ رہا تھا کہ لوگوں کا جم غفیر میرے گھر میں داخل ہوا میرے گھر کے

WWW.PAKSOCIETY.COM

چوکیدار نے روکنے کی کوشش کی لیکن میں نے سب کو اندر لانے کو کہا۔اب کئی بزرگ اور جوان میرے سامنے کھڑے تھے میں نے آنے کی وجہ دریافت کی تو جاوید چچا بولے۔

دیکھو چھمو بیٹا کئی دنوں سے ہمارے علاقے سے روزانہ بچے غائب ہورہے ہیں یہ بھی پتہ نہیں چل رہا ہے کہ کون ایسا کررہا ہے پولیس والوں کو بھی کوئی سراغ نہیں ملا چھمو بیٹا ہم بڑی امیدیں لے کر آئے ہیں۔میرا اصلی نام رضوان تھا میں پہلوانی کے میدان میں اس علاقے کا چیمپئن تھا گاؤں کے لوگ مجھے چھمو کہہ کر ہی پکارتے تھے پھر سدھیر چاچا بولے بیٹا کل رات میرا بیٹا بھی غائب ہوگیا ہے ہم نے بہت تلاش کیا لیکن کچھ پتہ نہیں چلا تم ہی کچھ اس کا حل تلاش کرو سدھیر چاچا پڑھے لکھے ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی عقلمند تھے وہ ہنس مکھ تھے ہمیشہ چہرے پر مسکراہٹ سجی رہتی تھی لیکن آج ان کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر میرا کلیجہ کٹ گیا تھا میں نے تمام لوگوں کو یقین دلایا اور کہا۔

میں ہر ممکن کوشش کروں گا کہ لیکن مجھے چند جوانوں کے تعاون کی بھی ضرورت ہے بولو کون میرا ساتھ دے گا میں نے لوگوں پر گہری نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

ہم دیں گے آپ کا ساتھ ان میں چھ لڑکے یہ کہتے ہوئے میرے سامنے کھڑے ہوگئے ان جوانوں میں فہیم ۔عاطف ۔امتیاز ۔شعیب ۔وسیم صداقت شامل تھے یہ چھ جوان بڑی مضبوط جسامت کے مالک تھے۔

میں بھی آپ کا ساتھ دینے کو تیار ہوں شہزاد نے آگے بڑھ کر کہا یوں تو شہزاد لاغر اور کمزور تھا اسے اپنے ساتھ رکھنا مناسب نہیں تھا لیکن اس کے جذبے کو دیکھ کر اسے بھی اس مہم میں شریک کردیا گاؤں کے تین داخلی اور خارجی راستے تھے میں نے ایک راستے پر فہیم اور امتیاز کو لگایا جبکہ دوسرے راستے پر صداقت اور عاطف کو لگایا جب کہ تیسرے راستے پر وسیم اور شعیب کو لگایا ان کے ساتھ میں نے شہزاد کو بھی لگا دیا۔اب رت نے اپنے پر پھیلا دیئے تھے ماحول پر ہولناکی چھائی ہوئی تھی ایسے میں تمام جوان اپنے اپنے فرائض سرانجام دے رہے تھے میں یعنی چھمو پہلوان ان سب کی نگرانی کررہا تھا میں علاقے میں گشت کررہا تھا اور جوانوں کو خصوصی ہدایات دے رہا تھا میں گشت کرتے ہوئے اچانک پیچھے مڑا تو مجھے ایسے لگا کہ جیسے کسی نے میرے سامنے والے مکان میں باہر سے اندر چھلانگ لگائی ہو میں برق رفتاری سے بھاگتا ہوا اس مکان تک پہنچنے کی کوشش میں تھا میں تھوڑے ہی فاصلے پر تھا کہ وہی عفریت دیوار میں سے یوں باہر نکلا کہ جیسے راستے میں کوئی دیوار یا رکاوٹ نہ ہو یہ ایک چوپایہ تھا جس کے جسم پر گھنے بال تھے اس کی آنکھوں میں عجیب وحشت تھی اور وہ ایسے دہک رہی تھیں جیسے تپتے انگارے ہوں میں نے اسے پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا اس کے پاس ایک بچہ تھا جو ایسے جھول رہا تھا جیسے بالکل ساکت ہوگیا ہو میں نے ہاتھ بڑھایا تو اس کا کان میرے ہاتھ میں آیا لیکن وہ ادھر کھڑے کھڑے ہی ایسے غائب ہوگیا جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔اب معاملہ میری سمجھ میں آگیا تھا صبح پھر گاؤں میں یہ خبر پھیل گئی تھی کہ نصیر جو کہ گاؤں کے ہائی سکول کا ہیڈ ماسٹر ہے آج رات اس کا بیٹا غائب ہوگیا ہے میں نے گاؤں کے تمام لوگوں کو اپنے گھر بلایا اور میں نے انہیں بتایا کہ کل رات میں نے ایک ریچھ کی طرح ایک چوپایہ کو دیکھا جس کے جسم پر سیاہ گھنے بال تھے وہ دیوار میں سے داخل ہوا اور دیوار میں سے باہر آیا اس کے پاس نصیر صاحب کا بیٹا عثمان میں نے خود دیکھا تھا۔وہ ایسے جھول رہا تھا جیسے اس میں بالکل زندگی کی رمق موجود نہ ہو میں نے اس عفریت کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن وہ غائب ہوگیا

نجانے اسے زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا اب اس سے پتہ چل گیا تھا کہ اغوا ار کوئی گروہ نہیں بلکہ ماورائی مخلوق ہے اب میں اس کا حل تلاش کرلوں گا۔

اگلے دن میں اپنے چھوٹے بھائی اسامہ جس کی عمر بارہ سال تھی اسے سکول چھوڑ کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہوگیا میرا رخ دوسرے گاؤں کے مشہور عامل کی طرف تھا ان کے استانے پر پہنچ کر میں نے انہیں ساری روداد سنائی انہوں نے میری بات پوری توجہ سے سنی پھر انہوں نے کہا بیٹا تم کل اسی وقت میرے پاس آنا میں تمہیں اس عفریت کے بارے میں بھی بتاؤں گا اور یہ بھی بتاؤں گا کہ یہ عفریت بچے کیوں اغوا کررہا ہے اور گھر واپس آ گیا۔

اچھا اسامنہ میری بات غور سے سننا تمہیں پتہ ہے ناں کہ آج کل ہمارے گاؤں سے بچے غائب ہورہے ہیں تو یاد رکھنا مجھے بعض اوقات کام کی وجہ سے شہر جانا پڑسکتا ہے لہذا میں نے اپنے دوست محسن کو بلوالیا ہے تم ان کے ساتھ رہنا یہ تمہارا خیال رکھیں گے انہیں تنگ مت کرنا سمجھ آئی ناں میں اپنے بھائی کو حالات کی نوعیت سمجھا رہا تھا۔

بھیا میں محسن انکل کو بالکل تنگ نہیں کرون گا اچھا یار محسن تم اسامہ کا خیال رکھنا پتہ نہیں میں اس مہم سے واپس آتا ہوں یا نہیں۔

یار چھمو یہ کیا کہہ رہا ہے تو اللہ تمہیں کامیاب کرے گا۔ ہماری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں اچھا یار میں نے رات کو پہرہ دینا ہے اور صبح سویرے وہاں ہی سے میں باباجی کی طرف روانہ ہوجاؤں گا۔ چل ٹھیک ہے یار اللہ حافظ اچھا اسامہ اپنا خیال رکھنا اللہ حافظ ۔اوکے بھیا اللہ حافظ۔

میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ آج پھر پہرہ دینے میں مصروف تھا سرد غضب کی تھی مگر ہم سردی سے بے خبر پہرہ دے رہے تھے آوارہ کتے جب بھونکتے تو وجود پر خوف طاری ہوجاتا۔ خدا خدا کرکے صبح کی روشنی طلوع ہوئی آج رات ہمیں وہ چوپایہ نظر نہیں آیا تھا صبح یہ خبر سن کر خوشی ہوئی کہ آج کوئی بھی بچہ گھر سے غائب نہیں ہوا۔

صبح ناشتہ کرنے کے بعد میں باباجی کے آستانے کی طرف چل نکلا جب ان کے آستانے پر پہنچا تو لوگوں کا ہجوم نظر آیا میں ہجوم سے نکلتا ہوا آگے جا پہنچا دکھا کہ سامنے ایک میت پڑی ہے میں نے جونہی میت کے چہرے پر سے چادر ہٹائی تو میرے جسم پر سکتہ طاری ہوگیا کیونکہ وہ لاش کسی اور کی نہیں بلکہ باباجی کی تھی لاش کا بڑا برا حال تھا ان کے جسم پر سے ساری چمڑی اڈھری ہوئی تھی دل بھی غائب تھا اور جسم پر ناخنوں کے نشان موجود تھے جیسے کسی نے جسم سے گوشت نوچنے کی کوشش کی ہو لاش کا یہ حال دیکھ کر میں حواس باختہ ہوگیا اور میں دھاڑیں مار مار کر رونے لگا اتنے میں ایک آدمی میرے پاس آیا اور مجھ سے پوچھا۔

کیا آپ کا نام چھمو پہلوان ہے۔

ہاں ہاں۔ میں نے فوری کہا۔

میں باباجی کا خادم ہوں صبح جب ہم باباجی کو جگانے گئے تو کافی کوششوں کے باوجود بھی کوئی جواب نہ ملا تو ہم نے دروازہ توڑا تو دیکھا کہ بابا زندگی کی بازی ہار چکے تھے ہم ابھی بھی حیران ہیں کہ دروازہ اندر سے بند تھا تو پھر ان کا خون کیسے ہوگیا۔ وہ بولے جا رہا تھا۔

اب میں حالات کو سمجھ چکا تھا کہ بابا کا خون بھی اسی ریچھ نما چوپایہ نے کیا ہے جو بچوں کو اغواہ کررہا تھا اور کل رات گاؤں سے کوئی بھی بچہ اس لیے غائب نہیں ہوا کیونکہ وہ عفریت رات کو باباجی کے ساتھ گتھم گتھا تھا۔

سنئے میں اپنے خیالوں میں گم تھا کہ اس آدمی کی آواز سے چونک گیا۔ باباجی کے کمرے میں سے یہ کاغذ ملا ہے یہ آپ کے لیے ہے۔

میں نے اس کے ہاتھ سے کاغذ لیا تو کاغذ پر لکھا تھا کہ چھمو بیٹا افسوس صد افسوس میں تمہارے کسی کام نہیں آسکا۔ میری ایک غلطی مجھے موت کے منہ میں لے جارہی ہے بیٹا یہ ایک بزرگ کا پتہ ہے ان سے رابطہ کرنا وہ ضرور تمہاری مدد کریں گے نیچے پتہ لکھا تھا اس پتے کے مطابق وہ بزرگ اگلے گاؤں کے تھے بابا جی کا رقعہ پڑھ کر میری آنکھوں میں آنسو آگئے بابا جی کی تکفین وتدفین کے بعد میں وہاں سے اپنی اگلی منزل کی طرف جانب چل نکلا تقریبا ایک گھنٹے کی مسافت کے بعد میں بزرگ کے آستانے پر پہنچ گیا وہاں پر بڑا ہجوم تھا سارے لوگ اپنے اپنے مسائل پیش کرر ہے تھے سب کو فارغ کرنے کے بعد میری باری آئی میں نے بابا کو جونہی اپنا مسئلہ بتانے کے لیے لب کھولے وہ بولے۔

بیٹا۔ میں سب جانتا ہوں تمہیں بابا جی میری طرف بھیجا ہے میرا نام ہارون الرشید ہے اور صابر میرا مرید تھا بابا کے منہ سے مرید کا نام سن کر میں سمجھ گیا کہ انہیں صابر کی موت کا علم ہے چھمو بیٹا جانتے ہو صابر کی موت کیسے واقع ہوئی۔

نہیں بابا جی مجھے نہیں معلوم۔

بیٹا صابر نے جب حصار بنایا تو وہ اس میں بیٹھ گیا ادھر اس چوپائے کو علم ہو چکا تھا کہ اسے قابو کرنے کے لیے صابر عمل کر رہا ہے جب وہ حصار میں بیٹھ گیا تو اسے یاد آیا کہ جس تسبیح پر اس نے ورد پڑھنا ہے وہ تو میز پر پڑی ہوئی ہے وہ لاعلمی میں حصار کو توڑتے ہوئے باہر آگیا تا کہ تسبیح لے سکیں اسی دوران وہ چوپایہ نمودار ہوا اور اس نے صابر کی زندگی چھین لی صابر کی دردناک موت کے بارے میں سن کر بہت افسوس ہوا۔

اچھا بابا جی آپ کو ہمارے گاؤں کے حالات کا تو علم ہوگا ہی اب بتایئے اس کا کیا حل ہے بابا جی نے آنکھیں بند کیں تو ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہونے لگا کبھی سرخ ہو جاتا اور کبھی زرد پڑ جاتا کافی دیر اس حالت میں رہنے کے بعد انہوں نے آنکھیں کھولیں تو وہ غصے سے سرخ ہو رہی تھیں۔

بیٹا معاملہ کچھ یوں ہے کہ تمہارے علاقے سے کچھ فاصلے پر ایک غار میں وکرم جادوگر رہتا ہے وہ انتہائی ظالم اور سفاک ہے وہ شیطان کا پجاری ہے اور اپنی طاقتوں کو بڑھانے کے لیے وہ کسی بھی حد تک جانے کو تیار ہے اس کے شیطان دیوتا نے اسے کہا کہ اگر وہ اس کے چرنوں میں ایک سو ایک نابالغ لڑکوں کی بلی دے گا تو وہ نہ صرف اس کی طاقتیں بڑھائے گا بلکہ وہ اسے امر بھی کردے گا۔ چونکہ وکرم جادوگر کے پاس کئی شیطانی طاقتیں ہیں اس لیے اس نے ان بچوں کو لانے کے لیے اپنے سب سے طاقتور غلام وشنا دیو کو لگایا ہوا ہے اس دیو نے اپنے جسم کو ریچھ کی شکل میں ڈھال دیا ہے اور وہ بآسانی بچے لاکے دے رہا ہے اب تک وہ چھیانوے بچے شیطان کے چرنوں میں قربان کر چکا ہے جب سو بچے پورے ہو جائیں گے تو اسے آخری بچہ ایسا چاہیے ہوگا کہ جو پورن ماشی کی رات کو پیدا ہوا ہو اور اس بچے کی خاص خوبی یہ ہوگی کہ اس کی پیٹھ پر یعنی کمر پر ستارے کا نشان موجود ہوگا۔

بابا اس شیطان کو روکنے کا کوئی حل ہے کہ نہیں۔

بیٹا حل تو ہے مگر انتہائی مشکل ہے۔

بابا آپ حکم کریں میں انشاء اللہ ہر امتحان میں سے گزرنے کے لیے تیار ہوں۔

بیٹا اسے زیر کرنے کے لیے تمہیں طاقت حاصل کرنی ہوگی اور طاقت حاصل کرنے کے لیے تمہیں ایک رات سے مقابلہ جی بابا میں موت سے مقابلہ کرنے کو تیار ہوں پھر بابا جی نے مجھے ورد اور چلہ کا طریقہ سکھایا۔

اچھا بیٹا چلہ مکمل کرنے کے بعد تمہیں ایک طاقت اور ایک غلام ملے گی جو ہر قدم پر تمہاری

رہنمائی کرے گی۔ اور بیٹ چلہ مکمل ہونے سے پہلے چاہے کچھ بھی ہو جائے تم حصار سے باہر نہ نکلنا اور چلہ ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر کرنا ہے یاد رہے کہ دوسرا پاؤں زمین پر نہ لگے ورنہ چلہ ناکام ہو جائے گا اور چلہ ناکام ہونے کی صورت میں موت یقینی ہے ۔ہاں تنا ہے کہ حصار میں درخت ہونا چاہیے تاکہ تمہیں سہارا مل سکے اور تم آسانی سے کھڑے ہو سکو بابا جی نے مجھے اور بھی کئی ہدایات دیں اور آخر میں کہا بیٹا ثابت قدم رہنا اللہ تمہارا حامی و ناصر ہو۔

بابا جی سے اجازت لے کر میں اپنے گھر کی طرف گامزن ہو گا تھوڑے ٹائم بعد میں اپنے گھر پہنچ چکا تھا گھر پہنچ کر فریش ہوا کھانا کھایا چھوٹے بھائی اور محسن کے ساتھ گپ شپ کی آج چونکہ ہفتہ تھا اور اسامہ کو صبح سکول کی چھٹی تھی لہذا کافی دیر تک اس کے ساتھ گپ شپ ہوتی رہی پھر میں باہر آ کر پہرہ دینے میں مصروف ہو گیا۔

ساری رات پہرہ دیتے ہوئے گزری صبح کو اس خبر نے پھر تن بدن میں آگ لگا دی کہ آج تین بچے غائب ہوئے یعنی کہ ننانوے بچے غائب ہو چکے تھے اور اسی سوا ایک پورا ہونے میں صرف دو بچے باقی تھے جن میں سے ایک نارمل بچہ غائب ہونا تھا اور ایک وہ بچہ جو چاند کی چودھویں رات کو پیدا ہوا ہو اور اسکی کمر پر ستارے کا نشان موجود ہو میں نے آج یعنی اتوار کو چلہ کرنے کا سوچ لیا تھا۔

صبح دس بجے کا وقت تھا جب میں گھر داخل ہوا دیکھا کہ اسامہ پتنگ اڑا رہا تھا ہمارا گھر چونکہ کشادہ تھا اور اس میں باغیچہ بھی تھا صحن میں درخت لگے ہوئے تھے ان درختوں کے بیچ اسامہ کی پتنگ پھنس گئی اسامنہ بھاگ کر درخت پر چڑھا اور پتنگ نکالی درخت سے اترتے ہوئے وہ زور سے چیخا میں بھاگ کر اس کے پاس پہنچا۔

کیا ہوا کیا ہوا میں نے برجستہ پوچھا۔

وہ بھیا شاید میری کمر پر کانٹا لگ گیا ہے۔

کہاں پر۔ میں نے جلدی سے پوچھا۔

بھیا ادھر کمر پر۔ اسامہ نے فوراً قمیض اتاری ۔کمر پر نظر پڑتے ہی مجھے ہزاروں وولٹ کے جھٹکے لگے میرا دماغ سن ہونے لگا کیونکہ اسامہ کی کمر پر وہ ستارہ والا نشان موجود تھا جو بابا جی نے بتایا میں نے بڑی مشکل سے کانٹا نکالا میرا جسم بالکل ساکت ہو چکا تھا کیونکہ والدین کے مرنے کے بعد میں نے ہی اسے پالا تھا اس کا میرے اور میرا اس کے سوا دنیا میں کوئی نہیں تھا۔

کیا ہوا بھیا ۔آپ کی آنکھوں میں آنسو کیوں گئے مجھے کانٹے کا زیادہ درد نہیں ہوا ہے مگر آپ کے آنسو نکل آئے اس معصوم کو پتہ نہیں تھا کہ یہ آنسو کانٹے کی وجہ سے نہیں آئے تھے بلکہ ان حالات کی وجہ سے آنکھوں میں آئے تھے جن کا ہمیں سامنا کرنا تھا۔

نہیں بیٹا کچھ بھی نہیں ہوا ہے یہ آنسو ویسے ہی آنکھوں میں آ گئے تھے تم جاؤ اور جا کر پتنگ اڑاؤ۔

او کے بھیا اسامہ کے نشان نے مرا دماغ ماؤف کر دیا تھا میں اپنے اس معصوم بھائی کو کھونا نہیں چاہتا تھا میں ے گاؤں کے تمام لوگوں کو جمع کیا اور ساری صورتحال بتا دی گاؤں کے بزرگوں نے مجھے کہا بیٹا تم بھائی کی وجہ سے پریشان ہوناں بیٹا ہم اپنے بیٹوں کو تو جانے سے نہیں روک سکے مگر تمہارے بھائی کو بچانے کے لیے اگر ہمیں اپنی اپنی جانیں بھی دینا پڑیں تو ہم پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

اب سورج اپنی منزل کی طرف گامزن تھا میں نے چلے کے لیے ضروری سامان رکھا اور جانے کی تیاری کرنے لگا رات کا اندھیرا ہر سو پھیل چکا تھا آج سردی پہلے کی نسبت کچھ زیادہ ہی تھی کتوں کے بھونکنے کی آواز نے ماحول کو مزید پراسرار بنا دیا تھا میں اپنی مستی میں گم گاؤں کے قبرستان کی طرف رواں

دواں تھا ہوا سے درخت یوں ہل رہے تھے جیسے کئی دیو مجھے آگے بڑھنے سے روک رہے ہوں ڈر اور خوف کو بالائے طاق رکھتا ہوا میں قبرستان کی حدود میں پہنچ گیا تھا تھوڑی سی کوشش کے بعد مجھے ایسی جگہ مل گئی جو چلے کے لیے مناسب تھی کیونکہ ادھر درخت بھی تھا اور قبر بھی پاس ہی تھی ادھر ادھر نظر گھما کر دیکھا تو ہر طرف درخت بھی تھے یہ خموشی اور گہرا سکوت کھا جانے کو دوڑتا تھا حالانکہ میں گاؤں کا پہلوان تھا اور طاقت بھی اچھی خاصی تھی پھر نجانے کیوں خوف نے میرے وجود کو جکڑ رکھا تھا خیر میں نے باباجی کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق آیت الکرسی پڑھتے ہوئے حصار قائم کیا اور حصار میں داخل ہو گیا کھڑے ہو کر چلہ کرنے کا سوچ کر میری روح تک کانپ اٹھی خیر میں نے ورد پڑھنا شروع کر دیا میں ایک پاؤں پر کھڑا درخت کا سہارا لیئے ہوئے ورد کر رہا تھا دوسرے پاؤں کو میں نے زمین سے کافی بلند کر لیا تھا تا کہ غلطی سے بھی زمین پر نہ پڑے کیونکہ ایسا ہونا یقیناً موت کے منہ میں چھلانگ لگانے کے مترادف تھا میں اردگرد کے ماحول سے بےفکر اپنے چلے میں مصروف تھا ابھی ورد پڑھے ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ گاؤں لے لوگ میرے پاس آئے اور کہا چھمو بیٹا وہ چوپایہ اسامہ کو لے گیا ہے یہ خبر سنتے ہی میرے دماغ میں گھنٹیاں بجنے لگیں میں زمین پر پاؤں لگا کر باہر نکلنے ہی کو تھا کہ باباجی کے سرگوشی کانوں میں سنائی دی بیٹا پاؤں زمین پر نہیں رکھنا یہ سب نظر کا دھوکہ ہے تمہارا بھائی بالکل ٹھیک ہے باباجی کی یہ بات سن کر میں اپنی جگہ پہلے والی پوزیشن میں ہو گیا وہ گاؤں والے اب ڈھانچوں کا روپ دھار چکے تھے اور مجھے دھمکیاں دے رہے تھے کہ باہر آ جا نہیں تو بے موت مارا جائے گا میں نے آنکھیں بند کیں اور ورد پڑھتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد آنکھیں کھولیں تو کچھ بھی نہیں تھا ڈھانچوں کے آنے سے پتہ چلتا تھا کہ شیطان وکرم جادوگر کو میرے چلے کے بارے میں علم ہو چکا تھا اور وہ مجھے ہر طرح سے بہلانے پھسلانے کی کوشش کرے گا میں ورد پڑھنے میں ہی مصروف رہا مجھے لگا کہ بارش ہو رہی ہے جب دیکھا تو واقعی بارش ہو رہی تھی مگر یہ پانی کہ نہیں بالکہ ابلتے ہوئے خون کی بارش تھی اور وہ حصار کے اندر نہیں آ رہی تھی میں سمجھ گیا تھا کہ یہ بھی شیطان کی چال ہے لہذا میں نے دل مضبوط کر لیا ابلتے ہوئے خون میں اتنی تپش تھی کہ مجھے اپنا وجود جلتا ہوا محسوس ہوا کافی دیر تک بارش ہوتی رہی شیطان چاہتا تھا کہ شاید میرے قدم ڈگمگا جائیں لیکن میں برداشت کرتا رہا تھوڑے وقت بعد خون کی بارش ختم ہو گئی حصار سے باہر زمین پر نظر دوڑائی تو زمین بالکل صاف نظر آئی جیسے یہاں کچھ بھی نہ ہو وقت اپنی مخصوص رفتار سے چلتا رہا تقریباً آدھے سے زیادہ چلہ ہو چکا تھا میرے پاؤں ایک سردی کی وجہ سے شل ہو چکے تھے دوسرا آج پہلی مرتبہ اس طرح ایک پاؤں پر اتنی دیر کھڑا ہوا تھا میں نے ورد پڑھنے کی رفتار کو بڑھا دیا تھا تا کہ ذہن سے یہ خوف اور ڈر ختم ہو سکے میں اونچی آواز میں ورد پڑھ رہا تھا کہ میرے سامنے وہی ریچھ نما چوپایہ یعنی وشنا دیوآن کھڑا ہوا آج اس کی حالت غیر ہو رہی تھی وہ غصے سے بھپر رہا تھا اس کی آنکھوں میں اتنی دہشت تھی کہ وہ دیکھ کر روح کانپ جاتی وہ آتے ہی غصے سے دھاڑ۔

اولڑکے۔تو لاکھ چاہ کر بھی میرے آقا وکرم جادوگر کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا اسی لیے یہ ناٹک چھوڑ دے اور گھر واپس چلا جا میں تیری جان بخش دیتا ہوں وہ مجھے دھمکیاں دیئے جا رہا تھا اور میں ورد پڑھنے میں مگن رہا۔ جب اس کی دھمکیوں کا مجھ پر کوئی اثر نہ ہوا تو اس نے قبروں کی طرف مڑ کر کہا۔

اٹھو اس قبرستان کے باسیو۔اس لڑکے کو گھسیٹ کر میری طرف لاؤ یہ سننا تھا کہ تمام قبریں پھٹنے لگیں اور مردے باہر نکلنے لگے اب میرے

چاروں طرف کفن پوش مردے کھڑے تھے اور وہ میری طرف بڑھنے لگے مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے میری سانس بند ہو جائے گی سردی ہونے کے باوجود بھی میرا جسم پسینے سے شرابور ہو گیا تھا وہ مردے بھاگتے ہوئے میری طرف آنے لگے خوف کی وجہ سے میں نے آنکھیں بند کر لیں پھر مجھے چیخوں کی آواز سنائی دی جب آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ سارے مردے آگ کی لپیٹ میں تھے اور چیخ و پکار کر رہے تھے تھوڑی دیر تک یہ سلسلہ جاری رہا پھر ہر طرف سکوت طاری ہو گیا۔ وشنا دیو جا چکا تھا اور میں اپنی سانسیں ٹھیک کرنے لگا جو کہ وشنا دیو کو دیکھ کر بے ترتیب ہو گئی تھیں۔

میں اپنے چلے کا بہت حصہ مکمل کر چکا تھا میرے پاؤں کا یہ حال تھا جیسے وہ میرے جسم کا حصہ ہی نہ ہوں اب مزید کھڑا ہونا محال لگ رہا تھا لیکن اپنی زندگی اور گاؤں کی فلاح کے لیے مجھے چلہ مکمل کرنا تھا اب چلہ مکمل ہونے کو چند منٹ باقی تھے کہ مجھے دور سے وکرم جادوگر آتا ہوا دکھائی دیا اس کے چہرے سے غصہ واضح دکھائی دے رہا تھا آتے ہی وہ بولا۔

اے لڑکے یاد رکھنا جس طاقت کو تو حاصل کرنے کے لیے اتنی محنت کر رہا ہے انہیں پا کر بھی تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اسی لیے میں تین تک گنتا ہوں اگر باہر آ گیا تو تیری جان بخش دوں گا اور اگر تو باہر نہ آیا تو پھر تجھے میرے غضب سے کوئی نہیں بچا سکتا لے میں گننا شروع کرتا ہوں ایک ۔۔دو۔۔تین ۔۔تین کہتے ہی وہ غصے سے میری طرف دیکھ کر بولا اب تیار ہو جا موت کے لیے اتنا کہتے ہی اس نے کچھ پڑھ کر کچھ پھونکا تو درخت موم کی طرح پگھلنے لگا جس کا میں نے سہارا لیا ہوا تھا بابا جی کی آواز میرے کانوں میں گونجی۔

بیٹا تمہارے چلے کو پورا ہونے میں صرف دو منٹ باقی رہ گئے ہیں کسی طرح یہ دو منٹ پورے کر لو اللہ تمہارا حامی و ناصر ہو۔

درخت پر میری گرفت کمزور پڑ رہی تھی اور پھر درخت میرے ہاتھوں سے چھوٹ سیا اب مجے چلے کی سختی کا اندازہ ہوا تھا وکرم جادوگر میری پریشانی پر خوب قہقہے لگا رہا تھا پھر اس کے اگلے وار نے تو میرے ہوش و حواس ہی چھین لیے تھے اس نے کچھ پڑھ کر زمین پر پھونک ماری اور زور سے لات زمین پر دے ماری تو انتہائی شدید زلزلہ شروع ہو گیا زمین پوری قوت سے ہل رہی تھی میں کبھی ادھر اور کبھی ادھر لڑکھڑا رہا تھا اب مجھے اپنی موت یقین نظر آنے لگی زندگی میں پہلی مرتبہ مجھ پر اس طرح موت کا خوف حاوی ہوا تھا مجھ پر پہلوانی میں اور عام زندگی میں کئی کئی پریشانیاں اور مصیبتیں آئیں مگر میں اج تک موت سے اتنا خوفزدہ نہیں ہوا تھا جتنا کہ آج تھا ان حالات میں نہ دماغ کام کر رہا تھا نہ ہی پاؤں آخر کہیں دور سے صبح کی آذان کی آواز سنائی دی آذان کی آواز سنتے ہی میرے اندر زندگی کی لہر دوڑ گئی کیونکہ اذان کے ساتھ ہی میرا چلہ مکمل ہو چکا تھا سارے کھیل جو مجھے ڈرانے کے لیے کھیلے گئے تھے اب ختم ہو گئے تھے پاؤں سن ہونے کی وجہ سے میں دھڑام سے زمین پر گر گیا۔ اسی دوران مجھے بابا جی اپنی طرف آتے ہوئے دیکھائی دیئے جنہوں نے مجھے ورد دیا تھا وہ آتے ہی بولے۔

بیٹا مبارک ہو تم نے چل مکمل کر لیا ہے اب تمہیں طاقتیں بھی مل جائیں گی اور ایک غلام بھی تمہارے قبضے میں آ جائے گی اور جو تمہاری غلام بنے گی وہ ایک جن زادی ہوگی میں درد سے کراہ رہا تھا اور اپنے پاؤں دبا رہا تھا بابا جی مسکرائے اور کچھ پڑھ کر میری طرف پھونک ماری تو میں ہشاش بشاش ہو گیا اور پاؤں کا درد بھی ختم ہو گیا۔

اچھا بابا مجھے کون سی طاقت ملی ہے اور غلام کون ہے۔ میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

بیٹا پہلے تمہیں تمہاری طاقت دکھاتا ہوں وہ سامنے درخت کو دیکھ کر بولو جل جا میں نے اپنے سامنے والے درخت کو دیکھ کر کہا جل جا اتنا کہنا تھا کہ میری آنکھوں سے شعاعیں نکلیں اور درخت دھڑ ادھڑ جلنے لگا یہ منظر دیکھ کر میں بہت ہی خوش ہوا۔

اب بیٹا اب تمہاری غلام کو تمہارے سامنے حاضر کرتا ہوں یہ دیکھو میں نے باباجی کی طرف دیکھا تو ان کے ساتھ مجھے ایک دوشیزہ دکھائی دی بیٹا اس کا نام نیلم ہے اور یہ مسلمان ہے یہ ہر قدم پر تمہاری رہنمائی کرے گی ٹھی ہے بیٹا اللہ حافظ میں نے باباجی سے مصافحہ کیا اور پھر وہ جاتے جاتے میری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے میں بھی گاؤں کی طرف چل دیا تھا تھوڑی دیر بعد میں گاؤں پہنچ گیا جب گاؤں والوں نے مجھے دیکھا تو سارے لوگ میرے قریب آ گئے انہیں یقین ہو چکا تھا کہ میں نے چلہ کامیابی سے مکمل کر لیا ہے سب گاؤں والے میرے پاس آئے اور مجھے کہا۔

بتاؤ تمہیں کون سی طاقت ملی ہے میں نے سب کو جمع کیا اور ان کے سامنے اپنی آنکھوں سے درخت کو آگ لگائی یہ منظر دیکھ کر سب حیران رہ گئے اب انہیں یقین ہو چکا تھا کہ میں وکرم جادوگر کو مات دے سکوں گا۔ حالانکہ یہ میں جانتا تھا کہ آگے مجھے کن تکالیف کا سامنا کرنا پڑے گا خیر گاؤں والوں سے اجازت لے کر میں اپنے گھر آ گیا گھر پہنچا تو دیکھا اسامہ سکول جانے کی تیاری کر رہا تھا ہم سب نے اکٹھے ناشتہ کیا اسامہ نے مجھ سے پوچھا بھیا آج لگتا ہے صبح ہونے کے بعد بھی پہرہ دیتے رہے ہیں آپ۔

نہیں بیٹا اصل میں گاؤں کے ساتھ گپ شپ کرتا رہا تو لیٹ ہو گیا۔ اتنے میں محسن بولا۔ چھمو لگتا ہے تم کامیاب رہے ہو۔

ہاں کامیاب رہا ہوں اسامہ بولا۔ بھیا کس میں کامیاب ہوئے ہیں آپ۔ کچھ نہیں بیٹا وہ میں محسن کو کہہ رہا تھا کہ آج پہرہ دینے میں اچھی طرح کامیاب رہا ہوں اور آج رات کوئی بھی بچہ غائب نہیں ہوا ہے گڈ بھیا۔

اچھا بھائی میں سکول جا رہا ہوں اللہ حافظ بھیا۔ اللہ حافظ بیٹا۔

وہ معصوم اپنی زندگی کے مزے میں گم تھا اسے معلوم نہیں تھا کہ وقت اس سے کیسا امتحان لے گا یہ باتیں سوچ کر میری آنکھیں بھر آئیں محسن نے مجھے حوصلہ دیا اور کہا۔ چھمو یار اللہ سب بہتر کرے گا میں شام تک سوتا رہا۔ شام کو جاگا محسن کو اسامہ کے بارے میں ضروری ہدایات دیں اسامہ کو بھی میں نے گھر سے باہر نکلنے کے لیے سختی سے منع کیا پھر میں نے اسامہ کے ماتھے پر بوسہ دیا اور ان دونوں سے ملنے کے بعد میں وکرم جادوگر کی طرف جانے کے لیے گھر سے نکل آیا۔ گاؤں والوں سے میل ملاپ کے بعد میں اپنے سفر پر گامزن ہو گیا گاؤں والوں نے مجھے بہت دعائیں دیں اور میری کامیابی کے لیے بھی خدا سے دعا کی میں نے راستے میں نیلم کو آواز دی وہ جلد ہی حاضر ہو گئی جیسے میرے حکم کی ہی وہ منتظر ہو میں نے اس سے پوچھا۔

نیلم کس سمت جانا ہے۔ اس نے مجھے وکرم جادوگر کے غار تک پہنچنے کے لیے تمام راستے بتا دیئے وقت گزرتا گیا۔ مغرب اور پھر عشاء بھی راستے میں ہو گئی میں نے مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھیں اور خدا سے اس امتحان میں کامیابی کی دعا کی رات کافی بیت گئی تھی میں ان ویرانوں اور بیابانوں سے گزر رہا تھا کہ اچانک نیلم کی آواز سنائی دی۔

آقا آگے خطرہ دکھائی دے رہا ہے۔ ذرا سنبھل کر جائیے گا۔ میں چند قدم ہی آگے چلا تھا کہ زمین کانپنے لگی کافی دیر زمین کانپتی رہی پھر اس میں دراڑیں پڑ گئیں تھوڑی دیر بعد ایک انتہائی ہیبت ناک مخلوق میرے سامنے کھڑی تھی جس کا قد انتہائی لمبا تھا

اور جسم انتہائی مضبوط تھا اس کی آنکھوں کی جگہ دو گڑھے تھے کان بھی کافی بڑے تھے اور ناک نہیں تھی ناخن دیکھ کر میرا جسم تھر تھر کانپنے لگا کیونکہ وہ تلوار کی طرح تیز دکھائی دے رہے تھے۔

اے لڑکے اس سے آگے میرا علاقہ ہے اگر ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو نیست و نابود کر دوں گا میں نے بنا کچھ وقت ضائع کئے آنکھیں اس کے جدم پر مرکوز کیں اور کہا جل جا۔ وہ فوراً آگ کی لپیٹ میں آ گئی سارے ویرانے میں اس کی چیخیں گونج رہی تھیں تھوڑی دیر میں وہ مخلوق راکھ بن چکی تھی اور ہوا نے اس راکھ کو بھی اڑا دیا تھا وکرم جادوگر آگ کے سامنے بیٹھا کوئی منتر الاپ رہا تھا کہ آگ بجھ گئی آگ بجھتے ہی وہ غصے سے دھاڑا۔

نہیں ایسا نہیں ہوسکتا۔ وہ کمینہ میرے غلام رگو دیو کو نہیں مار سکتا وہ اتنا طاقتور نہیں ہوسکتا۔ نہیں یہ ممکن نہیں ہے۔۔ دیکھا شیطان دیوتا اس نے میرے غلام رگو دیو کو مار دیا ہے۔۔ اے دیوتا۔ اگر میں تجھے آج ہی دونوں بچوں کی بلی دے دوں تو تو مجھے امر کر دے گا۔

نہیں وکرم آج تو صرف ایک بچے کی بلی دے گا کیونکہ تم ننانوے بچوں کی بلی دے چکا ہے آج ایک دے گا تو سو پورے ہو جائیں گے پھر آخری بچہ جو کہ پورن ماشی کی رات پیدا ہوا ہے اور اسکی کمر پر ستارے کا نشان ہے تو اسکی بلی ان بچوں سے الگ دے گا اور وہ تو کل دے گا۔ ویسے بھی تمہاری جان تو اس پہاڑی کے پچھلے جنگل میں پنجرے میں بند ایک طوطے میں ہے یہ بات اس چھمو کو نہیں پتہ شیطان اپنے چیلے کو تمام بات سمجھا کر بالکل ساکت ہو چکا تھا وکرم جادوگر کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا اور اس نے خوشی سے نعرہ لگایا شیطان دیوتا کی جئے ہو۔ ساری گفتگو نیلم جن زادی نے غائبانہ طور پر سن لی تھی۔

آقا میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتی ہوں نیلم نے مجھ سے اجازت طلب کی۔

ہاں نیلم کیا بات ہے بولو۔ پھر نیلم نے مجھے وکرم اور شیطان کی ساری باتیں بتا دیں۔

گڈ نیلم تمہارا ساتھ رہنا میرے لیے بڑے فائدے کی بات ہے یہی باتیں کرتے ہوئے میں اپنے سفر میں گامزن تھا اور نیلم اب پھر سے غائب ہو چکی تھی۔

وشنا میرے غلام اب چھمو کے انت کا سمے آ گیا ہے مجھے آج کی رات دو بچے چاہیں ایک چھمو کا چھوٹا بھائی اور دوسرا گاؤں سے کوئی بھی اٹھا لاؤ جو حکم مہاراج کا میں ابھی لے کر حاضر ہوتا ہوں وشنا دیوا نے تابعداری سے کہا اور غائب ہو گیا وہ ہواؤں میں اڑتا ہوا جا رہا تھا اس کا رخ گاؤں کی طرف تھا تھوڑی دیر میں وہ چھمو کے گھر میں اتر چکا تھا وہ اسامہ کی چارپائی کے پاس پہنچ گیا اور اسے اٹھانے ہی والا تھا کہ اسامہ کی اچانک آنکھ کھل گئی اس نے جونہی اپنے سامنے اس بلا کو دیکھا تو خوف سے چیخ ماری چیخ کی آواز سن کر محسن ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اپنے سامنے اتنی بڑی بلا کو دیکھ کر اس کو اپنے ہوش و حواس سجاتے ہوئے محسوس ہوئے وشنا دیوا اسامہ کو اٹھانے ہی والا تھا کہ محسن بیچ میں آ گیا اور کہا۔

اے شیطان تجھے اس کو لے جانے کے لیے میری لاش پر سے گزرنا پڑے گا میرے جیتے جی تو اسے چھو بھی نہیں سکتا محسن نے وشنا کو چیلنج کر دیا تھا چل اگر تیری یہی مرضی ہے تو یہ لے اس نے محسن کی گردن پکڑی اور گلے کی ہڈی توڑ دی محسن زندگی کی بازی ہار گیا تھا وشنا دیو نے اسامہ کو اٹھایا جو مسلسل چیخے جا رہا تھا وشنا دیو نے اسامہ کو اٹھاتے ہی دیوار سے باہر چھلانگ لگا دی۔ اور چھمو کے پڑوس والے گھر سے ایک بچہ اٹھا لیا تھا اس بچے نے جونہی وشنا دیو کو دیکھا تو بے ہوش ہو گیا وشنا دیو دونوں بچوں کو اٹھائے دیوار میں سے گزرتا ہوا باہر آ گیا تو اسامہ کی چیخیں سن

کر گاؤں کے کئی لوگ جمع ہو چکے تھے آج انہوں نے وشنا دیو کی ہیبت اور ہولنا کی کو دیکھ لیا تھا وشنا دیو نے جب دیکھا کہ گاؤں والے بچوں کو چھڑانے کے لیے آئے ہیں تو اس نے منہ کھولا جس سے آگ کے گولے برسے کچھ لوگ تو بھاگ گئے کچھ آگ کی لپیٹ میں آ گئے وشنا دیو بچوں کو لے کر وکرم کے پس پہنچ گیا۔

شاباش وشنا اب چھمو میرے خلاف کوئی قدم اٹھا کے تو دکھائے اسے منہ کی کھانی پڑے گی وشنا اس چھمو کے بھائی کو تم اپنے قید خانے میں لے جاؤ اور دوسرا بچہ میرے پاس چھوڑ جاؤ وشنا نے حکم کی تعمیل کی اور ایک بچے کو وکرم جادوگر کے پاس چھوڑ گیا اور اسامہ کو ساتھ لے کر چل دیا اس نے اسامہ کو انتہائی تاریک کمرے میں بند کر دیا جہاں نہ ہوا نہ ہی کوئی روشنی کا انتظام تھا وہ اس تاریک کمرے میں بھی چیخ چلا رہا تھا کہ شاید کوئی اس کی مدد کو آ جائے وہ بار بار اپنے بھائی کو پکار رہا تھا مگر لا حاصل۔

آقا اگر اجازت ہو تو آپ کو ایک خبر دوں مگر ہمت سے سنیئے گا نیلم جن زادی نے مجھ سے اجازت طلب کی۔

بولو نیلم۔کیا بات ہے تم پریشان لگ رہی ہو۔

آقا بات بھی پریشانی کی ہے وکرم نے گاؤں سے دولڑکے اٹھوا لیے ہیں ایک آپ کا چھوٹا بھائی اسامہ اور دوسرا بچہ آپ کے پڑوس میں ہے گاؤں والوں نے روکنے کی بہت کوشش کی مگر وشنا دیو نے ان پر آگ برسا دی جس سے کئی لوگ جل کر کوئلہ بن گئے۔نیلم کی بات سن کر میرا کلیجہ کٹ گیا۔

نہیں نیلم۔میں اس ناپاک کو امر نہیں ہونے دوں گا چاہے کچھ بھی ہو جائے۔نیلم اگر وہ امر ہو گیا تو وہ ساری دنیا میں تباہی مچا دے گا لیکن میرے جیتے جی وہ ایسا نہیں کر سکے گا۔

آقا وہ آج اس بچے کی بلی دے گا اس طرح سو بچے پورے ہو جائیں گے اور اسے امر ہونے کے لیے اس شرط پر عمل کرنا ہو گا کہ آخری بچے کی بھی وہ اکیلے میں بلی دے گا یعنی جب آخری بچے کی بلی دے گا تو اس رات اور کسی بچے کی بلی نہیں دے گا۔وہ آپ کے بھائی کی بلی کل دے گا آج کی رات آپ کا بھائی محفوظ ہے مگر وہ انتہائی پریشانی میں ہے وہ ایسے کمرے میں بند ہے جہاں سانس لینے میں دقت ہوتی ہے کیونکہ وہاں ہوا کا عمل دخل نہیں ہے لیکن آقا آپ ہمت سے کام لیں انشاء اللہ کامیابی آپ کی ہو گی نیلم مجھے حوصلہ دے رہی تھی۔

اچھا نیلم تم شیطان کی طاقتوں سے مقابلہ نہیں کر سکتی کیا میں نے نیلم سے پوچھا۔

نہیں آقا میری طاقت ان کے مقابلے میں انتہائی کم ہے مقابلہ تو دور کی بات ہے اگر میں ان کے سامنے بھی آ گئی تو وہ میری طاقتوں کو ضبط کر کے مجھے اپنا غلام بنا سکتے ہیں نیلم نے اپنی مجبوری بتاتے ہوئے کہا۔

چلو ٹھیک ہے میں کچھ سوچتا ہوں۔

آقا ہوشیار ہو جایئے آگے خطرہ ہے۔نیلم نے یکدم کہا اور میں نیلم کی بات سن کر چوکنا ہو گیا۔تھوڑی ہی دیر بعد تیز ہوائیں چلنا شروع ہو گئیں اب اس قدر تیز ہوائیں چل رہی تھیں کہ خدشہ ہونے لگا کہ یہ ہوا مجھے کہیں دور نہ پٹخ دیں میں نے اپنے قدم مضبوطی سے جما لیے۔تھوڑی دیر تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔پھر ہوائیں رکنے لگیں اور آہستہ آہستہ بالکل ختم ہو گئیں اب سامنے نظر پڑی تو انتہائی مکروہ چہرے کی حامل ایک چڑیل میرے سامنے کھڑی تھی اس کے ماتھے پر صرف ایک آنکھ تھی بالوں کی جگہ سانپ لٹک رہے تھے دانت کافی بڑے بڑے اور تیز تھے۔دانتوں سے خون ٹپک رہا تھا جیسے ابھی کسی کا خون پی کر آئی ہو اس نے آتے ہی مجھ پر آگ برسا دی میں ایک طرف

ہو گیا آگ کا گولا میرے پیچھے گر گیا آگ کا گرنا تھا کہ زمین ایک دم کالی ہو گئی کافی دیر تک وہ مجھ پر آگ برساتی رہی اور میں بچتا رہا لیکن آخر کار میں ایک گولے کی زد میں آ گیا تھا جس سے میرا بایاں ہاتھ جل گیا تھا۔ میں نے ہمت کی اور اس کی طرف نگاہ مرکوز کر دیں اور کہا جل جا۔اسے آگ لگ گئی وہ میرے وار کے لیے تیار نہ تھی اس لیے جلد ہی شکست کھا گئی مجھے ہاتھ میں جلن محسوس ہونے لگی لیکن میں آگے بڑھتا چلا گیا۔اتنے میں نیلم نے مجھے ایک پتا دیا اور کہا۔

آقا اسے ہاتھ پر مل دو ۔میں نے اس سے پتا لے کر ہاتھ پر مل دیا میرے ایسا کرنے سے تمام درد اور جلن ختم ہو گئی۔اب صرف جلنے کا نشان باقی رہ گیا تھا تھینک یو نیلم ۔میں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

نہیں آقا ہر قدم پر آپ کا ساتھ دینا میرا فرض ہے چلئے اب فاصلہ کم ہی رہ گیا ہے جلدی کیجئے ۔کہیں وہ وکرم بچے کی بلی نہ دے دے او کے نیلم میں پھر غار کی طرف رواں دواں ہو گیا۔

وکرم جادوگر اس بچے کو شیطان کے سامنے لٹا چکا تھا اور اپنا مخصوص منتر پڑھنے لگا جو وہ ہر روز بچے کی بلی دیتے ہوئے پڑھتا تھا چند لمحوں بعد منتر ختم ہو چکا تھا وکرم نے خنجر اٹھایا اور بچے کے پاس جا پہنچا جو ابھی تک بے ہوش تھا وکرم نے جاتے ہی خنجر ہوا میں بلند کیا اور بچے کی گردن تن سے جدا کر دی خون کا تیز فوارہ اٹھا جس نے سامنے رکھے شیطان کے بت کو سرخ کر دیا تھا اب اس بت میں عجیب سی روشنی چمک رہی تھی ۔وکرم جادوگر بت کے سامنے کھڑا ہو گا اور کہا۔

اے شیطان دیوتا میری اس بلی کو قبول کیجئے اور مجھے جلد از جلد شکتی شالی بنا دیجئے اور امر کر دیجئے پھر دنیا میں کوئی جنوں کا پیروکار نہ ہوگا سب تیرے سامنے جھکیں گے بس تو مجھے امر کر دیے اسی دوران اس بت کی آنکھیں روشن ہوئیں اور اس کے لب ہلے ۔اے میرے پیروکار ہم نے تیری یہ قربانی قبول کی ہے تو ہمیں سو بچوں کی بلی دے چکا ہے اب صرف دینا اور اس کے خون سے مجھے غسل دینا پھر ہم تمہیں امر کر دیں گے اور تمہیں کئی طاقتیں اور شکتیاں دان کر دیں گے اور تیرے دشمن نے تیری ایک اور طاقت سورش دیوی کو بھی ختم کر دیا ہے اے میرے دیوتا میرا دشمن اب میرے سامنے حرکت بھی نہیں کر سکے گا کیونکہ اب چال میرے ہاتھ میں ہے وکرم نے شیطان دیوتا کو یقین دلایا۔

ٹھیک ہے میرے چیلے ۔ہوشیار رہنا۔شیطان نے وکرم کو چوکنا رہنے کا حکم دیا

ٹھیک ہے دیوتا شیطان دیوتا کی جے ہو۔وکرم نے شیطان کا نعرہ لگایا۔اب وہ بت خاموش ہو چکا تھا اور اس کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔

نیلم نے مجھے خبر دی تھی کہ وکرم نے اس بچے کی بلی دے دی ہے مجھے بہت دکھ ہوا لیکن میں کچھ نہ کر سکا اب نیلم نے غار کی نشاندہی کی اور کہا یہ وہ غار ہے جس میں وکرم ناپاک عمل میں مصروف ہے میرے چند قدم کے فاصلے پر تھا وہ غار میں نے غار کے اندر قدم رکھ دیا اور نیلم غائب ہو چکی تھی میں جو نہی غار کے اندر داخل ہوا تو ایک عجیب سی بدبو ہر سو پھیلی ہوئی ہے جس سے میرا دم گھٹ رہا تھا لیکن مجھے اپنے مشن کی کامیابی کے لیے اسے برداشت کرنا تھا غار میں اس قدر اندھیرا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ تک سجھائی نہیں دے رہا تھا میں غار کی دیوار سے ہاتھ لگائے آگے بڑھ رہا تھا تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ راستے میں کسی چیز کا ڈھیر لگا ہوا ہے جب میں نے ہاتھ سے ٹٹولا تو کوئی گول چیز میرے ہاتھ میں آ گئی اس پر ہاتھ پھیرنے لگا

پتہ چلا کہ وہ کوئی انسانی کھوپڑی ہے یہ حقیقت مجھ پر آشکار ہوتے ہی مجھ پر سکتہ طاری ہو گیا مجھ پر اس درندے کی درندگی عیاں ہو چکی تھی۔ اب میرا وجود غصے کی شدت کی وجہ سے کانپنے لگا کھوپڑی کے ڈھیر کے ایک طرف سے آگے نکل گیا تھوڑا سا آگے گیا تو مجھے اپنے دائیں طرف کچھ روشنی نظر آئی میں اس روشنی کی طرف دیکھنے لگا جب میں اس روشنی کے قریب پہنچا تو ایک نہایت ہی خوبصورت اور کشادہ کمرہ دکھائی دیا میں اس کمرہ نما غار میں داخل ہوا تو سامنے ہی ایک بت کے آگے ایک تخت پر ایک لمبا چوڑا آدمی براجمان تھا اس کے قدموں میں وشنا دیو بیٹھا تھا میں سمجھ گیا کہ تخت پر بیٹھا ہوا آدمی وکرم جادوگر ہے اتنے میں اس کی آواز سنائی دی۔

آجا چھمو آجا۔ مجھے تیرا ہی انتظار تھا تو کیا سمجھتا ہے کہ تو اس چھوٹی سی طاقت کے ساتھ میرا مقابلہ کرلے گا ہر گز نہیں میری ساری عمر ان طاقتوں کو حاصل کرنے میں گزر گئی ہے تو میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔ تو خود چل کر موت کے منہ میں آیا ہے وکرم جادوگر مجھے اپنی فوقیت ظاہر کر رہا تھا میں نے جواب میں کہا۔

اے خبیث تاریخ گواہ ہے ہمیشہ حق نے باطل کو شکست دی ہے تو بھلے بڑی بڑی طاقتوں کا مالک ہے مگر میری نورانی طاقت کے سامنے تیری طاقتیں کچھ بھی نہیں ہیں۔

ہاہاہاہا۔۔ ہاہاہاہا۔۔ وکرم جادوگر نے زور دار قہقہہ لگایا اور کہا چل دیکھ لیتے ہیں اتنا کہتے ہی اس نے کچھ پڑھ کر مجھ پر پھونک ماری جس سے میرے ہاتھ پیٹھ پر بندھ گئے اور میری آنکھوں پر پٹی بندھ گئی اب میں وکرم کو وشنا اور اردگرد کا ماحول نہیں دیکھ سکتا تھا وکرم جادوگر چلایا اے نادان لڑکے اب تمہاری آنکھوں والی طاقت تو ناکارہ ہو گئی ہے اب کر کے دکھاؤ مجھ سے مقابلہ اور یہ لے میرا دوسرا وار وہ اونچی آواز میں کچھ بڑبڑانے لگا تھوڑی دیر بعد مجھے ایسا لگا کہ میرے پاؤں میں پانی کھڑا ہے کچھ وقت گزرنے کے بعد پتہ چلا کہ یہ انتہائی گرم ہے اور اس سے میرے پاؤں جلنے لگے اب رفتہ رفتہ وہ پانی اوپر آنے لگا اور میرے ٹخنوں سے اوپر ہوتا ہوا میری پنڈلی تک پہنچ چکا تھا پانی اتنا گرم تھا کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ میرا گوشت گر جائے گا اور گل سڑ جائے گا میں پریشانی کی کیفیت میں ادھر ادھر بھاگنے لگا لیکن وہ پانی ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا میں درد کی شدت سے بلبلانے لگا اتنے میں وکرم جادوگر اور وشنا دیو کے قہقہے گونجنے لگے اب پانی میرے گھٹنوں تک پہنچ چکا تھا میں اتنی پریشانی میں مبتلا تھا کہ ذہن نے بالکل بھی کام کرنا چھوڑ دیا تھا لیکن بنا کچھ سوچے سمجھے میرے منہ سے چلے والا ورد جاری ہو گیا ورد پڑھتے ہی میرے ہاتھ آزاد ہو گئے۔ اور گرم پانی بھی ختم ہو گیا میں نے فوراً آنکھوں سے پٹی ہٹادی اب میں اردگرد کا ماحول دیکھ سکتا تھا میری نظر جب پاؤں پر پڑی تو وہ خون سے سرخ تھے میں فوراً سمجھ گیا تھا کہ میرے پاؤں گرم پانی میں نہیں بلکہ گرم خون میں ڈوبے ہوئے تھے میری ٹانگیں بری طرح جل چکی تھیں اور ان میں بالکل ہلنے کی سکت نہ رہی تھی ایسے میں نیلم نے مجھے غائبانہ طور پر کہا۔

آقا میں نے آپ کی جیب میں وہی پتا رکھ دیا ہے جو جلن کو ختم کرتا ہے اگر میں آپ کے ہاتھ میں دیتی تو وکرم جادوگر مجھے دیکھ لیتا اور شاید میری زندگی کو ختم کر دیتا اسی لیے میں نے آپ کی جیب میں رکھ دیا ہے آپ اسے اپنی ٹانگوں پر مل دیں جلن ختم ہو جائے گی۔

نیلم کی بات سن کر میں نے ایسا ہی کیا تو ساری جلن پلک جھپکتے ہی ختم ہو گئی لیکن جلنے کا نشان باقی تھا میں نے جب وکرم جادوگر اور وشنا دیو کی طرف دیکھا تو وہ حیران بت بنے میری طرف دیکھ رہے تھے

وہ اس بات پر حیران تھے کہ ابلتے ہوئے خون کا وار ہاتھوں کی رسیاں اور آنکھوں کی پٹی اگر اتنی آسانی سے کھل گئی ہے تو ضرور یہ کوئی طاقت رکھتا ہے ابھی وہ سوچوں میں ہی گم تھے کہ میں نے اپنی نظریں وشنا دیو پر جما دیں۔ اور کہا جل جا۔ تو اس کے گھنے بالوں کو فورا آگ لگ گئی وہ خود کو بچانے کے لیے لاکھ جتن کرنے لگا جس سے خود کی آگ بجھا سکے لیکن وہ ایسا نہ کر سکا اور جلتے جلتے کوئلہ بن گیا وشنا دیو کی موت کو دیکھ کر وکرم جادوگر غصے سے چلایا۔

اے کمینے یہ تو نے کیا کر دیا میری سب سے بڑی طاقت کو مار دیا اب میں تمھیں زندہ نہیں چھوڑوں گا یہ کہتے ہی وہ میری طرف بڑھنے لگا اس نے میرے پس پہنچ کر میرے بالوں کو زور سے کھینچا اور میرے پیٹ پر لات دے ماری میں درد کی شدت سے چیخ اٹھا میں اس بات پر حیران تھا کہ وکرم جادوگر حلیے کے لحاظ سے بوڑھا دکھائی دے رہا تھا مگر اس میں طاقت اور پھرتی جوانوں کی طرح تھی اس نے مجھے اپنے ہاتھوں پر اٹھایا اور دور پھینک دیا اب میں زمین پر لیٹا کراہ رہا تھا بڑی مشکل سے اپنے پاؤں پر کھڑا ہوا میرے بالکل پیچھے اس شیطان دیوتا کا بت تھا جس کا وکرم پیروکار تھا وکرم نے ہاتھ ہوا میں بلند کئے تو اس کے ہاتھ میں ایک بھاری پتھر آ گیا وکرم نے بلا تاخیر وہ پتھر میری طرف اچھال دیا میں نے فورا سے پہلے دوسری طرف جست لگائی اور وہ پتھر بت پر جا لگا جس سے بت ریزہ ریزہ ہو گیا وکرم جادوگر نے جب یہ دیکھا تو سر پر ہاتھ رکھ دیئے اور کہا۔

اے خبیث لڑکے تو نے تو مرنا ہی تھا ساتھ میں میرا بھی ستیاناس کر دیا۔

ابھی وہ مجھ پر غصہ ہی اتار رہا تھا کہ غار زور زور سے ہلنے لگا میں نے بند کچھ سوچے سمجھے باہر کی جانب دوڑ لگا دی گرتے سنبھلتے میں غار کے دہانے پر پہنچ گیا اور باہر چھلانگ لگا دی اس کے ساتھ ہی غار ایک زور دار دھماکے سے اڑ گیا اگر میں چند سیکنڈ اور باہر نہ آتا تو میری ہڈیاں بھی نہ ملتیں باہر آتے ہی مجھے اپنے بھائی اسامہ کی فکر ہونے لگی میں نے فورا نیلم کو حاضر کیا اور اس سے کہا۔

نیلم پتہ کرو اسامہ کیسا ہے۔

جی اچھا۔ وہ اتنا کہہ کر غائب ہو گئی اور کچھ دیر بعد وہ واپس آئی۔ اور کہا۔ آپ کا بھائی بالکل محفوظ ہے اور اس کو محفوظ اور حفاظت سے رکھنا وکرم جادوگر کی مجبوری تھی کیونکہ اسامنہ کی بلی کے بغیر وہ امر نہیں ہو سکتا تھا۔

تھینک گاڈ میرا بھائی زندہ ہے۔ میرے منہ سے بے اختیار شکریہ کے الفاظ نکلے۔

آقا اب اس پہاڑی کی طرف گامزن ہو جایئے جو اس غار کے پچھلی طرف تھی وہاں وہی طوطا ملے گا جس میں وکرم جادوگر کی جان ہے جلدی کیجئے گا آقا۔ کہیں دیر نہ ہو جائے۔ نیلم نے مجھے حالات کی نوعیت سے آگاہ کیا۔ میں نے اپنا رخ پہاڑی کی طرف کر لیا رات کا بھی آدھے سے زیادہ حصہ بیت چکا تھا میں نے چلتے ہوئے نیلم سے کہا۔

نیلم بہت اندھیرا ہے کچھ نظر نہیں آ رہا ہے۔

آقا وہی چلے والا ورد پڑھ کر ہاتھوں پر پھونک کر ہاتھ آنکھوں پر لگا دیجئے آپ کو ہر چیز یوں واضح دکھائی دے گی۔ جیسے رات نہ ہو بلکہ دن ہو میں نے ویسا ہی کیا جیسا نیلم نے کہا تھا پھر ویسا ہی ہوا مجھے ہر چیز واضح دیکھائی دینے لگی میں نے اب اپنی رفتار تیز کر دی تھی میں جلد از جلد وہ طوطا حاصل کرنا چاہتا تھا جس میں وکرم کی جان تھی تھوڑی دیر تک میں اس پہاڑی پر قدم رکھ چکا تھا اس پہاڑی پر درختوں اور جھاڑیوں کی بہتات تھی میں خود کو بچاتا ہوا وہ پنجرہ ڈھونڈنے لگا جس میں وہ طوطا بند تھا میں درختوں پر بڑے غور سے تلاش کر رہا تھا آخر کار کافی دیر بعد مجھے ایک درخت پر ایک پنجرہ لٹکا ہوا دکھائی دیا میری خوشی

کی انتہا نہ رہی میں بھاگ کر اس طوطے کے پاس پہنچا تو اچانک میری نظر ساتھ والے درخت پر پڑی تو اس درخت پر بھی پنجرہ لٹک رہا تھا اور اس میں بھی طوطا بند تھا اور یہ صورت حال دیکھتے ہی میرا دماغ چکرانے لگا میں انتہائی سنگین پریشانی میں مبتلا ہو چکا تھا میں اب خود کو یوں محسوس کرنے لگا جیسے کہ میں بند گلی میں بھاگ رہا ہوں اتنے میں وکرم جادوگر بھی آ گیا وہ زور زور سے قہقہے لگانے لگا کہ میری بے بسی پر ہنس رہا تھا میں وکرم جادوگر کی مت کے لیے الگ پریشان تھا دوسرا اسامہ کا بھی کچھ پتہ نہیں تھا میں نے نیلم کو آواز دی نیلم۔اسامہ کا کچھ پتہ چلا کہاں ہے۔

نہیں آقا لاکھ کوشش کے باوجود بھی میں اسامہ کا پتہ نہیں لگا پائی کہ وہ کہاں ہے۔نیلم نے نفی میں سر ہلا دیا۔ایسے میں وکرم جادوگر للکارا۔

اے چھمو تو نے میرے ساتھ مقابلہ کرنے کی غلطی کی ہے تو دیکھ پل پل تجھے موت کا سامنا کرنا پڑتا ہے ارے کبھی چیونٹی اور ہاتھی کا مقابلہ سنا ہے تم نے۔ہاہاہا۔۔ہاہاہا۔۔وہ قہقہے لگانے لگا۔

ارے ناپاک ذات۔یاد رکھ جب چیونٹی اپنے آپے سے باہر ہو جائے تو بڑے سے بڑے ہاتھی کو دوڑیں لگا دیتی ہے میں نے بڑے حوصلے سے وکرم جادوگر کو جواب دیا۔اب مجھے اس بات کی پریشانی تھی کہ کون سا طوطا ہے وہ جس میں وکرم جادوگر کی جان ہے اتنے میں وکرم نے پنجروں کی طرف اشارہ کیا تو سارے طوطے پنجروں سے باہر آ کر درختوں کی شاخوں پر بیٹھ گئے سب طوطے بالکل ایک طرح کے دکھائی دے رہے تھے ایسے میں وکرم جادوگر کی جان والے طوطے کی پہنچان انتہائی مشکل تھی وکرم جادوگر نے طوطوں کو حکم دیا۔

اے میرے غلاموں اس کمینے کی بوٹی بوٹی نوچ ڈالو یہ سننا تھا کہ سارے طوطے مجھ پر جھپٹ پڑے سوائے ایک طوطے کے وہ طوطے اپنے پنجوں اور چونچوں سے مجھ پر انتہائی کاری وار کر رہے تھے مجھے کچھ یقین ہو چلا تھا کہ جو طوطا مجھ پر حملہ کرنے کے بجائے وہاں درخت پر الگ بیٹھا ہے وہ وہی طوطا ہے جس میں وکرم جادوگر کی جان ہے میں اس تک پہنچنا چاہتا تھا لیکن دوسرے تمام طوطے مجھے آگے پیچھے سے گھیرے ہوئے تھے میں زخموں سے چور ہو کر چکا تھا اب میری ہمت جواب دے گئی اور میں زمین پر گر گیا تھا طوطے اب بھی میرا جسم نوچنے میں مصروف تھے ایسے میں نیلم ظاہر ہوئی اور اس نے دوڑ کر وہ طوطا اٹھا لیا اور بھاگ کر میرے پاس آئی اور طوطا میرے ہاتھوں میں تھما دیا طوطا جونہی میرے ہاتھوں میں آیا باقی طوطے غائب ہو گئے وکرم جادوگر اس اچانک پیش آنے والے واقعے کا قطعی گمان بھی نہیں کر سکتا تھا وہ غصے سے چلایا۔

اے کمینی جن زادی۔تو نے میرے سامنے آ کر بہت بڑی غلطی کی ہے اب تمہیں اس کی سزا ملے گی اتنا کہتے ہی اس نے کچھ پڑھ کر نیلم پر پھونک ماری جس سے نیلم کو آگ لگ گئی جلتے جلتے اس نے میری طرف دیکھا اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی جیسے وہ مسکراتے چہرے سے کہہ رہی تھی کہ آقا میں نے قربانی دے دی ہے آپ بھی گاؤں والوں کے لیے کسی قربانی سے دریغ مت کیجئے گا جاتے ہوئے اس نے میری طرف الوداعی انداز میں ہاتھ ہلائے میری آنکھوں میں اس کی جدائی کے آنسو آ گئے۔

نیلم گاؤں والے تمہارا یہ احسان کبھی نہیں بھولیں گے کبھی بھی نہیں میں نے روہانسے انداز میں کہا نیلم کا وجود بالکل ختم ہو چکا تھا اب وہاں کوئی نام ونشان باقی نہیں رہا تھا۔پھر میں نے اپنا رخ وکرم جادوگر کی طرف کیا اور کہا۔

اے شیطان کی اولاد اب تمہیں بھی مجھ سے کوئی نہیں بچا سکتا شکست تمہارا مقدر بن چکی ہے اتنا کہتے ہی میں نے طوطے کے پر پکڑ لیے میں انہیں توڑنے

ہی والا تھا کہ وکرم جادوگر چلایا کو یہ دیکھ تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تو ابھی بچہ ہے میں نے جب اس کی طرف دیکھا تو اس کے قبضے میں میرا بھائی اسامہ تھا اس نے میرے بھائی کی گردن پر خنجر رکھا ہوا تھا اپنے بھائی کو موت کے اتنے قریب دیکھتے ہوئے میں کانپ گیا تھا دیکھو وکرم میرے بھائی کو چھوڑ دو یہ معصوم ہے میں نے التجائیہ کہا۔ وکرم چلایا۔

ٹھیک ہے چھوڑ دوں گا تم یہ طوطا میرے حوالے کردو اتنے میں اسامہ بولا نہیں بھیا آپ اسے یہ طوطا مت دیا آپ میری فکر نہ کریں مجھے کچھ بھی نہیں ہوگا وکرم جادوگر غصے سے دھاڑا۔ اے چھمو یہ نادان ہے لیکن تو تو عقلمند ہے اس کی باتوں میں نہ آ اور طوطا میرے حوالے کردے میں انتہائی کشمکش کے عالم میں تھا آخر مجبور ہوکر میں وکرم کی طرف بڑھنے لگا نہیں بھیا نہیں پلیز اسے ختم کردیجئے گا۔ میں مسلسل وکرم جادوگر کی طرف بڑھ رہا تھا جب اسامہ کے بار بار کہنے پر بھی میں نہ رکا تو اس نے اپنی گردن پر رکھے ہوئے خنجر کو اپنی گردن پر پھیر دیا خون کا ایک تیز فوارہ اٹھا اور اسامہ ہمیشہ کے لیے ساکت ہوگیا میں غصے میں زمین پر لاتیں مارنے لگا بھائی کی موت سے میں حواس باختہ ہوگیا تھا۔ میں دھاڑیں مارنے لگا ایسے میں وکرم جادوگر بولا دیکھو چھمو یہ طوطا مجھے دے دو اب میں کبھی کسی کا خون نہیں کروں گا اس کے چہرے سے خوف اور پریشانی کی جھلک نمایاں نظر آرہی تھی میں نے غصے سے طوطے کے پر توڑ دیئے تو جادوگر کے بازو کٹ گئے وہ مجھ سے رحم کی بھیک مانگتا رہا میں نے طوطے کی دونوں ٹانگیں توڑ دیں جس سے جادوگر کی ٹانگیں کٹ گئیں اب وہ زمین پر گر چکا تھا اور مجھے لالچ دینے لگا کہ میں تمہیں اتنی دولت دوں گا کہ تمہاری سات نسلیں بھی اگر عیاشی کریں گی تو دولت ختم نہ ہوگی میں نے بغیر پرواہ کئے طوطے کی گردن مڑور دی جادوگر کی گردن کٹ گئی اور اس کے جسم کو آگ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ کچھ دیر بعد اس کی راکھ بندگئی اور امر ہونے کا خواب دیکھنے والا وکرم جہنم واصل ہوگیا میں اپنے بھائی کی یاد میں کافی دیر روتا رہا پھر بے ہوش ہوگیا۔ جب ہوش آیا تو میں اپنے گاؤں میں تھا میں اٹھ کر بیٹھ گیا اور کہا میں یہاں کیسے آیا تو صدیق چاچا بولے بیٹا جس رات تم جادوگر سے مقابلہ کرنے کے لیے گئے تھے تو اس صبح گاؤں کا کوئی آدمی اس جگہ پہاڑی والے درختوں کی لکڑیاں کاٹنے کے لیے گیا تھا تو ادھر تمہیں بے ہوش پایا اور پھر وہ یہاں لے آیا آج پورے تین دن کے بعد تمہیں ہوش آیا ہے اچھا بیٹا کیا جادوگر مرگیا ہے۔ ہاں وہ مرگیا ہے پھر میں نے انہیں تمام روداد سنائی جب نیلم اور اسامہ کا ذکر آیا تو ایک مرتبہ پھر میری آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے گاؤں والوں نے ہمت دلوائی اور کہا کہ ان کی قربانی کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا کچھ دنوں تک میرے زخم ٹھیک ہوگئے اور کچھ عرصے بعد گاؤں کی ایک لڑکی سے میری شادی ہوگئی اور ایک سال بعد خدا نے ہمیں ایک بیٹا دیا جو اسامہ جیسا تھا میں نے اس کا نام اسامہ رکھ دیا۔ اب وہ پانچ سال کا ہوچکا تھا۔

ایک صبح میں اپنے لان میں کرسی پر بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا کہ دیکھا کہ اسامہ صحن میں دوڑ رہا ہے میں نے کہا بیٹا آہستہ کہیں گر نہ جاؤ اس نے کہا ابا آپ میری فکر نہ کریں مجھے کچھ نہیں ہوگا یہ جملہ سنتے ہی مجھے اپنا بھائی اسامہ یاد آ گیا جب وہ وکرم جادوگر نے اس کی گردن پر خنجر رکھا تھا تو اس نے یہی جملہ کہا تھا ماضی کی یاد سے میری آنکھیں بھر آئیں میں جب بھی اپنا جلا ہوا بایاں ہاتھ جلی ہوئی ٹانگیں اور اپنا بیٹا دیکھتا ہوں تو میں ایک بار پھر ماضی میں کھو جاتا ہوں۔

قارئین کرام آپ کو میری یہ کاوش کیسی لگی اپنی قیمتی رائے سے ضرور نوازیئے گا۔ آپ کی رائے میری اصلاح کا باعث بن سکے۔

پراسرار قلعہ

تحریر؛ رابی خان۔ شیخ آباد پشاور

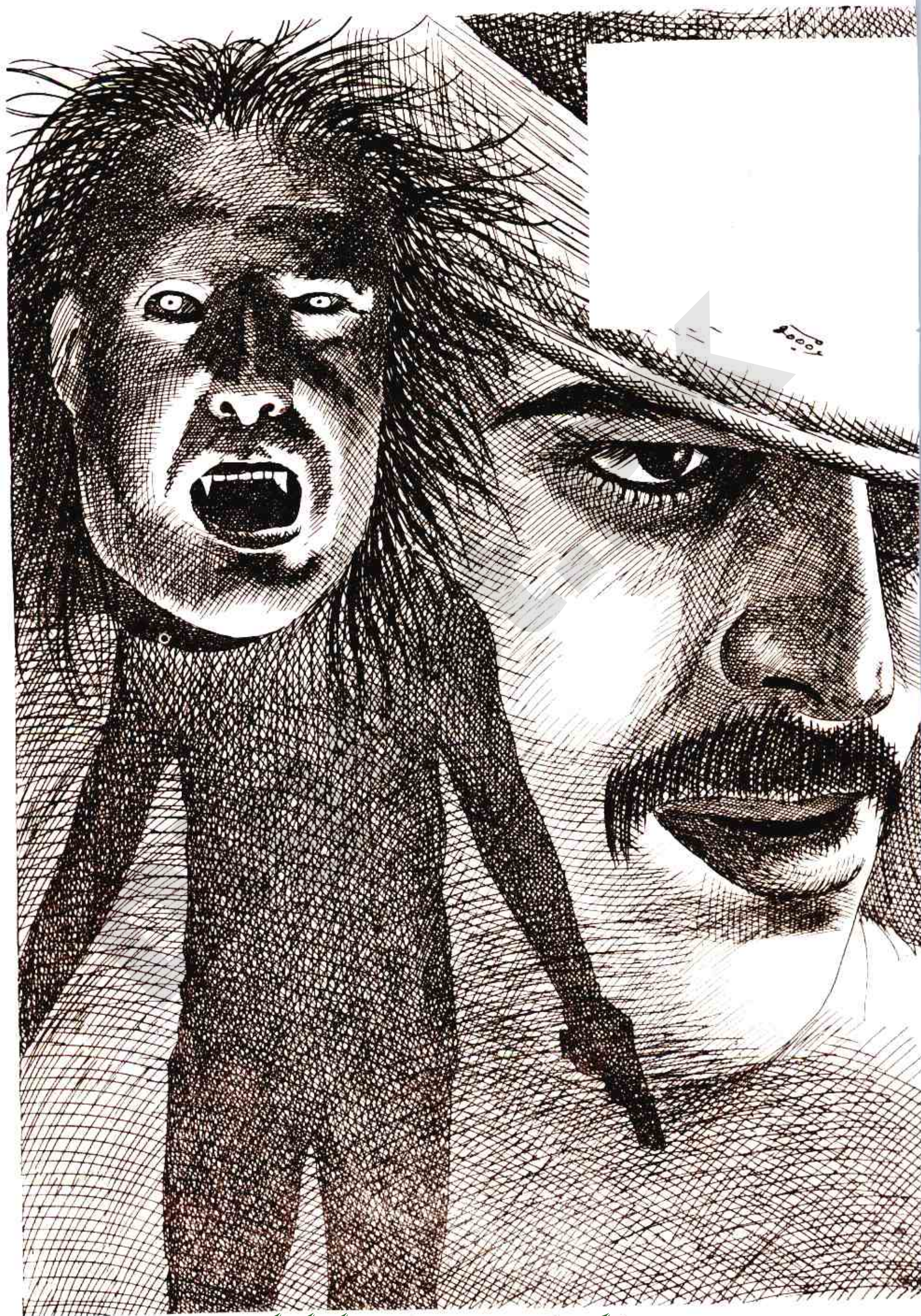
اچانک وہ بدصورت شکل والی روح غائب ہوگئی مگر عفان کی کٹی لاش وہاں پر چھوڑ گئی چلے میں ابھی کچھ ہی دیر باقی تھی کہ اسے بدروح کے ہاتھوں میں ارمان کیطرح مہ روش پھنسی ہوئی دکھائی دی تھی مہ روش رو رو کر ارمان سے کہہ رہی تھی کہ ارمان یہ عمل چھوڑ دو اور مجھے بچاؤ مگر وہ نہ مانا اور ٹھیک اسی طرح اس نے مہ روش کے ساتھ بھی ہی عمل کیا کچھ ہی دیر بعد وہ روح جھلستی ہوئی غائب ہوگئی اور چلہ ختم ہوگیا۔ارمان نے جب حصار توڑا تو وہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس اجنبی لڑکے کی لاش اسی طرح پڑی ہوئی تھی وہ دوڑتا ہوا کمرے میں گیا وہ مہ روش کو دیکھنا چاہتا تھا مہ روش صحیح سلامت تھی اسنے سب کو بتا دیا شاداب نے رو رو کر برا حال کر لیا تھا پورا آسمان سر پر اٹھا لیا تھا تصدیق ہو چکی تھی کہ اس کی روح نے عفان کو مار دیا ہے بیچارہ ارمان کیا کر سکتا تھا اتنی چیخیں اس رات کہ دور دور تک اس کی چیخوں کی گونج سنائی دیتی رہی تھیں۔

صبح ہونے سے پہلے پہلے موبین اور ارمان نے اسی دائرے کو دو فٹ کی گہرائی تک کھودا روشنی کی کرنیں بکھری ہوئی ہیرے اسی جگہ میں سے برآمد ہوئے ارمان نے ڈرتے ڈرتے ہیروں کو ہاتھ لگایا اور وہ ہیرے کوئلے ہو گئے تھے خوشی کی لہر اس کے چہرے پر دوڑ گئی تھی مگر عفان کی لاش کو وہ دونوں جو کمرے میں لے کر گئے تھے شاداب نے اپنا حال بہت برا کر لیا تھا مہ روش اسے دلاسے دے دے کر خود ہلکان ہوگئی تھی یہ رات کسی قیامت سے کم نہ تھی عفان کو اس کی موت اس قلعے میں لے آئی تھی زندگی تو ہوتی ہی موت کی امانت ہے بڑی مشکل سے عفان کی میت کے ساتھ وہ لوگ اس قلعے سے چلے گئے اب وہ قلعہ پراسرار نہیں لگ رہا تھا بلکہ وہ قلعہ ریت کے ٹیلوں میں کہیں گم ہو گیا تھا ان لوگوں کے نکلتے ہی وہ قلعہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ایک خوفناک اور سنسنی خیز کہانی۔

کیا بکواس کر رہے ہو مجھے یقین نہیں آ رہا ہے کہ تم اکیلے اس بھیانک جگہ پر گئے تھے تو کیا ہو امیں جھوٹ بول رہا ہوں میں سو فیصد سچ کہہ رہا ہوں وہاں پر ایسا کچھ بھی نہیں تھا میرے خیال میں لوگوں کی من گھڑت باتوں نے اس جگہ کو خوفناک بنایا ہے میں تو حیران ہو رہی ہوں کہ تم اس جگہ سے واپس کیسے آ گئے کیونکہ آج تک وہاں پر جو بھی گیا ہے یا تو وہ پاگل بن کر نکلا ہے یا پھر موت کے منہ میں چلا گیا ہے چلو تم نہیں مانتی ہو تو نہ مانو اگر تم میرے ساتھ وہاں جانا چاہو تو میں تمہیں بھی وہاں کی سیر کروا سکتا ہوں اچھا۔ہاہاہا۔ایسی آسیب زدہ جگہوں سے مجھے بچا کر رکھنا میری مانو تو تم بھی آئندہ کبھی بھول کر بھی نہ جانا کیونکہ وہاں پر ہزاروں داستانیں رقم ہیں اس قلعے کو جب لوگ دور سے دیکھتے ہیں تو وہ بھیانک قلعہ لوگوں پر دہشت طاری کر دیتا ہے۔نہیں تم اور وہ سب لوگ پاگل ہیں جو ایسی توہم پرستی کا اظہار کھلم کھلا کر رہے ہیں یہاں تک کہ بڑی بڑی کتابیں تک چھاپ دی گئی تھی اور وہ کتابیں اتنی مشہور ہو گئی کہ اس جگہ کو مزید ڈراؤنی جگہ کا لقب دے دیا یہ قصے کہانیاں لوگوں کی پھیلائی گئی کہانیاں ہے اور کچھ نہیں ہے اس جگہ میں ورنہ میں کیا واپس آ جاتا نہ میں ڈرا تھا اور نہ میں نے وہاں پر کوئی جن بھوت عفریت دیکھا تھا ہاں تم دیکھنا اس بھیانک قلعے میں میں تمہیں بھی لے جاؤں گا نہ بابا تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا ہے لگتا ہے ان جن بھوتوں کا اثر تم پر ہو گیا ہے اس وجہ سے تم بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو میں بالکل بھی ان جن بھوتوں کو نہیں مانتا البتہ اگر تم مجھے کوئی جن بھوت دکھا دو تو شاید میں تمہارا مشکور رہوں گا۔

لڑائی میں تو تم سے کوئی جیت ہی نہیں سکتا عفان کیونکہ تم تو صرف باتیں کرنا جانتے ہو بلکہ بے بنیاد الزامات لگاتے ہو جن بھوت اس دنیا میں ہے اور ہر ایک انسان پر خود کو ظاہر نہیں کرتے اس لئے یہ تمہاری خوش نصیبی ہے کہ اس قلعے کے بھوتوں نے تمہیں کچھ نہ کہا اور حیرت انگیز طور پر جانے بھی دیا ورنہ جن بھوت تو لوگوں کی دل اور کلیجی تک کو لرزا کے رکھ دیتے ہیں۔

اچھا میری ماں بس بھی کرو تم ہر وقت وہ خوفناک اور ہارر ناول پڑھتی رہتی ہو اس لئے تمہارے دماغ پر گہرے



WWW.PAKSOCIETY.COM

اثرات ہے تمہیں کسی سائیکاٹرسٹ کے پاس جانا چاہیے عفان نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا مائی فٹ میں کیوں جاؤں کسی پاگل ڈاکٹر کے پاس بلکہ یہ کام تو تمہیں کرنا چاہیے کیونکہ تم بہکی بہکی باتیں کررہے ہو اور تم نے مجھے بہت ہی زیادہ حیران کر کے رکھ دیا ہے اچھا میں جارہا ہو اور تم اپنا منہ بند کرنا تم سے میں اب بالکل بھی نہیں بولو گا عفان پیر پٹختا ہوا شاداب کے گھر سے باہر نکل کر چلا گیا اور شاداب سوچوں میں گم ہوگئی یقیناً یہ عفان کسی دوست کے ہاں گیا ہوگا اور پوار دن اور رات وہاں پر گزار کر آیا ہے اور اتنا بڑا جھوٹ بول رہا ہے کہ میں نے بھیانک قلعے میں رات گزاری ہے لوکوئی قلعے کہ اندر گیا ہے دوبارہ باہر نہیں آیا ہے اور اس کی لاش بھی کسی کو نہیں ملی پورا قصبہ یہی کہتا ہے وہ بھیانک قلعہ رات کو کبھی کبھی غائب بھی ہو جاتا ہے اور یہ میں اسی بھیانک قلعے کے بارے میں سب سے مشہور ناول میں پڑا ہے کیونکہ وہ ناول مین اتنا اثر ہے کہ پڑھنے والے کو اپنے حصار میں قید کر دیتا ہے عفان تم مجھے دھوکہ نہیں دے سکتے اب میں تمہیں بھیجوں گی اسی قلعے میں تا کہ میں بھی اسی قلعے کا راز جان سکوں اسی ناول میں یہ کہا گیا ہے کہ یہاں پر فرعون کی معشوقہ سندھا دیوی بھی رہتی ہے اور سندھا دیوی کی روح کی ہیریں جو اسی قلعے میں مدفن ہے انہوں نے ہزاروں لوگوں نے ان ہیروں کو نکالنے کی کوشش کی لیکن سبھی ناکام ہوگئے کیونکہ جن بھوت اور ایسی ایسی روحیں بھی ان ہیروں کی حفاظت پر معمور ہیں کہ وہ آدمی پر اگر اپنی وحشت طاری کردے تو وہ شخص چند لمحوں میں ہی یا تو پاگل ہوسکتا ہے یا پھر مرسکتا ہے شاداب ناول کے بارے میں سوچتی رہی اور خود ہی الجھتی رہی۔

ڈاکٹر صاحب میری بیوی پاگل ہورہی ہے اور میں اس کے تیوروں سے بہت حد تک خوفزدہ ہو چکا ہوں۔کیا مطلب ہے آپ کا آپ اپنی بیوی سے ڈر رہے ہیں محض اس لیے کہ وہ راتوں کو پلنگ سے غائب ہوجاتی ہے ساری رات باہر رہتی ہے باہر لان میں ٹہلتی رہتی ہے کیونکہ کبھی کبھی عجیب وغریب حرکتیں کرتی ہے اور چیزوں پر اپنا غصہ نکالتی ہے ڈاکٹر نے ارمان کو کہا آپ کیا کہیں گے یہ تو پاگل پن کی علامات ہیں اکثر میں بھی اپنے بستر سے اٹھ کر ساری رات لان میں باہر بیٹھ کر سگریٹ پھونکتا رہتا ہوں غصہ میں چیزیں توڑتا رہتا ہوں اور بھی بہت ایسے کام کرتا ہوں لیکن آپ کو لگتا ہے کیا۔۔؟ کہ میں پاگل ہوں۔

ڈاکٹر نے ارمان کو کہا تمہاری بیوی بالکل بھی پاگل نہیں ہے اور نہ ہی ان پر پاگل پن کے دورے پڑتے ہیں کیونکہ انہیں میرے خیال میں کوئی گہرا دکھ غم کا صدمہ ہے تبھی تو وہ ایسا رویہ اختیار کررہی ہے میں نے ان کے سارے ٹیسٹ اور ایکسرے رپورٹ دیکھی ہے وہ سب نارمل ہے تو ڈاکٹر صاحب اب میں کیا کروں۔ارمان نے قدرے دکھی ہو کر کہا تم ایسا کرو کہ ان کا دکھ خود کے ساتھ بانٹ لو۔نہیں ڈاکٹر صاحب نہیں۔میرے خیال میں وہ واقعی پاگل ہورہی ہے دیر تک گھٹنوں میں سر رکھتی ہے اور کبھی کبھی مجھے بہت زیادہ ڈراتی ہے کیا مطلب۔ارمان تمہاری بیوی تمہیں ڈراتی ہے ہاں ڈاکٹر صاحب وہ مجھے کسی خوفناک چڑیل سے زیادہ خوفناک لگتی ہے اور کبھی کبھی مجھے محسوس ہورہا ہوتا ہے کہ میری بیوی مجھے مارنے کی کوشش کررہی ہے۔تم دونوں کی شادی کو کتنا عرصہ ہوا ہے۔ڈاکٹر شعیب احمد جو کہ سائیکاٹرسٹ تھا اور ماہر نفسیات تھا یہ سوال پوچھا۔ہماری شادی کو تقریباً چار ماہ ہو چکے ہیں اور شادی کے بعد ہم دونوں بے حد خوش تھے لیکن پتہ نہیں کہ ہماری خوشیوں کو کس کی نظر لگ گئی۔تمہیں کب پتہ چلا کہ وہ پاگل ہورہی ہے۔ڈاکٹر صاحب تقریباً ایک ہفتہ ہوا اس نے بالکل غیر معمولی حرکتیں کرنا شروع کردی ہیں۔جو مجھے بالکل بھی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ میں کیا کروں اس لیے آج دوسری مرتبہ میں تمہارے پاس آیا ہوں۔ٹھیک ہے تم کل اپنی بیوی کو بھی لے آنا شعیب احمد نے ارمان کو کہا۔ہاں ٹھیک ہے کیونکہ یہ ٹھیک ہے میں کل اپنی مہ روش کو ضرور لے آؤنگا۔مہ روش تمہاری بیوی کو کوئی ذہنی صدمہ تو نہیں لگا ہے یعنی اسے کوئی سخت دکھ تو نہیں ہوا ہے۔نہیں ڈاکٹر صاحب میں نے آج تک اسے ہر ممکن حد تک خوش رکھنے کی کوشش کی ہے۔چلو اب تم جاؤ اور مہ روش کو ساتھ لیکر آنا۔ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحب میں اس کو کل لے کر آجاؤنگا۔ارمان ڈاکٹر صاحب سے اجازت لے کر کلینک سے باہر آگیا۔



۔شاداب بیٹا کیا سوچ رہی ہو ڈیڈی کچھ بھی نہیں بس ایسے ہی فارغ بیٹھی ہوئی ہوں اچھا اگر فارغ ہو تو میرے لیے ایک کپ چائے کا بنادو۔جی ڈیڈی میں ابھی بنا کر لائی۔یہ کہہ کر وہ کچن کی طرف چلی گئی اس کا ذہن ابھی تک الجھا ہوا تھا یہ عفان پھر کب آئے گا چلو وہ تو آنے والا نہیں ہے آج دوسرا دن ہو گیا ہے مگر اپنی منحوس شکل دکھائی ہی نہیں وہ

ساتھ ساتھ چائے بھی بنا رہی تھی اور خود سے باتیں بھی کرتی جا رہی تھی چائے کب کی بن چکی تھی اس نے اسے کپ میں ڈالی تو ڈیڈی کی طرف آ گئی۔

یہ لیجئے ڈیڈی۔ شکریہ بیٹا ڈیڈی نے نیوز چینل لگایا اور شاداب لاونج سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آ گئی کیونکہ شاداب کو نیوز سننا زہر لگتا تھا وہ عفان بھی آج کل نیا نیا رپورٹر بنا تھا کسی نیوز چینل میں عفان اس کے پھوپھو کا لڑکا تھا پھوپھو اسے ہر وقت ٹوکتی رہتی تھی اس لیے وہ پھوپھو کی ڈانٹ سے بچنے کے لیے ادھر شاداب کے گھر آ جاتا تھا لیکن دونوں کے مزاج نہیں ملتے تھے شاداب سے وہ جو بھی کہتا وہ اس کی الٹ کر دیتی اس لیے آج دوسرا دن تھا وہ نہیں آ رہا تھا اور نہ ہی فون کر رہا تھا شاداب نے اپنا سیل فون نکالا اور عفان کا نمبر ملانے لگی دوسری طرف بیل جا رہی تھی کہ عفان نے فون بزی کر دیا شاداب نے پھر نمبر ری ڈائل کیا تو اس بار عفان نے فون بند کر دیا وہ غصہ سے سرخ ہوتے ہوئے باہر لاونج میں آئی تو پاپا کے ساتھ ٹی وی کے سامنے بیٹھ گئی۔ یہ کیا پاپا یہ تو عفان نیوز سنا رہا ہے۔ ہاں بیٹا تبھی تو میں بھی حیران ہوں کہ میرا فون کیوں رسیو نہیں کر رہا ہے لیکن شاید فون اس کے کسی سیکرٹری کے پاس ہوگا کیونکہ نیوز تو لائیو چل رہا ہے۔ ہاں بیٹا ایسی ہی بات ہے پھر وہ دونوں ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے تب نیوز ختم ہوئی اور عفان بھی ٹی وی سکرین سے غائب ہو گیا۔ ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ اچانک شاداب کے سیل فون پر رنگ ٹون بج اٹھی شاداب نے سکرین پر نمبر دیکھا عفان کا ہی نمبر تھا شاداب نے فون خوش دلی سے رسیو کیا۔ یس۔ دوسری طرف عفان کی گھمبیر آواز سنائی دی۔ کیسے ہو عفان۔ شاداب نے لہجے میں مٹھاس لاتے ہوئے کہا ٹھیک ہوں فون کیسے کیا وہ تم نے دوبارہ کال کی تھی لیکن میرا سیل فون میرے اسسٹنٹ کے پاس تھا اس لیے میں ریسو نہ کر سکا اچھا وہ تو مجھے پتہ ہے لیکن مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے کیونکہ میں تمہارے ساتھ اسی پراسرار قلعے میں جانا چاہتی ہوں۔

کیا۔ دوسری طرف حیرانگی کا اظہار ہوا۔ عفان کو جیسے کسی بچھو نے کاٹ لیا ہو یہ تم کہہ رہی ہو شاداب۔ کہ تم پراسرار قلعے میں جانا چاہتی ہو۔ ہاں کیونکہ میں نے بس فیصلہ کر لیا ہے کہ میں بھی اب جن بھوتوں کا راز جان کر ہی رہونگی۔ لیکن میں اب اس قلعے میں نہیں جا سکتا ہوں۔ پر کیوں۔ شاداب منمنائی۔ کیونکہ میں اب رپورٹر ہوں۔ اور مجھے نیوز کے لیے شہر سے باہر جانا پڑ رہا ہے اس لیے میں اب بالکل بھی نہیں جا سکتا ہوں وہ صرف ویران قلعہ ہے بلکہ اس میں کچھ بھی نہیں ہے اور ہمارے شہر سے خاصی دور بھی ہے جبکہ وہاں جانے کے لیے میرا ایک دن ضائع ہوگا اور پھر آنے کے لیے بھی اسی طرح ایک دن ضائع ہو جائیگا میں نے تم سے وضاحتیں نہیں مانگی میں اب انکار کے موڈ میں نہیں ہوں تم میرے ساتھ جا رہے ہو۔ چند دنوں میں۔ میں نہیں جا رہا ہوں اور نہ ہی میرے پاس فالتو وقت ہے کیونکہ میں آجکل بالکل بھی فارغ نہیں ہوں اور اسی قلعے میں ایک بار جا چکا ہوں وہاں پہ کچھ بھی نہیں ہے بلکہ لوگوں نے اسے ایسے ہی خوفناک مشہور کر دیا ہے عفان تم جھوٹ بول رہے ہو تم کسی دوست کے ہاں گئے تھے اور پھر واپس آ گئے اور تم اس پراسرار قلعے میں بالکل بھی نہیں گئے تھے شاداب نے نہایت ہی تیز الفاظ میں کہا اور فون بند کر دیا اس کا موڈ سخت آف ہو چکا تھا۔



مہ روش تم میری بات کیوں نہیں سمجھ رہی ہو ارمان تم پاگل تو نہیں ہو گئے ہو میں کسی بھی ڈاکٹر کے پاس نہیں جاؤں گی اور نہ ہی میں پاگل ہوں تم مجھے زبردستی پاگل کر دو گے مہ روش تمہاری حرکتیں آج کل نہایت ہی عجیب وغریب ہو گئی ہیں تم تھر تھر کانپ جاتی ہو اور رات کو تمہیں چین نہیں ہوتا ہے۔ کبھی کبھی کسی بھیڑیے کی طرح غراتی ہو اور اپنا غصہ چیزوں پر نکالتی ہو آج ہمارا اپائیمنٹ ہے پلیز مہ روش وہ ڈاکٹر بہت۔ اچھا ہے میں تمہیں کھونا نہیں چاہتا ہوں کیونکہ میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں ارمان کوئی چیز مجھے اندر تک ہلا کر رکھ دیتی ہے۔ اور میں بے چین ہو جاتی ہوں میں پاگل نہیں ہوں جب میں یہ حرکتیں کرتی ہوں تو میں ہوش و حواس میں ہوتی ہوں اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میں کیا کر رہی ہوں لیکن کوئی خوفناک سی چیز ہمارے درمیان آ گئی ہے اور میں بری طرح اس چیز کے شکنجے میں جکڑی جا رہی ہوں میں محسوس کر رہی ہوں کہ وہ دھیرے دھیرے مجھ پر اپنا وجود ظاہر کر رہا ہے ارمان شاید تم سمجھ نہیں رہے ہو کہ میں کیا کہہ رہی ہوں میں تو کچھ بھی سمجھ نہیں پا رہا ہوں کہ تم اس دور میں بھی ایسی چیزوں پر یقین رکھتی ہو ارمان ڈاکٹر شعیب احمد کو منع کر دو کہ میں اس کے پاس بالکل بھی نہیں آ رہی ہوں ورنہ میں۔

اچھا ٹھیک ہے تم مت جاؤ میں اس سے مل کر خود ہی بات کر لونگا مگر ارمان تم میری بات کو نہیں سمجھ رہے ہو میں رات کو ایک بھیانک سپنا دیکھتی ہوں میں تمھیں کسی قدیمی ریگستان میں دیکھتی ہوں ہر طرف ریت اڑ رہی ہوتی ہے اور ارمان تم ریت میں دھنستے جا رہے ہو خونی پرندے تمہارے سر پر منڈلا رہے ہوتے ہیں اور پھر تمہاری طرف اپنی خونی پنجے تمہارے چہرے پر مارنے کی کوشش کرتے ہیں اور تمہاری بھیانک چیخیں مجھے لرزا کے رکھ دیتی ہیں میں کچھ بھی نہیں سمجھتی لیکن بھاگتے میں میں پھر اس خوفناک سائے کو دیکھتی ہوں اور کانپ کر اٹھ جاتی ہوں اور پسینے میں شرابور ہوتی ہوں میں کچھ بھی نہیں سمجھتی ہوں وہ دھویں کی مانند ہوتا ہے میں بہت ڈر جاتی ہوں اور تم کہہ رہے ہو کہ میں بیمار ہوں اور مجھے کسی ڈاکٹر سے رابطہ کرنا چاہیے میں بالکل بھی بیمار نہیں ہوں لیکن مہ روش تمہیں صرف ایک بار ڈاکٹر شعیب احمد سے ملنا چاہیے شاید وہ تمہارا خوف دور کر دے ارمان مجھے کوئی بھی خوف نہیں ہے اور نہ مجھے کوئی وہم ہوا ہے جو کچھ بھی ہے سچ کہہ رہی ہوں ہاں مان لیا کہ میں نے کہ تم سچ کہہ رہی ہو لیکن پلیز ڈاکٹر سے مل تو لو اچھا اگر تم اتنے ہی بضد ہو تو میں ضرور شعیب احمد سے مل لونگی چلو مہ روش تیاری کرو ہمیں ابھی جانا ہے آج ہی ہماری اپائمنٹ ہے دونوں تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد شعیب احمد کے کلینک کے دروازے میں داخل ہوئے اندر ڈاکٹر شعیب کی نظریں مہ روش پر پڑیں تو وہ چونک گیا مہ روش بھی وہی پر رک گئی اور دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہ گئے جبکہ ارمان نے باری باری دونوں کو دیکھا جو کہ ایک دوسرے کو دیکھنے میں پوری طرح گم صم ہو چکے تھے



شاداب بیٹا کیا بات ہے بہت گم صم رہنے لگی ہو آج کل تمہارے لیے ایک بریکنگ نیوز ہے پاپا نے شاداب کے لٹکے ہوئے منہ کی طرف دیکھ کر کہا کیا ہے۔ تمہارا کزن امریکہ سے آرہا ہے جو کہ یہاں پر قیام کرے گا کون پاپا شاداب نے لاپروائی دے کہا۔ ارے بابا تم اتنی جلدی بھول گئی ہو کیا تمہارا کزن ہے وہ کون پاپا کزن تو میرے بہت سارے ہیں ارے میں موبی کی بات کر رہا ہوں۔ کیا واقعی۔ موہیں آرہا ہے۔ ہاں اسے ایڈونچر کا بہت شوق ہے اور مجھے پتہ ہے تمہیں بھی تفریح بہت پسند ہے ڈیڈی آج میں بہت خوش ہوں موبی کب آرہا ہے آج ابھی تمہارے انکل کو فون آیا تھا شاید ابھی آدھے گھنٹے میں پہنچ جائیگا ہاں تو ہمیں اسے ریسو کرنے بھی ائیر پورٹ جانا چاہیے چلو تیاری کرو جی پاپا بس میں تیار ہوں دونوں کچھ ہی دیر میں ائیر پورٹ کے لیے نکل گئے اور ائیر پورٹ پر پہنچ کر ہی شاداب نے سکون کا سانس لیا آج ائیر پورٹ میں کافی رش تھا بہت سے لوگ اپنے پیاروں کو ریسو کرنے آئے ہوئے تھے اچانک شاداب کو موبین نظر آ گیا وہ دیکھو پاپا موبی وہ موبی۔ موبی کہہ کر شاداب چلانے لگی پانچ بار اس نے زور زور سے موبین کو پکارا لیکن تب موبی ان کی طرف چلا آیا۔

ہائے موبی تم سچ میں۔ یہ تم ہو۔ کتنے بدل سے گئے ہو۔ انکل یہ یقیناً شاداب ہو گی تم بھی تو بہت بدل چکی ہو ہاں یار باتیں تو گھر جا کر بھی ہوں گی چلو گھر چلتے ہیں وہاں تو میں تمہیں خوب تنگ کروں گی وہ تینوں کچھ دیر کے بعد گھر میں موجود تھے موبی تمہیں پاکستان کیسا لگا شاداب پاکستان ہمارا ملک بہت ہی پیارا اور خوبصورت ہے مجھے پاکستان بہت اچھا لگا سنا ہے تم کافی بہادر ہو اور وہ ہر چیز کو چیلنج کے طور پر لیتے ہو ہاں شاداب میرا ماننا ہے کہ زندگی میں چیلنج کا سامنا کرنا چاہیے اور ہر اس چیز کو للکارنا چاہیے جو ہماری راہ میں رکاوٹ ہو تمہیں ایڈونچر بھی کافی پسند ہے۔ ہاں تم میرے بارے میں بالکل ٹھیک سنا ہے ویسے موبی ایک بات تو بتاؤ کیا تم جن بھوتوں کو مانتے ہو ہاں کیوں نہیں یہ بھی اللہ تعالیٰ کی بنائی گئی مخلوق ہے موبی یہاں سے دور ریگستان میں ایک قلعہ واقع ہے سنا ہے وہاں پر سائے منڈلاتے ہیں اور جو بھی وہاں جائے روحیں اور بدروحیں انکا جینا محال کر دیتی ہیں سچ یہ تم کہہ رہی ہو ہاں میں تو وہاں پر جانا چاہتی ہوں لیکن سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ کس کے ساتھ جاؤں شاداب تم نے اس قلعے کے بارے میں کہاں سے پڑھا ہے اس قلعے میں فرعون کی معشوقہ کی روح بھی رہتی ہے اور ان کے ہیرے بھی اسی قلعے میں دفن ہیں کہتے ہیں کہ فرعون کی معشوقہ کی روح اس کی حفاظت کرتی ہے اور کسی کو بھی قلعے میں جانے نہیں دیتی ہے اگر کوئی قلعے میں داخل ہو بھی جائے تو غلام روحیں اس بندے کی حشر نشر کر دیتے ہیں واقعی۔ موبی نے حیران ہو کر کہا پھر تو ہمیں اس پراسرار قلعے کی سیر کے لیے ضرور جانا چاہیے یہ دونوں باتیں کر رہے تھے کہ شاداب کے ڈیڈی اندر داخل ہوئے۔ کیا باتیں ہو رہی ہیں ہمیں بھی تو پتہ چلے انکل کچھ خاص نہیں بس شاداب سے پاکستان کے بارے میں ذرا

معلومات حاصل کر رہا تھا اچھا ٹھیک ہے تم دونوں گپ شپ کرو میں زرا لیٹنے کے موڈ میں ہوں انکل تو چلے گئے ہے اب تم ہی کچھ بولو موبی تو پھر کیا سوچا ہے تم نے کب جانا ہے اس پراسرار قلعے میں شاداب جب تم بولو ۔ٹھیک ہے میں بس سوچتی ہوں پھر بتا دوں گی ۔



ڈاکٹر صاحب یہ میری بیوی مہ روش ہے ارمان آگے بڑھ کر بولا ۔جی آرئی بیٹھو ۔دونوں ڈاکٹر شعیب کے سامنے کرسی پر براجمان ہو گئے ۔شعیب احمد مہ روش کو دیکھنے میں محو تھا ارمان تم کچھ دیر کے لیے باہر جاؤ مجھے تمہاری بیوی سے کچھ سوالات کرنے ہیں ۔ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحب ارمان روم سے باہر نکل گیا اور مہ روش اور شعیب احمد کمرے میں اکیلے رہو گئے شوبی اگر مجھے پتہ ہوتا کہ یہ تم ہو تو کبھی بھی میں اس کلینک میں قدم نہ رکھتی ۔مہ روش میں نے بھی کبھی سوچا نہیں تھا کہ تم مجھے دوبارہ کسی ایسے موڑ پر ملو گی اور وہ بھی اتنے سالوں بعد کیا تم واقعی پاگل ہو رہی ہو یا پھر واقعی کوئی سایہ کوئی روح تمہیں تنگ کر رہی ہے ۔شوبی ارمان مجھ سے بہت پیار کرتا ہے اس لیے میں چاہتی ہوں کہ ہماری پچھلی زندگی کی بھنک بھی اس پر نہ پڑے میں کوشش کروں گا کہ ایسا ہی ہو تمہیں میں آج یہاں دیکھ کر مجھے ہم دونوں کی وہ پچھلی حسین زندگی یاد آ گئی ہے ۔شعیب احمد تم یہ مت بھولو کہ میں اب کسی کی بیوی ہوں اور تمہاری کائنڈ بن کر یہاں پر آئی ہوں ۔ہاں جانتا ہوں میں ۔ہماری زندگی تو ہماری نہ رہی ہے کیونکہ یونیورسٹی میں میں تم نے میرے ساتھ جو وعدے کئے تھے اور جو حسین سپنے میں نے تمہارے سنگ دیکھے تھے وہ اسی بھیانک حادثے کے بعد پورے نہ ہو سکے خیر پرانی باتوں میں کچھ بھی نہیں رکھا اور نہ میں تمہیں پرانی باتیں یاد دلاؤ نگا تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے کہ تمہارے شوہر کو لگ رہا ہے کہ تم پاگل ہو رہی ہو شعیب احمد نے اس کی طرف دیکھا۔

ہاں میرے شوہر کو صحیح لگ رہا ہے مجھے کوئی سایہ ڈارتا رہتا ہے میں بہت زیادہ ڈر جاتی ہوں ۔خوف میرے نس نس میں سما جاتا ہے اور مجھے لگتا ہے کہ کوئی میری جان لینا چاہتا ہے میں ساری رات سو نہیں پاتی اور لان میں ٹہلتی رہتی ہوں اس لیے کہ میں اکثر اوقات میں چیختی چلاتی رہتی ہوں میں کبھی بھی نہیں سمجھ سکتی کہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے مہ روش ایک بات میں تمہیں بتاؤں ۔شوبی کیا کام ۔مہ روش نے حیران ہو کر شعیب کی طرف دیکھا اگر تمہیں یاد پڑتا ہو جب تم میرے ساتھ یونیورسٹی میں تھی تو ہمارا ایک گروپ ٹور پر گیا تھا ۔ہاں شوبی مجھے یاد ہے اور میں وہاں پر کسی آسیبی چکر میں پھنس گئی تھی تبھی تو تم نے مجھے پاگل سمجھا تھا اور ہمارے راستے اسی دن سے جدا ہوئے تھے ۔اور اس کیبعد ہم اس موڑ پر ملے ہیں اب کیا کہو گے کہ میں کیا واقعی پاگل ہو رہی ہوں اچانک کمرے میں ارمان داخل ہوا ۔جی ۔دونوں چونک گئے اور ارمان کی طرف دیکھنے لگے جبکہ ارمان مہروش کے ساتھ والے سیٹ پر براجمان ہوا۔

❁❁❁

موبی واؤ تمہارے ساتھ کافی مزہ آرہا ہے آج میں نے تمہارے ساتھ سارا شہر چھان مارا ہے صبح سے گھوم پھر رہے ہیں لیکن تم بالکل بھی میرے نہیں سن رہے ہو اب ہمیں گھر چلنا چاہیے ۔نہیں شاداب ابھی نہیں ابھی تو بازار کی رونقیں بحال ہوئی ہیں اچھا موسم ہے آج آدھی رات تک انجوائے کریں گے لیکن موبی میں بہت تھک گئی ہوں ۔تم سمجھ کیوں نہیں لیتے ۔میں سمجھ گیا ہوں چلو یہاں سے کہیں اور چلیں ابھی تو بہت سی مارکیٹ دیکھنی ہے باقی ہے چلو چلیں ۔شاداب بھی اب ہار ہی گئی موبی کے ساتھ بیٹھ گئی ویسے شاداب تم اس پراسرار قلعے کی سیر ہمیں کب کروا رہی ہو موبی بہت جلد کیونکہ اب تو میں بھی بے چین ہو گئی ہوں اور اس قلعے کو دیکھنا چاہتی ہوں کیونکہ اسمیں مدفن ہیرے بھی ابھی تک موجود ہیں کس کے ہیرے ۔موبی نے چونک کر شاداب کو دیکھا ۔ارے میں فرعون کی محبوبہ کی مدفن ہیروں کی بات کر رہی ہوں مجھے تو اس بات کے بارے میں بالکل بھی پتہ نہیں ہے کہ تم کس فرعون کی بات کر رہی ہو میں اہل مصر کی اس فرعون کی بات کر رہی ہوں جس کی بادشاہی میں ۔وہ بہت مشہور رہ چکا تھا مصر کے ہر بادشاہ کو فرعون کہتے ہیں ۔صدیوں پہلے کسی مشہور فرعون کی محبوبہ جو کہ ماہر جادوگرنی تھی فرعون نے اس کی محبت میں یہ پراسرار قلعہ تعمیر کرایا تھا لیکن فرعون کی محبوبہ جو کہ ماہر علم تھی اور جادو پر دسترس رکھتی تھی اس کا قتل کسی حاسد نے کیا تھا اور جو ہیرے اسے فرعون نے تحفے میں دیئے تھے وہ جادوئی ہیرے اسی قلعے میں دفن کر دیئے تھے ۔شاداب یہ کہانی تو بے حد زبردست ہے یہ جو معلومات میں نے تمہیں فراہم کی ہیں میں نے ایک مشہور ناول سے لی ہیں اور موبی تم یہ جان کر یقیناً حیران ہوئے ہوں گے کہ یہ

ناول نصف صدی پہلے لکھا گیا تھا اچھا۔ یہ تو اور بھی حیرت والی بات ہوئی میں۔۔اچانک شاداب کی موبائل کی بیل بج اٹھی۔

اسکیوزمی۔فون کی سکرین پر عفان کا نمبر چمک رہا تھا اف یہ مصیبت۔شاداب نے ناک ترچھی کر کے آہستہ سے کہا۔کون مصیبت۔اگر مصیبت ہے تو کاٹ دو یا پھر سیل آف کردو۔نہیں موبی بات تو کرنی پڑے گی آخر اتنے دنوں بعد کال کی ہے اب اتنی بھی بے مروتی اچھی نہیں۔اگلے ہی لمحے اس نے سیل کان سے لگا کر ہیلو کہا۔کیسی ہو عفان کی آواز اس کی سماعتوں میں گونجی ہو بہت مزے میں ہوں۔تم سناؤ کیسے ہو اور اتنے دنوں سے غائب ہو گئے ہو نہ گھر کے چکر لگا رہے ہو اور نہ مجھ کو فون وغیرہ کر رہے ہو۔شاداب تمہیں تو پتہ ہے میں آج کل بے حد بزی ہوں۔اور مجھے بھی آج کل سر کو کھجانے کی فرصت نہیں ہے لیکن پھر بھی عفان۔میں نے تمہارا نمبر ریسیو کر لیا اچھا تمہاری ایسی بھی کیا مصروفیات ہیں۔عفان نے کس قدر اشتراک سے پوچھا تھا ویسے عفان آج کل میری مصروفیت بے حد زیادہ ہیں میں اپنے کسی کزن کے ساتھ ہوں اور سارا دن اسی کیساتھ گزار رہی ہوں۔ہم نے تمہاری کمی بالکل بھی محسوس نہیں کی ہے اور ہاں ابھی بھی میں اسی کے ساتھ ہوں جبکہ تم اپنے کانٹریکٹ پر غور کرو جو تمنے سائن کیے اوکے بائے۔شاداب نے موبائل کاٹتے ہوئے کہا موبی اسے دیکھ رہا تھا دوسری طرف عفان سوچوں کے سمندر میں چلا گیا اور حیرت زدہ ہو کر سوچنے لگا کہ واقعی جب پہلے یہ لڑکی گھر میں تنگ ہو جاتی سیدھی اس کے سر پر پہنچ جاتی اور آج تیسرا دن ہے میری خیر خبر تک نہیں لی۔خیر میں بھی رات ضرور ان کے ہاں جاؤں گا کہ کون آیا ہے۔مگر قریبی تو کوئی کزن میرے علاوہ یہاں کوئی بھی نہیں ہے وہ مسلسل خود الجھتا رہا موبی گاڑی کو لفٹ گھماؤ یہ یہاں کا سب سے مشہور ہوٹل ہے اور ہمیں تھوڑی دیر کے لیے اسی ہوٹل میں وقت بتانا ہے چاہیے۔ٹھیک ہے۔

گاڑی ہوٹل کی پارکنگ ایریا میں گھوم گئی چلو اب باہر نکلو۔دونوں ہوٹل کے لان میں سے ہوتے ہوئے ہوٹل کے اندر داخل ہو گئے آج رات کا ڈنر بہت اہتمام سے بھرپور ہو گا۔ہاں یار میں بھی پاکستانی کھانے بڑے دنوں کے بعد کھا رہا ہوں اور یہاں کے کھانے انتہائی زبردست اور لذت اور صحت افزا ہوتے ہیں۔جی یہی تو۔۔ڈیڑھ گھنٹے کے بعد ہوٹل سے باہر نکلے۔آج تو میں کافی تھک چکا ہوں۔چلو گھر چلیں موبی نے شاداب سے کہا تقریباً وہ دونوں کچھ دیر بعد گھر کے مین گیٹ پہنچ چکے تھے ملازم نے گیٹ کھولا دونوں گاڑی سے اترے اور جونہی ڈرائنگ روم سے گزرنے لگے شاداب کی نگاہ عفان پر پڑی عفان گم صم سوچوں میں الجھا ہوا ہوا بیٹھا ہوا تھا دونوں چپ چاپ ڈرائنگ روم سے گزر گئے اور عفان کو یہ سب بہت ہی عجیب سا لگا پچھلے دو گھنٹے سے وہ جس کا انتظار کر رہا تھا وہ انہوں نے تو اسے ذرا بھی توجہ نہ دی تھی۔



ارمان میں اب تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں مہ روش تم کچھ دیر کے لیے باہر چلی جاؤ مہ روش نے باہر جانے میں ہی عافیت سمجھی لیکن اس کے دل میں ڈر ضرور تھا کہیں شوبی ارمان سے میری پچھلی زندگی کے بارے میں کوئی بات ہی تو نہیں کر رہے ہیں۔نہیں شعیب احمد ایسا کبھی نہیں کر سکتے وہ ضرور ارمان کو مطمئن کر دے گا میری بیماری کے بارے حالانکہ مجھے کوئی بیماری تو نہیں ہے مگر پچھلی زندگی نن نہیں اس پچھلے واقعات نے تو مجھے بھی الجھا کر رکھ دیا ہیاور میں انہی پچھلے واقعات کی وجہ سے ہی اس حال میں پہنچی ہوں شاید وہ ارمان کو مطمئن کر دے اور ہاں نہیں مگر میں اب کیا سوچ رہی ہوں پتہ ہی نہیں میں بس آرام سے انتظار کرتی ہوں تقریباً تین گھنٹے تک وہ ارمان اور اپنی زندگی کے بارےمیں سوچتی رہی اچانک ارمان اس کے سامنے آیا۔چلو مہ روش چلیں۔کیا کہا ڈاکٹر نے۔مہ روش نے اٹھتے ہوئے سوال کیا۔گھر جا کر ساری تفصیل بتا دوں گا اچھا ٹھیک ہے چلو گھر چلیں ہاں تو اب بتاؤ۔کیا بیماری ہے مجھ میں۔مہ روش تجھ میں کوئی بیماری نہیں ہے دراصل تمہارے ذہن پر کوئی سایہ سوار ہو رہا ہے اس وجہ سے تم ایسے عجیب و غریب حرکتیں کر رہی ہو کیسا سایہ سا سوار ہو رہا ہے۔میں کچھ سمجھی نہیں ہوں۔مہ روش نے حیران ہو کے کہا۔مہ روش ڈاکٹر شعیب احمد کا کہنا ہے کہ تم اپنی پچھلی زندگی میں کسی ایسے پراسرار جگہ پر گئی تھی جہاں پر روحیں بستی ہوں ارمان تم کیا کہہ رہے ہو مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا ہے۔دیکھو مہ روش میں نے تم سے کچھ پوچھا ہے۔مجھے اس کا جواب دو۔ہاں میں اپنی یونیورسٹی میں جب پڑھتی تھی تو میں ایک پراسرار قلعے میں گئی تھی جہاں پر ہمارے کئی کلاس فیلو بچھڑ گئے تھے اور میں پتہ نہیں کئی ساتھیوں سمیت اس خوفناک

قلعے سے باہر نکلے تھے لیکن اس واقعے کو تو تقریباً تین سال گزر چکے ہیں ارمان تم مجھے یہ بتاؤ کہ ڈاکٹر نے کیا کہا۔ مہ روش مجھے شعیب احمد نے کہا تھا کہ جب مہ روش میرے ساتھ کمرے اکیلی تھی تو میرے پاس ایسا سفوف موجود ہے جو ٹیلی پیتھی کی طرح کسی شخص کا ذہن اپنے حصار میں جکڑ سکتا ہے اس نے تمہاری پچھلی زندگی کے واقعات تم سے جانے تھے اور پھر مجھے بتا دیئے۔ ارمان اس نے تمہیں اور کیا بتایا۔ مہ روش نے لرزتے ہوئے کہا اس نے کل پھر سے ہم دونوں کو بلایا ہے وہ کل ضرور بہت اہم باتیں ہمیں بتائیگا اچھا ٹھیک ہے سو جاؤ فی الحال۔ ویسے رات کوفی گہری ہوگئی ہے۔ ہاں مجھے بھی نیند آرہی ہے۔ اتنا کہہ کر وہ دونوں سو گئے۔



چلو اٹھو بھی موبی تم بہت زیادہ سوتے ہو یار سونے دو ناں تم کیوں صبح صبح اٹھا رہی ہو شاداب کیا مصیبت ہے کیوں صبح صبح تنگ کر رہی ہو چلو واک کے لیے اٹھو آج موسم بہت خوشگوار ہے اٹھو بھی۔ ٹھیک ہے۔ موبی نے اسے تکیہ مارتے ہوئے کہا ہاتھ ملتے ہوئے وہ اٹھ گیا کچھ دیر میں دونوں باہر سڑک پر دوڑ رہے تھے یار شاداب ہم کب اس پراسرار قلعے کی سیر کو جائیں گے۔ موبی تم فکر مت کرو بہت جلد ہم اس قلعے کی سیر کو جائینگے۔ شاداب کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ قلعہ پراسرار ہے۔ ہاں موبی مجھے سو فیصد یقین ہے کہ وہ قلعہ پراسرار ہے اتنی زیادہ کتابیں چھپ چکی ہیں اور بھی بہت کچھ جو کہ اس پراسرار قلعے کے مطابق ہے وہ تو بہت ہی خوفناک ہے مگر شاید اب تم نے وعدہ کیا ہے تو جانا تو پڑے گا ہاں شاداب مجھے واقعی بہت شوق ہے کہ میں کسی ایک خوفناک جگہ جاؤں جہاں پر خوف ہی خوف پھیلا ہوا ہو بس موبی تم پروگرام بناؤ عنقریب ہم دونوں اس جگہ چلے جائیں گے بس بہت واک کر لی اب گھر کو جانا چاہیے۔ ٹھیک ہے موبی اب میں بھی تھک گئی ہوں۔ ٹھیک ہے چلو دونوں کچھ لمحوں بعد گھر میں داخل ہوئے ارے واہ تم کب آئے ہو عفان۔ شاداب نے چہرے پر مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا اور عفان نے دونوں کی طرف دیکھا بس تھوڑی دیر پہلے آیا ہوں۔ اچھا عفان یہ موبی ہے میرا کزن امی کی طرف سے۔ نائس ٹو میٹ یو۔ موبی نے عفان سے گرم جوشی سے ہاتھ ملایا۔ اب تم دونوں یہاں پر بیٹھو میں ناشتے کے لیے کچھ منگواتی ہوں پھر میں بھی گفتگو میں شامل ہو جاؤں گی ٹھیک ہے۔

عفان موبی کا جائزہ لینے لگا خوش شکل امیر اور آزاد خیال سا بندہ اس کو لگا تھا خیر وہ ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے ویسے ہم دونوں مستقبل میں اچھے دوست بن سکتے ہیں۔ ہاں میرا بھی یہی خیال ہے موبین نے مسکرا کر کہا چلو ٹھیک ہے تم کرتے کیا ہو۔ میں ایک جرنلسٹ ہوں جرنٹ میڈیا سے میرا تعلق ہے اوکے۔ یہ تو بہت زبردست جاب ہے۔ ہاں وہ تو ہے مگر یار یہ جاب شاداب کو سخت ناپسند ہے میرا اور اس کا کئی بار جھگڑا بھی ہوا ہے۔ مگر اب تو میں اس کے کہنے پر اس جاب پر لات تو نہیں مار سکتا۔ موبی نے قہقہہ لگایا اگر شاداب نے یہ مجھے کہا ہوتا تو یہ نوکری میں اب تک چھوڑ چکا ہوتا۔ ہاں تم طنز کر رہے ہو عفان نے موبی سے کہا نہیں میں طنز نہیں کر رہا سچائی بتا رہا ہوں عفان اس کی بات سن کر خاموش ہو گیا اچانک شاداب آ گئی اس کے ہاتھ میں ناشتے کی ٹرے تھی ناشتہ کے بعد عفان کو کوئی فون آ گیا اور وہ وہاں سے اٹھ کر چلا گیا موبی تمہیں میرا کزن کیسا لگا انتہائی فضول اور مغرور۔ کیا شاداب چلا اٹھی۔ میں نے تو اپنی رائے دی ہے تم برا مان گئی۔ ہو کیا۔ نہیں تو میں خود حیران ہوں کہ تم نے اس کے بارے میں اتنی صحیح رائے کیسے دی۔ اچھا چلو یہ باجا تو لگاؤ اچھا میں ٹی وی لگاتی ہوں یہ نیوز چینل لگاؤ یہ والا ٹھیک ہے۔ جی ہاں دونوں آرام سے ٹی وی دیکھنے لگے ایک گھنٹہ کے بعد اچانک عفان ٹی وی پر آ گیا دونوں غور سے عفان کو دیکھنے لگے وہ نیوز بتا رہا تھا یار شاداب چینل چینج کرو۔



اب کیا سوچا ہے تم نے۔ میں کیا سوچ سکتی ہوں رات کو میں نے دیکھا تھا کہ تم بستر سے غائب ہوگئی تھی میں سخت پریشان ہو گیا اور ہاں مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کل رات۔ تم باہر لان میں بھی نہیں تھے اور جب میں نے گھر کا چپا چپا چھان مارا ہر جگہ تمہیں ڈھونڈا مگر جب میں ہارا تھکا ہوا کمرے میں لوٹا تو تم بستر پر آرام سے سو رہی تھی لیکن تم کسی شیر کی دھاڑ کی طرح یکدم ڈھاری اور پھر میں نے دیکھا کہ تمہاری آنکھیں باہر کو ابلی ہوئی تھیں اور بالکل سفید دودھیا رنگ کی تھی تمہاری آواز بھی کسی شیر کی طرح معلوم ہو رہی تھیں یہ کیا راز ہے آخر تم مجھے بتا کیوں نہیں دیتی ارمان کی پریشانی میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔ ہاں میں تمہیں سچ سچ بتا دینا چاہتی ہوں مگر وعدہ کرو کہ تم مجھے چھوڑو گے نہیں۔ تم کیا کہہ رہی ہو میں نے تم سے محبت کی شادی کی ہے لیکن تم نہیں جانتے ہو کہ

میری پچھلی زندگی کا کیا راز ہے، تم بتاؤ تو سہی، میں تمہیں کسی بھی موڑ پر تنہا نہیں چھوڑوں گا یہ میرا تم سے وعدہ ہے ارمان اگر تم سننا چاہتے ہو تو پھر سنو۔

آج سے کئی سال پہلے میں اور ڈاکٹر شعیب احمد ایک یونیورسٹی میں پڑھتے تھے ہم دونوں کلاس فیلو تھے اور ایک دوسرے کو پسند بھی کرتے تھے اور ایک دوسرے کی ذات میں گہری دلچسپی بھی رکھتے تھے شعیب میرے ساتھ زندگی گزارنے کے حسین سپنے دیکھے تھے پھر اچانک ہماری یونیورسٹی کی ٹور کسی صحرائی مقام پر گئی بہت سارے طلباء اور طلبات تھے ہمارے ساتھ لیکن اور میں اور شعیب چلتے چلتے ریگستان کے درمیان بھٹک گئے اور پھر ہمیں پتہ ہی نہ چلا کہ ہم کس سمت جا رہے ہیں دور سے ہمیں ایک عمارت نظر آ گئی بس ہم دونوں چلتے رہے اور میں بہت پریشان تھی کیونکہ ہم دونوں راستہ کھو چکے تھے جب ہم اس عمارت کے قریب پہنچے تو وہ کوئی قلعہ تھا ٹوٹا پھوٹا بے حال سا تھا مگر ہم دونوں قلعے کو ابھی باہر سے دیکھ رہے تھے کہ ریگستان میں ایک بونچال آ گیا قلعے کا بڑا بھاری دروازہ ہلنے لگا اور ہم دونوں اس پراسرار قلعے میں داخل ہو گئے ایک ایک جھٹکے سے دروازہ بند ہو گیا اور میں گھبرا کر اس کے کندھے سے جا لگی مجھ کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میں کیا کروں پھر ہم نے آہستہ آہستہ قلعے کی اندرونی حصے کی طرف قدم بڑھائے مگر قلعہ اندر سے نہایت شاندار تھا ہر نعمت اس میں موجود تھی ہم دونوں قلعے کے حسن میں اس قدر کھو گئے کہ کسی چیز کا بھی ہوش نہ رہا تھا ہر ایک چیز ایک سے بڑھ کر ایک تھی اتنی سجاوٹ اور آرائش کی گئی تھی کہ جیسے کسی محل کا گمان ہوتا تھا اور پھر ایک دم گھپ اندھیرا چھا گیا ہر چیز گم ہو گئی ہم دونوں بھی اس اندھیرے میں گم ہو گئے اور ایسا محسوس ہونے لگا کہ اس قلعے کی در و دیوار ہل رہی ہے ہمیں زمین گھومتی ہوئی محسوس ہوء اور پھر جب اندھیرا چھٹا تو میرا ذہن بھاری تھا میں اپنے آپ سے بیگانہ بن چکی تھی مجھے لگ رہا تھا کہ کوئی روح میرے ذہن پر سوار ہو گئی ہے میں جھولتی ہوئی نیچے گر پڑی شعیب احمد نے مجھے اٹھایا اچانک قلعہ میں آواز گونج گئی اتنی بھیانک آواز سن کر ہم دونوں خوف سے کانپ اٹھے وہ آواز کسی عورت کی تھی اور کسی شیرنی کی طرح غرا رہی تھی یہ قلعہ پراسرار ہے ہمیں یہاں سے نکلنا چاہیے شعیب نے مجھے کہا لیکن ہم دونوں بری طرح پھنس گئے تھے۔

خدا خدا کر کے جب ہم دونوں شہر واپس آئے تو میرا حال یہ ہو چکا تھا کہ میں راتوں کو اٹھ جاتی چیختی چلاتی کسی شیرنی کی طرح دھارتی اور گھر کے برتن توڑتی رہتی کبھی کبھی میں سوتے میں غائب بھی ہو جاتی اور اسی قلعہ میں آوارد ہو جاتی لیکن جب میں صبح کی لو پھوٹنے سے پہلے جھاگ جاتی تو حیرت انگیز طور پر میں اپنے بستر پر ہی پڑی ہوتی میں نے پھر یونیورسٹی جانا چھوڑ دیا شعیب کو میری حالت کے بارے میں معلوم ہو چکا تھا اس نے کئی بار رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن میں اسے اپنے ذہن سے بھلا چکی تھی شعیب نے کسی علم والے سے رابطہ کیا تو اس نے بتایا کہ مجھ میں کوئی روح گھس گئی ہے اور وہی روح مجھ سے یہ سب کچھ کروا رہی ہے واقعی میں بالکل بدل گئی تھی ایک عجیب سی زبان میں بولتی تھی آنکھیں خون کی طرح لال ہو جاتی اور پھر اس عامل نے عجیب سا انکشاف کی کہ میں چند مہینے میں بالکل ٹھیک ہو جاؤں گی لیکن اگر میں نے شادی کر لی تو پھر سے میری یہ حالت ہو جائے گی اور تب تک رہے گی جب تک میں ماں نہیں بن جاؤں گی میرے ہونے والے بچے پر اس روح کا سایہ پڑ جائے گا اور جوں جوں وہ بڑا ہو گا وہی روح اس کے مکمل جسم پر قابض ہو جائے گا ارمان اس عامل نے یہ بھی کہا تھا کہ میں ماں بننے سے پہلے پہلے اس روح کا خاتمہ کر دیا جائے تو ہمارا بچہ اس کے شر سے محفوظ رہ سکتا ہے مہ روش نے ایک سرد آہ بھری۔

اتنا بڑا راز تم نے مجھ سے چھپایا ہوا تھا مہ روش میں تو سن کر کانپ رہا ہوں کہ تمہارے ساتھ کسی قدیم روح نے یہ گھناؤنا کھیل کھیلا ہے اس روح کا خاتمہ کیسے ہو سکتا ہے۔ارمان اس کی روح کا خاتمہ کر سکتے ہو صرف تم۔ میں وہ کیسے۔میں سمجھا نہیں مجھ میں کیا خاص بات ہے وہ حیران ہوا۔ ارمان تم بچے کا ہونے والے باپ ہو ہمیں اس بدروح کو ختم کرنے کے لیے ایک بار پھر اسی قلعے میں جانا ہو گا واقعی ہم دونوں جائیں گے لیکن ابھی تو ہمارے بچے کی ولادت میں بہت ٹائم ہے ہاں وہ تو ہے لیکن اس روح نے اثرات ابھی سے مجھ پر شروع کر دیئے ہیں ارمان ہمیں جلد وہاں پر جانا ہو گا اور پھر تم ۔ نورانی عمل سے وہاں پر ایک چلہ کرنا ہو گا میں قدم قدم پر ہمارے ساتھ ہوں اور تمہیں جیتنا ہو گا ہاں تو کب جا رہے ہیں ہم۔ارمان نے مہ روش سے پوچھا۔بس تم شیڈول بنا لو میں وہ عمل نکالتی ہوں جو اس عمل والے نے مجھے دیا تھا۔اچھا یہ تم کہہ رہی ہو۔تو پھر تم سے ایک سوال پوچھوں

ارمان نے کہا۔ ہاں پوچھو شعیب نے تمہاری مدد کیوں نہیں کی اور تم سے شادی ۔۔؟ ہاں تو اس روح نے ایسا کرنے نہیں دیا تھا میرے ذہن سے اسے مٹا دیا تھا میں اسے جانتی تک نہیں تھی اس واقعہ کے بعد اور اس نے بھی اس وقت مجھے پاگل سمجھ لیا۔ تب سے جب ہمارے راستے جدا ہوئے تب برسوں کلینک میں ہم ملے لیکن تمہاری بیوی اور ڈاکٹر کی حیثیت سے ارمان اس کی بات پر ہنس دیا اچھا تم مجھے وہ عمل دو اور جانے کی تیاری کرواب میں ہی کرونگا وہ چلہ ٹھیک ہے ارمان تم مجھے بچالو گے مجھے تم پر مکمل بھروسہ تھا۔



شاداب تو کیا سوچا ہے تم نے ۔ یار بس بہت جلد ہم جا رہے ہیں کہاں ۔ موبی نے حیران ہو کر کہا اسی خونی قلعہ میں ہمیں جانا ہے واؤ کتنا مزہ آئیگا شاداب نے سنگار میز کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا اور مسکارہ اٹھا کر موبی کی طرف دیکھنے لگی ہاں میں بھی پریشان ہوں لیکن اگر وہاں پر خدانخواستہ کچھ ہوگیا تو پھر کیا ہوگا لیکن موبی خطرے کے وقت دیکھا جائیگا کہ آگے کیا کرنا ہے لیکن مجھے امید ہے کہ ہم وہاں سے بچ کر ضرور آئیں گے چلو ٹھیک ہے تم سامان پیکنگ کرو کل صبح ہمیں نکلنا ہوگا ٹھیک ہے اور کچھ بس جو تمہیں بہتر لگے وہ کرو۔ ہاں موسم کے مناسبت سے کپڑے رکھو تا کہ وہاں کے موسم کے مطابق چل سکیں ٹھیک ہے میں ابھی سے پیکنگ شروع کردیتی ہوں۔

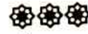
شاداب ایک بات تو بتاؤ کہ اگر جناتی روحوں کو ٹالنا ہو تو پھر ہمیں کیا کرنا ہوگا سمپل ہمیں قرآنی آیات پھر اسی قسم کی مصیبت سے نکال سکتے ہیں کیونکہ روحیں قرآنی آیات سے دور بھاگتی ہے ۔ تو پھر ایسا کرو کہ اسم مبارکہ کے نام کہ چند لاکٹ اور تعویذ وغیرہ رکھ لو ٹھیک ہے ہاں تو تم نے بالکل صحیح بات کہی ہے اور اگر اس کے باوجود ہم وہاں پر پھنس گئے ۔نہیں اندازے مت قائم کرو موبی مجھے بہت معلومات ہیں اس قلعے کے بارے میں اور شاید وہاں پر بہت آثار قدیم زمانہ کے بہت ساری چیزیں بھی ہیں چلو جیسا تم چاہتی ہو ایسا ہی ہوگا ایک دن بھی گزر گیا دونوں گیٹ سے باہر کھڑے تھے جیپ میں سامان رکھ رہے تھے شاداب نے ہیٹ کیپ پہن رکھی تھی اور جینز اور ٹی شرٹس میں وہ غضب ڈھا رہی تھی اس کے ساتھ موبین کھڑا تھا موبی جیب میں سارا سامان رکھ دیا ہے بس اب چلیں ۔ٹھیک ہے سامان تو مکمل رکھا ہے ناں

۔ ہاں رکھ دیا ہے ۔ یہ لاکٹ تم اپنے گلے میں ڈال لو ۔ کیوں موبی نے حیرانی سے کہا یہ پاک اسما مبارکہ کہ عمل والا لاکٹ ہے اور ہاں یہ والا بازو پر باندھ دو موبی نے ایک کالے رنگ کا دوسرا لاکٹ نما تعویذ بازو پر باندھ دیا اب چلو تم نے تعویذ پہنا ہے کہ نہیں ۔ ہاں موبی میں نے پہن لیا ہے ۔ گاڑی خراٹے بھرتی ہوئی جانے لگی مجھے راستہ معلوم ہے چلو گاڑی کی اسپیڈ تیز کرو ٹھیک ہے وہ جیب میں کھڑی تھی اس کے بال ہواؤں کے دوش پر اڑ رہے تھے یار مست سی میوزک بھی لگا دو صبح سے شام تک چلتی گاڑی بالکل بھی نہیں رکی تھی بس ذرا اور سپیڈ بڑھا دو یہ ریگستانی علاقہ شروع ہو چکا ہے اور ہلکی ہلکی ریت اڑ رہی ہے ہوا کی ٹھنڈی لو چل رہی ہے یار میں تھک چکا ہوں اب آگے گاڑی تم چلاؤ ۔ اچھا ٹھیک ہے ۔ گاڑی میں ہی سیٹوں کا ایکسچینج ہوا رات کے کوئی ساڑھے گیارہ بجے وہ دونوں اس قلعے کے سامنے پہنچ گئے ارے یہ کیا ۔ ایک کرولا جو بلیک رنگ کی تھی وہ بھی قلعے کے سامنے موجود تھی موبی میرے خیال میں یہاں پر کوئی اور بھی ہے اب کیا ہوگا شاداب نے موبی کو دیکھتے ہوئے کہا کچھ نہیں بس ان لوگوں سے ملاقات ہوگی چلو آؤ دیکھیں تو سہی کس قسم کے لوگ ادھر آئے ہیں۔

دونوں گاڑی کے برابر جیب کھڑی کی اور قلعے کے زنگ آلود دروازے پر زور دینے لگے دروازہ مضبوطی سے بند تھا چلو موبی پہلے تم سامان نکالو گاڑی میں ٹارچ روشن کرتی ہوں ۔ ہاں ٹھیک ہے دو عدد بڑے سائز کے بیگ موبی نے جیپ سے بہر نکالے ریت رات کے اندھیرے میں چمک رہی تھی شاداب نے چاروں طرف نگاہیں دوڑائیں مگر دور دور تک کوئی بھی ذی روح اس کو دکھائی نہ دیا قلعے کی دیواریں بہت اونچی تھیں اور سرخ اور نارنجی رنگ کی تھیں میرے خیال میں حویلی نما قلعے کے اندر ضرور کوئی ہے کیونکہ اس قلعے کے دروازے پر باہر تالا نہیں لگا ہے ہمیں دروازہ کھٹکھٹانا چاہیے ۔ ہاں شاداب تم نے صحیح کہا ہے موبی نے قلعے کا دروازہ کھٹکھٹانا شروع کردیا اف ہو میں نہ کہتی تھی کہ یہ جگہ خوفناک ہے موبی دروازہ زور زور سے کھٹکھٹاؤ اس کرولے والے لوگ کہاں غائب ہو گئے ہیں کہیں روحوں نے انہیں بھی تو غائب نہیں کیا ہے ارے یہ کیا اب کیا کریں ندر سے مکمل خاموشی ہے تم دروازہ زور زور سے کھٹکھٹاؤ اچھا میں خود کھٹکھٹاتی ہوں دروازہ شاداب نے زور زور سے دو تین لاتیں دروازے کو

ماریں جس سے بہت ہی بھیانک آواز پیدا ہوئیں۔
ارمان اب کیا کریں کوئی قلعے کا دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے تم جا کر دروازہ کھول دو نہیں۔
ارمان مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے اور پتہ نہیں کون ہو اگر کوئی جن بھوت ڈائن وغیرہ ہوئی تو پھر کیا ہوگا آدھے گھنٹے پہلے ہم آئے ہیں مگر اس قلعے میں بھٹکے ہوئے بدروحوں کی طرح گھوم پھر رہے ہیں اور اب تک کئی کمرے ٹٹولنے کے بعد بھی ہمیں کوئی بھی کمرہ پسند نہیں آیا میں تو پہلے ہی کہتی تھی کہ گاڑی کو بھی اندر لے آؤ مگر مجال ہے کہ تم نے میری بات مانی ہو چلو آگے چلو ہمیں پر آسائش اور خوبصورت کمرہ چاہیے کل مجھے اس قلعے کے لان میں چلہ کرنا ہوگا ایک بار پھر قلعہ کے دروازے پر زور زور سے دستک ہوئی آؤ چلیں دروازہ کھولتے ہیں شاید کوئی ہو ارمان پاگل مت بنو اس ریگستان میں اس وقت رات کو کون ہو سکتا ہے اور یہ قلعہ آبادی سے کتنی دوری پر ہے یہ ضرور کوئی چڑیل وغیرہ ہوگی یا وہ روح ہوگی جو میرے بچے کے جسم میں پرورش پائے گی ارے یہ راہ داری تو بہت تنگ اور تاریک ہے وہ دونوں راہ داری سے گزرتے ہوئے ایک بہت بڑے ہال نما کمرے میں میں داخل ہوئے۔ واؤ یہ کمرہ کتنا خوبصورت ہے ہر قدیم چیز یہاں یہ موجود ہے اور اتنا صاف اور شفاف پڑا ہے جیسے خاص طور پر ہمارے لیے سجایا گیا ہو اس کمرے میں جلتا ہوا فانوس اور چھوٹی چھوٹی شمعیں کمرے میں روشنی سے منور کر رہے تھے اتنا خوبصورت قالین تھا کہ پاؤں جب رکھے اس قالین پر تو ایسا محسوس ہوا کہ نرم ملائم گھاس پر چل رہے ہیں ہر ایک چیز ایک سے بڑھ کر ایک تھی میں تو بہت تھکی ہوں مہ روش پلنگ پر گر سی گئی اور اس کے سرہانے ارمان بھی بیٹھ گیا۔
شاداب کیا ہم دونوں یونہی اس سرد رات کو باہر راہیں گے یہ کیا دروازہ ایک بھیانک چرچراہٹ کی آواز پیدا کرتا ہوا کھل گیا ارے یہ تو کھل گیا شاداب نے خوش ہو کر کہا چلو ٹھیک ہے گاڑی کو اندر لے آؤ موبی جیپ میں بیٹھ گیا اور جیپ کو اندر لے آیا جونہی وہ دونوں نے بیک وقت مڑ کر دیکھا تو کانپ سے گئے۔ ارے یہ کیا ہو رہا ہے یقیناً ہم پھنس گئے ہیں یہ تو واقعی کوئی جادوئی چکر لگتا ہے شاداب نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا شاداب کی بات سنکر موبی بولا چلو اب اگے چلو خطرے کے وقت دیکھا جائے گا۔ شاداب کیا تمہیں ڈر نہیں لگ رہا ہے کیا۔؟ ڈرنے والی کون سی بات ہے تم نے اپنا پسٹل لوڈ کر لیا ہے ناں۔ ہاں میں نے اپنی پینٹ کی بیلٹ میں رکھا ہوا ہے ٹھیک ہے آگے بڑھو ابھی ہم تھکے ہوئے ہیں اور ہاں کسی اچھے سے کمرے میں ہمیں آرام کرنا چاہیے یہ سب دیکھ کر میری نیند اڑ گئی ہے اور تمہیں آرام کی پڑی ہوئی ہے۔ دیکھو موبی یہ جگہ خوفناک ضرور ہے مگر ہمیں ان چیزوں سے ڈرنا نہیں چاہیے بلکہ ہمیں یہاں لطف اندوز ہونے کے لیے یہاں کی ہر ایک جگہ کی سیر کرنی چاہیے یہ کہہ کر شاداب آگے بڑھ گئی موبی ڈرتے ڈرتے اس کے پیچھے چلنے لگا اچانک اس کے پیچھے کوئی چل رہا ہو اس نے پیچھے مڑ کر دیکاھ مگر یہ کیا پیچھے تو کوئی بھی نہ تھا بلکہ ایک سرد ہوا کا جھونکا اس کے جسم کے اس پار ہوا شاداب ہم یہاں سے کیسے نکلیں گے مین گیٹ تو بند ہو گیا ہے اب کیا ہوگا بعد میں دیکھا جائیگا آ جاؤ میرے پیچھے پیچھے، آؤ وہ اس کے پیچھے پیچھے چلا گیا دونوں قلعے کے صحن کو عبور کر گئے آگے بہت سارے کمرے تھے اچانک گھنٹیوں کی آواز بجنے لگی۔ شاداب دیکھو ان روحوں کو یہاں پر ہمارا آنا برا لگا ہے جیسے ہمیں خبردار کر رہیں ہیں کہ ہم اب خطرے میں پھنس گئے ہیں نہیں یار ایسا کچھ بھی نہیں ہے بس وہ اسم مبارک والے لاکٹ اپنے سے جدا نہ کرنا کیونکہ جب تک وہ لاکٹس ہمارے پاس ہیں یہ بدروحیں ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتیں۔ خیر تمہیں تو وہ محاورہ یاد ہے ناں کہ جو ڈر گیا وہ مر گیا اس لیے میرے پیچھے چلے آؤ وہ ایک کمرے میں داخل ہو گئی گھپ اندھیرا تھا چہار سو۔
یہاں سے نکلو۔ اف کتنی بدبو ہے وہ الٹے قدموں کے ساتھ واپس آ گئی سارے کے سارا واپس آ گئی سارے کیسانے کمرے ایسے ہی تاریک تھے اور بے ترتیب تھے اچانک وہ دونوں چلتے ہوئے راہداری سے گزر گئے آگے ایک کمرے میں روشنی نکل رہی تھی۔ واؤ یہ سامنے والا کمرہ تو روشن ہے آؤ وہاں چلتے ہیں باہر آسمانی بجلیوں کی زور زور سے گرجنے کی آواز سنائی دینے لگی وہ دونوں ہال کے برابر کمرے کے دروازے پر رک گئے موبی دروازہ تو اندر سے بند ہے دستک دو موبی نے دروازہ کھٹکھٹایا شاید کچھ دیر بعد خود بخود کھل جائے جب دروازہ کھولا گیا تو ان دونوں کے سامنے ایک لڑکا کھڑا تھا ارمان کون ہے اندر سے مہ روش کی آواز آئی۔ ما۔ ما۔ کوئی لڑکا اور لڑکی کھڑے ہیں ارمان کی زبان کپکپا رہی تھی جبکہ موبی اور شاداب نے اپنے سامنے کھڑے ارمان کو دیکھا تو حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے کون

ہوتم لوگ اندر سے مہ روش کی تیز آواز سنائی دی شاداب اندر داخل ہوئی اور تمام واقعات اپنے تعارف کے بعد ان کو بتائے جواب میں مہ روش نے بھی اسے اپنی زندگی کے تمام تلخ واقعات بیان کر دیئے خیر دونوں اب ان کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف ہو گئے تھے کچھ دیر میں سونے کی تیاری کر رہے تھے۔



انکل یہ موبی اور شاداب کہاں گئے ہیں عفان نے شاداب کے ابو سے پوچھا بیٹا کیا بتاؤں دونوں کسی ریگستانی علاقے میں گئے ہوئے ہیں اور وہاں پر کسی قلعے کی سیر کو گئے ہوئے ہیں یہ سن کر عفان کو اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا۔کیا ۔انکل آپ نے انہیں اجازت کیوں دی وہ جگہ انتہائی خوفناک ہے اور وہاں پر جو کوئی بھی جاتا ہے زندہ لوٹنا اس کے لیے ناممکن ہو جاتا ہے اس لیے عفان نے اٹھتے ہوئے کہا مگر اب ہم کیا کر سکتے ہیں بس انکل اب صرف ہم دعا کر سکتے ہیں کیونکہ مجھے بھی راستہ معلوم نہیں ہے اور اگر مجھے راستہ کو علم ہوتا تو میں ابھی جاتا مگر میں کچھ کرتا ہوں عفان نے لمبے لمبے ڈگ لیے اور باہر چلا گیا شاداب کے ابو اپنا موبائل فون نکالا او اس سے شاداب کا نمبر ملانے لگا۔



تم یہاں چلہ کرنے کے لیے آئے ہو شاداب نے ارمان سے کہا ہاں میری بیوی کے جسم میں کوئی روح پرورش پا رہی ہے اور جو نہی میرا بچہ ہوگا وہ روح میرے بچے کے جسم میں منتقل ہو جائے گی یہ بات تو بہت خوفناک ہے مگر تم دونوں نے اس پراسرار قلعے میں کیوں آئے ہو کیونکہ اگر میری بیوی مہ روش سے وہ روح نکل گئی تو شاداب تمہارے جسم میں بھی وہ داخل ہو سکتی ہیں۔کیا مطلب ۔موبی بولا اور حیرانگی سے ارمان کو دیکھنے لگا میرا مطلب ہے جو کوئی کنوارہ لڑکا کسی لڑکی کیساتھ اس پراسرار قلعہ میں آتا ہے تو وہ روح جو یہاں پر صدیوں سے قید ہے اس کنواری لڑکی کے جسم میں داخل ہو جاتی ہے اور پھر ان پر پاگل پن کے دورے پڑتے ہیں اور عجیب وغریب طور پر وہ لڑکی راتوں کو غائب ہو جاتی ہے اور اس لڑکے کو پہنچانتی تک نہیں ہے جو اس کے ساتھ پراسرار قلعہ میں آتا ہے ۔اب ہمیں کیا کرنا ہوگا میں ایک عمل کروں گا یہ عمل چار راتوں کا ہے تم لوگوں نے اس کمرے سے باہر نہیں نکلنا ہے کیونکہ جب میں عمل کرونگا تو پھر وہ روح ہر طرح سے ہم سب کو ڈرائے گی میں چلہ باہر لان میں کرونگا تم تینوں میں سے کسی کو بھی باہر نہیں نکلنا ہوگا چاہے کچھ بھی ہو جائے اور چاہے میں ہی کیوں نہ تم لوگوں آوازیں دوں چار راتوں کے بعد یا تو میں کامیاب ہو جاؤنگا یا پھر ناکام مگر اگر میں کامیاب ہو گیا تو جس جگہ پر میں چلہ کیا ہوگا اس جگہ کو ہمیں کھودنا ہوگا اور تقریباً دو فٹ تک کھودنے کے بعد اس جگہ زمین کے اندر ہمیں ہیرے ملیں گے وہ ہیرے ہمیں ملے تو جونہی ہم ہیروں کو ہاتھ لگائیں گے وہ کوئلے میں تبدیل ہو جائیں گے تو ہمیں سمجھ لینا چاہے کہ ہم کامیاب رہے اس روح جو کسی عورت کا کی روح ہے وہ جہنم وصل ہوگئی ہے اور اگر وہ ہیرے کوئلے میں تبدیل نہ ہوئے تو پھر ہمیں سمجھ لینا ہوگا کہ وہ روح ختم نہیں ہوئی بلکہ انکی ناختم ہونیکی وجہ ہی یہی ہوگی کہوہ ان ہیروں کی حفاظت اپنی جان سے بڑھ کر کرتی ہے چند آج رات سے میں عملشروع کروں گا اور یہ عمل تین گھنٹے تک ہوگ اور پھر میں خود عمل کر کے آجاؤں گا صبح کو ہم اس قلعے کا کونہ کونہ دیکھ لیں گے ٹھیک ارمان بھائی آپ اپنا عمل شروع کریں میں کسی بھی چیز سے نہیں ڈرتی تم بے فکر ہو کر اپنا عمل شروع کرو ارمان باہر نکل گیا ارمان کے نکلتے ہی کچھ دیر بعد اچانک آسمانی بجلیاں زور زور سے کڑکنی شروع ہو گئیں مہ روش ایک دم بے ہوش ہو گئی کمرے میں جیسے زلزلہ آ گیا موبی ڈر کے مارے دروازے کی طرف بھاگا اچانک شاداب نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا موبی باہر موت ہے مت جاؤ مگر دیکھو یہ کمرہ گر جائیگا نہیں یہ اس روح کی کارستانی ہے یہ ہمیں صرف محسوس ہو رہا ہے اس کمرے میں جادو ہے اور ہمیں یہاں سے نکلنا ہوگا موبی بہکی بہکی باتیں مت کرو بلکہ ہمیں ارمان کا ساتھ دینا ہوگا تبھی ہم کامیاب ہو سکیں گے ورنہ تم اس پھڑ پھڑاتی ہوئی موت کے پیچھے خود جا رہے ہو۔ہاں مگر کمرے کی ہر چیز ہل رہی ہے پہلی رات کا عمل بہت خوفناک تھا اب آخری وقت تھا کہ ارمان کو محسوس ہوا کہ کوئی حصار کے باہر کھڑا ہے اور خونخوار نظروں سے ان کی طرف دیکھ رہا ہے۔

اف خدایا اتنا بھیانک وجود اور اتنا بڑا جیسے دھویں کے مانند آسمان تو اس وجود کا سر تھا نیچے پورے صحن میں خوفناک کالا دھواں بھر گیا خیر ابھی عمل میں کچھ وقت باقی تھا ارمان نے جب اس وجود کو دیکھا تو بہت ہی زیادہ ڈر گیا مگر دل مضبوط کر کے وہ منتر پڑھتا رہا جب عمل اس نے ختم کیا تو اسے

اردگرد غور سے دیکھا کچھ بھی نہیں تھا اس نے احتیاط سے حصار تھوڑا اور باہر قدم نکالا اس کا رخ ہال کمرے کی طرف تھا اس کے کان کھڑے تھے۔ دیکھو موبی یہ بیہوش ہوگئی ہے اب تو وہ زلزلہ بھی بند ہوگیا ہیا وراسے ہوش نہیں آرہا ہے اچانک کمرے میں ارمان داخل ہوا، کیا ہوا ہے مہ روش کو پتہ نہیں ایک دم سے بیہوش ہوگئی خیر پانی کی چھینٹیں اس پر مارو تمام کھانے پینے کا سامان اندر کمرے میں موجود تھا باہر کوئی بھی نہ جائے کیونکہ باہر وہ روح عجیب اور خطرناک انداز میں کھڑی ہے تھوڑی دیر بعد مہ روش کو ہوش آ گیا۔صبح سورج کی روشنی میں وہ چاروں کمرے سے باہر نکلے دور دور تک پھیلے ہوئے قلعے میں گھومنے لگے شاداب نے اپنی سیل فون سے اپنے ڈیڈ کو کال کرنے لگی مگر سگنل نہ ہونے کی وجہ سے نہ ہوسکی دن تو وہ روح کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا لیکن رات کو میرے عمل سے اسکو بہت اذیت ملت ہے۔

آج تیسری رات تھی ارمان دائرے میں بٹھا ہوا تھا اور عمل پڑھ رہا تھا کھڑکی کے شیشے سے شاداب اور موبی اسے دیکھ رہیتھے جبکہ مہ روش کی طبیعت بوجھل تھی اس لیے وہ لیٹی ہوئی تھی موبی کتنا پیار کرتا ہے ارمان اپنی بیوی سے اس کے لیے جنات کی روح ایک روح سے لڑنے مرنے پر تیار ہوا ہے ہاں تم ٹھیک کہہ رہی ہو ویسے موبی یہ واقعی ہمارے لیے ایک یادگار سیر ہوگی اس قلعے سے جانے کے بعد کیا تم واپس امریکہ چلے جاؤ گے پتہ نہیں شاداب دل نہیں مانتا واپس جانیکو پھر بھی کوئی تو وجہ ہوگی وجہ تم ہو شاداب پتہ نہیں دل تم پر مرمٹا ہے اور اور تم۔تم کیا مجھ سے شادی کروگی۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو میں تمہیں اپنا دوست سمجھتی ہوں اور ہاں تمہیں پتہ نہیں ہے کہ میرا پیار کون ہے۔موبی نے کہا کس قدر بے تابی سے پوچھا۔ عفان۔شاداب نے جواب دیا عفان۔مگر تو تو اسے میرے سامنے گھاس تک نہیں ڈالتی تھی اور سوائے جھگڑوں کے تم دونوں میں کچھ بھی ہوتا نہ تھا موبی بچپن سے ہم دونوں لڑتے آرہے ہیں میں اور وہ ہم ایک دوسرے سے ایسے ہی رویہ رکھتے ہیں مگر یہ صرف شادی سے پہلے تک ہے کیونکہ بقول ڈیڈی کا کہنا ہے کہ شادی سے پہلے جتنا لڑنا ہے لڑلو پھر یہ موقع کبھی نہیں ملے گا مگر تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا اس کا منہ لٹک گیا اب تو بتادیا ہے شاداب نے کندھے اچکائے اور مہ روش کی طرف چلی گئی اچانک ایک بار پھر سے کمرے میں اندھیرا چھا گیا گھنگھروں کی آوازیں آنے لگیں

اور ایسا محسوس ہونے لگا کہ باہر تیز آندھی چل رہی ہو ارمان مسلسل ورد پڑھ رہا تھا اچانک قلعے کا مین گیٹ کھلا اور کوئی لڑکی اس کے سامنے آئی وہ دیر تک ہنستی رہی پھر ارمان کی طرف بڑھنے لگی مگر دائرے کے قریب رک گئی۔ہاہاہا۔ میں ہوں وہ روح تم یہ منتر جنتر پڑھنا بند کردو کیونکہ میں خود یہ علاقہ چھوڑ کر جارہی ہوں اور تمہیں اور تمہاری بیوی کی زندگی سے نکل رہی ہوں پتہ ہے تمہیں میں کیا کہہ رہی تھی بس کرو وہ واپس چلی گئی اس کے بعد کوئی بھی ناخوش گوار واقعہ رونما نہ ہوا تھا ورد مکمل کرنے کے بعد وہ آہستہ سے اٹھا اور حصار کو توڑ کر باہر نکل گیا۔ روش کے ساتھ سورہی تھی کیا ہوا کیوں اداس ہو بس نہ ہی پوچھیں تو بہتر ہے باہر رات کی ہولناک تاریکی چاروں جانب چھائی ہوئی تھی۔



انکل آپ نے کیا کیا تین دن گزر گئے ہیں میں نے کئی لوگوں سے رابطہ کیا۔کئی عاملوں کے پاس گیا مگر یار ایسا کوئی بھی نشان نہ ملا جہاںتک اس قلعے کا تعلق اس کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہ ہوسکا بلکہ مجھے تو عجیب سے خیالات آرہے ہیں تین دن ہوگئے ہیں ان لوگوں کا کچھ اتہ پتہ نہیں ہے بیٹا بس دعا کرو کہ میرے بچے خیریت سے ہوں دونوں گم صم سے ہوگئے اچانک عفان ایک جھٹکے سے اٹھ گیا انکل شاداب کے کمرے میں اس قلعے کا پتہ موجود ہے اس لیے کہ اس کے پاس ایک بوسیدہ سی کتاب تھی اس کے نقشے میں اس قلعے کا پتہ تھا وہ جلدی سے شاداب کے کمرے میں گیا واقعی تو ڑی سی تردد کے بعد اس کے ہاتھ نقشہ آ ہی گیا جلد ہی اس نے نقشہ دیکھا اور پوری کتاب لیکر ہی وہ رات کے اندھیرے میں ساؤتھ کی طرف اپنی گاڑی دوڑاتا ہوا لے گیا۔

ہمارے درمیان جب سے یہ بات ہوئی ہے تم خاموش سے ہوگئے ہوں یا شاید پھر یونہی گم صم رہتے ہو۔ہاں۔نہیں تو موبین نے گم صم سا جواب دیا دیکھو موبی میں نے تمہیں سچائی بتائی ہے۔ہاں اوہ تو ہے تو پھر کیوں منہ لٹکا ہوا ہے وہ بس یونہی چلو صبح ہوگئی ہے آؤ ذرا قلعے کے مزید حصے دیکھے جائیں ہاں چلو ارمان ابھی تک سورہا تھا اور مہ روش کمرے میں ناشتہ بنا رہی ہے آج رات بہت ہی خطرناک ہوگی کیونکہ اگر کوئی بھی اس روح کے ہاتھ لگا تو وہ اس کے جسم کے کئی ٹکڑے کردے گی اور اسے زندہ درگور کردے گی یہاں ہر چیز اچھی ہے مگر

ناقص کردگی کی وجہ سے بہت بھیانک معلوم ہوتی ہے خیر تم نے کیا سوچا ہے ۔شاداب نے پوچھا کس چیز کے بارے میں موبی حیران ہوا ظاہر ہے اپنے بارے میں مجھے کیا سوچنا ہے بس یہاں سے جانے کے بعد امریکہ چلا جاؤں گا ٹھیک فیصلہ کیا ہے تم نے یہ دن بھی بہت جلد گزر گیا۔

مجھے رات کا عمل کرنا ہے تم تینوں میرے لیے دعا کرو کہ میں اپنے عمل میں کامیاب ہو جاؤں مہ روش بس دعا کرنا کہ کامیابی ہمیں ملے اللہ ہمارے ساتھ ہے تم عمل شروع کرو اور ہاں چاہے عمل کے دوران کچھ بھی ہو جائے تم میں سے کوئی بھی کمرے سے باہر نہ آئے ٹھیک ہے۔اور پھر اس کو عمل شروع کئے ہوئے کچھ ہی دیر گزری تھی کہ پورا قلعہ کالے رنگ کے دھویں سے بھر گیا ارمان نے آنکھیں بند کی اور عمل میں مسلسل پڑھتا رہا شاداب کمرے کی کھڑکی سے باہر جھانک رہی تھی اور کمرے میں موبی صوفے پر لیٹا ہوا تھا جبکہ مہ روش پریشانی کے عالم میں سر گھٹنوں پر رکھ کر بیٹھی تھی۔



ہاں یہی ہے وہ قلعہ عفان نے گاڑی کو بریک لگاتے ہوئے کہا اف ہو اس سے تو کالے دھویں کے بادل اٹھ رہے ہیں آ ئے یہ اتنا بڑا گیٹ یہ کیسے کھولونگا عفان نے جونہی گیٹ پر نظر دوڑائی گیٹ چر چراہٹ کی بھیانک آواز سے کھل گیا اس نے جونہی گاڑی اندر بڑھائی گیٹ ایک دم بند ہوا عفان نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا گاڑی لان میں آگے ہی آگے بڑھتی رہی عفان گاڑی سے اترا اور اس دھویں میں آگے ہی آگے بڑھنے لگا اچانک اس کو گول دائرے میں کوئی بیٹھا ہوا ایک شخص اس کو نظر آیا ارے یہ کیا کر رہے ہو تم ۔عفان کو وہ لڑکا کوئی سادھو لگا جواب میں مکمل خاموشی چھائی رہی اے میں تم سے مخاطب ہوں شاداب کو کھڑکی کی اوٹ سے کسی کا سایہ دکھائی دیا مگر وہ نا سمجھی کہ عفان آیا ہے وہ سمجھی کہ روح کسی کا لبادہ اوڑھ کر آ گئی ہے عفان اردگرد دیکھنے لگا اور بلند آواز میں چیخنے لگا کوئی ہے کوئی ہے یہاں پر مگر چارسو گہری خاموشی چھائی رہی اچانک کوئی لڑکی جو حسن کی پری تھی وہ عفان کے پیچھے نمودار ہوئی شاداب کو عفان کی ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دیں مگر فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ کچھ سمجھ نہ سکی اس لڑکی نے عفان کے کندھے پر ہاتھ رکھا عفان نے مڑ کر دیکھا جبکہ ارمان بھی انہیں روح کی کوئی کھیل سمجھ رہا تھا عمل ختم ہونے میں کوئی گھنٹہ مزید رہ گیا تھا اس لڑکی نے عفان کو گردن سے

پکڑا ہوا میں اچھال دیا اسکی اتنی بھیانک چیخ خارج ہوئی وہ اڑتا ہوا دیوار کے ساتھ لگا وہ روح چنگاڑی اور اپنے نوکیلے ناخنوں اس کا چہرہ بگاڑ دیا اور اس کے شاہ رگ کو کاٹ دیا اس کی چیخیں فضا کو خوفناک بنانے لگی۔

شاداب کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا اسے لگا کہ کسی نے اس کی زندگی اس سے چھین لی ہو وہ منہ کے بل گر پڑی وہ خونی روح جو کسی ڈائن سے ہرگز کم نہیں لگ رہی تھی ارمان کی طرف بڑھی دیکھا تم اس نوجوان کا حشر اس سے تمہارا بھیانک حشر کروں گی ارمان نے اس کی باتوں کو اثر نہ لیا موبی اور مہ روش ..نے جب شاداب کو دھڑام سے گرتے ہوئے دیکھا تو لمحے میں اس کے پاس پہنچ گیے ارے کیا ہوا شاید بے ہوش ہوگئی ہے اسے پلنگ پر لٹاؤ میرے پاس ہوش میں لانے کے لیے ایک انٹی بیاؤ تک انجکشن ہے میں بیگ سے وہ نکالتا ہوں اچانک وہ بدصورت شکل والی روح غائب ہوگئی مگر عفان کی کٹی لاش وہاں پر چھوڑ گئی چلے میں ابھی کچھ ہی دیر باقی تھی کہ اسے بدروح کے ہاتھوں میں ارمان کیطرح مہ روش پھنسی ہوئی دکھائی دی تھی مہ روش رو رو کر ارمان سے کہہ رہی تھی کہ ارمان یہ عمل چھوڑ دو اور مجھے بچاؤ مگر وہ نہ مانا اور ٹھیک اسی طرح اس نے مہ روش کے ساتھ بھی وہی عمل کیا کچھ ہی دیر بعد وہ روح جھلستی ہوئی غائب ہوگئی اور چلہ ختم ہوگیا۔ارمان نے جب حصار توڑا تو وہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس اجنبی لڑکے کی لاش اسی طرح پڑی ہوئی تھی وہ دوڑتا ہوا کمرے میں گیا وہ مہ روش کو دیکھنا چاہتا تھا مہ روش صحیح سلامت تھی اسنے سب کو بتا دیا شاداب نے رو رو کر برا حال کر لیا تھا پورا آسمان سر پر اٹھا لیا تھا تصدیق ہو چکی تھی کہ اس کی روح نے عفان کو مار دیا ہے بیچارہ ارمان کیا کر سکتا تھا اتنی چیخیں اس رات کہ دور دور تک اس کی چیخوں کی گونج سنائی دیتی رہی تھیں۔

صبح ہونے سے پہلے پہلے موبین اور ارمان نے اسی دائرے کو دو فٹ کی گہرائی تک کھودا روشنی کی کرنیں بکھری ہوئی ہیرے اسی جگہ میں سے برآمد ہوئے ارمان نے ڈرتے ڈرتے ہیروں کو ہاتھ لگایا اور وہ ہیرے کوئلے ہوگئے تھے خوشی کی لہر اس کے چہرے پر دوڑ گئی تھی مگر عفان کی لاش کو وہ دونوں جو کمرے میں لے کر گئے تھے شاداب نے اپنا حال بہت برا کر لیا تھا مہ روش اسے دلاسے دے دے کر خود ہلکان ہوگئی تھی یہ رات کسی قیامت سے کم نہ تھی عفان کو اس کی موت

اس قلعے میں لے آئی تھی زندگی تو ہوتی ہی موت کی امانت ہے بڑی مشکل سے عفان کی میت کے ساتھ وہ لوگ اس قلعے سے چلے گئے اب وہ قلعہ پراسرار نہیں لگ رہا تھا بلکہ وہ قلعہ ریت کے ٹیلوں میں کہیں گم ہو گیا تھا ان لوگوں کے نکلتے ہی وہ قلعہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

واقعی جوڑے آسمانوں پر بنتے ہیں جب جب مہ روش نے شعیب احمد کو چاہا تو وہ اسے نہ ملا بلکہ اس سے بھی ایک اچھا ہمسفر ارمان ملا جو آج بھی اسے کئی گنا زیادہ پیار کرتا ہے اس طرح جب شاداب اور عفان کے ملن کے دن قریب تھے تب عفان اسے نہ ملا بلکہ موبین موبی نے بالآخر اس کے دل میں گھر کر ہی لیا آج وہ دونوں امریکہ میں ہیں اور ایک اچھی زندگی گزار رہے ہیں۔دو سال کتنی جلدی بیت گئے ارمان نے مہ روش سے کہا ہاں ہماری بیٹی مریم اب کافی سمجھدار ہو گئی ہے مہ روش تمہیں پتہ ہے امریکہ سے موبی کا فون آیا تھا۔ارے کب شاداب کیسی ہے بس اس نے ایک خوش خبری سنائی ہے مہ روش حیران رہ گئی کیا خوشخبری ہے ارے موبی باپ بن گیا ہے اور ہمیں شاید اگلے ماہ اس سے ملنے کے لیے جانا ہے۔زندگی اسی کا نام ہے چلتی ہی رہتی ہے کسی کے چلے جانے سے کسی کی زندگی رکتی نہیں ہے۔جی میرے معزز قارئین اور میرے معزز بہن بھائیو میری نئی کہانی آپ سب کو کیسی لگی ضرور اپنے خطوط میں آگاہ کیجئے گا میں آپ کی رائے کا شدت سے انتظار کروں گی۔

میرے چپ رہنے سے ناراض نہ ہوا کر اے دوست
سمندر اکثر خاموش ہوا کرتے ہیں

رابی خان۔شیخ آباد پشاور



غزل

دیکھ کر لیتا ہوں گزارہ
کتنا بلند ہے تمہارا تو ستارہ
ملا کرو کبھی آکر جناب مجھے
ہم بھی تمہارے یہ گھر بھی تمہارا
پلا دو آکر اپنے ہاتھوں سے
غم مٹ جائے گا سارے کا سارا
کیوں کرتے ہو تم دور دور سے اشارہ
ایسا حسن دیا تم کو خدا نے یارہ
جس کی تعریف کرتا ہے جگ سارا
آنکھیں تو ایسی چمکیلی بنائی خدا نے یارا
جیسے صبح کی کرنوں کا لشکارہ
زلفیں تیری ایسی پیاری پیاری ہیں
دیکھ کر آجاتا ہے نظارہ
تمہارا حسن دیکھا ایک بار جس نے
وہ تو آتا ہے پھر دوبارہ
ساری دنیا گھوم کر دیکھی میں نے
تمہارے جیسا نہیں کسی کا نظارہ

مزمل اکرم آسی۔چکنو لہ منڈی بہاؤالدین



غزل

آج شدت سے میری تنہائی پہ مسکرائی محبت
لگا کر روگ اجاڑ کر زندگی کیوں کھلکھلائی محبت
دل معصوم تو نادان تھا آنکھیں بھی بے قصور تھیں
تڑپ گئی روح تک یوں گھائل کر گئی محبت
نہیں شکوہ کہ دنیا آڑے آئی گلہ تو بس۔۔؟
نہ تھے بے مول میرے سلگتے جذبات وہ انداز
کچل کے جنہیں پھر خود میں نہ سمائی محبت
نہ کہو زندگی ہے محبت، پھول ہے محبت
چرائے خوشی تو زندگی سے ایسی ہے تباہی محبت
نہیں خلاف عاشی میں محبت کی یقین جانو
برباد ہر کوئی نہیں ہوتا کہ ہے زندگی محبت
بس کوئی تو عاشی میرے غمگین دل کو بتائے
لگا کے جہاں ہجر کی آگ پھر نہ پچھتائی محبت

عائشہ رحمن۔کبیر والا



کاش مجھ میں تنہا جینے کا حوصلہ ہوتا
محبت کا میٹھا زہر پینے کا حوصلہ ہوتا
تم سے مانگتا اپنی بربادی کے دن
مجھ میں یہ اگر کہنے کا حوصلہ ہوتا

منیر رضا۔ساہیوال



ان سے امید ملاقات کے بعد اے محمود
مدتوں تک نہ خود اپنے سے ملاقات ہوئی

جلتی کھوپڑی

کشور کرن ۔ پتوکی

اسے ہر روز ڈراؤنے خواب آتے تو وہ چیخ مار کر بے ہوش ہو جاتی اور پھر اس کا خوف بڑھتا چلا گیا کیونکہ اب خواب نہیں حقیقت میں اسے گھر میں چلتی پھرتی کھوپڑیاں دکھائی دینے لگیں اور پھر آہستہ آہستہ اس کا خوف ختم ہو گیا۔ وہ کھوپڑیاں اس کی دوست بن گئیں اور اپنی موت کی حقیقت بتائی کہ اس کے شوہر نے اسے اور اس کے بچوں کو مار کر یہاں قید کر رکھا ہے، جب تک وہ زندہ ہے وہ قید رہیں گی اور پھر ایک دن ان کو آزادی مل گئی ...... ایک خوفناک کہانی

صبا کے منہ سے ہر روز کی طرح آج پھر ایک بھیانک اور خوف میں ڈوبی چیخ ابھری۔ چیخ کی گونج اس قدر بلند تھی کہ گھر کے تمام افراد اپنے اپنے کمروں سے نکل کر اس کے کمرے کی طرف بھاگے اور دروازہ پیٹنے لگے۔ اس نے دروازہ تو کھول دیا لیکن اپنا خوف دور نہ کر سکی۔ اسے یوں لگا جیسے جو خواب اس نے دیکھا ہے وہ ابھی حقیقت میں بدل جائے گا۔ صبا بیٹی کیا ہوا؟ ماں نے اسے اپنے ساتھ چمٹا لیا۔ ماں وہ وہ ...... وہ پھر کھوپڑی آئی تھی۔ آج ایک نہیں تین کھوپڑیاں تھیں۔ ہر روز کی طرح یہ ہمارے نیچے والے کمرے (تہہ خانہ) سے نکل کر آتی ہیں۔ بیٹی یہ خواب ہے صرف خواب اور کچھ نہیں حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ اس تہہ خانہ میں میں ہر روز جاتی ہوں۔ وہ ہمارا سٹور روم ہے۔ وہاں سے کسی نہ کسی چیز کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ ہمیں ایسی کوئی بات دکھائی نہیں دیتی جو تمہارے خوابوں کو سچ کر سکے۔ نہیں ماں وہاں ضرور کچھ موجود ہے۔ جب سے ہم نے یہ مکان خریدا ہے تب سے مجھے ایسے خواب آ رہے ہیں۔ پہلے خوابوں میں صرف خوف سا ہوتا تھا کچھ بھی دکھائی نہ دیتا تھا لیکن اب تو بہت کچھ دیکھنے لگی ہوں۔ ماں میرے خواب صرف خواب ہی نہیں ہیں ان کا حقیقت سے بہت گہرا تعلق نکلے گا دیکھ لینا تم۔ پاپا ہو سکتا ہے صبا باجی ٹھیک کہتی ہوں۔ یہ دودھ پیتی بچی تو نہیں ہیں جو یوں راتوں کو ڈر جائیں۔ ہم سب سے بڑی ہے میں خود بھی محسوس کر رہا ہوں کہ پہلے اس کی رنگت سرخ ہوا کرتی تھی اب دن بدن اس کی رنگت ایسی ہو گئی ہے جیسے کوئی مردہ لاش ہو۔ اختر نے گہری سوچ سوچنے کے بعد کہا۔ ہم ہر روز ہی اس کو خواب کہہ کر تسلی دے کر چلے جاتے ہیں اور یہ ہر روز ہی ہماری تسلیوں کو دل میں لئے رات بھر ڈرتی رہتی ہیں۔ ایک وقت تھا کہ یہ بہت نڈر ہوا کرتی تھیں۔ ہمیں جن بھوتوں کی کہانیاں سنا کر ڈرایا کرتی تھیں اور آج ...... آج پاپا مجھے لگتا ہے کچھ نہ کچھ ان کے خوابوں میں سچائی ضرور ہے۔ صبا باجی تمہارے ان خوابوں کی تعبیر کا میں پتہ لگاؤں گا۔ میں آپ کو بتاؤں گا کہ تمہارے ساتھ ایسا کیوں ہوتا ہے حالانکہ ہم تمہارا کمرہ بدل کر دیکھتے ہیں۔ ہم تمہیں کبھی کسی کمرے میں اور کبھی کسی کمرے میں سلا کر دیکھتے ہیں۔ اس کے باوجود بھی تمہیں خواب آتا ہے اور تم ڈر جاتی ہو میں مانتا ہوں کہ تمہارے اس کمرے کے نیچے ہی ہمارے تہہ خانہ والا کمرہ ہے لیکن دوسرے کمرے تو دور ہیں وہاں بھی ڈرتی ہو۔ میں ضرور اس کا حل نکالوں گا۔ صرف صبح ہو لینے دو۔ اختر نے ایسی باتیں کر کے نا صرف صبا کو مطمئن کر دیا بلکہ سب گھر والوں کو سوچوں میں ڈال دیا۔ پاپا کی تو صرف یہی ایک سوچ تھی کہ جن بھوت ہوتے ہی نہیں ہیں۔ یہ کہانیاں قصے صرف باتیں ہوتی ہیں اور کچھ نہیں۔ جبکہ ماں کا خیال تھا۔ جن بھوت ہوتے ضرور ہیں لیکن انسانی بستیوں میں نہیں دور ویرانوں میں جہاں انسان کا آنا جانا نہ ہو۔ وہاں انہوں نے اپنی بستیاں بسائی ہوتی ہیں جبکہ باقی بہن بھائی چھوٹے تھے۔ وہ تو جن بھوتوں کے قصے کہانیاں ہی سن کر ڈر جایا کرتے تھے۔ جبکہ اختر اور صبا کا ایک ہی خیال تھا کہ جن بھوت ہوتے ہیں۔ یہ صرف ویرانے میں ہی نہیں رہتے بلکہ انسانی بستیوں میں بھی رہتے ہیں۔ تہہ خانوں میں درختوں پر۔ ان گھروں میں جو کچھ عرصہ سے بند ہوں ہر کسی کی اپنی اپنی سوچ تھی لیکن حقیقت کا راز ابھی تک کوئی بھی جان نہ سکا تھا۔ ممی پاپا دوبارہ اپنے کمرے میں چلے گئے۔ ساتھ بچوں کو بھی لے گئے کیونکہ صبا کی چیخ نے ان کو بہت زیادہ خوفزدہ کر دیا ہوا تھا جبکہ صبا اور اختر دونوں اس کمرے میں رہ گئے۔ صبا باجی کیا خیال ہے نیچے تہہ خانہ میں چلیں پتہ کریں کہ کیا بات ہے، کیا راز ہے۔ نہیں نہیں ...... نہیں وہ یکدم ڈرتے ہوئے بولی۔ میں نیچے نہیں جاؤں گی،



مجھے بہت خوف آتا ہے۔ وہ کھوپڑیاں نیچے سے اوپر آتی ہیں۔ پہلے مجھے ان کے قدموں کی آوازیں سنائی دیتی ہیں جیسے وہ تہہ خانہ کی اوپر سیڑھیاں چڑھ رہی ہوں پھر وہ خود دکھائی دیتی ہیں۔ پہلے ایک دکھائی دیتی تھی پھر دو آج تین دکھائی دی تھیں۔ ایک بڑی کھوپڑی ہے جبکہ دو چھوٹیاں۔ ان کے نیچے نہ تو ڈھانچے ہوتے ہیں اور نہ ہی انسانی وجود لیکن ان کے چلنے کی آوازیں انسانی قدموں جیسی سنائی دیتی ہیں اور ایسے چلتی ہیں جیسے ان کے جسم کی ہڈیاں ٹوٹ کر بکھر جائیں گی۔ صبا نے خوابوں میں دیکھنے والے تمام مناظر تفصیل سے بتا دیئے۔ اختر ضرور اس تہہ خانہ میں کچھ ہے۔ یہ میری سوچ نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ باجی تمہاری باتوں نے تو مجھے بھی خوفزدہ کر دیا ہے۔ مجھے بھی ایسے لگنے لگا ہے جیسے وہ ابھی تہہ خانہ سے نکل کر اوپر آ جائیں گی۔ میں مانتا ہوں کہ یہ کمرہ تمہیں سب سے پیارا لگتا ہے، دوسرے کمروں سے ہٹ کر ہے اور اس کی چاروں دیواروں میں کھڑکیاں ہیں جن سے ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکے اندر آتے ہیں، سورج کی پہلی کرن اور چاند کی پہلی کرن بھی سب سے پہلے تمہارے کمرے میں آتی ہے۔ ویسے صبا باجی ایک اور بات بھی میرے ذہن میں آ رہی ہے اور یقیناً یہ بات بھی کسی حد تک سچ ہو سکتی ہے۔ وہ کیا؟ صبا یہ کہہ کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ کہتے ہیں کہ انسان دن بھر جو کرتا ہے جو سوچتا ہے راتوں کو وہی خواب کے روپ میں اس کے سامنے آ جاتے ہیں۔ جہاں تک میرا خیال ہے راتوں میں آپ جتنی بھی کتابیں پڑھتی ہیں سب کی سب خوفناک ہوتی ہیں۔ ان کے اندر ناصرف جن کی کہانیاں بلکہ آخر میں جن بھوتوں کو پکڑنے انہیں قید کرنے کا طریقہ کار بھی بتایا گیا ہوتا ہے اور میں ہر روز ان کتابوں میں سے کسی ایک کتاب کو میں آپ کو پڑھتے ضرور دیکھتا ہوں۔ اختر کی اس بات پر صبا نے ایک گہری سانس لی اور کہا۔ اختر بھائی تمہاری بات سچ ہو سکتی ہے۔ کتابوں کی کہانیوں کا اثر ضرور ہو سکتا ہے اور یہ کہانیاں خواب بھی بن سکتی ہیں لیکن مجھے تو ہر روز ایک ہی خواب آتا ہے اور یہ خواب گھر سے باہر جنگلوں ویرانوں کی دنیا نہیں ہوتی ہے بلکہ خوابوں کا مرکز ہمارا اپنا گھر ہوتا ہے۔ گھر بھی نہیں بلکہ وہ تہہ خانہ ہوتا ہے جو میرے کمرے کے نیچے ہے۔ اگر کہانیاں خواب بن سکتیں تو ہر روز خواب بدل بدل آتے ایک جیسے ایک ہی طرح کے خواب نہ آتے۔ ہاں یہ بات بھی ٹھیک ہے۔ اختر نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔ وقت بیتتا رہا رات گزرتی رہی۔ دیکھا میرا مقصد پورا ہو گیا ہے ناں۔ اختر نے اٹھتے ہوئے کہا۔ کیا مطلب۔ صبا نے چونکتے ہوئے کہا۔ وہ مسکرایا یہی کہ اگر میں تمہیں اکیلا چھوڑ دیتا تو تم باقی کی رات ڈرتے ڈرتے گزارتی کیونکہ خوابوں کے بعد تمہیں نیند جو نہیں آتی۔ اختر کی اس بات پر صبا باجی مسکرا دی اور کہا۔ واقعی اختر بھائی تمہارا مقصد ناصرف کامیاب رہا ہے بلکہ بہت ہی زیادہ کامیاب رہا ہے۔ وہ صبا باجی کے کمرے سے باہر نکل گیا۔

دن کی روشنی پھوٹنے لگی۔ گھر میں کام کاج کی آوازیں ابھرنے لگیں۔ صبا بھی کمرے سے باہر نکل آئی۔ آج تم نے دن کو سونا نہیں ہے۔ رات کو اٹھ جاتی ہو تو پھر سوتی نہیں ہو۔ ماں نے صبح صبح ہی حکم نامہ جاری کر دیا جس پر پورا پورا عمل بھی کروایا گیا۔ ماں نے کپڑوں کا ایک لمبا چوڑا ڈھیر صبا کے سامنے رکھ دیا کہ اسے دھوئے۔ وہ کپڑے دھوتی رہی۔ انہیں چھت پر جا کر سکھاتی رہی۔ دن ایسے ہی بیت گیا۔ وہ بہت تھک چکی تھی۔ اس کے بازوؤں نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا۔ بازو ایسے ہو گئے تھے جیسے ان میں جان ہی نہ ہو۔ رات کھانے کے بعد وہ اپنے بیڈ پر لیٹی اور لیٹتے ہی گہری نیند میں چلی گئی۔ تقریباً رات کا پچھلا پہر تھا کہ اسے یوں لگا جیسے اس کے بیڈ پر کوئی چیز پڑی ہو۔ جونہی اس نے آنکھیں کھولیں ایک بھیانک چیخ کے ساتھ وہ بے ہوش ہو گئی۔ گھر والے اس کے کمرے کا دروازہ پیٹتے رہے لیکن اس نے دروازہ نہ کھولا۔ اختر نے کھلی کھڑکی سے اندر جھانکا تو اسے صبا باجی بے سدھ لیٹی دکھائی دیں۔ امی لگتا ہے باجی بے ہوش ہو گئی ہیں۔ ماں نے باپ نے سب بھائیوں نے اس کھڑکی کے راستہ اندر کا منظر دیکھا۔ وہ انہیں بے سدھ پڑی دکھائی دی۔ وہ اسے مردہ نہیں سمجھ سکتے تھے کیونکہ اس کے پیٹ کی حرکت بتا رہی تھی کہ وہ سانس لے رہی ہے۔ وہ اس وقت تک کھڑکی کے باہر پریشان حال کھڑے رہے جب تک اسے ہوش نہ آ گیا۔ جونہی اس نے ہوش میں آنے کے بعد اپنے ہاتھ پاؤں ہلائے تو اختر نے آواز دے دی۔ صبا باجی دروازہ کھولو۔ ایک چھلانگ لگا کر وہ اٹھ گئی اور دروازہ کھول دیا۔ سب ہی ایک ساتھ کمرے میں داخل ہوئے اور اسے گہری نظروں سے دیکھنے لگے۔ وہ بار بار بیڈ پر دیکھتی جیسے کسی چیز کی اسے تلاش ہو۔ کیا ہوا بیٹی بتاؤ۔ ماں نے بالآخر پوچھ ہی لیا۔ ماں اس نے خوفزدہ آواز میں کہا۔ آج میں نے کوئی خواب نہیں دیکھا ہے، حقیقت میں سب دیکھا ہے۔ ایک کھوپڑی میرے بیڈ پر پڑی

ہوئی تھی۔ کک ک...... کیا اس کی اس بات پر سب ہی خوف سے اچھل پڑے یہاں تک کہ اس کا باپ بھی۔ گو کہ اسے جن بھوتوں پر یقین نہ تھا لیکن بیٹی کی باتیں بھی اسے غلط نہ لگی تھیں۔ آج اس نے خواب کا لفظ نہ کہا تھا۔ ہر روز وہ خواب کا لفظ کہتی تھی لیکن آج اس نے اسے حقیقت کہا تھا۔ باپ بھی اس کے قریب بیٹھ گیا۔ بیٹی جو کچھ دیکھا ہے تفصیل سے بتاؤ۔ صبا نے ایک خوف بھری سانس لی اور خوابوں کی تفصیل بتانے لگی اور پھر بولی۔ آج میں نے اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔ اچانک آنکھ کھلی تو بیڈ پر وہ کھوپڑی موجود تھی میری چیخ پر وہ اچھلی اور تیزی سے چلتی ہوئی نیچے تہہ خانہ کی طرف بھاگی۔

صبا کا خوف ایک مرتبہ پھر چہرے پر ابھرنے لگا۔ بیٹی مجھے ان جن بھوتوں پر یقین تو نہ تھا لیکن تم پر بیتنے والے واقعات نے مجھے ان باتوں پر یقین دلوا دیا ہے۔ بیٹی میں صبح ہی اس مسئلہ کا کچھ حل نکالتا ہوں۔ پتہ کرواتا ہوں کہ تمہارے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ باپ نے صبا کو بھرپور تسلی دی اور باقی کی رات ان سب نے جاگتے ہوئے گزار دی۔

صبح سویرے ہی ناشتہ کے بعد باپ گھر سے نکل گیا۔ انہوں نے آج آفس سے چھٹی کر لی تھی۔ آج صبا کی زندگی ان کی نظروں کے سامنے گھومنے لگی تھی۔ بہت ہنس مکھ اور پیاری سی ہوا کرتی تھی۔ شرارتی، کام میں تیز، خدمت گزار لیکن آج نہ اس کی پہلی جیسی رنگت رہی تھی، نہ لبوں پر مسکراہٹ رہی تھی، نہ آنکھوں میں شرارتیں نظر آتی تھیں۔ بس ڈری ڈری سی سہمی سہمی سی چپ چپ سی خاموش خاموش تھی۔ باپ چلتے چلتے دکھی ہونے لگا۔ میرے جن بھوتوں پر یقین نہ کرنے سے ان کا وجود تو ختم نہیں ہو جانا نہ۔ اگر جن بھوت نہ ہوتے یہ مخلوق نہ ہوتی تو صبا بیٹی کو کبھی بھی ایسے خواب اور منظر دکھائی نہ دیتے۔ کچھ نہ کچھ تو ایسا ضرور ہے جسے میں مانتا نہیں ہوں۔ ایسا ہی سوچیں سوچتے سوچتے وہ دکھی سے پریشان حال سے چلتے ہوئے ایک جگہ جا کھڑے ہوئے جہاں ایک دیوار پر بہت بڑا بورڈ لکھا تھا۔ جن بھوتوں سے چھٹکارا، ڈراؤنے خوابوں سے چھٹکارا۔ گھر میں موجود جن بھوتوں سے چھٹکارا کے لئے رابطہ کریں۔ صبا کے باپ نے ان سیڑھیوں پر قدم رکھ دیا اور دھیرے دھیرے تھکے تھکے سے انداز میں چلتے ہوئے اوپر جا پہنچے۔ اوپر دو آدمیوں کے علاوہ کوئی بھی تیسرا آدمی موجود نہ تھا۔ شاید میں بہت جلدی اور صبح آ گیا ہوں۔ انہوں نے سوچا اور ان دونوں آدمیوں کو دیکھنے لگا۔ دونوں ہی کمزور سی شکل والے تھے۔ ایک ینگ تھا جبکہ دوسرا ادھیڑ عمر۔ وہ ان کے پاس جا پہنچے۔

وہ نیچے بورڈ لگا ہوا ہے۔ جی جی آئیں۔ ینگ لڑکا تیزی سے بولا۔ آپ کے چہرے نے ہی ہمیں بتا دیا ہے کہ آپ بہت پریشان حال ہیں۔ کسی بہت بڑی مشکل سے دوچار ہیں۔ لڑکے نے یہ کہتے ہوئے انہیں ایک جگہ بٹھا دیا۔ جوگی بادشاہ آپ بھی بیٹھیں۔ میں آپ کا ناشتہ خود تیار کرتا ہوں۔ لڑکے نے ادھیڑ عمر شخص سے کہا تو صبا کے باپ نے گردن اٹھا کر گہری نظروں سے اسے دیکھا۔ کیا یہی ہے وہ شخص جس کے پاس میں آیا ہوں۔ لگتا تو نہیں کہ یہ میرے مسئلے کا حل نکال سکے۔ جو تصور ایسے لوگوں کا صبا کے باپ کے دل میں تھا سب غلط ثابت ہو چکا تھا۔ جی بتائیں کیوں پریشان ہیں۔ اس ادھیڑ عمر شخص نے اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ صبا کے باپ نے شروع سے آخر تک اسے تمام کہانی سنا دی۔ اس شخص بہت غور سے ان کی کہانی سنی اور پھر کاغذوں کا ایک دستہ پکڑ کر پنسل سے اس پر لائنیں کھینچنے لگا۔ کبھی لائنیں کھینچتا، کبھی ہندسے لکھتا، کبھی ڈبے بناتا، کبھی لائنوں پر لائنیں لگا کر انہیں کاٹتا۔ صبا کا باپ سب کچھ دیکھتا رہا۔ انہیں لگا جیسے وہ میرا وقت فضول میں ضائع کر رہا ہے لیکن وہ اپنا کام کرتا جا رہا تھا۔ کافی دیر تک ایسا ہی سلسلہ چلتا رہا پھر اسنے وہ کاغذ ایک طرف رکھ دیا بہت مشکل سے دوچار ہیں آپ لوگ۔ آپ کے گھر کوئی جن بھوت نہیں ہے بدروحیں ہیں، تین بدروحیں۔ ایک عورت کی دو اس کے بچوں کی۔ ان تینوں کو اس گھر میں قتل کر دیا گیا تھا۔ یہ لفظ سنتے ہی صبا کا باپ بری طرح کانپا۔ اسے ایسا لگا جیسے اس شخص نے بہت اہم بات کر دی ہے۔ بہت بڑا سچ بول دیا ہے۔ انہوں نے ایسی بات سوچی بھی نہ تھی لیکن اس شخص نے اس سے زیادہ کچھ نہ بتایا۔ صرف اتنا ضرور کہا کہ وہ آپ لوگوں کو نقصان پہنچا سکتی ہیں بہت بڑا نقصان۔ صبا کے باپ نے انہیں کچھ پیسے دیئے تو اس کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی۔ بولا۔ میں آپ کی بیٹی کے لئے ایک تعویذ بنا کے دیتا ہوں۔ یہ تعویذ اس کی حفاظت کرے گا۔ اسے وہ بدروحیں نقصان نہیں پہنچا سکیں گی۔ ہاں البتہ دھیرے دھیرے اسے وہ مکمل طور پر دکھائی دیتی جائیں گی۔ اپنی بیٹی سے کہنا کہ ان سے دوستی کرے۔ اگر وہ ان سے دوستی پر رضامند ہو گئی تب وہ اپنی کہانی اسے سنائیں گی اور جو بھی وہ کہانی سنائیں گی وہ مجھے آ کر بتانا۔ چاہے اس کہانی کو سننے کے لئے کئی سال ہی کیوں نہ بیت جائیں۔ میرا دماغ

کمزور نہیں ہے۔ جو شخص ایک مرتبہ میرے مکان میں آ جاتا ہے وہ سال ہا سال بعد بھی آ جائے تو نا صرف میں اسے پہچان لیتا ہوں بلکہ یہ تک جان لیتا ہوں کہ وہ شخص ایک عرصہ پہلے اس کام کے لئے آیا تھا۔ یہ لفظ سننے کے بعد وہ تعویذ لئے اٹھ کر سیڑھیاں اترنے لگے۔ ان کو جنات پر یقین نہ تھا۔ یہ بدروحوں پر کیسے ہو سکتا تھا لیکن اب نا صرف انہیں جنات پر یقین ہو گیا تھا بلکہ بدروحوں پر بھی ہونے لگا تھا اور وہ اس دن سے متعلق سوچنے لگے جب انہوں نے وہ گھر خریدا تھا۔

مالک مکان نے صاف لفظوں میں انہیں بتا دیا تھا کہ یہ گھر انہوں نے بہت شوق سے خریدا تھا لیکن رہنا نصیب نہ ہوا کیونکہ اس مکان میں آتے ہی بچوں کو ڈراؤنے خواب آنے لگے اور پھر یہ خواب حقیقت میں بدلنے لگے۔ وہاں انسانی کھوپڑیاں دیکھی جانے لگیں بس اس آسیب زدہ مکان میں مزید ہمارا رہنا ناممکن سا ہو گیا اور پھر وہ گھر چھوڑ کر اپنے پہلے والے مکان یعنی اس گھر میں آ گئے۔ کئی سال گزر گئے لیکن میں نے مکان کو نہ بیچا میں نہیں چاہتا تھا ہماری طرح کل کو کوئی اور ان آسیبوں سے خوفزدہ ہو جائے لیکن انسان کی مجبوری بہت کچھ کروا دیتی ہے اب ہمیں پیسوں کی ضرورت تھی سو یہ مکان بیچنے کا پروگرام بنا لیا اور آپ اسے خریدنے آ گئے۔ آپ کو ہر بات بتانا میرا فرض تھا اب آپ نے یہ مکان لینا ہے یا نہیں یہ آپ کی مرضی پر ہے۔ میں نے اس مالک مکان کی اس کہانی کو ایک فرضی کہانی تصور کیا اور اس سے مکان خرید لیا۔

صبا کا باپ یہی سوچتے سوچتے واپس آ رہا تھا۔ اگر مجھے پتہ ہو جاتا کہ مالک مکان کی سٹوری محض سٹوری نہیں ہے بلکہ حقیقت ہے اور میں اس حقیقت کو تسلیم کر لیتا تو تب ہو سکتا تھا میں اس مکان کو نہ خریدتا لیکن میں اسے خریدنے کی غلطی کر چکا ہوں جس کی سزا اب بیٹی کے خوف کے نتیجہ میں بھگت رہا ہوں۔ وہ گھر آن پہنچے۔ گھر میں داخل ہوتے ہی انہوں نے پورے گھر کا جائزہ لیا۔ مکان دیکھنے میں بہت خوبصورت تھا یوں لگتا تھا جیسے کوٹھی ہو لیکن اندرونی حصہ...... وہ کانپ سے گئے۔

بہت پریشان ہیں آپ، جلدی آفس سے بھی آ گئے، خیریت تو ہے۔ صبا کی ماں نے پوچھا۔ میں آج آفس گیا ہی نہیں ہوں۔ انہوں نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔ جواب میں حیرانگی سے وہ صرف انہیں دیکھنے لگی۔ مجھے صبا بیٹی کی بگڑتی حالت سے متعلق کچھ کرنا تھا۔ میں اس کا باپ ہوں، اس کی پریشانیوں کا ازالہ مجھے ہی کرنا ہے۔ وہ ان دنوں حد سے زیادہ خوفزدہ رہتی ہے۔ مجھے اس کے خوف کو ختم کرنا ہے۔

اتنا کہہ کر انہوں نے صبا بیٹی کو آواز دی۔ وہ بوجھل قدموں سے چلتی ہوئی ان کے قریب آئی۔ باپ نے اسے سینے سے لگا لیا۔ ان کی آنکھیں خود بخود چھلک پڑیں۔ بیٹی کئی دنوں سے تم شدید کرب سے گزر رہی تھی لیکن میں نے تمہاری ذرا بھی پرواہ نہ کی۔ آج مجھے احساس ہوا ہے کہ تم صحیح کہتی رہی ہو اور میں ہی غلط تھا۔ میں ان جن بھوتوں کے وجود کو ماننے سے انکاری رہا تھا۔ بیٹی مجھے معاف کر دینا۔ آج میں ایک عامل نجومی کے پاس گیا تھا۔ انہوں نے مجھے حقیقت سے دوچار کیا ہے کہ تمہاری بیٹی غلط نہیں کہہ رہی ہے جو کچھ وہ دیکھتی ہے وہی کہتی ہے اور جو کہتی ہے ایک لفظ بھی اس میں جھوٹ نہیں بولتی۔ بیٹی معاف کرنا۔ کاش بہت دنوں پہلے مجھے اس بات کا احساس ہو جاتا کہ میں غلط ہوں۔ باپ نے دکھ بھرے لہجے میں کہا اور پھر جیب سے تعویذ نکال کر اسے دے دیا اور کہا اسے گلے میں پہن لو۔ تمہارا خوف ختم ہو جائے گا۔ اب وہ چیزیں تمہیں دکھائی ضرور دیں گی لیکن دشمن بن کر نہیں دوست بن کر۔ باپ کی یہ باتیں سن کر صبا کو کچھ تسلی سی ہوئی کہ کم از کم اب اسے ان سے خوف تو نہیں آیا کرے گا ناں۔ اس نے تعویذ گلے میں پہن لیا اور خود کو پرسکون کرنے لگی۔ دن اسی طرح گزر گیا۔ جوں جوں اندھیرا بڑھتا جانے لگا خوف اس کی رگوں میں سرایت کرتا جانے لگا۔ حالانکہ وہ بار بار گلے میں ڈالے تعویذ کو بھی دیکھتی۔ باپ کی باتیں بھی اس کے دماغ میں گردش کرتیں۔ اس کے باوجود بھی خوف خود بخود اسے پسینہ پسینہ کرتا جاتا۔ پھر اس نے اپنے اندر کچھ ہمت پیدا کی کہ جو کچھ ہو گا دیکھا جائے گا۔ میں کیوں خواہ مخواہ موت سے پہلے مروں۔ یہ سوچ کر اس نے ہمت باندھی اور پھر بیڈ پر پرسکون لیٹ گئی۔ بار بار اس کا خیال تہہ خانہ کی طرف چلا جاتا اور پھر اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں اور وہ سوتی چلی گئی۔

اچانک رات کو اس کی آنکھ کسی کے ہلنے سے کھل گئی۔ اسے یوں لگا جیسے کوئی اس کے بیڈ پر موجود ہے۔ وہ یکدم اٹھ گئی اور اپنے بیڈ پر ایک پانچ سالہ بچی کو دیکھ کر حیران سی رہ گئی۔ بہت ہی پیاری بچی تھی۔ سفید باریک کپڑے اس نے پہن رکھے تھے۔ سرخ و سفید رنگ تھا لیکن گردن پر کسی چھری چاقو کے کٹ کا نشان موجود تھا جیسے اس کی گردن کاٹی گئی ہو۔ وہاں خون جما ہوا تھا۔ صبا کے اٹھتے ہی بچی چھلانگ لگا کر اس کے بیڈ سے اتر گئی اور دروازے کے قریب کھڑی جا ہوئی۔ صبا

اسے عجیب سی نظروں سے دیکھنے لگی۔ آج اسے ذرا بھی ڈر خوف نہ آیا تھا بلکہ اس معصوم سی، پیاری سی بچی پر بہت پیار اور ترس آ رہا تھا۔ پیار اس کی خوبصورتی پر اور ترس اس کی کٹی گردن کو دیکھ کر۔ ادھر میرے پاس آؤ۔ صبا نے ہاتھ کا اشارہ اسے کر دیا۔ اس نے چند قدم صبا کی طرف بڑھائے اور پھر پیچھے مڑ گئی جیسے بہت زیادہ ڈر گئی ہو اس سے۔ آؤ ناں۔ اس بار صبا نے دونوں بازو پھیلا دیئے۔ وہ پھر چند قدم اس کے پاس آئی اور پھر سے پیچھے مڑ گئی۔ صبا کے دل کو ایک ٹیس سی لگی۔ آپ وہ اتاریں۔ صبا کو اس کی معصوم سی لیکن ڈری ڈری سی آواز سنائی دی۔ اس کا اشارہ اس کے گلے میں موجود تعویذ کی طرف تھا۔ صبا نے جلدی سے گلے سے تعویذ اتار کر قریب بیڈ پر رکھ دیا اور دوسرے ہی لمحے خود خوفزدہ ہو گئی کیونکہ اب پیاری سی خوبصورت بچی اس کی طرف نہیں بڑھ رہی تھی بلکہ وہی کل والی کھوپڑی تھی جو چلتے چلتے اس کی طرف آ رہی تھی۔ صبا نے ایک لمحہ قبل وہ تعویذ گلے میں پہن لیا۔ تعویذ کے پہنتے ہی اسے نا صرف سکون سا ملا بلکہ کھوپڑی دوبارہ اس معصوم بچی کے روپ میں اس کے قریب سے واپس پلٹ گئی۔ دوبارہ دروازے کے قریب جا کھڑی ہوئی۔ صبا یہ بات سمجھ گئی کہ وہ چلتی پھرتی کھوپڑی اس کی تھی۔ اس نے ایک پرسکون سی سانس لی اور کہا۔ بچی تیری گردن پر یہ زخم کیسا۔ صبا کے اس سوال پر اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ ابو نے مارا تھا۔ اوہ۔ صبا کے دل کو ایک شدید دھچکا لگا۔ وہ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ بچی کمرے سے بند دروازے کے راستہ ہی باہر نکل گئی۔ صبا اسے خالی خالی جگہ کو دیکھنے لگی اور پھر نجانے اسکے دل میں کیا بات آئی کہ وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور آہستہ آہستہ بغیر آہٹ کے قدم اٹھاتی ہوئی وہ دروازہ تک آئی۔ آہستہ سے اس نے دروازہ کھولا اور کمرے سے باہر نکل گئی اور پھر ایک طرف مڑ کر وہ نیچے تہہ خانہ کی سیڑھیاں اترنے لگی اور پھر وہ بند دروازے کے قریب جا کھڑی ہوئی۔ اسکی پوری توجہ اندر کی جانب تھی۔ اسے کھسر پھسر کی آوازیں سنائی دیں۔ یہ آوازیں دو بچوں کی تھیں۔ اس نے ایک آواز پہچان لی جو اس بچی کی تھی جبکہ دوسری آواز اس جیسی تھی لیکن وہ بچی نہیں بچے کی تھی۔ اسکا تجسس بڑھنے لگا اس نے دروازے کو ہلکا سا ہاتھ لگا کر دیکھا تالا نہ لگا تھا صرف باہر سے کنڈی لگی تھی۔ میں اندر ضرور جاؤں گی۔ اس نے پختہ فیصلہ کر لیا اور آہستہ آہستہ دروازے کی کنڈی کھولنے لگی۔ اندر یکدم خاموشی چھا گئی۔

صرف آخری آواز سن سکی کوئی آ رہا ہے۔ صبا نے دھیرے دھیرے کنڈی کھول دی اور چند لمحوں کے لئے اس نے دروازہ کھلا رکھا جس سے کئی بدبودار جھونکے اندر سے نکلے۔ پھر اسنے اندر قدم رکھ دیا اور بند لائٹ کو جلا دیا۔ اندر کوئی نہ تھا صرف سٹور کا سامان بکھرا پڑا تھا۔ وہ کئی لمحات تک اس کمرے کو دیکھتی رہی پھر اس کے ہونٹ خود بخود ہلنے لگے۔ کوئی ہے، کوئی ہے۔ جواب سننے کے لئے وہ خاموش ہو گئی لیکن اسے جواب نہ ملا۔ وہ دوبارہ بولی۔ کوئی ہے، کوئی ہے۔ اس بار بھی اسے جواب نہ ملا۔ تیسری بار بھی اس نے کہا اور جواب نہ پا کر مایوسی سے دروازہ کھلا چھوڑ کر اوپر اپنے کمرے میں آ گئی۔ آج اس کا جی چاہ رہا تھا ان کو دیکھنے کو اور آج وہ سب غائب تھے۔ وہ ایک دکھ سا دل میں لے کر بیڈ پر لیٹ گئی۔ معصوم بچی کا چہرہ بار بار اس کی نظروں کے سامنے گھومتا رہا۔ اسے نا صرف وہ پیاری لگنے لگی تھی بلکہ اس پر ترس بھی آنے لگا تھا۔ وہ اس سے پوری حقیقت جاننا چاہتی تھی۔ اسے دوبارہ کچھ بھی دکھائی نہ دیا۔ وہ نیند آنے پر سو گئی۔ صبح جب اٹھی تو وہ بالکل نارمل تھی۔

ماں باپ بہن بھائیوں نے اس کے چہرے کا پوری طرح جائزہ لیا اور مطمئن ہو گئے۔ انہوں نے پوچھا کچھ نہ لیکن ناشتہ کے دوران میں باپ نے یہ بات کر کے سب کو چونکا دیا کہ وہ گھر میں ہونے والے قتلوں کا سراغ لگانا چاہتا ہے۔ ک ک...... کیا مطلب؟ اختر نے کہا۔ باپ نے ایک سرد آہ بھری اور کہا۔ بیٹا پتہ چلا ہے کہ اس مکان میں کئی سال پہلے قتل ہوئے تھے اور ان کی بدروحیں اس گھر میں موجود ہیں جو صبا کو خوفزدہ کرتی ہیں۔ نہیں ابو۔ صبا یکدم بول پڑی۔ آپ ایسا کچھ نہیں کریں گے۔ یہ کام میں خود کر لوں گی کیونکہ اب مجھے ان سے خوف نہیں آ رہا اور پھر ساتھ ہی صبا نے رات والی تمام صورت حال بتا دی۔ باپ نے ایک گہری سانس لی اور کہا۔ اسکا مطلب ہے کہ قتل ہونے والوں میں دو بچے ہیں اور تیسرا کون ہے۔ اس کا بھی پتہ چل جائے گا۔ صبا نے پرسکون لہجے میں کہا۔ گھر والے اس کی باتوں پر مطمئن سے ہو گئے۔ صبا نے پکا فیصلہ کر لیا کہ وہ اب ان چلتی پھرتی کھوپڑیوں کا راز ضرور معلوم کرے گی اور ان بچوں سے متعلق بھی پتہ لگائے گی کہ وہ اس کے گھر میں کیوں ہیں۔ دن باتوں کاموں اور سوچوں میں بیت گیا۔ رات کو وہ اپنے کمرے میں جا لیٹی۔ ایک نظر اس نے اپنے تعویذ پر ڈالی اور مطمئن سی ہو گئی۔ آج اسے ڈر کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کے انتظار کی وجہ سے نیند نہیں آ رہی تھی۔ رات

بیتتی جا رہی تھی لیکن ابھی تک وہ بچی نہیں آئی تھی۔

وہ بار بار دروازے کی طرف دیکھتی اسکے چہرے پر بے چینی موجود تھی، آنکھوں میں انتظار تھا لیکن ابھی تک وہ اسے دکھائی نہ دی تھی۔ تب وہ خود اٹھ گئی اور ٹارچ ہاتھ میں پکڑ کر بغیر آہٹ قدموں سے چلتی ہوئی دروازے تک پہنچی۔ آہستہ سے اس کا دروازہ کھولا اور باہر نکل گئی۔ باہر نکلتے ہی وہ اسی طرح بغیر آہٹ کے بغیر جوتی کے چلتی ہوئی سیڑھیاں اترنے لگی۔ اندر تہہ خانہ کے کمرے سے اس نے سرگوشیوں کی آوازیں سن لیں، آوازیں ان دونوں معصوموں کی تھیں۔ دن کے وقت اس نے جان بوجھ کر دروازے کو باہر سے بند نہ کیا تھا۔ یہی سوچ کر کہ اگر ان تینوں میں سے کوئی بھی اس کے پاس نہ آیا تو وہ خود جا کر دروازہ کھول دے گی۔ ٹارچ کے بٹن پر اس نے ہاتھ رکھ دیا۔ اس کی یہی سوچ تھی کہ دروازے کو یکدم پاؤں کی ٹھوکر سے کھولے گی اور اندر اندھیرے میں یکدم ٹارچ روشن کر کے ان تینوں کو دیکھ لے گی۔ وہ اپنی ان سوچوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اب پوری طرح تیار تھی اور پھر اس نے ایسا ہی کیا۔ زور سے پاؤں سے دروازہ کو اندر دھکا دیا اور ساتھ ہی ٹارچ روشن کر کے اندر روشنی پھیلا دی۔ اس روشنی میں اس نے اندر ان سب کو دیکھ لیا۔ دو بچوں کے ساتھ ایک خوبصورت عورت بھی موجود تھی۔ ان سب کی گردنوں پر خون جما ہوا تھا۔ اس عورت کی آنکھیں یکدم چمکنے لگیں اور ایک سیکنڈ سے قبل ان تینوں کے خوبصورت چہرے کھوپڑیاں بن گئے۔ اس سے قبل کہ وہ عورت اٹھ کر صبا کو پکڑنے کی کوشش کرتی صبا بھاگتے ہوئے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اپنے کمرے میں جا پہنچی۔ جلدی سے اس نے اپنا دروازہ بند کر دیا۔ اس کی سانسیں کسی تیز مشینری کی مانند چلنے لگی۔ تیز بھاگتے قدموں کی آوازیں اور زور سے بند ہونے والے دروازے کی آواز اس کی ماں نے بھی سن لی۔ اس نے صبا کے ابو کو آوازیں دے کر جگایا اور کہا لگتا ہے صبا بیٹی ڈر گئی ہے۔ مجھے اس کے بھاگنے کی آوازیں سنائی دی ہیں۔ جیسے وہ نیچے تہہ خانہ میں گئی ہو۔ اٹھو دیکھو وہ ٹھیک تو ہے۔ میرا تو دل گھبرا رہا ہے۔ صبا کا باپ تیزی سے دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکل گیا اور جاتے ہی صبا کا دروازہ پیٹنے لگا۔ صبا بیٹی...... صبا بیٹی دروازہ کھولو۔ اس نے آوازیں دے دیں۔ صبا نے دروازہ کھول دیا۔ اس کا چہرہ خوف میں ڈوبا ہوا تھا۔ گلے میں پہنے لاکٹ کو وہ ہاتھ کی مٹھی میں بند کئے دبائے ہوئے تھی۔ کیا ہوا بیٹی بتاؤ۔ تمہاری ما نے بتایا ہے کہ تم نیچے تہہ خانہ میں گئی تھی۔ وہاں سے ڈر کر بھاگی ہو۔ باپ نے یہ کہہ کر اسے گہری نظروں سے دیکھا۔ وہ اپنے سانسوں کو بحال کرنے کی کوشش میں محو تھی جس میں وہ کامیاب بھی ہو گئی اور بولی۔ ہاں ابو میں تہہ خانہ میں گئی تھی۔ میں اس راز کو جاننا چاہتی تھی جو ہمارے اس گھر میں عرصہ دراز سے چھپا ہوا ہے۔ ابو یہاں واقعی تین قتل ہوئے ہیں، دو بچے اور ایک عورت۔ آج میں نے انہیں دیکھا ہے۔ نا صرف بچے بلکہ عورت بھی بہت خوبصورت ہے لیکن اس کی آنکھوں میں ایک خوفناک چمک تھی۔ ایسی چمک جو میں نے آج تک کسی بھی انسان کی آنکھوں میں نہیں دیکھی ہے۔ وہ ایک لمحہ سے قبل کھوپڑیاں بن گئیں اور میں خوفزدہ وہاں سے بھاگ نکلی۔ کیا ضرورت تھی تمہیں تہہ خانہ میں جانے کی۔ باپ نے پیار کے ساتھ ساتھ اسے ڈانٹا بھی۔ نا صرف تمہیں بلکہ ہمیں بھی یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ اس تہہ خانہ میں بدروحیں موجود ہیں۔ جنہیں شاید کسی نے جادو کر کے اس گھر میں قید کر رکھا ہے۔ میں بہت جلد اس مکان کو بیچنے کی کوشش کروں گا۔ نہیں ابو۔ صبا جلدی سے بولی۔ ایسا نہ کرنا کیونکہ میں جان چکی ہوں کہ وہ ہمیں نقصان نہیں پہنچائیں گی بلکہ وہ شاید ہم لوگوں سے خود خوفزدہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں سامنے پا کر وہ فوری غائب ہو جاتی ہیں۔ باپ نے ایک گہری سانس لی اور کہا۔ چلو آؤ تم ہمارے کمرے میں سو جاؤ۔ نہیں ابو۔ میں اب بالکل ٹھیک ہوں آپ جائیں اور میری فکر نہ کریں۔ یہ تعویذ میری حفاظت کرے گا۔ صبا کا باپ کچھ دیر تک سوچتا رہا اور پھر اس کے کمرے سے باہر نکل گیا اور جاتے ہوئے یہ کہہ گیا کہ اب تم نے کمرے سے باہر نہیں نکلنا۔ جی اچھا صبا نے کہا اور دروازہ بند کر دیا۔ تنہائی کو پاتے ہی اسے ان تینوں کی خوبصورت صورتیں تصور میں دکھائی دینے لگیں۔ پتہ نہیں کیوں اسے ان پر ترس بھی آنے لگا تھا۔ اسکا جی چاہا کہ وہ دوبارہ تہہ خانہ میں جائے اور جا کر اس سے پوچھے کہ اسے کس نے قتل کیا ہے اور کیوں کیا ہے اور ان کی روحیں اس گھر میں کیوں بھٹک رہی ہیں رات بھر وہ یہی سوچیں سوچتی رہی اور پھر سو گئی۔ صبح سب نے باری باری اس سے رات والا واقعہ پوچھا جو اس نے بتا دیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ اب اس کا خوف بہت کم ہو چکا ہے۔ اس میں اتنی ہمت پیدا ہو چکی ہے کہ وہ ان بدروحوں کو دیکھ سکتی ہے۔ دن ایسے ہی بیت گیا، شام ہوئی تو وہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔

جوں جوں اندھیرا بڑھتا رہا اس کی سوچوں میں وہ تینوں کھوپڑیاں تینوں بدروحیں آنے لگیں۔ یکدم اسے کمرے کے بند دروازے سے کوئی ہیولہ اندر داخل ہوتا دکھائی دیا۔ اس کی تمام تر توجہ اس پر ہوگئی وہ وہی بچی تھی اسے دیکھتے ہی صبا اٹھ کر بیٹھ گئی۔ آؤ میرے قریب آؤ۔ صبا نے اپنے بازو پھیلا دیئے لیکن وہ اپنی جگہ رکی رہی۔ صبا کو یوں لگ رہا تھا جیسے وہ اسے کچھ کہنا چاہ رہی ہے۔ ہاں ہاں بولو۔ صبا نے اس کے اندر ہمت دلائی۔ ہمیں میٹھی روٹی کھانی ہے۔ ک ک...... کیا میٹھی روٹی صبا تقریباً اچھل پڑی اور بولی۔ میں تمہیں ضرور میٹھی روٹی دوں گی لیکن ایک شرط پر۔ کیسی شرط۔ وہ معصومیت سے بولی۔ مجھے بتاؤ کہ تمہاری گردن پر یہ زخم کیسا ہے۔ اس نے جواب نہ دیا اور خاموشی سے بند دروازے کے راستے باہر نکل گئی۔ صبا اسے آوازیں ہی دیتی رہ گئی۔ اف۔ وہ ایک دکھ بھری سانس لے کر رہ گئی۔ میں نے بہت بڑی غلطی کر دی ہے۔ مجھے اس بچی سے شرط نہیں رکھنی چاہئے تھی۔ اس کی مان لینی چاہئے تھی۔ ہوسکتا ہے کہ وہ خوش ہو جاتی اور پھر خود ہی بتا دیتی۔ مجھے ان تینوں کے لئے میٹھی روٹیاں بنانی ہوں گی ہوسکتا ہے کہ وہ تینوں اس راز کو چاک کر دیں۔ یہ سوچ کر صبا اٹھی اس نے کمرے کا دروازہ کھول دیا۔ ایک نظر گھر کی طرف دیکھا سب لوگ میٹھی نیند سو رہے تھے۔ وہ دبے پاؤں کچن کی طرف بڑھ گئی۔ آج وہ کسی پر بھی ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی کہ وہ جاگ رہی ہے۔ کچن کا دروازہ بھی اس نے آہستہ سے کھول دیا اور جلدی سے آٹا پرات میں ڈال کر اسے گوندنے لگی۔ کافی مقدار میں اس نے آٹے میں چینی ڈال دی۔ آج اسے یہ کام کرتے ہوئے ذرا بھی خوف نہ آیا۔ اس بات پر وہ خود بھی حیران تھی اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ یہ سب کام خود نہیں کر رہی ہے بلکہ اس سے یہ کام کروائے جا رہے ہیں اور وہ یہ سب کام ایسے کرتی جا رہی تھی جیسے اسے کرنے کا بہت مزہ آ رہا ہو۔ جلد ہی اس نے تین میٹھی روٹیاں تیار کر لیں اور اٹھا کر کچن کا دروازہ بند کرنے کے بعد تہہ خانہ کی طرف چل دی۔ تہہ خانہ کی سیڑھیاں اترتے وقت وہ اندر ان کی سرگوشیاں سننے لگی لیکن کمرے میں مکمل خاموشی چھائی محسوس ہوئی۔ اس نے آہستگی سے دروازہ کھولا اور اندر کمرے کی لائٹ جلا دی۔ کمرہ بالکل سنسان تھا، صرف بکھرا سامان وہاں پڑا تھا۔ اس نے ایک ایک چیز کا جائزہ لیا اور خاص کر اس جگہ کو دیکھا جہاں اس نے کل ان تینوں کو بیٹھا دیکھا تھا۔ وہ جگہ بھی خالی تھی۔ تینوں روٹیاں اسنے اس کمرے میں رکھ دیں اور دروازہ بند کر کے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے وہ اپنے کمرے میں آ گئی اور پرسکون سو گئی۔ صبح اٹھی تو سب سے پہلے اس نے تہہ خانہ کا رخ کیا اور یہ دیکھ کر اس کی حیرانگی بڑھنے لگی کہ تینوں میٹھی روٹیاں وہاں سے غائب تھیں۔ اب وہ ہر روز ہی ایسا کرنے لگی۔ جونہی رات کی تاریکی پھیلتی وہ کچن کی طرف چل دیتی۔ وہاں آٹے میں چینی ملا کر اسے گوندتی اور تین روٹیاں تیار کر کے تہہ خانہ کے اندر جا رکھتی جو صبح غائب ہوتیں۔ حیرانگی اس بات کی تھی کہ جب سے اس نے میٹھی روٹیاں بنا کر تہہ خانہ میں رکھنی شروع کی تھیں نہ اسے کھوپڑیاں دکھائی دے رہی تھیں اور نہ ہی ان کے عکس لیکن میٹھی روٹیاں غائب ہوتیں۔

ایک ماہ میں وہ یہی محسوس کر سکی کہ وہ شاید ان کے راز کو اب کبھی بھی جان نہ سکے گی۔ یہ معلوم ہی نہ کر سکے گی کہ انہیں کس نے قتل کیا ہے اور کیوں کیا ہے۔ آج پورے ایک ماہ بعد جب وہ تین میٹھی روٹیاں تیار کرنے کے بعد تہہ خانہ کی طرف جانے لگی تو اسے اندر سے کھر پھسر کی آوازیں سنائی دیں۔ آوازیں سنتے ہی اس نے تیزی سے دروازہ کھول دیا اور لائٹ جلا دی۔ وہ تینوں کمرے میں موجود تھے۔ صبا نے گہری نظروں سے انہیں دیکھا۔ آؤ بیٹھو۔ عورت نے دھیمے لہجے میں کہا۔ صبا ان کے پاس جا بیٹھی۔ عورت نے سر سے پاؤں تک صبا کا جائزہ لیا اور پھر ایک دکھ بھری سانس لیتے ہوئے اپنا دایاں ہاتھ صبا کی طرف بڑھا دیا جیسے وہ اس سے ہاتھ ملانا چاہتی ہو۔ صبا نے بھی اپنا ہاتھ آگے کر دیا اور پھر حیرت کا ایک شدید جھٹکا اسے لگا۔ وہ اس سے ہاتھ نہ ملا سکی بلکہ ہاتھ اس کے ہاتھ میں سے گزر گیا۔ عورت کا ہاتھ وہیں کا وہیں رہا۔ صبا نے اس کے کندھے کو ہاتھ لگانا چاہا لیکن ہاتھ اس کے جسم سے ایک مرتبہ پھر گزر گیا۔ اس نے دل کی تسلی کے لئے کبھی اسکے بازوؤں کو پکڑنا چاہا اور کبھی ٹانگوں کو ہاتھ لگانا چاہا لیکن جہاں بھی ہاتھ لگاتی ہاتھ جسم سے گزر جاتا۔ عورت نے ایک دکھ بھری آہ بھری اور کہا۔ تم سے میرا ہاتھ ملانے کا مقصد یہی تھا کہ تم کو تسلی ہو جائے کہ ہمارے یہ جسم اپنے نہیں ہیں بلکہ یہ صرف نظر آنے والا دھواں ہیں۔ ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے آپ صرف ان کو دیکھ سکتی ہو چھو نہیں سکتی ہو۔ میرے جیسے ہی میرے بچوں کے جسم ہیں اور پھر وہ اپنا ہاتھ گردن کے اس حصہ میں لے گئی۔ جہاں گہرا کٹ لگا ہوا تھا۔ جہاں شہ رگ کٹی ہوئی تھی۔ بولی۔ صرف ہمارے چہرے کو چھو سکتی ہو لیکن چھوتے وقت تمہیں یہی

محسوس ہوگا جیسے کسی کھوپڑی کو چھوا گیا ہو۔ صبا پوری دلچسپی سے اس کی باتیں سنتی جارہی تھی۔ میرے شوہر نے مجھے اور میرے بچوں کو قتل کر دیا تھا۔ ک ک ...... کیا صبا پوری طرح اچھلتی۔ ہاں میں سچ کہہ رہی ہوں۔ مجھے اس کی چالوں کا پتہ نہ تھا کہ وہ کیا کیا کرتا رہتا تھا۔ اتنا جانتی تھی کہ وہ آدھی رات کے بعد گھر سے باہر نکل جاتا تھا اور پھر واپس نہ آتا تھا۔ صبح دن چڑھے واپس آتا تھا اور سو جاتا تھا۔ دن بدن اس کی آنکھوں کی رنگت بدلتی نظر آنے لگی۔ اس کی نظروں میں نہ میرے لئے محبت رہی اور نہ ہی بچوں کے لئے پیار۔ ہمیں اذیت دینا اسنے اپنا معمول بنالیا۔ چالیس دن کے اندر اندر ہی وہ ہماری جانوں کا دشمن بن گیا ہمیں اس سے خوف آنے لگا اور پھر ایک رات اس نے ہم سب کی گردنیں تیز دھار آلے سے کاٹ دیں لیکن حیرانگی اس بات پر تھی کہ ہماری روحیں اوپر آسمانوں پر جانے کی بجائے اسی مکان میں بھٹکنے لگیں اور اس رات ہمیں قتل کرنے کے بعد اس نے ایک قہقہہ لگایا اور خودی سے بولا۔ آج میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ میں نے اپنے شیطان دیوتاؤں کی آج آخری خواہش کو پورا کر دیا ہے۔ میں نے اپنی بیوی اور بچوں کی روحوں کو جکڑ لیا ہے۔ شیطان دیوتاؤں نے یہی کہا تھا کہ تمہاری کامیابی کا آغاز تمہارے گھر سے شروع ہو گا۔ اپنی بیوی اور بچوں کی رگیں کاٹنے کے بعد ان پر چلے والے منتر پڑھ کر پھونک دینا۔ وہ تیری قید میں آجائیں گی۔ یہ باتیں وہ خودی سے کہتا کہتا گھر سے نکل گیا۔ تب سے آج تک ہم لوگ اسی گھر میں موجود ہیں۔ ہمارے جسموں کو وہ اٹھا کر لے گیا تھا۔ اب ہمارے سر کھوپڑیاں بن چکے ہیں۔ مہینہ میں تین دن ہماری روحوں کو ایک دھواں جیسا جسم ملتا ہے جو دیکھنے میں عام انسانوں جیسا ہوتا ہے لیکن چھونے سے دھواں ہوتا ہے اس کے بعد ہم لوگ پھر اسی حال میں آجاتے ہیں جو عرصہ دراز سے ہے۔ ہمارے جسم نجانے کہاں پڑے ہیں صرف ہمیں اپنے سر یہاں دکھائی دیتے ہیں۔ اس نے ایک دکھ بھرے لہجے میں اپنی داستان سنا دی اور کہا ہماری موجودگی کی وجہ سے اس گھر میں آج تک کوئی آباد نہ ہوسکا تھا۔ آپ لوگ یہاں آباد ہونے لگے اور ہم نے آپ لوگوں کو بھی روکنا چاہا، ڈرانا چاہا، ہم نہیں چاہتے تھے کہ ہماری طرح آپ پر بھی کوئی وار کر سکے لیکن آپ لوگ ہم سے خوفزدہ نہ ہوئے۔ تم خوفزدہ ہوئی تھی لیکن اب تم بھی خوفزدہ نہیں ہو بلکہ خود ہمارے پاس چلی آتی ہو۔ پلیز ہمیں کسی طرح اس اذیت سے چھٹکارا دلا دو۔ کسی طرح میرے قاتل شوہر کا یہاں پھیلایا ہوا جادو ختم کر دو تاکہ ہم سکون سے آسمانوں کی طرف جاسکیں اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ان تینوں کے جسم غائب ہونے لگے۔ خوبصورت اور معصوم سر کھوپڑیاں بننے لگے۔ صبا نے ایک گہری سانس لی اور اس جگہ کو دیکھنے لگی جہاں زمین کے اندر ان تینوں کی کھوپڑیاں خود بخود دھنستی چلی گئی تھیں۔ میں تم لوگوں کو اس اذیت سے ضرور چھٹکارا دلاؤں گی۔ میں کل پھر آؤں گی کیونکہ میں جانتی ہوں کہ تین دن تک میں تم لوگوں کو دیکھ سکوں گی، تم سے باتیں کرسکوں گی۔ اتنا کہہ کر وہ اٹھ گئی اور چلتے چلتے اپنے کمرے میں جا پہنچی۔

آج اسے ذرا بھی ڈر یا خوف نہیں آرہا تھا بس یہی سوچتی رہی کہ میں اس کے قاتل شوہر کا کیسے کھوج لگاؤں، کیسے اسے تلاش کروں نہ تو وہ اسے جانتی ہے اور نہ ہی اس نے آج تک اسے دیکھا ہوا ہے۔ اس نے یہ بات گھر کے کسی بھی فرد کو نہ بتائی۔ خاموش رہی کیونکہ اس نے یہی سوچا تھا کہ وہ آج اس سے اس کے شوہر سے متعلق مکمل معلومات حاصل کرے گی اور پھر کچھ نہ کچھ کرے گی۔ یہ سب میٹھی روٹیاں کھلانے کا اثر تھا کہ وہ تینوں اس کے دوست بن گئے تھے۔ ماں باپ بلکہ گھر کے سب افراد نے یہ بات محسوس کی تھی کہ ان کے کچن کا سامان ہر روز کم ہو جاتا ہے، خاص کر چینی اور آٹا لیکن یہ سوچ کر چپ ہو جاتے کہ یہ سب وہ تینوں کھوپڑیاں کرتی ہیں لیکن آج جب ماں نے صبا کو رات کے پچھلے پہر کچن میں جاتے دیکھا تو حیران سی رہ گئی۔ اس وقت اسے صبا کی حالت ایسے دکھائی دی جیسے اس پر کسی بھوت کا سایہ ہو۔ اس نے جلدی سے صبا کے باپ کو جگا دیا اور اس کی توجہ کچن کی طرف دلوا دی اور ساتھ ہی خاموش رہ کر صرف دیکھنے کو کہا۔ دونوں کی نظریں کچن میں مرکوز ہوگئی۔ صبا نے پہلے آٹا نکالا پھر چینی کا ڈبہ کھول کر اس میں چینی ڈالی اور آٹا گھوندنے لگی۔ دونوں ماں باپ اسے دیکھتے رہے اور جب وہ روٹیاں تیار کر کے کچن سے باہر نکلی اور کچن کے دروازے کو آہستگی سے بند کر کے تہہ خانہ کی طرف جانے لگی تو صبا کے باپ نے اٹھنا چاہا لیکن ماں نے روک دیا اور کہا۔ اس وقت صبا پر بھوت سوار ہے وہ ہم میں سے کسی کو بھی پہچان نہ سکے گی۔ ہوسکتا ہے کہ ہمیں نقصان نہ پہنچا دے۔ جب یہ اصل حالت میں آئے گی تب اس سے بات کریں گے۔ لہٰذا وہ اس کی واپسی کا انتظار کرنے لگے۔ میں صبح اس نجومی کے پاس جاؤں گا اور اسے صبا سے متعلق پوری

تفصیل بتاؤں گا۔ وہ ضرور اس مسئلے کا حل نکالے گا۔ اگر صبا کے اندر بھوت سوار ہوا تو وہ ضرور اسے قید کر لے گا لیکن مجھے یقین نہیں آ رہا کہ ایسا ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو دن بھر بھی صبا کے اندر اس بات کے آثار دکھائی دیتے بلکہ میں تو یہ محسوس کر رہا ہوں کہ یہ پہلے سے بہت بہتر ہو چکی ہے۔ پہلے نا صرف ڈرتی تھی بلکہ بے ہوش بھی ہو جاتی تھی اب ایک ماہ سے نہ یہ ڈرتی ہے اور نہ ہی اس کے کمرے سے چیخنے کی آوازیں آتی ہیں بلکہ بہن بھائیوں کے ساتھ بھی ہنس ہنس کر باتیں کرتی ہے۔

باپ نے وہی کچھ کہہ دیا جو کچھ وہ محسوس کرتا تھا لیکن ماں کے دل میں نجانے کیوں یہ بات بیٹھ گئی کہ اس کے اندر بھوت ہے جو اس کو راتوں کو جگاتا ہے اور اس سے ایسے کام کرواتا ہے۔ وہ ایسی ہی باتیں کرتے کہ صبا ان کو آتی ہوئی دکھائی دی۔ اسنے اپنے کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔ باپ نے جا کر کھڑکی سے اندر جھانکا تو وہ گہری نیند سو چکی تھی۔ کئی لمحات تک باپ وہاں کھڑا رہا پھر سو نہ سکا۔ باقی کی رات اس نے جاگ کر گزار دی اور یہی سوچتا رہا کہ وہ صبا سے صبح بات کرے گا۔ وہ کیا جواب دیتی ہے پتہ کرے گا اگر تو اس نے کہہ دیا کہ اسے ذرا بھی خبر نہیں ہوتی ہے کہ وہ کیا کچھ کرتی ہے تب سمجھ لوں گا کہ اس پر سایہ سوار ہے ورنہ نہیں۔

دن نکل آیا تو صبا اٹھ گئی۔ باپ آج پھر آفس نہ گیا۔ باپ نے دیکھا کہ صبا کے لبوں پر مسکراہٹ تھی اور چہرہ بھی خوفزدہ نہ تھا۔ اس کی رات والی کیفیت اور اب والی کیفیت کا اس نے اندازہ لگایا تو اسے شک سا گزرا کچھ نہ کچھ ضرور ہے۔ دل کی تسلی کے لئے اس نے صبا کو اپنے پاس بلا لیا۔ وہ فریش موڈ میں ان کے پاس آن کر بیٹھ گئی۔ صبا ہم لوگ تقریباً ایک ماہ سے ایک بات کو مسلسل نوٹ کر رہے ہیں کہ گھر میں موجود کھوپڑیاں رات کو حرکت کرتی ہیں اور کچن میں جا کر تباہی مچاتی ہیں۔ تمہاری ماں نے بتایا ہے کہ ایک ماہ سے چینی اور آٹا ہر رات کو کم ہو جاتا ہے۔ یہ باتیں سن کر صبا مسکرا دی اور بولی۔ ابو گھر میں کھوپڑیاں بھی موجود ہیں اور حرکت بھی کرتی ہیں، چلتی پھرتی بھی ہیں لیکن وہ کچن تک نہیں جاتی ہیں صرف میرے کمرے تک آتی ہیں۔ کچن میں میں جاتی ہوں ان کے لئے تین میٹھی روٹیاں پکاتی ہوں اور تہہ خانہ میں جا کر رکھ دیتی ہوں۔ یہ سن کر باپ نے ایک سکون بھری سانس لی کہ اس کی بیٹی پر بھوت وغیرہ سوار نہیں ہے اور جب صبا نے انہیں ہر بات تفصیل سے بتائی تو وہ حیرانگی سے اچھل ہی پڑے۔ انہیں

یقین نہ ہوا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ شوہر نے شیطانوں کو خوش کرنے کے لئے بیوی بچوں کو قتل کر دیا ہو۔ صبا نے بتایا۔ رات کو اس نے اسکا چہرہ دکھایا تھا کہ وہ ایسی شکل والا تھا۔ ابو جو اس نے حلیہ بتایا ہے مجھے تو اس شخص سے ڈر لگنے لگا ہے کہ بکھرے بال، گندے کپڑے، سیاہ رنگت، سرخ آنکھیں، اف میں تو کانپ سی گئی تھی۔ آج وہ مجھے بتائے گی کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔ ابو جب تک وہ زندہ ہے یہ تینوں یہاں ہمارے گھر میں ہی قید رہیں گی۔ ان کو آزادی نہیں مل سکے گی۔ وہ آزادی کے لئے ترس رہی ہے۔ بہت بری طرح سے ان کی روحوں کو اس نے جکڑا ہوا ہے۔ صرف آج کی رات صبر کر لیں کل صبح وہی ہم کریں گے جو وہ ہمیں بتائے گی۔ ہم لوگ ان کی موجودگی کی وجہ سے خوفزدہ ہیں جبکہ وہ خود بھی یہاں رہنے سے خوفزدہ ہیں۔ کئی سالوں سے وہ یہاں پھنسے ہوئے ہیں کئی لوگ اس مکان میں رہنے کے لئے آئے لیکن جونہی انہیں یہ تینوں کھوپڑیاں چلتی پھرتی دکھائی دیتی تھیں ڈر کر یہاں سے بھاگ گئے ہیں۔ کسی کو بھی وہ اپنا دکھ درد نہیں بتا سکیں صرف یہ کام میں ہی کر سکی ہوں۔ وہ بھی صرف اس وجہ سے کہ میں نے ان کی کمزوری پکڑ لی تھی۔ انہیں میٹھی روٹی کھانے کو چاہئے تھی جو پورا ایک ماہ انہیں کھلاتی رہی۔ تب جا کر وہ میری دوست بنی اور مجھے اپنا سمجھ کر اس نے سب کچھ کہہ سنایا۔ باپ نے ایک پرسکون سانس لی اور کہا۔ بیٹی ہم لوگ صرف تمہاری وجہ سے پریشان ہیں لیکن آج دل کو سکون ملا ہے کہ تم اب ان واقعات سے خوفزدہ نہیں ہو اور باہمت بیٹی بن کر نہ صرف حالات کا مقابلہ کر رہی ہو بلکہ ہم سب کو بھی اس خوفناک اذیت سے نکالنے کی کوشش بھی کر رہی ہو۔ صبا کو پاپا کی باتوں سے بہت سکون ملا اور وہ اپنے روزمرہ کے کاموں میں لگ گئی لیکن کام کے دوران میں بھی اس کی سوچوں کا مرکز وہی تینوں چہرے رہے، وہی سائے رہے، وہی سفید دھواں کے عکس رہے۔ اس کے دل میں ٹیس بھی اٹھتی تھی کہ وہ شخص کس قدر خود غرض تھا کہ اس نے اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے اپنے ہی خوبصورت بچوں کی گردنیں کاٹ دیں اور ایک وفاشعار بیوی کو مار ڈالا۔ وہ سوچتی رہی کہ کیا زمانہ میں ایسا بھی ہوتا ہے۔ گھر کا محافظ ہی ان کے خون کا پیاسا بن جائے۔ ایسی ہی سوچوں میں وہ دن بھر الجھی رہی اور پھر شام ہو گئی، شام کے بعد رات ہونے لگی۔ تو وہ سب رات کا کھانا کھانے کے بعد اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔

صبا نے بھی اپنے کمرے میں پہنچ کر اندر سے دروازہ بند کر لیا اور بیڈ پر لیٹ گئی۔ وہ گھر والوں کے سونے کی منتظر رہی۔ بار بار نظریں سامنے لگے کلاک پر جا کر رک جاتی۔ جب اس نے محسوس کر لیا کہ گھر کے تمام افراد خواب خرگوش کے مزے لینے میں مست ہو گئے ہیں تب وہ اٹھی اور دھیرے سے دروازہ کھول کر کچن کی طرف بڑھنے لگی۔ اس نے چینی والا آٹا گوندھا اور تین میٹھی روٹیاں تیار کر ڈالیں۔ اس کے بعد حسب معمول اس نے ان تینوں روٹیوں کو رومال میں لپیٹا اور بغیر آہٹ قدموں سے چلتی ہوئی تہہ خانہ کی سیڑھیاں اترنے لگی۔ اندر کمرے میں مکمل سکوت موجود تھا۔ کسی کی بھی کھسر پھسر کی گونج سنائی نہ دی۔ اسنے دروازہ کھول دیا اور بند لائٹ کو روشن کر دیا۔ ایک نظر کمرے کا جائزہ لیا تو اسے ایک جگہ تینوں کھوپڑیاں پڑی دکھائی دیں۔ اس کی نظریں ان کھوپڑیوں پر جم گئیں کیونکہ پہلی ہی نظر میں اس نے محسوس کر لیا تھا کہ کھوپڑیوں نے دھیرے سے حرکت کی ہے۔ وہ کھڑی یہ خوفناک منظر دیکھتی رہی۔ کھوپڑیوں پر گوشت دھیرے دھیرے ابھرنے لگا۔ خوفناک آنکھوں کے گڑھوں میں خوبصورت آنکھیں نمودار ہونے لگیں اور ساتھ ہی سفید دھواں ان تینوں کے وجود کو تخلیق کرنے لگا۔ صبا تمام منظر بہت دلچسپی سے دیکھتی رہی۔ ایک لمحہ کے لئے بھی اسے خوف نہ آیا۔ تھوڑی ہی دیر میں تین کھوپڑیوں کی جگہ تین چہرے اس کے سامنے موجود تھے۔ دو بچے اور تیسری ان کی ماں۔ ان تینوں کو اپنے سامنے دیکھ کر صبا نے ایک پرسکون سانس لی۔ اس کے لبوں پر مرجھائی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ سوچنے لگی کاش یہ تینوں زندہ ہوتے۔ ان تینوں کو قتل نہ کیا گیا ہوتا۔ کافی دیر تک وہ ان تینوں کو دیکھتے دیکھتے سوچتی رہ گئی۔ تب اس عورت کی آواز نے اسے چونکا دیا۔ بیٹھو صبا۔ اسنے محسوس کیا کہ عورت کی آواز میں بہت درد پوشیدہ تھا۔ آنکھوں میں آنسو نہ تھے لیکن چہرہ ایسے تھا جیسے وہ ابھی رو پڑے گی۔ آپ نے آج مجھے کچھ بتانا تھا۔ صبا نے کل والی بات کا سلسلہ وہیں سے جوڑ دیا جہاں سے ٹوٹا تھا۔ ہاں آج ہمارے پاس آخری دن ہے اور پھر ایک ماہ تک ہم کھوپڑیوں کے روپ میں اذیت میں مبتلا رہیں گے۔ اگر آپ نے تعاون کر دیا تو شاید ایک ماہ کی یہ اذیت ہمیں برداشت نہ کرنی پڑے۔ ہم بھی اوپر آسمانوں کی طرف چلے جائیں۔ ہاں ان شاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ صبا نے پختہ عزم سے کہا۔ بس آپ نے جو بتانا تھا بتائیں۔ وہ عورت بولی کہ جب لوگوں کو ہم کئی دنوں تک دکھائی نہ دیئے۔ ہمارا شوہر ہی اپنی عجیب سی حالت میں نظر آتا رہا تو انہیں شک سا پڑنا شروع ہو گیا۔ ہمارا یکدم گھر سے غائب ہو جانا ان کے دماغوں میں کئی شکوں کو چھوڑ گیا اور پھر جب وہ آدھی رات کو گھر سے باہر نکل جاتا۔ تو اڑوس پڑوس کے مرد لوگ دیواریں پھلانگ کر آ جاتے۔ گھر کی وحشیانہ حالت نے انہیں اور زیادہ شک میں مبتلا کر دیا تھا۔ کہتے ہیں کہ برے کاموں کی کوئی نہ کوئی نشانی ضرور مل جاتی ہے۔ ان لوگوں کو بھی نشانی مل گئی۔ حالانکہ میرے شوہر نے فرش کو اچھی طرح دھو کر ہمارے خون کے دھبوں کو مٹا دیا تھا لیکن چارپائی کے ایک پائے پر انہیں خون کے نشان مل گئے۔ جونہی نشانات ملے انہوں نے گھر کے کونے کونے میں ہماری کھوج شروع کر دی۔ تہہ خانہ کا دروازہ لاک کر دیا تھا اور اسی تہہ خانہ میں اس نے ہمارے سروں کو زمین کھود کر دفن کیا تھا۔ سو لوگ اس تہہ خانہ تک آن پہنچے۔ اس دوران میں ہمارے سروں کا گوشت زمین اور کیڑے مکوڑے کھا چکے تھے۔ صرف سروں کے بکھرے بال اور کھوپڑیاں موجود تھیں جو انہوں نے تلاش کر لیں۔ پورے علاقہ میں ہمارے قتل کے چرچے پھیل گئے۔ اس کا علم میرے شوہر کو بھی ہو گیا۔ سو وہ رات کے اندھیرے میں کہیں روپوش ہو گیا۔ اس کے کالے منتروں نے اسے اٹھا کر انسانی بستیوں سے بہت دور جا پھینکا۔ وہ ایک خوفناک کھنڈر میں موجود ہے جس کے چاروں طرف ویرانہ ہے، خاردار جھاڑیوں سے اٹا پڑا ویرانہ۔ وہاں وہ جنات کا سردار بنا بیٹھا ہے۔ اس تک پہنچنا بہت مشکل ہے۔ جنات اسے پہلے سے باخبر کر دیتے ہیں کہ لوگ اس تک پہنچنا چاہتے ہیں اور وہ جنات کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنی شکلوں کو اس قدر خوفناک بنا کر ان کے سامنے جائیں کہ وہ خوف سے نہ صرف بھاگ نکلیں بلکہ بے ہوش جائیں۔ عورت نے ایک دکھ بھری آہ بھری اور کہا۔ آج تک اس نے اس ویرانے اس کھنڈر کو اس قدر خوفناک بنا دیا ہوا ہے کہ لوگ اس کھنڈر کا نام سنتے ہی کانپ جاتے ہیں۔ اگر تم ہمارے لئے کچھ کر سکتی ہو تو کرو۔ ورنہ ہم جانتے ہیں کہ اس وقت تک ہم اسکے خوفناک طلسم میں پھنسے رہیں گے جب تک وہ زندہ رہے گا اور پھر اس نے بتایا کہ لوگ ہماری کھوپڑیوں کو یہاں سے نکال کر قبرستان میں دفنا کر مطمئن ہو چکے ہیں لیکن یہ ہم ہی جانتے ہیں کہ اس طلسم نے اسی رات ہمیں ان قبروں سے نکال کر یہاں لا پھینکا تھا۔ ہماری کھوپڑیوں کو اس وقت قبر کی مٹی نصیب ہو گی جب وہ

مرے گا۔ کہانی سنا کر عورت چپ ہو گئی۔ صبا نے ایک خوفناک آہ بھری اور بولی۔ جس کھنڈر کا آپ نے ذکر کیا ہے گو کہ میں نے اسے دیکھا نہیں ہے لیکن اب اس کا تصور کرتے ہی خوف سے پورا جسم لرز جانے لگا ہے لیکن میں تم لوگوں کو آزادی دلاؤں گی۔ اس کے لئے چاہے ہم لوگوں کو موت کے منہ سے بھی نکلنا پڑا تو ہم ڈریں گے نہیں۔ عورت نے تشکرانہ نظروں سے صبا کو دیکھا اور ساتھ اس کی خوبصورت آنکھیں غائب ہونے لگیں۔ منہ کا گوشت دھیرے دھیرے غائب ہونے لگا، دھواں کا بنا وجود آہستہ آہستہ کھونے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے صبا کے سامنے تین کھوپڑیاں موجود تھیں جو زمین میں پڑنے والی دراڑوں میں جذب ہونے لگی۔ صبا اٹھی کمرے سے باہر نکلنے سے پہلے اس نے ان جگہوں کو دیکھا جہاں وہ بیٹھے باتیں کرتے رہے تھے۔ اس کے بعد کمرے کا دروازہ بند کر کے سیڑھیاں چڑھتی ہوئی باہر نکل آئی اور بوجھل قدموں سے اپنے کمرے میں چلی گئی۔

ابھی وہ دروازہ بند کرنے والی تھی کہ اسے باپ اپنے دروازے پر کھڑا دکھائی دیا جو آہستہ آہستہ اس کی طرف آنے لگا۔ شاید وہ رات بھر سوئے نہ تھے۔ صبا انہیں دیکھ کر رک گئی۔ اس کی آنکھوں نے باپ کو آگاہ کر دیا کہ وہ راز کو جان چکی ہے، باپ بھی سمجھ گیا لیکن بات چیت ضروری تھی۔ بات ہوئی بیٹی ان سے۔ انہوں نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ جی ابو سب کچھ پتہ چل گیا ہے لیکن ابو کام بہت مشکل ہے۔ ہم لوگوں کے بس کی بات نہیں ہے۔ بتاؤ تو سہی۔ باپ نے پوچھا تو وہ بولی۔ ان لوگوں کا قاتل ایک کھنڈر میں رہتا ہے۔ یہ کھنڈر جہاں خوفناک ہے وہاں پراسرار بھی ہے۔ آج تک اس کھنڈر تک کوئی بھی نہیں پہنچا ہے اور اگر کوئی کوشش کر کے پہنچ بھی گیا تھا وہ زندہ واپس نہیں آیا۔ کھنڈر کے چاروں اطراف پرخار ویرانہ ہے جس کی سر ابھارتی جھاڑیاں خونخوار ہیں۔ انسان کو جب پکڑتی ہیں تو وہ اس وقت چھوڑتی ہیں جب اس کا جسم چھلنی چھلنی ہو جاتا ہے اور یوں سمجھ لیں کہ ان بدروحوں، کھوپڑیوں سے چھٹکارا اس شخص کی موت سے وابستہ ہے۔ ادھر وہ قتل ہوا ادھر یہ آزاد ہوئیں۔ باپ نے بہت غور سے صبا کی باتیں سنیں اور کافی دیر تک سوچوں میں الجھے رہے پھر بولے۔ بیٹی جب راز جان ہی لیا ہے تو اس کا حل بھی ضرور مل جائے گا۔ میں صبح اس نجومی سے ملوں گا اس نے پہلے روز کہا تھا کہ اگر کسی طرح سے راز معلوم ہو جائے تو اسے بتانا۔ وہ ضرور اس کا حل نکالے گا۔ میں صبح ہوتے ہی اس کے پاس جاؤں گا اور اسے اس خوفناک راز سے آگاہ کروں گا۔ بس تم اب پرسکون ہو کر سو جاؤ ان شاء اللہ سب بہتر ہو جائے گا۔ اتنا کہہ کر وہ اٹھ گئے اور صبا کے کمرے سے نکل کر اپنے کمرے میں آ گئے۔

آج صبا بہت پرسکون سوئی تھی اسے کسی نے بھی صبح کو نہ جگایا۔ وہ جب اٹھی تو سورج کافی اوپر آ چکا تھا۔ پوچھنے پر پتہ چلا کہ ابو جان صبح سے نجومی کے پاس گئے ہوئے ہیں اور وہ واپس بھی آنے والے ہوں گے۔ صبا ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گئی لیکن اس کی نظریں باہر دروازے کا طواف کرتی رہیں۔ اسے صرف اور صرف ابو کے آنے کا انتظار تھا لیکن آدھا دن بیت جانے کے بعد بھی ابو نہ آئے تو ان کی پریشانی بڑھنے لگی۔ کبھی سوچتے کہ ہو سکتا ہے کہ وہاں سے آفس چلے گئے ہوں کبھی کچھ لیکن پریشانی اس وقت زیادہ ہوئی جب شام کے بعد رات پڑ گئی لیکن وہ آئے۔ تب اختر گھر سے نکل پڑا اور پہلے آفس پھر نجومی کے پاس جا پہنچا۔ نجومی بھی وہاں موجود نہ تھا اسکا کوئی ساتھی موجود تھا۔ آفس سے پتہ چلا کہ وہ آج چھٹی پر تھے جبکہ نجومی کے ساتھی نے بتایا کہ ان کی فکر مت کریں۔ انہوں نے ایک بہت مشکل کام نجومی بابا پر ڈال دیا تھا جسے نجومی بابا شاید اکیلے نہ کر سکتے تھے اس لئے ان کے ساتھ ایک بہت بڑے علم نجوم کے پاس گئے ہیں، تم بے فکر گھر لوٹ جاؤ اختر کو کچھ تسلی ہوئی اور وہ واپس لوٹ آیا اور گھر والوں کو تسلی دی لیکن رات بھی گزر گئی وہ واپس نہ آئے پوری رات گھر والوں نے انتظار میں گزاری، ایک لمحہ بھی وہ سو نہ سکے۔ خاص کر صبا کی حالت بہت عجیب سی تھی۔ وہ یہی سوچتی رہی تھی کہ اس نے خواہ مخواہ ابو کو پریشان کیا ہے۔ رات گزر گئی تو صبح سویرے ہی ابو گھر میں داخل ہوئے۔ انہیں دیکھتے ہی سب نے سکون کا سانس لیا اور پھر سوالوں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔

انہوں نے بھی ہر بات بتا دی اور یہ بھی بتا دیا کہ گھر سے ان کھوپڑیوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نکالنے کے لئے انہیں کل ایسی ایسی جگہوں پر جانا پڑا تھا جہاں وہ کبھی خواب میں بھی نہ گئے تھے لیکن یہ ہے کہ اس مشکل سے ہمیں بہت جلد نجات مل جائے گی۔ یہ کام صرف ایک یا دو آدمی نہیں کر سکیں گے۔ نجومی نے بتایا تھا کہ اس جادوگر کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمیں سات جادوگروں کو ساتھ ملانا ہو گا اور ساتوں جادوگروں کی اپنی اپنی طاقتیں ہوں گی۔ چار جادوگروں کا گروپ جو بن چکا

ہے باقی تین جادوگروں سے بھی وہ رابطے کر رہے ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ رابطے جنات کے ذریعے ہو رہے ہیں اور سبھی نے اپنی اپنی جگہ سے چلنا ہے اور ویرانے سے باہر جا کر جمع ہونا ہے۔ میں خود بھی ان کے ساتھ جاؤں گا تا کہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکوں کہ یہ کھیل کیسے کھیلا جائے گا۔ اس جادوگر کو مات کیسے دی جائے گی۔ نجومی مجھے خود لینے آئے گا پہلے وہ تہہ خانہ کا معائنہ کرے گا۔ ایک رات کا چلہ وہ اس تہہ خانہ میں کرے گا اسکے بعد جو اس کو دکھائی دے گا اس کے مطابق وہ پلان ترتیب دے گا۔ باپ نے تمام تفصیل بتا دی اور پھر چند دن ایسے ہی بیت گئے کہ ایک شام نجومی بابا ان کے گھر کے دروازے کے سامنے جا پہنچا۔

اختر نے دروازہ کھولا اور نجومی کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ وہ اسے اندر لے آیا۔ سب لوگ ہی گھر میں موجود تھے۔ صبا کے باپ نے اسے پہلے صبا بیٹی سے ملوایا۔ نجومی بابا نے نئے سرے سے تمام کہانی صبا کی زبانی سنی۔ اس کے بعد تہہ خانہ میں جا پہنچا۔ سب گھر والے رات بھر سوئے نہ کیونکہ تہہ خانہ سے رات بھر زہریلا دھواں نکلتا رہا۔ اس نجومی نے نجانے کیسی لکڑیوں کو آگ لگا رکھی تھی کہ اس کا دھواں سانسوں کے ذریعے دماغوں کو جھنجھوڑ رہا تھا۔ رات جیسے تیسے بیت گئی۔ صبح سویرے ہی نجومی سرخ آنکھوں کے ساتھ تہہ خانہ سے نکلا۔ وہ حد سے زیادہ پریشان تھا بولا۔ آپ کے گھر میں بہت بڑا جادو چھوڑا گیا ہوا ہے۔ مجھے حیرانگی اس بات پر ہے کہ آپ لوگ یہاں زندہ کیسے ہیں۔ اس جادو کے زیر اثر کیوں نہیں آئے۔ اس کی ان باتوں نے سب کو ہی خوفزدہ کر دیا لیکن پھر تسلی دی کہ تین دن بعد اس گھر سے اس جادوگر کا جادو ٹوٹ جائے گا۔ ہم سات جادوگروں نے مل کر اس کے خاتمہ کا پروگرام بنا لیا ہے اور کل رات تک ہم اس ویرانے تک جا پہنچیں گے۔ صبا کا باپ بولا۔ اس سفر میں میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ چلوں گا۔ نجومی بولا۔ ہاں کیوں نہیں بلکہ میں خود یہ بات کہنے والا تھا کہ گھر کا ایک فرد ساتھ ضرور ہونا چاہئے۔ میں مانتا ہوں کہ اس جادوگر سے ٹکر لینے کے لئے ہمیں بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن یہ بھی یقین ہے کہ ہم اسے مات دے دیں گے۔ ہم سات طاقتیں لے کر ایک ساتھ چلیں گے۔ بس اب نکلنے کی تیاری کرتے ہیں۔ ہاں ٹھیک ہے۔ اتنا کہہ کر اس نے ایک بیگ تیار کیا۔ اس میں وہ سب چیزیں رکھتا چلا گیا جو جو سادھو اسے بتاتا گیا اور پھر دونوں گھر سے نکل پڑے۔ ان کا سفر شروع ہو گیا۔ صبا تہہ خانہ میں جا گھسی۔ اندھیرے کمرے کی لائٹ جلا کر بولی۔ مجھے یقین ہے آپ لوگ میری آواز ضرور سن رہے ہوں گے۔ میرے ابو نے آپ لوگوں کی آزادی کے لئے سفر شروع کر دیا ہے۔ سات سادھوؤں کا ایک گروپ تمہارے اس ظالم شوہر کو مارنے کے لئے چل پڑا ہے۔ وہ صرف تمہارا اور تمہارے بچوں کا ہی قاتل نہیں ہے نجانے کتنے لوگوں کو اس نے خون میں نہلایا ہو گا۔ بہت جلد ہمیں خوشخبری ملے گی۔ تمہیں آزادی مل جائے گی اور ہمیں ذہنی سکون۔ ایسی ہی کئی باتیں کرنے کے بعد صبا تہہ خانہ سے باہر نکل آئی۔ وہ اب بہت مطمئن تھی جو ہر وقت ڈری ڈری رہتی تھی۔ اب ایسا کچھ بھی نہ تھا بلکہ اب تو وہ چاہتی تھی کہ وہ تہہ خانہ میں ہی رہے۔ راتوں کو چلتی پھرتی کھوپڑیاں اسے ہر روز دکھائی دیتیں لیکن انکو دیکھ کر اسے خوف نہ آتا بلکہ دل میں درد سا اٹھتا کہ ان معصوم بچوں کا کیا قصور تا جنہیں بے گناہ ہی بے دردی سے مار دیا گیا ہو۔ اس نے اپنی ایک عادت بنا لی تھی کہ ہر رات وہ میٹھی روٹیاں پکاتی اور تہہ خانہ میں جا کر رکھ دیتی۔ صبح جب جاتی تو وہ تینوں میٹھی روٹی اس غائب ہوتیں۔ وہ مسکرا دیتی کہ وہ کھا گئے ہیں۔

چلتے چلتے صبا کے باپ اور نجومی کو شام ہو گئی۔ بہت طویل راستہ انہوں نے طے کر لیا تھا۔ خوشی انہیں اس وقت ہوئی جب انہیں اپنے دو اور سادھو ساتھی دکھائی دیئے۔ ایک دوسرے سے مل کر پہلے تو انہوں نے خوشی کا اظہار کیا اور پھر آپس میں محو گفتگو ہو گئے۔ باقی چاروں ساتھیوں سے متعلق باتیں کرنے لگے۔ صبا کے باپ نے انہیں تمام سٹوری سنا دی اور یہ بھی بتا دیا کہ وہ چلتی پھرتی کھوپڑیاں صبا کے علاوہ ہمیں بھی دکھائی دیتی ہیں لیکن ہم ان سے خوفزدہ نہیں ہوتے کیونکہ ہم ان سے متعلق جان چکے ہیں کہ وہ مظلوم بدروحیں ہیں۔ انہوں نے اپنے قتل کے بعد کسی سے بھی کسی بھی قسم کا انتقام نہیں لیا ہے۔ ورنہ جو کہانیاں سننے میں آئی ہیں کہ فلاں بدروح نے فلاں کو مار ڈالا ہے اس کا خون پی لیا ہے، اس کے ٹکڑے کر دیئے ہیں یہ کر دیا ہے وہ کر دیا ہے ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ ان کی کھوپڑیاں صرف چلتی پھرتی دکھائی دیتی ہیں۔ وہ کہتی کسی کو بھی کچھ نہیں بلکہ وہ اس قدر خوفزدہ ہیں کہ اگر ہم انہیں دیکھ لیں تو چلتے چلتے غائب ہو جاتی ہیں۔ ان سب نے صبا کے باپ کی کہانی بہت غور سے سنی اور کہا۔ بات یہ نہیں ہے کہ وہ خوف نہیں پھیلا سکتیں بلکہ بات یہ ہے کہ ان کے گرد جادوگر

نے اپنا حصار باندھ رکھا ہے جس سے وہ باہر نہیں نکل سکتی ہیں۔ اگر آزاد ہوتیں تو سکتا تھا کہ اپنے قتل کا بدلہ تمام مردوں سے لیتیں لیکن جو بھی ہے ہم اکٹھے اس لئے ہوئے ہیں کہ ان کو اس اذیت سے چھٹکارہ دلانا ہے۔ وہ دیکھو باقی کے تین ساتھی بھی آ گئے ہیں۔ بات کرتے کرتے اس نے ان تین جوگی ساتھیوں کو دور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ چلو اچھا ہو گیا۔ ہم لوگ یہاں ہی اکٹھے ہو گئے ہیں یہاں سے ایک ساتھ اس جادوگر کی طرف بڑھیں گے۔ وہ تینوں ساتھی بھی ان کے قریب آ گئے اور پھر سب ہی ایک جگہ بیٹھ گئے اور اس جادوگر پر حملہ کرنے کے پلان طے کرنے لگے۔ ایک نے کہا۔ میں نے اس کی طاقتوں کا اندازہ لگا لیا ہے وہ بہت بڑا جادوگر ہے اس کے پاس کالی شکتیاں ہیں۔ کالے جنات اور کالی ڈائنیں ہیں۔ اس نے اپنا علاقہ بہت وسیع تعداد میں اپنے کنٹرول میں کر رکھا ہے۔ جس میں داخل ہوتے ہی اسکے جنات کی پکڑ میں آ سکتے ہیں۔ اس کی بات پر دوسرے چند لمحوں کے لئے سوچوں میں الجھے رہے۔ پھر ان میں سے ایک بولا۔ ہمیں یہاں بیٹھنے کی بجائے اس جگہ جا کر بیٹھنا چاہئے جہاں اس کا علاقہ شروع ہوتا ہے۔ وہاں پہنچ کر ہم لوگ اپنی اپنی طاقتوں سے اس کے طلسمی حصار کو توڑنے کی کوشش کریں گے۔ ہاں یہ بات ٹھیک ہے۔ سب نے ہی اس کی بات پر اتفاق کیا اور اٹھ کر چل دیئے اور رات بھر سفر جاری رہا۔ صبح کے قریب وہ اس حصہ تک جا پہنچے جہاں انہیں لہراتے سایوں کی موجودگی کا احساس ہوا۔ بس یہی ہماری منزل ہے۔ یہاں بیٹھ کر ہی ہم اس سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ بس تم لوگ اپنی اپنی جناتی طاقتوں کو ظاہر کرنا شروع کر دو اور مختلف جگہوں پر جا بیٹھو جہاں وہ ہم میں سے کسی کو بھی دیکھ نہ سکے۔ بڑے جادوگر نے ہدایت دی جس پر عمل کیا گیا۔ ساتوں اس حصار کے اردگرد پھیل گئے۔ انہوں نے اپنی اپنی تمام طاقتوں کو حصار کے گرد پھیلا دیا اور محسوس کرنے لگے کہ حصار کی دوسری جانب موجود جنات کچھ گھبرا سے گئے تھے۔ حصار کے اندر افراتفری پھیل گئی۔ کئی جنات نے ان حصار کو توڑنے کی کوشش کی جس میں انہیں اذیت تو ملی لیکن انہوں نے حصار کو توڑنے میں کامیابی حاصل کر لی اور پھر ساتھ ہی اندر آگ کی چنگاریاں اور آگ کے شعلے ابھرنے لگے۔ چیخ و پکار کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یوں لگنے لگا جیسے یہ پرواویرانہ نہ ہو جنات کی بہت بڑی بستی ہو۔ چیخ و پکار کے ساتھ ہی دور سے گرم ہوا کی آندھی چلتی دکھائی دی۔ ایک بدشکل انسان اس آندھی کے زور پر اڑتا ہوا اس جگہ آن پہنچا۔ اس کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا، چہرہ آگ کی مانند غصہ سے سرخ ہو رہا تھا۔ خوفناک انداز میں وہ گرد و نواح میں دیکھنے لگا۔ کون ہے جس نے میری طلسمی بستی میں حملہ کرنے کی ہمت کی ہے۔ وہ بار بار چیخنے لگا اور دوسری طرف حصار سے باہر چھپے جادوگر بالکل خاموش رہے۔ وہ ابھی تک اپنی تمام طاقتوں کو ایک ساتھ ملا کر اسی طلسمی بستی میں حملے کر رہے تھے۔ وہ کوشش کرتے جا رہے تھے کہ اس کی بڑی بڑی طاقتیں آگ میں جل جائیں۔ وہ کمزور انسان بن جائے اور انہیں یقین تھا کہ وہ دھیرے دھیرے اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر رہیں گے۔

اس جادوگر کا وہاں آنا اس بات کا ثبوت تھا کہ ان کے حملے بہت سخت اور کارآمد ہو رہے ہیں۔ انہوں نے حملوں میں اور تیزی برپا کر دی۔ جادوگر بھی اپنی باقی طاقتوں کو ان کے سامنے لانے لگا اور تقریباً رات گئے تک یہ لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ تب جادوگر خوفزدہ ہو کر ادھر ادھر گھومنے لگا اور پھر اسنے گرم ہوا کو حکم دے دیا کہ وہ اسے اٹھا کر بہت دور لے جائے۔ گرم ہوا کے جھونکے ہر طرف سے جمع ہونے لگے اس سے قبل کہا یک بہت بڑی آندھی کا وجود بنتا ایک جادوگر اس کے سامنے آ گیا۔ اس کا قہقہہ اس ویرانے میں گونجا۔ نہیں جادوگر نہیں اب تو کہیں نہیں جا سکتا تیرے اردگرد ہم نے گھیرا بہت تنگ کر رکھا ہے۔ تو اگر بھاگنا بھی چاہے تب بھی بھاگ نہ پائے گا۔ یکے بعد دیگرے سب جادوگر اپنی اپنی جگہوں سے نکل کر اس کے سامنے آنے لگے اس کی نا صرف حیرانگی بوڑھتی رہی بلکہ خوف بھی بڑھتا چلا گیا۔ وہ ان سب کو باری باری دیکھنے لگا اور پھر ایک بلندترین قہقہہ اس کے منہ سے ابھرا۔ تم ابھی میرے سامنے بہت کمزور انسان ہو۔ چاہوں تو ایک لمحہ سے قبل تم سب کو ختم کر دوں۔ نہیں جادوگر نہیں۔ ان میں سے ایک بولا۔ ایسی باتیں کرنے کا اب کوئی فائدہ نہیں نہ تو ایسا کر سکے گا اور نہ ہی تجھ سے ایسا ہو گا۔ اگر تو ایسا کرنا بھی چاہے گا تو ہم تمہیں ایسا نہیں کرنے دیں گے۔ ہم نے تمہاری طاقتوں کا اندازہ لگا لیا تھا تمہاری طاقتیں ہماری طاقتوں سے پانچ گناہ بھاری تھیں یہی وجہ ہے کہ ہم نے اپنی طاقتوں کو سات گناہ کر دیا تا کہ تم کو ایسا سبق سکھا سکیں کہ تو زندگی بھر بھول نہ پائے۔ تم سے بہت سے انتقام لینے ہیں۔ ان بیگناہ اور معصوم لوگوں کی اموات کا بدلہ لینا ہے جو تمہاری خواہشات کی بھینٹ چڑھ گئے۔ ان سب میں تمہارے اپنے بیوی بچے بھی موجود

ہیں جن کو قتل کرنے کے بعد تم نے انہیں اپنے جادو میں باندھ رکھا ہے کہ وہ مرنے کے بعد بھی تیرے طلسم سے باہر نہ نکل سکے۔ اب نا صرف ان کی آزادی کا وقت آ گیا ہے بلکہ ان بدروحوں اور جنات کی آزادی کا وقت بھی آ گیا ہے جن کو تم نے باندھ رکھا ہے۔ اتنا کہتے ہی اس نے ایک خنجر لہرا دیا جسے دیکھتے ہی وہ بدشکل جادوگر خوفزدہ ہو گیا۔ وہ زیر لب کچھ بڑبڑانے ہی والا تھا کہ صبا کے باپ نے چھلانگ مار کر اسے نیچے گرا لیا اور اس پر گھونسوں اور تھپڑوں کی بارش کر دی۔ لمحوں منٹوں میں ہی اس کا حلیہ بگاڑ دیا۔ اس کی ناک سے خون بہنے لگا۔ دوسرے جادوگر نے اس کے پیٹ میں خنجر کا وار کر دیا۔ ایک ہی وار میں وہاں کا ماحول بدل گیا۔ گرم آندھی چلنے لگی یہ منظر ان سب کے لئے خوفناک تھا۔ اگر وہ اسے اس حالت میں چھوڑ کر بھاگ جاتے تو یقیناً وہ اپنے مقصد میں ناکام رہ جاتے تیز گرم آندھی کے چلتے ہی اس جادوگر نے اس بدشکل کی گردن کاٹ دی وہ بری طرح تڑپا۔ چلنے والی گرم آندھی وہیں کی وہیں رک گئی۔ کئی لوگ ان کے سامنے آ گئے جن میں عورتیں، بچے، مرد، نوجوان سب شامل تھے۔ وہ سب مرنے والوں کی بدروحیں تھیں۔ جنہیں اس نے قید کر رکھا تھا۔ سب ہی اس بدشکل جادوگر پر تھوکنے لگے اور ان ساتوں کا شکریہ ادا کرنے لگے کہ انہوں نے ان کو بہت بڑی اذیت سے چھٹکارہ دلا دیا ہے۔ اب وہ آسمانوں کی طرف جانے لگی ہیں۔ جاتے جاتے ایک بات کہہ دیتی ہیں کہ یہ شخص کالے منتروں والا جادوگر مسلمان نہیں ہے اس کی مردہ لاش کو آگ لگا دینا تا کہ ہمیں ہمیشہ کے لئے سکون مل سکے۔ ساتوں جادوگروں نے اسے جلانے کا پروگرام بنا لیا اور لکڑیاں جمع کرنے لگے۔ سب لکڑیاں انہوں نے اس کی لاش کے اوپر پھینک دیں اور ان لکڑیوں کو آگ لگا دی اس بدشکل کی لاش جلنے لگی۔

صبا ایک ڈراؤنا خواب دیکھ کر اٹھ گئی تھی۔ اس کا دل گھبرا رہا تھا وہ اٹھ کر کمرے سے باہر نکل آئی باہر اسے وہی عورت اور دونوں بچے کھڑے دکھائی دیئے انہیں اپنے سامنے دیکھتے ہی صبا چونک اٹھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ وہ تو ایک ماہ بعد اس حالت میں آئیں گے لیکن یہ آج ہی۔ وہ عورت مسکرا دی اور ایک گہری سانس اس نے لی اور کہا۔ صبا حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے جو کام ہم نے تمہیں سونپا تھا وہ کام ہو گیا ہے۔ میں اور میرے بچے اس ظالم انسان کے جادو سے باہر نکل آئے ہیں اب ہماری روحوں پر کسی بھی قسم کی زنجیر نہیں رہی ہے۔ بہت عرصہ تک ہم لوگ اذیت میں رہے ہیں اور تمہاری وجہ سے ہمیں اس اذیت سے چھٹکارہ ملا ہے۔ بس ہمارا ایک کام کر دینا تا کہ ہم آسانی سے اور پرسکون ہو کر اوپر آسمانوں کی طرف جا سکیں۔ اس تہہ خانہ میں دیوار کے ساتھ ہمارے سر دفن ہیں جو اب کھوپڑیاں بن چکے ہوں گے ان کو نکال کر باقاعدہ اسلامی طریقہ سے غسل دے کر اور نماز جنازہ پڑھ کر قبرستان میں دفنا دیں تا کہ ہم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوسری دنیا میں چلے جائیں۔ اتنا کہہ کر وہ بچوں سمیت غائب ہو گئی۔ صبا نے جا کر اپنی ماں کو اور اختر کو ساری کہانی سنا دی اور بتا دیا کہ اس جادوگر کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اختر نے کہا۔ میں ابھی سے یہ کام شروع کر دیتا ہوں۔ ایک تو ان تینوں کو روحوں کو سکون مل جائے گا دوسرا ہمارے گھر سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خوف و ڈر ختم ہو جائے گا۔ اتنا کہہ کر وہ کدال وغیرہ ڈھونڈنے لگا جو اسے مل گئی۔ صبا اور وہ دونوں تہہ خانہ میں چلے گئیں لائٹ جلا کر وہ اس دیوار سے سامان ہٹانے لگے جہاں ان کے سروں کو زمین میں دبایا گیا تھا۔ دونوں نے جلد ہی سامان کو ہٹا دیا اور پھر اختر اس جگہ کی کھدائی کرنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر بعد اسے پتہ چل گیا کہ فرش کے نیچے والی جگہ بہت نرم ہے۔ صبا اسے کام کرتے دیکھتی رہی۔ تقریباً دو فٹ کی گہرائی تک پہنچتے ہی اسے کھوپڑیوں کے آثار مل گئے۔ اس نے کدال ایک طرف رکھ دی اور ہاتھوں سے مٹی باہر نکالنے لگا اور پھر اس نے ایک دو تین تینوں کھوپڑیاں باہر نکال دیں۔ صبا کی نظریں انہی کھوپڑیوں پر جمی ہوئی تھیں۔ بالکل ویسی ہی کھوپڑیاں تھیں جیسی وہ چلتی پھرتی دیکھتی تھی۔ اختر نے کھودی زمین کو دوبارہ بند کر دیا۔ یہ کام کرنے کے بعد وہ بہت پرسکون ہو گیا تھا۔ اب اسے صبح کا انتظار تھا تا کہ وہ لوگوں کو ساتھ ملا کر یہ کام کر سکے۔ باقی کی رات صبا ان تینوں سے متعلق ہی سوچتی رہی۔ اسے ان کی جدائی کا جہاں دکھ ہو رہا تھا وہاں خوشی بھی ہو رہی تھی کہ انہیں آزادی مل گئی ہے۔ صبح ابھی ہوئی ہی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ اختر نے جا کر دروازہ کھولا تو باہر اسکا باپ کھڑا تھا۔ باپ کو اپنے سامنے دیکھ کر اس نے شکر کیا کہ ابو خیریت سے گھر واپس آ گئے بلکہ ابو کا چہرہ بتا تا تھا کہ وہ حد سے زیادہ حیران ہیں۔ پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ ایک لڑکی نیانہیں پکڑا تھا اور پھر اس وقت مجھے ہوش آیا جب اپنے آپ کو اپنے محلے کے پاس پایا۔ ایک طویل اور لمبا سفر منٹوں پلوں میں کیسے طے ہو گیا۔ یہ سن کر صبا نے ایک گہری سانس لی اور کہا۔ ابو وہ

لڑکی وہی ہے جس کو آپ نے آزادی دلائی ہے۔ اس نے ہمارا شکریہ ادا کیا تھا اور ساتھ ہی کہا تھا کہ ہم ان کی کھوپڑیوں کو نکال کر اسلامی طریقہ سے دفن کریں۔ اختر بھائی نے ان کی کھوپڑیاں نکال لی ہیں۔ اب انہیں دفن کرنا باقی ہے۔ ابا نے کہا ٹھیک ہے بیٹی سب سے پہلے ہم یہی کام کریں گے۔ پھر انہوں نے محلّہ میں گلی میں یہ خبر پھیلا دی۔ لوگ اس مکان سے متعلق پہلے ہی جانتے تھے ان کھوپڑیوں کو دیکھنے کے لئے آنے لگے اور پھر ویسے ہی انہیں غسل دے کر سفید کپڑوں میں لپیٹ کر قبرستان کی طرف لے جانے لگے۔ وہ دوشیزہ بچوں سمیت صبا کے سامنے آئی اور بولی۔ صبا بہن ہو سکتا ہے کہ اب ہم تمہیں یہاں کبھی دکھائی نہ دیں تم لوگوں نے ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ تہہ خانہ میں جہاں سے ہماری کھوپڑیاں نکالی ہیں وہاں جا کر دیکھنا جو چیز ملے اٹھا لینا۔ یہ احسان کا بدلہ تو نہیں ہے لیکن پھر بھی میری اپنی خوشی ہے۔ اتنا کہہ کر غائب ہو گئی اور پھر دوبارہ وہ دکھائی نہ دی۔ اختر ابو اور لوگ انہیں دفن کر کے آ گئے۔ صبا نے اس کی آخری باتیں بتائیں تو سب ہی تہہ خانہ میں چلے گئیں جہاں سے جگہ کھودی تھی وہاں ایک کالا کپڑا پڑا تھا جسے صبا نے اٹھا لیا۔ اسے وہ وزنی سا لگا وہ اٹھا کر باہر نکل آئی۔ سب گھر والے بھی اس کے پیچھے اوپر کمرے میں آ گئے اور دیکھنے لگے۔ ان کے چہرے حیرت و خوشی سے پھیل گئے۔ اس میں زیورات اور ڈھیر سارے پیسے تھے۔ ماں مسکرا دی اور کہا۔ صبا وہ تم دونوں بہن بھائیوں کی شادیوں کا تحفہ دے گئی ہے۔ ہاں شاید ایسا ہی تھا۔

اتنا زیور اور پیسہ شاید پوری زندگی ہم لوگ نہ دیکھ پاتے۔ میں بھی زیور سے لدی اپنے سسرال چلی گئی اور اختر کی دلہن کو بھی ہم نے زیور سے لاد دیا۔ اس کی کہانی کو کئی سال بیت چکے ہیں، میری اولاد جوان ہو چکی ہے جب میں اپنی بیٹیوں اور بہوؤں کے گلوں میں وہی زیور دیکھتی ہوں جو میں نے اپنا زیور تڑوا کر سب میں تقسیم کر کے ان کو دیا تھا تو مجھے یہ کہانی یاد آ جاتی ہے۔ اتنے سال بیت جانے کے بعد بھی وہ مجھے آج تک دکھائی نہیں دی اور نہ ہی میرے خواب میں کبھی آئی ہے۔ شاید وہاں وہ اپنے حال میں بہت خوش ہے۔ خدا تعالیٰ اسے آخرت کی تمام خوشیاں عطا فرمائے۔ آمین!



غزل

پھولوں نے ہاتھ زخمی کیے کانٹوں سے شکوہ کیا کریں
جب اپنوں نے ٹھکرا دیا غیروں سے شکوہ کیا کریں
ہم پنچھی تھے آزاد فضا کے اپنوں نے ہم کو قید کیا
پر کاٹ کے ہم کو اڑا دیا اب ہوا سے شکوہ کیا کریں
ہم آگے آگے چلتے تھے کبھی پیچھے مڑ کر دیکھا نہ تھا
جب منزل ہم سے دور ہوئی رستوں سے شکوہ کیا کریں
نہ واقف تھے ساگر کی گہرائی سے آنکھیں بند کر کے کود گئے
موجوں نے ہم کو اچھال دیا سمندر سے شکوہ کیا کریں
اک چمن سے ہم نے پھول چنا پھولوں سے الگ وہ لگتا تھا اس پھول نے ہی لب زخمی کیے اب چمن سے شکوہ کیا کریں
ہم تنہا تھے تنہا ہی رہے کرن کسی اپنے نے اپنایا نہیں کسی اپنے کا نہ ساتھ ملا تنہائیوں سے شکوہ کیا کریں

محفل منہ موڑ جاتا تیرا
[illegible] نے تب سے محفل میں جانا ہی چھوڑ دیا
تو نے سمجھا نہ کبھی جواب کے قابل
ہم نے محرنا قاصد رونہ ہی چھوڑ دیا
ملنا ہم سے نہ تو نے گوارہ سمجھا
ہم نے رو روبرو آنا ہی چھوڑ دیا
تو نے نظر سے جب چرائیں نظریں
ہم نے نظریں اٹھانا ہی چھوڑ دیا
تو نے سمجھا اشکوں کو سفید پانی
ہم نے آنسو بہانا ہی چھوڑ دیا
تو نے محفل کے قابل نہ سعید سمجھا
ہم نے سارا زمانہ ہی چھوڑ دیا

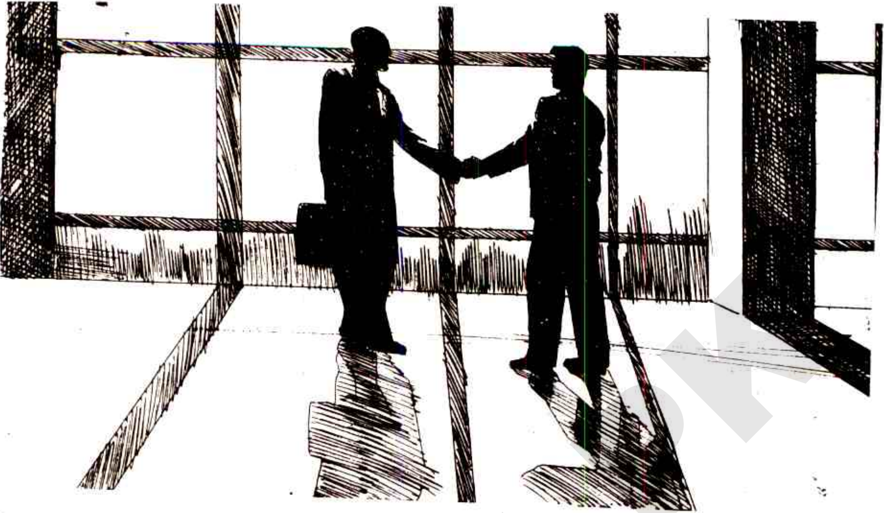
ایس ایف محمد سعید ملک۔ بھاولپور

کالا سایہ

تحریر؛ آنسہ کنول ۔ سہگل آباد

جادوگر رام لال کی شکتیاں آہستہ آہستہ ختم ہوتی جارہی تھیں اور جن ہر رات اس کو نوجوان لڑکیوں کا گوشت اور خون لا کر دیتا تھا گوشت جادوگر خود کھاتا تھا جبکہ خون کالی ماتا کے بت پر انڈیل دیتا تھا یعنی وہ خون سے کالی ماتا کو اسنان کرواتا تھا مگر وہ ناکام ہو رہا تھا اور اسے اس بات کا علم ہو چکا تھا کہ روح نے جبار کو بھگا دیا ہے اس لیے وہ روح کی جان کا دشمن بنا ہوا تھا۔ اور اسے اپنی قید میں رکھ کر مختلف اذیتیں دیتا تھا اسے معلوم ہو چکا تھا کہ جبار اسکے مقصد کو ناکام بنا رہا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ غصہ سے اور زیادہ اس حسینہ کی روح کو اذیتیں دیتا کہ یہ سب اس کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ صبح کا سورج نکل آیا مگر وہ حسینہ ابھی تک نہیں آئی تھی جبار بہت پریشان تھا اور اداس بھی کیونکہ اسے حسینہ سے محبت ہو گئی تھی رات بھر وہ سو نہ سکا تھا کیونکہ اسے اس حسینہ کا چہرہ نظر آتا تھا رات بھر وہ کروٹیں بدلتا رہا صبح کا انتظار کرتا رہا دن اپنی مخصوص رفتار سے ڈھلتا جا رہا تھا مگر وہ ابھی تک نہیں آئی تھی وہ غار سے باہر نکل کر ٹہلنے لگا تو اسے دور سے وہ آتی ہوئی دکھائی دی تو وہ دوڑ کر اس کے پاس گیا اور بے اختیار اس کا ہاتھ تھام لیا اور انتہائی پریشانی کے عالم میں اس سے پوچھا کہ آج اتنی دیر کہاں لگا دی تو حسینہ نے جادوگر سے متعلق کام کا اس کو بتا دیا جسے سن کر جبار پریشان ہو گیا۔ ایک خوفناک اور سنسنی خیز کہانی۔





جادوگر

رام لال انتہائی بھیانک جنگل میں اپنے چلے میں مصروف تھا کہ اسے اپنے اردگرد کوئی خبر نہ تھی ایسے میں ایک نوجوان دوڑتا ہوا اس کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے آپ کی مدد کی سخت ضرورت ہے چند ڈاکو میرے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ خدا کے لیے مجھے بچا لیجئے پہلے تو جادوگر نے اسے اپنی خونخوار آنکھوں سے دیکھا اور بولا۔ تم یہاں آرام سے بیٹھو میں اپنے علم سے انہیں روکتا ہوں چند لمحوں تک جادوگر منہ میں کچھ بڑبڑاتا رہا اور پھر گویا ہوا تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں اب وہ تم تک پہنچ پائیں گے جبار کا سانس پھولا ہوا تھا مگر اسے یہ سن کر تھوڑا سکون ملا تو جادوگر بولا اب تم آرام سے جا سکتے ہو چاہے تو رات یہاں بسر کرلو مجھے اس میں کوئی آپتی نہیں ہے ورنہ جانے کے تمام تر راستے صاف ہیں۔

جادوگر رام لال انتہائی بھیانک شکل وصورت کا مالک تھا جسے دیکھ کر خوف آنے لگتا تھا مگر وہ جبار کا محسن تھا اس لیے وہ اس سے ڈرتا نہ تھا اور رات وہی پر گزارنے کا فیصلہ کرلیا جادوگر رام لال بھی دوبارہ اپنے چلے میں مصروف ہوگیا تھا وہ آگ کے سامنے آلتی پالتی مارے کچھ پڑھ رہا تھا جبار مسلسل بھاگنے کی وجہ سے تھکا ہوا تھا اس لیے وہاں پر ہی لیٹ گیا اور سو گیا۔ صبح جبار کی آنکھ کھلی تو وہاں پر صرف بیابان جنگل کے سوا کچھ نہ تھا جادوگر سرے سے ہی غائب تھا جنگل انتہائی خوفناکی میں ڈوبا ہوا تھا تو جبار نے ایک سمت کا تعین کر کے اس طرف چل پڑا مسلسل چلنے کی وجہ سے اور رات دوڑنے کی وجہ سے اسے بھوک ستانے لگی اسے اس وقت سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کرے وہ دل ہی دل میں اللہ کو یاد کرنے لگا کہ چلتے چلتے اسے دور کہیں چشمے کے بہنے کی آواز سنائی دی اور وہ اس طرف چلنے لگا وہاں پہنچ کر اس نے پانی پیا اور اللہ کا شکر ادا کیا پھر وہ تھوڑی دیر آرام کرنے کی غرض سے وہاں ایک درخت کے نیچے لیٹ گیا۔ چند لمحوں بعد اسے وہاں کسی کے چلنے کی آواز سنائی دی جس کے پیروں میں پائل تھی اور پائل کی جھنگار نے اسے اپنی طرف متوجہ کرلیا اور وہ ادھر ادھر ایسے دیکھنے لگا جیسے کسی کو تلاش کررہا ہو اور اس کی یہ محنت رنگ لائی کہ ایک انتہائی خوبصورت دوشیزہ اپنے ہاتھوں میں پھلوں کی ایک ٹوکری لیے جبار کے سامنے آگئی جبار تو ایک دم چونک سا گیا حسینہ اس قدر خوبصورت تھی کہ جبار کو اسے دیکھ کر اپنی آنکھوں پر یقین نہ آرہا تھا وہ ایک ٹک باندھے اس حسینہ کو دیکھنے میں محو تھا حسینہ کسی گلاب کی کلی معلوم ہورہی تھی کہ جبار اپنی نظریں جھکانا اور پلکیں جھپکانا ہی بھول گیا کچھ دیر بعد اس کی اس محویت کا سلسلہ کچھ یوں ٹوٹا کہ حسینہ اس سے مخاطب ہوئی جبار یہ پھل کھالو تم بھوکے ہو ساتھ ہی جبار کے ہاتھوں میں اس نے پھل پکڑا دیئے وہ اپنا نام سن کر حیرت میں پڑ گیا مگر وہ اس وقت

WWW.PAKSOCIETY.COM

خاموش ہی رہا اور پھل کھانے لگا جب اسے احساس ہوا کہاس کا پیٹ بھر چکا ہے تو اس نے اپنی توجہ اس حسینہ کی طرف مبذول کر لی جو اسے پیار سے دیکھنے میں محو تھی اس کے سل میں ہزاروں سوال جنم لینے لگے۔

یہ کون ہے اس خطرناک جنگل میں اس کا کیا کام۔کیا یہ پاس کسی گاؤں کی ہے۔میرا نام کیسے جانتی ہو۔آخر کار جبار نے اپنے دل کی بات زبان پر لا کر ہی چھوڑی اور سوالوں کی بارش کردی۔جواب میں حسینہ مسکرائی اور بولی میں تمہیں اپنے بارے میں کچھ بتانا چاہتی ہوں مگر وعدہ کرو کہ تم نہیں ڈرو گے جبار پہلے تو گھبرا گیا مگر پھر اطمینان سے بولا کہو تم کون ہو ۔حسینہ بولی۔میں ایک روح ہوں۔یہ سننا تھا کہ جبار کی زبان لڑکھڑا گئی۔ر۔ر۔رو۔روح۔جبار تو بے ہوش ہوتے ہوتے بچا تو حسینہ نے ایک قہقہہ لگایا اور بولی مجھ سے ڈرو مت میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گی میں تو خود کسی کی زیادتی کا نشانہ بنی ہوئی ہوں گھبراؤ مت رات ہونے والی تھی اور وہ بولی کہاں جاؤ گے تو جبار بولا میں کہاں ہوں کس جنگل میں ہوں مجھے کوئی اتا پتہ نہیں ہے تو حسینہ بولی فکر مت کرو میں تمہیں ایک محفوظ مقام تک پہنچا دیتی ہوں جہاں کوئی بھی تم تک نہیں پہنچ پائے گا یہ کہتے ہی وہ ایک طرف چلنے لگی اور جبار بھی اس کے پیچھے چلنے لگا کچھ دیر بعد وہ اسے ایک غار تک لے گئی اور بولی تم اس غار کے آخری سر میں جا کر بیٹھ جاؤ میں صبح ملنے آؤں گی ۔ساتھ ہی جبار کو غار سے نہ نکلنے کی سخت تاکید بھی کر گئی تھی اور غائب ہوگئی۔جبار کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ سب کیا ہو رہا ہے اور جا کر غار میں بیٹھ گیا چند لمحوں بعد وہ یہ سوچتے ہوئے لیٹ گیا جلد ہی نیند کی دیوی اس پر مہربان ہوگئی اور وہ گہری نیند سو گیا۔

ادھر رام لال اپنے سامنے آگ جلائے اپنی بھیانک شکل لیے چلے میں مصروف تھا چند لمحوں بعد اس نے اپنی خوفناک آنکھیں جو انتہائی موٹی تھیں کھولی اور منہ میں کچھ بڑبڑایا کہ ایک دھماکے کے ساتھ ایک جن نمودار ہوا جن انتہائی بھیانک تھا جسے اگر کوئی کمزور دل انسان دیکھ لیتا تو دوسرا سانس لینا اس کے لیے مشکل ہو جاتا اس کی آنکھوں کی جگہ دو گہرے سیاہ گڑھے تھے زبان بھی ایک ڈیڑھ فٹ تک باہر کو لٹکی ہوئی تھی منہ پر خون لگا ہوا تھا جسم پر بال اس حد تک بڑھے ہوئے تھے کہ خوف آ جاتا تھا وہ اپنا بھیانک روپ لیے جیسے حاضر ہوا تو ایک زوردار قہقہہ لگایا۔ہاہاہا۔ہاہاہا۔جو کان کے پردے پھاڑنے کیلیے کافی تھا اور پھر بولا گرو جی۔آپ نے مجھے کیوں بلایا ہے تو جادوگر رام لال بولا کالے پہاڑوں کے درمیان ایک سفید پہاڑی ہے اس سے شمال کے جانب ایک راستہ ہے جو پہاڑی کے اندر غار میں داخل ہونے میں تمہاری مدد کریگا وہاں غار کے آخری سرے پر تمہیں کالی ماتا کا بت نظر آئے گا اس بت کے دائیں طرف جو پتھروں کا ڈھیر ہے اس میں ایک پتلا ہے سیاہ رنگ اسے احتیاط سے لے کر آؤ جن نے یہ سنا اور پھر سے ایک اور زوردار قہقہہ لگایا۔ہاہاہا۔ہاہاہا۔اور غائب ہوگیا جادوگر نے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھا اور پھونک ماری تو اس روح کو اپنے مخصوص انداز میں حاضر کر لیا ایک روشنی کا ہیولہ نمود رہوا اور روح کی شکل اختیار کر گیا جادوگر رام لال نے اسے کہا مجھے ایک ایسے نوجوان کا انتظام کر کیدو جو مجھے میرے مقصد میں کامیاب کر سکے تو روح نے کہا گرو جی مجھے کچھ وقت درکار ہے۔آپ کو چند دن انتظار کرنا ہوگا جادوگر رام لال بولا ٹھیک ہے مگر زیادہ دنوں تک میں انتظار نہیں کر سکتا مجھے شکتی شالی بن کر دنیا پر حکومت کرنی ہے اور فنا کر دینا چاہتا ہوں سب کچھ اب جاؤ۔روح سنتے ہی غائب ہوگئی جادوگر رام لال اپنے چلے میں مصروف ہوگیا۔

صبح کی کرنیں نکل رہی تھیں جبار بھی نیند سے بیدار ہو چکا تھا چند لمحوں تک وہ یونہی بیٹھا رہا اور حسینہ کا انتظار کرنے لگا کچھ دیر بعد حسینہ ہاتھوں میں کھانے کی ٹرے لیے جبار کے پاس آگئی جبار نے حسینہ کو دیکھا تو بس دیکھتا ہی رہ گیا کیونکہ وہ کل سے زیادہ حسین دکھائی دے رہی تھی جبار کی نظریں اس کے چہرے پر سے ہٹ نہیں رہی تھیں حسینہ بولی ایسے کیا دیکھ رہے ہو تو جبار جھینپ سا گیا اور ساتھ ہی اپنی اس حرکت پر شرمندہ بھی ہوگیا۔اور بولا تم ہو ہی اس قدر حسین کہ تمہیں دیکھنے کو دل کرتا ہے تو وہ بولی۔اچھا پہلے کھانا کھا لو بعد میں باتیں کریں گے۔جبار نے کھانا کھایا اور پھر حسینہ سے کہا مجھے اپنے بارے میں بتاؤ کہ تمہاری موت کیسے ہوئی تو وہ ایک سرد سی آہ بھر کر رہ گئی اور بولی۔

میں اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھی انٹر کے دوران ہمارا کالج ٹرپ پر گیا جس میں میں بھی تھی اپنی چند سہیلیوں کے ساتھ میں جس بس میں سوار تھی اس کا ایکسیڈنٹ ہوگیا سڑک کے ایک طرف پہاڑ تھے اور دوسری طرف گہری کھائی تھی ہماری بس کھائی میں گر گئی اتفاق سے اس حادثہ میں کوئی بھی جانبر نہ ہوسکا پولیس اور دوسرے لوگوں نے سب کی لاشیں

نکال لیں جبکہ میری لاش کا کچھ بھی پتہ نہ چلا میرے والدین کا رورو کر برا حال تھا میری لاش کو بہت تلاش کیا گیا مگر میں کسی کو بھی نہ مل سکی آخر کار پولیس نے بھی ہار مان لی اور میرے والدین کو صبر کرنے کو کہا۔مگر انہیں صبر کہاں آنے والا تھا وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے اگر ہماری بیٹی زندہ ہے تو اسے ہم سے ملا دے۔اگر وہ اس دنیا میں نہیں ہے تو اس کی مغفرت کردے۔چند دن گزرے تو وہاں ایک جادوگر کا گزر ہوا تو اس کی نظر میری لاش پر پڑی اور اس نے میری لاش کو اٹھا کر ایک غار میں لے گیا اور مجھ پر عمل کرنے لگا اور چلے بھی شروع کردیئے اور پھر مجھے اپنی قیدی بنالیا تب سے وہ مجھ سے ہر اپنا کام کرواتا ہے۔جبار نے جب جادوگر کا سنا تو اسے بے اختیار رات والا واقعہ یاد آ گیا مگر وہ خاموش رہا حسینہ نے بتایا کہ دن تک وقت میری شکتیاں انسانوں کی طرح ہوتی ہیں اور رات کو چار گنا بڑھ جاتی ہیں جس سے وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کے لیے ہر طرح کے کام کرواتا ہے اگر میں انکار کروں تو وہ مجھے اذیت پہنچاتا ہے۔

جبار اس کی کہانی سننے میں اس قدر محو تھا کہ اس کے خاموش ہونے کا بھی اسے احساس نہ ہوسکا تھا چند لمحوں بعد اسے حسینہ کی سسکیوں کا احساس ہوا تو ایک دم وہ گھبرا گیا اور بولا تم صبر سے کام لو یوں مت روو میں تمہیں اس شیطان جادوگر کے چنگل سے آزادی دلواؤں گا یہ میرا تم سے وعدہ ہے۔حسینہ نے یہ سنا تو اس کی آنکھیں خوشی سے چمکنے لگیں اور امید کی ایک کرن اسے دکھائی دی دن اسی طرح گزر گیا اور پھر شام کی سیاہی پھیلتی چلی گئی۔رات کے سائے گہرے ہورہے تھے جادوگر رام لال نے جن کو حاضر کیا اور کہا مجھے وہ پتلا دو۔جن نے وہ پتلا جادوگر کے حوالے کردیا رام لال نے جن کو جانے کو کہہ دیا اور وہ اپنی تمام تر خوفناکی سمیٹے غائب ہوگیا جادوگر اس پتلے پر عمل کرنے لگا اور پھر روح کو اپنے مخصوص انداز میں حاضر کرلیا اور پوچھا تو وہ بولی میں نوجوان تلاش کررہی ہوں جیسے ہی وہ مجھے ملے گا میں اسے آپ کے پاس پہنچادوں گی۔اتنا کہہ کر وہ وہاں سے غائب ہوگئی۔

صبح کا سورج نکل آیا مگر وہ حسینہ ابھی تک نہیں آئی تھی جبار بہت پریشان تھا اور اداس بھی کیونکہ اسے حسینہ سے محبت ہوگئی تھی رات بھر وہ سو نہ سکا تھا کیونکہ اسے اس حسینہ کا چہرہ نظر آتا تھا رات بھر وہ کروٹیں بدلتا رہا صبح کا انتظار کرتا رہا دن اپنی مخصوص رفتار سے ڈھلتا جارہا تھا مگر وہ ابھی تک نہیں آئی تھی وہ غار سے باہر نکل کر ٹہلنے لگا تو اسے دور سے وہ آتی ہوئی دکھائی دی تو وہ دوڑ کر اس کے پاس گیا اور بے اختیار اس کا ہاتھ تھام لیا اور انتہائی پریشانی کے عالم میں اس سے پوچھا کہ آج اتنی دیر کہاں لگادی تو حسینہ نے جادوگر سے متعلق کام کا اس کو بتادیا جسے سن کر جبار پریشان ہوگیا اور کہا۔جادوگر کون ہے تو حسینہ بولی دیکھنا چاہتے ہو اسے۔جبار نے ہاں میں سر ہلادیا تو ہو وہ بولی ٹھیک ہے آج رات تم وہاں آجانا جہاں جادوگر چلہ کرتا ہے شام کے سائے گہرے ہونے لگے تو وہ چلی گئی جبار بھی اداس ہوگیا مگر دل میں اس نے ارادہ کرلیا کہ وہ حسینہ کی مدد ضرور کرے گا۔

آدھی رات کا وقت تھا چاند اپنی پوری آب وتاب سے چمک رہا تھا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا ماحول کو مزید پرلطف بنارہی تھی جادوگر نے جن کو حاضر کیا اور پوچھا کہ روح مجھے ابھی تک ایک نوجوان کو نہیں لاسکی جو میری مدد کرے مجھے میرے مقصد میں کامیابی دلواسکے وہ ابھی تک ٹال مٹول سے کام لے رہی ہے مجھے اس پر شک سا ہونے لگا ہے تم مجھے اس کے بارے میں پتہ کرکے بتاؤ۔آخر کیا چکر ہے جن نے اپنے انداز میں سب پتہ کرلیا اور بولا گروجی آپ کا شک درست ہے ایک لڑکا ہے جو آپ کی مدد کرسکتا ہے اور وہ اس روح کے پاس محفوظ ہے اسے اس نے ایک غار میں چھپا رکھا ہے جادوگر نے یہ سنا تو آگ بگولہ ہوگیا اور بولا۔اس نے میری قیدی ہوکر مجھے دھوکہ کیوں دیا تو جن بولا گروجی اسے وہ پسند آ گیا ہے اس لیے وہ اسے بچانا چاہتی ہے جادوگر نے اپنی گرجدار آواز میں روح کو بلایا تو وہ فوراً حاضر ہوگئی۔وہ اس وقت کسی ہاتھ باندھی کنیز کی طرح لگ رہی تھی تو جادوگر نے اسے کہا کہ تم نے اس نوجوان کو کیوں چھپا رکھا ہے جبار جو ایک گھنے درخت کے موٹے سے تنے کے پیچھے کھڑا یہ منظر دیکھ رہا تھا اور ان کی باتیں سن رہا تھا اپنے بارے میں سن کر وہ خوف زدہ ہوگیا۔یااللہ۔میں کس مصیبت میں پھنس گیا ہوں میری مدد فرما میرے مالک۔روح نے سنا تو بولی۔گروجی میں نے وعدہ کیا تھا۔میں ایسے نوجوان کو تلاش کرکے اسے آپ کی تحویل میں دے دوں گی مگر جبار کو نہیں۔میں اس سے یہ غلط کام نہیں کرواسکتی جادوگر کی آنکھیں مزید غصے سے ابلنے لگیں،اور وہ روح کو بالوں سے پکڑ کر دور جا پھینکا وہ روتی ہوئی کانپنے لگی تو جادوگر نے اسے حکم دیا کہ کل رات تم اسے لے کر یہاں آؤ گی ورنہ میں اسے اٹھوالوں گا اور پھر اسے تڑپا تڑپا کر تمہاری آنکھوں کے سامنے ختم کردوں گا

جبار نے جب یہ سنا تو وہاں سے دوڑ لگا دی اور غار میں پہنچ گیا اس کا سانس دھونکنی کی مانند چل رہا تھا وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں وہ حسینہ اسے جادوگر کے حوالے ہی نہ کر دے یہ سوچ کر اس نے ایک جھرجھری لی اور سانس بحال کرنے لگا اسی کشمکش میں اسے نیند نے آن دبوچا اور وہ سو گیا۔

صبح کا اجالا پھیل چکا تھا جبار ابھی تک نہ اٹھ سکا تھا شاید وہ رات دیر تک جاگتا رہا تھا لیکن چند لمحوں بعد اسے احساس ہوا جیسے کوئی اس کے بالوں میں اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے کنگھی کر رہا ہو اس خوشگوار احساس کے ساتھ ہی اسنے اپنی آنکھیں کھولی تو حسینہ کو دیکھا جو اپنی جھیل جیسی گہری آنکھوں میں آنسو لیے جبار کے اٹھنے کا انتظار کر رہی تھی جبار ایک دم اٹھ گیا اور حسینہ کا ہاتھ تھام کر بولا تم مجھے اس جادوگر کے حوالے تو نہیں کرو گی تو وہ بولی ،گھبراؤ مت میں اپنی جان پر کھیل جاؤنگی مگر تمہیں اس کے حوالے نہیں کروں گی مجھے اپنی فکر نہیں ہے بس تمہارا خیال ہے کیونکہ مجھے تم سے محبت ہوگئی ہے جبار نے جب یہ سنا تو خوشی کے مارے اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی اور ساتھ ہی اس نے بھی اپنی محبت کا اظہار کر دیا اور بولا اب چاہئے کچھ بھی ہو جائے میں جادوگر سے ٹکرا جاؤں گا اور تمہیں آزادی دلوا کر ہی دم لوں گا بس تم میرا ایک کام کر دو پہلے تو حسینہ حیران ہوئی کہ اس میں اتنی ہمت کیسے آگئی پھر بولی کہو کیا کام ہے۔ جبار بولا۔ مجھے گاؤں تک پہنچا دو میں ایک بزرگ بابا کو جانتا ہوں جو میری مدد ضرور کریں گے اور میں جادوگر کو اس کے انجام تک پہنچا سکوں گا۔ یہ سن کر حسینہ نے کہا ٹھیک ہے مگر مجھے تم وہاں جا کر بھول تو نہیں جاؤ گے۔ جبار بولا یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ میں اپنی جان کو بھول جاؤں میں یہ سب تمہاری خاطر ہی تو کرنے جا رہا ہوں بس تم دعا کرنا پھر بولی ٹھیک ہے اب اپنی آنکھیں بند کرو جبار نے ایسا ہی کیا پھر چند لمحوں بعد اسے آواز سنائی دی آنکھیں کھولو جب جبار نے آنکھیں کھولی تو اپنے آپ کو گاؤں کے کھیتوں میں پایا مگر حسینہ کو اپنے ادر گرد نہ پا کر وہ اداس سا ہو گیا اور پھر بزرگ بابا کی جھونپڑی کی طرف چل دیا وہاں پہنچا تو بابا جی عبادت الٰہی میں مصروف تھے وہ ایک طرف بیٹھ گیا اور ان کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگا کچھ دیر بعد بزرگ بابا عبادت سے فراغت پا چکے تو جبار سے مخاطب ہوئے جبار کچھ کہنے ہی والا تھا کہ بابا بول پڑے دیکھو جبار بیٹے میں تمہارے یہاں آنے کا مقصد جانتا ہوں اور اس میں میں تمہاری پوری پوری مدد بھی کروں گا اس جادوگر کو اپنے انجام تک پہنچانے کے لیے تمہیں سات راتوں کا چلہ کرنا ہوگا چلہ مشکل ضرور ہے مگر ناممکن نہیں تم ضرور اس میں کامیاب رہو گے میں تمہیں ورد کے الفاظ یاد کرواتا ہوں اور تم آج سے ہی اپنا چلہ شروع کردو تاکہ جلد از جلد اس شیطان جادوگر کا خاتمہ ہوسکے جبار کو یہ چلہ کسی ویران جگہ پر کرنا تھا جہاں انسانی پہنچ نہ ممکن ہو ایسے میں بابا نے جبار کو ورد سکھا دیا اور پھر ۔بار چلہ کی جگہ منتخب کرنے چلا گیا اور ایک ویران جگہ کا انتخاب کر کے واپس آگیا۔اور پھر اس نے چلہ شروع کردیا آج اس کے چلہ کی پہلی رات تھی اور وہ ڈرا ہوا بھی تھا اور پر جوش بھی تھا ملے جلے تاثرات لیئے وہ چلے کی جگل جا پہنچا تھا اور پھر اپنا حصار کھینچ کر اس میں بیٹھ گیا رات شانتی کیسا تھا بیت گئی اور پھر مسلسل چار راتیں اس کی آرام سے بیت گئیں اور ان چار دنوں میں اس کے ساتھ کوئی بھی ناخوشگوار واقعہ سامنے نہ آیا۔

جادوگر رام لال کی شکتیاں آہستہ آہستہ ختم ہوتی جا رہی تھیں اور جن ہر رات اس کو نوجوان لڑکیوں کا گوشت اور خون لاکر دیتا تھا گوشت جادوگر خود کھاتا تھا جبکہ خون کالی ماتا کے بت پر انڈیل دیتا تھا یعنی وہ خون سے کالی ماتا کو اسنان کرواتا تھا مگر وہ ناکام ہو رہا تھا اور اسے اس بات کا علم ہو چکا تھا کہ روح نے جبار کو بھگا دیا ہے اس لیے وہ روح کی جان کا دشمن بنا ہوا تھا۔ اور اسے اپنی قید میں رکھ کر مختلف اذیتیں دیتا تھا اسے معلوم ہو چکا تھا کہ جبار اسکے مقصد کو ناکام بنا رہا ہے۔یہی وجہ تھی کہ وہ غصہ سے اور زیادہ اس حسینہ کی روح کو اذیتیں دیتا کہ یہ سب اس کی وجہ سے ہو رہا ہے۔

آج جبار کے چلے کی پانچویں رات تھی اور وہ حسینہ کے بارے میں سوچتے سوچتے چلے کی جگہ پہنچ گیا اور حصار کھینچ کر اس میں بیٹھ گیا چند الفاظ دہرائے تھے کہ ایک چڑیل نمودار ہوئی اف خدایا۔ اتنی بھیانک کہ جبار کا سانس حلق میں اٹک کر رہ گیا قد اس قدر اونچا تھا جیسے مینار پاکستان ہو۔بالوں کی جگہ سانپوں نے لے رکھی تھی منہ سے خون ٹپک رہا تھا آنکھوں کی جگہ انگارے بھرے ہوئے تھے جگہ جگہ سے گوشت غائب تھا جن میں کیڑے مکوڑوں نے اپنا محل بنا رکھا تھا وہ کبھی سانپوں کو جبار کی طرف بھیجتی اور کبھی خونی برسات ہونے لگتی ۔کبھی کھوپڑیاں اڑنے لگتیں تو کبھی کچھ اسی طرح رات گزر گئی اور فجر کی آزان ہوتے ہی جبار واپس جھونپڑی میں آگیا وہ آج بہت ڈرا ہوا تھا بابا نے اس کا چہرہ پڑھ لیا تھا کہ وہ رات کو چلہ

میں ڈر گیا ہے۔ اسی لیے بابا نے اسے بری سنائی کہ وہ جادوگر روح کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچا رہا ہے اور وہ اس کی قید میں بہت بری حالت میں ہے یہ سن کر جبار کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور وہ باہر نکل گیا اسے یاد کر کے وہ کافی دیر تک روتا رہا اور چلتے چلتے نجانے کتنی دور تک نکل گیا تھا اسے ایک پل بھی سکون نہ تھا وہ اس کی یاد میں کسی بے آب مچھلی کی طرح تڑپتا رہا اور اسی اثنا میں رات ہوگئی وہ واپس اپنی جگہ آ گیا چند نوالے اس نے بڑی مشکل سے اپنے حلق سے پار کیے اور چلے والی جگہ پر چلا گیا آج کی رات اس کو جادوگر انتہائی غصے میں دکھائی دیا تھا جو کہہ رہا تھا جبار چلہ چھوڑ دے ورنہ میں تیری محبوبہ کو ختم کر دوں گا یہ سن کر وہ ایک بار بری طرح تڑپا پھر صبر سے کام لیا تھوڑی دیر بعد وہ جادوگر حسینہ کو بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا اس کے سامنے لے آیا اور اس کو تکلیفیں دینے لگا جبار یہ منظر دیکھ کر کانپ سا گیا اور حسینہ کو بچانے کے لیے جونہی وہ اٹھا تو بابا کی آواز اسے سنائی دی جس نے اس کے قدموں کو روک دیا۔ بیٹا جادوگر کی چال ہے یہ تم اپنے چلے پر دھیان دو روح سہی سلامت ہے یہ سب کچھ سن کر اس کو کچھ سکون سا ملا اور وہ چلہ میں محو ہوگیا۔ اور پھر پوری رات اس کی چلہ میں گزرتی چلی گئی۔

ادھر جادوگر رام لال کی تمام شکتیاں ختم ہوگئیں اور وہ غصہ سے پاگل ہوا جا رہا تھا کہ یکدم جن حاضر ہوا اور بولا گروجی غضب ہوگیا اب ہم مارے جائیں گے وہ جبار آج کی رات چلہ کر کے ہمیں ختم کرنیوالا ہے ہماری موت یقینی ہے گروجی کچھ کیجئے۔ یہ سنتے ہی جادوگر نے پتلا اٹھایا اور اسے مختلف عملوں سے گزارتا ہوا کچھ پڑتا رہا کہ جبار کو آج کی رات چلہ سے روکا جائے جس کا اثر جبار پر یہ ہوا کہ آج اس کی طبیعت قدرے خراب ہوگئی تھی مگر وہ کسی حالت میں بھی آج کا چلہ کرنا چاہتا تھا کیونکہ آج اس کے چلہ کی آخری رات تھی جہاں اسکی طبیعت خراب تھی وہاں اس کو اس بات کی خوشی بھی کہ وہ آج اپنے مقصد میں کامیاب ہونے والا تھا آج اس کی کوششوں سے اس کی محبوبہ کو جادوگر کی قید سے رہائی مل جانی تھی وہ انہی سوچوں میں اپنی جگہ پر جا پہنچا اور حصار کھینچ کر بیٹھ گیا اور چلہ شروع کر دیا اور اسے لگ رہا تھا کہ وہ ابھی اس کے ساتھ کچھ ہونے والا ہے۔ اور پھر ایسا ہی ہوا وہ آنکھیں بند کر چلہ کر رہا تھا کہ یکدم تیز آندھی چلنے لگی اور اس کی رفتار اتنی تیز تھی کہ اسے لگنے لگا کہ وہ ابھی اس کو اٹھا کر لے جائے گی وہ

اپنے آپ کو سنبھالنے لگا اور جس میں وہ کامیاب بھی ہوا طوفان اپنا زور دکھانے کے بعد رکنا شروع ہوگیا اور کچھ ہی لمحوں بر طرف سکون کی فضا پھیل گئی۔

اس کو کچھ اطمینان سا ہوا اور اس نے ایک بار پھر اپنی تمام توجہ چلہ پر دے دی لیکن پھر جلد ہی ہر طرف کالے سائے دکھائی دینے لگے جو حصار کے قریب آ کر اس کو ڈرانے لگتے لیکن حصار سے ٹکراتے ہی وہ غائب ہوجاتے۔ یہ سب خوفناک منظر دیکھ کر جبار کا دل اچھل کر سینے سے باہر آنے کو تیار بیٹھا تھا اس کی آنکھوں میں پوری طرح خوف بھر گیا تھا اور پھر یکدم اس کو اس کی محبوبہ اس کی طرف آتی ہوئی دکھائی دی اسے دیکھتے ہی وہ خوشی سے جھوم سا گیا وہ تیزی سے دوڑتی ہوئی اس کے پاس آ رہی تھی اور پھر اس کے قریب پہنچ کر بولی۔ جبار خدا کے لیے یہ چلہ چھوڑ دو ورنہ میرے ساتھ وہ تمہارا خون بھی کر دے گا جبار مجبور تھا سو خاموش رہا پھر وہ جادوگر آ گیا اور معافیاں مانگنے لگا بھگوان کے لیے یہ چلہ روک دو میں آئندہ کوئی بھی غلط کام نہیں کروں گا کسی بے گناہ انسان کی جان نہیں لوں گا۔م۔م۔۔ مجھے معاف کر دو مگر جبار نے ان کی ایک بھی نہ سنی اپنا چلہ جاری رکھا کیونکہ اسے بابا جی الفاظ یاد تھے کہ یہ سب کچھ نظر کا دھوکہ ہونگے۔ اس نے اپنا چلہ مکمل کر ہی دم لیا۔ فجر کی آذانیں ہو رہی تھیں کہ جبار نے سکھ کا سانس لیا اور وہاں سے واپس بابا کے پاس آ گیا بابا نے اسے خوشی سے اپنے گلے سے لگا لیا اور بولے بیٹا آؤ ہم جنگل میں جا کر اس جادوگر کا خاتمہ کریں ہم نے مٹی کا تیل اور ماچس ساتھ رکھ لی اور جنگل کی طرف چل دیے وہاں پہنچ کر ہم نے دیکھا کہ جادوگر اپنے آپ کو کسی بھوکے بھیڑیے کی طرح کاٹ رہا تھا اور بال نوچ رہا تھا اس کی تمام شکتیاں اس کا ساتھ چھوڑ گئی تھیں اور وہ پاگل ہوگیا تھا اور حسینہ ایک درخت کے ساتھ بندھی ہوئی بے ہوش پڑی تھی۔ جبار اسے دیکھتے ہی اس کی طرف دوڑا لیکن بابا نے اسے روک دیا اور کہا بیٹا اس کی فکر نہ کرو وہ جادوگر کے ختم ہوتے ہی خود بخود آزاد ہوجائے گی تم اس جادوگر پر تیل چھڑک دو جبار نے ایسا ہی کیا جادوگر یہ سب دیکھ کر ادھر ادھر بھاگنے لگا لیکن جبار نے ماچس کی تیل جلا کر اس پر پھینک دی جلتی تیل نے یکدم جادوگر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اس کو آگ لگ گئی جو منٹوں میں اس کے جسم کو جلاتی چلی گئی اور پھر ساتھ ہی ہر طرف آگ دکھائی دینے لگی اور کچھ دیر بعد ہی ایک طوفان اٹھا اور اس کے ساتھ ہی جیسے زمین

کانپنے لگی جیسے زوروں کا زلزلہ آگیا ہو جو کچھ ہی دیر کے بعد تھم گیا اور اس کے ساتھ ہی جادوگر کا جلا ہوا جسم وہاں موجود تھا جو ہڈیوں کا ڈھانچہ بن چکا تھا جبار فوراً اپنی محبوبہ کی طرف بھاگا جو اب رسیوں اور زنجیروں کی قید سے آزاد ہو چکی تھی اور ہوش میں آچکی تھی جبار کو اپنے سامنے دیکھ کر وہ اس کی طرف لپکی اور اس کے گلے جا لگی اور زور زور سے رونے لگی جبار بھی رو دیا اور کافی دیر تک یہ رونے کا سلسلہ چلتا رہا تب جبار بولا اب بس کر دو دیکھو تم آزاد ہو چکی ہو۔

ہاں جبار میں آزاد ہو گئی ہوں اور میں بہت خوش ہوں ۔جبار بولا۔کیا میں تم کو اپنا سکتا ہوں تو وہ بولی کہ جبار تم اتنے اچھے ہو کہ دنیا کی کوئی بھی لڑکی تم کو اپنانے میں فخر محسوس کرے گی لیکن میرا اور تمہارا ساتھ ممکن نہیں ہے کیونکہ میں اب سکون کی نیند سونا چاہتی ہوں مجھے اس جنگل میں بھٹکتے ہوئے ایک سال سے اوپر ہو چکا ہے اس لیے میرا ایک کام کر دو میری لاش کالے پہاڑوں کے درمیان سفید پہاڑی کے اندر غار ہے اس غار کے آخری سرے میں کالی ماتا کے بت کے چرنوں میں پڑی ہوئی ہے تم اسے وہاں سے نکال کر اسلامی طریقہ سے دفن کر دو تا کہ میری بھٹکتی ہوئی روح کو سکون مل جائے جبار یہ سن کر بہت رویا بابا جی جو کہ جادوگر کی ہڈیاں چن چکے تھے بولے بیٹا یہ ٹھیک کہتی ہے ہمیں اس کی مدد کرنی چاہیے جو یہ کہتی ہے ہمیں ایسا ہی کرنا چاہیے تم چلو اس جگہ جہاں میرا مردہ جسم ہے میں تم کو وہاں پہنچا دیتی ہوں اتنا کہہ کر اس نے آنکھیں بند کرنے کو کہا جونہی انہوں نے اپنی آنکھیں بند کیں وہ ایک جھٹکا لگنے کی مانند اوپر کی طرف اچھلے اور پھر کچھ دیر بعد وہ وہاں اس جگہ موجود تھے وہ اس غار کے اندر چلے گئے جہاں اس کی لاش مسخ شدہ پڑی ہوئی تھی جبار کو اس کی لاش دیکھ کر بہت دکھ ہوا لیکن کیا کرتا کیا نہ کرتا اسے اس کی لاش کو اٹھانا پڑا جو اسے اٹھا کر غار سے باہر نکل آیا اور پھر اسی طرح آنکھیں بند کیں تو ان کو ایک جھٹکا لگا اور کچھ ہی دیر بعد وہ گاؤں میں موجود تھے جبار نے تمام گاؤں والوں کو تمام حالات سے آگاہ کر دیا اور پھر اس کی لاش کو نہلا کر نیا کفن پہنایا گیا اور نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد اس کو اسی قبرستان میں دفن کر دیا گیا اور جبار کی آنکھیں بہہ رہی تھیں وہ دیکھ رہا تھا کہ جب اس کی لاش کو قبر میں اتارا گیا تو وہ قبر کے باہر کھڑی تھی اس کی آنکھوں میں آنسو موجود تھے جو کہ جبار کو الوداع کہہ رہی تھی اور پھر قبر تیار ہو گئی جبار نے دیکھا تو وہ اس کو دکھائی نہ دی وہ غائب ہو چکی تھی۔ جبار اس کی قبر پر بیٹھ کر روتا رہا لوگوں نے اس کو تسلی دی اور اپنے ساتھ اس کو گھر لے گئے۔اب ہر طرف شانتی ہو چکی تھی لوگ پھر سے آزادی کی زندگی بسر کرنے لگے تھے گاؤں کا ہر باپ اس کو اپنی بیٹی کا رشتہ دینے کو تیار تھا سو جبار نے ایک لڑکی کو پسند کر کے اس سے شادی کر لی۔آج جبار اپنی بیوی کے ساتھ بہت خوش ہے مگر جب بھی اس کو وہ حسینہ یاد آتی ہے تو اس کا دل خون کے آنسو رو دیتا ہے اس کہانی کو بیتے ہوئے پندرہ سال ہو گئے ہیں مگر جبار کی یادوں میں وہ حسینہ آج بھی زندہ ہے

غزل

میں جھوم جاؤں تو مجھے شرابی نہ سمجھنا
گر جاؤں سجدے میں تو نمازی نہ سمجھنا
تھوڑا سا بہک گیا ہوں محبت میں
جو آگے بڑھوں تو شکاری نہ سمجھنا
مجھ سے چھین لی ہیں خوشیاں میرے اپنوں نے
ہاتھ جو پھیلاؤں تو بھکاری نہ سمجھنا
مجھے آتا ہے اب بھی دوستوں کا خیال
بہت کچھ کھویا ہے میں نے اناڑی نہ سمجھنا

محمد وقاص احمد حیدری۔سہگل آباد



غزل

اب جو بکھرے تو بکھرنے کی شکایت کیسی
خشک پتوں کی ہواؤں سے رفاقت کیسی
میں نے اس دور کے انسان سے محبت کی ہے
جرم سنگین کیا ہے تو رعایت کیسی
رخ کسی اور طرف روح سخن میری طرف
اے میرے دوست محبت میں سیاست کیسی
اک پتہ بھی اگر شاخ سے ہوتا جدا
کیا کہیں دل پہ گزرتی ہے قیامت کیسی
بن کے آجاتے ہیں تیری یادوں کے پجاری
یہ محسن کے رفیقوں کی رقابت کیسی

آنسہ کنول۔سہگل آباد





اقوال زریں

* دانا سوچ کر بات کرتا ہے اور بے وقوف بات کر کے سوچتا ہے۔
* اللہ کی بنائی ہوئی چیز غلط نہیں ہوتی، ہاں اُس کا کردار غلط ہوسکتا ہے۔
* تخلیق کائنات کے کل رنگ خالق عرض وکالے ہیں۔
* دوستی پُرخلوص ہو تو خوشبو کی مانند ہوتی ہے۔
* اچھا دوست ایک انمول تحفہ ہوتا ہے۔
* مال و اولاد اِک آزمائش کے سوا کچھ بھی نہیں۔
* محبت کرو تو اس طرح سے کہ تم ایک مثال بن جاؤ۔

عمران انجم راہی۔ تتہ پانی

لطیفہ

ایک عورت کے سر میں درد ہو رہا تھا، اس کے پاس ایک اور عورت آئی، اس نے اس کو بولا کیا بات ہے، کیوں پریشان ہو؟ اس نے جواب دیا سر کو درد ہو رہا ہے۔

دوسری عورت: پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں میرے سر میں بھی درد تھا اور میرے شوہر نے میرا سر اپنی گود میں رکھ کر میرے سر کی مالش کی اور میرا سر درد ختم ہوگیا تھا۔

پہلی عورت: باجی! آپ کے شوہر صاحب کب گھر پر ہوں گے؟

دوسری عورت: رات کو۔

پہلی عورت: باجی! میں ضرور رات کو آؤں گی۔

(آفتاب احمد عباسی۔ سعودی عرب)

معلومات

* ہمارے ملک کے چار صوبے ہیں۔
* جنت کا ٹکڑا سوات شہر کو کہتے ہیں۔
* سب سے زیادہ بے حیائی انڈیا کے ملک میں ہے۔
* قرآن پاک میں 114 سورتیں ہیں۔
* قرآن پاک کی سب سے چھوٹی سورت کوثر ہے۔
* اردو ہماری قومی زبان ہے۔

پرویز اقبال۔ دریا خان شہر

گلدستہ

- اللہ کا ذکر ہی بہترین چیز ہے۔
- مشکل کشا صرف اللہ کی ذات ہے۔
- ہر کام میں ایمانداری کو اپناؤ۔
- ہر کام بسم اللہ سے شروع کرو۔
- کسی کو کبھی کوئی تکلیف نہ دو۔
- اے اللہ ہمارے ملک کی حفاظت فرما۔
- زندگی میں مصیبت اور دکھ آتے رہتے ہیں۔
- سب سے زیادہ دعا مانگنی چاہئے۔

پرویز اقبال۔ دریا خان

دکھ کیا ہے؟

- دکھ وہ گل ہے جو صحراؤں میں کھلتے ہیں۔
- دکھ وہ آنسو ہیں جو آنکھوں میں رہتے ہیں۔
- دکھ وہ امرت ہے جو ویرانوں میں پلتے ہیں۔
- دکھ وہ موتی ہیں جو ہر اک آہ سے جھڑ کتے ہیں۔
- دکھ وہ ساتھی ہے جو ہر پل ساتھ رہتے ہیں۔
- دکھ وہ موسم ہیں جو بدل بدل کر آتے ہیں۔
- دکھ وہ نغمے ہیں جو ہر پل ہونٹوں پر سجے رہتے ہیں۔
- دکھوں کا ہم جیسے بعض لوگوں سے ایسا تعلق ہے جیسے ماں کی ممتا کا ایک بیٹے سے ہوتا ہے۔

سپاہی ہیرا تبسم۔ رسول پور

اَنمول موتی

* آزادی کی بھوک اسیری کی امیری سے بہتر ہے۔
* کارخانۂ قدرت میں فکر کرنا بھی عبادت ہے۔
* ہزار دوست کی دوستی کو ایک شخص کی عداوت کے بدلے نہ خریدو۔
* اگر تو گناہ پر آمادہ ہے تو کوئی ایسا مقام تلاش کر جہاں خدا

نہ ہو۔

* اللہ کا ذکر دل سے فکر وغم دور کرتا ہے۔
* بہت بڑا گناہ یہ ہے کہ تم وہ بات کہو جو تم نہیں جانتے ہو۔
* ظالموں کو معاف کرنا مظلوموں پر ظلم کرنا ہے۔
* نیکی ایک ایسی شمع ہے جو دوست اور دشمن دونوں کے گھر اجالا کرتی ہے۔
* محبت ایک ایسا نشہ ہے جو دانا اور نادان کو ایک ہی مسحور کرتا ہے۔
* ہر ناکامی آپ کے لئے کامیابی کی راہ تلاش کرتی ہے۔

محمد نعیم خان۔موٹا نوالی ضلع باغ

جنت میں لے جانے والے اعمال

* جب بات کرو تو جھوٹ نہ بولو۔
* جب وعدہ کرو تو اس کے خلاف نہ کرو۔
* جب کوئی امانت رکھے تو خیانت نہ کرو۔
* اپنی نگاہوں کو ہمیشہ نیچا رکھو۔
* اپنے ہاتھ پاؤں وغیرہ کو حرام سے بچائے رکھو۔

تو اپنے رب کی جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔

عبدالرشید اُوڈ۔عبدالحکیم

محبت کی عبادت

جب بھی وہ شخص اسد مجھ سے خفا ہو جاتا جائے
اِک سونامی مرے سینے میں بپا ہو جائے
دِل میں پھر کچھ بھی نہیں ہو گا خلاؤں کے سوا
تو کسی روز اگر مجھ سے جدا ہو جائے
وہ بہت رکھتا ہے چاہت کی نمازوں کا حساب
وہ تو اِک سجدہ نہ بخشے جو قضا ہو جائے
تھپکیاں دے کے سلاتی ہے تیری یاد ہمیں
نیند جس رات بھی آنکھوں سے خفا ہو جائے
یہ طریقہ ہے محبت کی عبادت کا اشد
اُس کو چھو لینے سے اِک رُکن ادا ہو جائے

اسد حسین۔بٹلی، آزاد کشمیر

مسکراہٹ

* مسکراہٹ ایک ایسا پھول ہے جو کبھی بھی نہیں مرجھاتا۔
* مسکراہٹ زندہ دلوں کی پہچان ہے؟
* مسکراہٹ روح کا دروازہ کھول دیتی ہے؟

راجہ محمد اسلم۔سرگودھا

لطیفے

* ایک دن ایک چور غریب آدمی کے گھر آیا اور اس سے پوچھا۔ ارے بڈھے تمہارے گھر میں سونا کہاں ہے۔ اُس نے جواب دیا۔ میرے بیٹے سارا گھر خالی ہے جہاں مرضی ہو جاؤ۔
* ایک شخص سکول گیا اور ماسٹر صاحب سے درخواست کی کہ ان بچوں کو کہیں کہ میرے لئے دعا کریں، میرے حالات ٹھیک ہو جائیں۔ ماسٹر صاحب نے جواب دیا اگر میری کلاس کے بچوں کی دعا قبول ہوتی تو میں آج اس سکول میں نہیں بلکہ قبرستان میں ہوتا۔

راجہ محمد اسلم۔سرگودھا

میری رائے

بے وفائی کرنے والے کو معاف نہیں کرنا چاہئے کیوں کہ اکثر محبت کرنے والے بے وفائی ہی کی وجہ سے خودکشی کر لیتے ہیں اور اپنی زندگی کی بازی ہار کر اپنی آخرت بھی خراب کر لیتے ہیں۔ بے وفائی کرنے والے کا دوسرے کی زندگی کی خوشیاں لوٹنے کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے۔ اگر بے وفا کو معاف کر دیں گے تو اُس کا ہمیشہ کا یہ شیوہ بن جائے گا کہ وہ ہر کسی کے دل کے ساتھ کھیلے، ہر کسی کی زندگی خراب کرے۔ بہتر یہی ہے بلکہ میری دِلی رائے ہے کہ بے وفا کو دنیا اور آخرت میں ضرور سزا ملے تاکہ کسی کے دِل کے ساتھ کوئی بھی بے وفائی کا کھیل نہ کھیلے۔

ع۔کالا باغ

سوالات وجوابات

س: اس مقدس پتھر کا کیا نام ہے جو خانہ کعبہ کی دیوار میں نسب ہے؟

ج: حجر اسود۔

س: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنے حج کئے؟

ج: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہی حج کیا، وہی پہلا اور آخری تھا۔

س: سب سے پہلے مکمل ہونے والی سورۃ کا نام بتائیے۔

ج: سورۃ الفاتحہ۔

س: حروفِ مقطعات سے کیا مراد ہے؟

ج: وہ الفاظ جن کے معانی خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا مثلاً الم۔

س: ذوالنورین کس صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا لقب ہے؟

ج: ذوالنورین یعنی دو نوروں والا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ہے۔

س: دین کا پہلا (پرانا) نام کیا تھا؟

ج: دین حنیف۔

اختر عباس آکاش۔ بھکر

معلومات

- شاعرِ مشرق علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال نے **1893**ء میں گجرات سے سینٹر سے میٹرک کا امتحان پاس کیا تھا۔
- حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ''حکیم اللہ'' کہتے ہیں۔
- دنیا کا سب سے کم گہرا سمندر بحیرہ بالٹک ہے۔
- دنیا کی سب سے اونچی ریلوے لائن ہیرو شہر جنوبی امریکہ کی قومی ریلوے ہے۔
- سندھی زبان میں ڈرامے کی ابتداء مرزا قلیچ بیگ نے کی۔

مختیار علی کیانی۔ گاؤں تلی

لطیفہ

ایک صاحب کے گھر مہمان آیا جو گھر کا سارا کھانا کھا گیا۔ ایک بچہ رونے لگا کہ امی کھانا دیجئے۔ امی نے بیٹے کو چپ کراتے ہوئے کہا۔ ''بیٹا! نہ رو مہمان کے جانے کے بعد ہم سارے گھر والے اکٹھے ہو کر روئیں گے''۔

مختیار علی کیانی۔ گاؤں تلی

نظم

آزاد پنچھی ہوں، مجھے اڑنے دو...... نہ روکو، مجھے اڑنے دو وقت چلا جائے گا، مجھے اڑنے دو...... پچھتاوا میرا مقدر بن جائے گا، مجھے اڑنے دو...... دیکھو مجھے جانے دو نہ روکو مجھے میرے ساتھی جا رہے ہیں، مجھے اڑنے دو...... درختوں پر ویرانی آ گئی ہے یارو! ...... کتنے خوش تھے پہلے ہم...... آزاد پنچھی ہوں، مجھے اڑنے دو...... کوئی شام کی اداسی میں میرا انتظار کر رہا ہوگا...... کوئی صبح کی روشنی میں مجھے جانے دو...... اچھا نہیں کیا تو نے میرے پر کاٹ کر...... آزاد پنچھی آزاد اچھے لگتے ہیں...... قید میں رہ کر بھی یاد کرتے ہیں...... اپنے بیتے دنوں کو مجھے اڑنے دو

سائرہ ارم

غم ہی غم

تیرے آنے سے پہلے کوئی غم نہ تھا مجھے...... تو آئی تو غم آئے ہر لمحے میں میرے...... خوشی نام کی چیز نہیں ہے میرے مقدر میں...... غم میرے غم ہیں دوستو! ...... یہ میری آنکھیں نم کرتے ہیں دوستو! ...... غم میری زندگی میں اک سہانے روپ میں آئے...... جیسے کسی کی زندگی میں کبھی خوشیاں آتی ہیں...... کیا سوچا زندگی میں کبھی کسی نے...... کہ خوشی کا تعلق ہمیشہ غم سے ہوتا ہے...... مجھے غم سے پیار ہے میں غم کا عاشق ہوں کبھی میں بھی کسی کا غم تھا...... کبھی کوئی میری آس میں تڑپتا تھا لیکن آج میں ہوں میرا غم ہے...... غم کو میں نے دل میں بسایا ہے...... مجھے غم دے کر خوشی لی ہے تم نے...... فقط میری نیک دعائیں تیرے ساتھ ہیں...... میری بقیہ زندگی بھی لگ جائے تجھے...... تیرے آنے سے پہلے کوئی غم نہ تھا مجھے

سائرہ ارم

عشق کی تپش میں جھلس گیا ہے فرازؔ
وہ شخص جو آگ کے نام سے ڈرتا تھا

انتخاب: سائرہ ارم

زندگی

زندگی اک سفر ہے...... اِک ایسا سفر جس میں...... اِک نئی راہ پر...... اک نئی سوچ پر...... مسافر پے در پے اپنے مقصد کے حصول کے لئے...... بھٹک جاتا ہے کٹھن رستوں میں...... جو جل کر روشنی دیتی ہے...... خود تو پگھل جاتی ہے لیکن...... کچھ پل کچھ لمحے چاہت کے نبھاتی ہے...... زندگی اِک امتحان ہے...... زندگی جینے کا نام ہے زندگی...... صحیح ڈھنگ سے جیو یا...... مشکلات میں گرے ہو...... یہ تو زندگی ہے کچھ پا لو گے...... اور کچھ کھو بھی دو گے...... اسی کا نام زندگی ہے...... زندگی ایک سفر ہے

سائرہ ارم

بہترین شعر اپنے پیاروں کے نام

SA کے نام

منسوب ہے جو لوگ میری زندگی کے ساتھ
اکثر وہی ملے ہیں بڑی بے رخی کے ساتھ
میں تیرے آنے کی امید رکھتا ہوں مگر
مجھ کو غضب کا پیار ہے اس دشمن کے ساتھ

عبدالستار نیازی - زریں بگ

A کے نام

کتنی خاموشی ہے کتنا دلکش ہے وہ
ساری باتیں فضول ہیں جیسے
اشارہ تو مدد کا کر رہا تھا ڈوبنے والا
مگر یاران ساحل نے سلام سے الوداع سمجھا

محمد طارق نور - مکران

رئیس ارشد، سعودی عرب کے نام

تیرے بغیر کتنی افسردہ تھی بزم شعر
اے دوست اب پڑھوں میں غزل کس کو دیکھ کر

رئیس ساجد کاوش - خان بیلہ

رئیس ساجد کاوش، خان بیلہ کے نام

اک پھول بھی اکثر باغ سجا دیتا ہے
اک ستارہ دنیا چمکا دیتا ہے
جہاں کام نہیں آتے دنیا بھر کے رشتے
وہاں اک دوست زندگی بنا دیتا ہے

رئیس ارشد - سعودی عرب

رجب مشہدی، شاہ راکھوہ کے نام

ہم ہیں وفا کے عادی ہر دم وفا کیا کریں گے
اک جان ہے جو باقی تم پہ فدا کریں گے

عبادت علی - ڈیرہ اسماعیل خان

AG حافظ آباد کے نام

مقتل بھی تیرے نام کے چرچے ہوتے
تو نے پوچھی ہی نہیں آخری خواہش ہم سے

شعیب شیرازی - جوہر آباد

عمیر مشہدی، شاہ راکھوہ کے نام

نہیں یہ ہو نہیں سکتا کہ تیری یاد نہ آئے
بنا تیرے نہیں یہ دل کہیں بھی اب چین نہ پائے
تجھے بھولنے سے پہلے میری جان چلی جائے

سید عبادت علی - ڈی آئی خان

ایم لاہور کے نام

غیروں سے کچھ گلہ نہیں اپنوں سے کچھ ملا نہیں
میں وہ غم کی کتاب ہوں جسے کسی نے پڑھا نہیں
تیرے معصوم دامن کی قسم اے بچھڑنے والے
بہت مجبور ہوتا ہوں تو رو لیتا ہوں

عثمان غنی - رحیم یار خان

ایس جڑانوالہ کے نام

تیرے چہرے کو گلنام لکھ دیا
ہر شاخ دل پہ تیرا نام لکھ دیا
گزرا ہو کوئی لمحہ تیری یاد کے سوا
وہ لمحہ خود پہ حرام لکھ دیا

مدثر نواز - جڑانوالہ

ایس مکوآنہ کے نام

مجھ کو نہیں لگتا کہ آج کی رات بھی میں سو پاؤں گا
دیکھ تیری یاد پھر اتر رہی ہے میری آنکھوں میں پانی بن کر

مدثر شیراز - جڑانوالہ

ساجد پردیسی جڑانوالہ کے نام

خوشیوں کا سنسار لے کر آئیں گے
پت جھڑ میں بھی بہار لے کر آئیں گے
جب بھی [illegible] گے پیار سے ہمیں
موت سے بھی سانسیں ادھار لے کر آئیں گے

مدثر نواز- جڑانوالہ

اے رحیم یار خان کے نام

تو شمع نہ ہوتی میں پروانہ نہ ہوتا
تو نظر نہ آتی میں تیرا دیوانہ نہ ہوتا

مدثر خان-اٹک

اپنے کسی چاہنے والے نام

اپنا ہاتھ میرے ہاتھوں میں تو دو، مجھے دنیا سے کچھ اور نہیں اپنے
مجھے اس محبت کی قسم، مجھے صرف تیرا ساتھ چاہئے

محمد واصف-واہ کینٹ

بانو کراچی کے نام

ہنسنے کے لئے کوئی وجہ تو چاہئے ہمیں
اور تم کہتی ہو زندگی ہی وجہ ہے

نازنین-حاجی کوٹ

زیڈ لاہور کے نام

میری دوستی کی تم کیا آزمائش کر سکو گے
جان سے زیادہ کیا فرمائش کر سکو گے
میری دوستی ہے سمندر کے پانی کی طرح
کیا کبھی اس پانی کی پیمائش کر سکو گے

محمد عثمان-لیہ

ایس لاہور کے نام

کہاں تلاش کرو گے مجھ جیسا شخص محسن
جو اپنی ذات سے زیادہ تیرا خیال رکھتا ہو

محمد عثمان-لیہ

بصیر احمد علی پور کے نام

چپ ہو کس وجہ سے ہمیں معلوم نہیں دوست
دل ڈوب جاتا ہے جب تم یاد نہیں کرتے

ایم فاروق-رحیم یار خان

کسی اپنے کے نام

کھلی آنکھوں سے ساری عمر دیکھا
اک ایسا خواب جو اپنا نہیں تھا
ہے امجد آج تک وہ شخص دل میں
جو اس وقت بھی میرا نہیں تھا

یاسمین سلیم قادری-کراچی

این کے نام

دل لگی دوستی کے نام ہوتی ہے
دلداری دوستی کی شان ہوتی ہے
کہیں بھی رہو پر رہو گے میرے دل میں
یہی سچی دوستی کی پہچان ہوتی ہے

یاسمین سلیم قادری-کراچی

کسی اپنے کے نام

تیرے میں جو کسی اور کی چاہت ابھرے
بھول کے مجھے یہ بات بتانا نہ کبھی
یہ نہیں کہتے کہ ہر لمحہ مجھے یاد رکھو ساتھی
پر ہمیشہ کے لئے مجھ کو بھلانا نہ کبھی

محمد ثاقب رفیق

کسی اپنے کے نام

جب سے تیرے نام کر دی زندگی اچھی لگی
تیرا غم اچھا لگا تیری خوشی اچھی لگی
تیرا پیکر تیری خوشبو تیرا لہجہ تیری بات
دل کو تیری گفتگو کی سادگی اچھی لگی

یاسمین سلیم قادری-کراچی

K، ملتان کے نام

ملنے کی دل میں اک آس رکھنا
کبھی نہ خود کو میری جان اداس رکھنا
خوشی ملے گی اک روز بارش کی طرح
ان آنکھوں میں تھوڑی سی پیاس رکھنا

محمد زبیر شاہد-ملتان

ایس کے نام، جہلم کے نام

جاتے ہوئے لوگوں کو کون روک سکتا ہے
یہ تو وہ اندھیرے ہیں جو صبح
ہونے سے پہلے ختم ہو جاتے ہیں
جانے سے پہلے اتنا سوچ لینا اے ایس

عدنان حیدر-جہلم

کسی اپنے کے نام

وہ میرے ظاہر کو دیکھتے رہے بڑے غور کے ساتھ
کوئی اندر سے جل گیا اور اسے خبر بھی نہ ہوئی

محمد مبین نذر-اسلام پورہ جبر

بھائی اطہر خاں مرحوم کے نام

یوں تیرے دیدار کے لئے ترستے رہے
آنسو بھی آنکھوں سے ترستے رہے
بہت یاد آئے گی اطہر تیری بے لوث محبت
میرے آنسو وہ خرید سکیں گے

سردار اقبال خان مستوئی-سردار گڑھ

آرناز، دری خیل کے نام

بھولی ہوئی صدا ہوں مجھے یاد کیجئے
تم سے کہیں ملا ہوں مجھے یاد کیجئے
منزل نہیں ہوں خضر نہیں ہوں راہزن نہیں ہوں
منزل کا راستہ ہوں مجھے یاد کیجئے

سمیع اللہ سمعی-دری خیل

اک پنے کے نام

کل رات میں نے خواب میں دیکھا تھا آپ کو
کل رات میرے واسطے تو چاند رات تھی

مس صبا-کلر سیداں

زیڈ، سرگودھا کے نام

ٹھہرنے کے بعد کبھی ملے اگر زندگی میں
دیکھ کر یوں نظر نہ جھکا لینا
دیکھا ہے کہیں شاید آپ کو
یہی سوچ کر ہاتھ ملا لینا

سراج خان-کرک

AK، چوکی سکھیکی کے نام

خوش ہو جاؤ میں آ رہا ہوں
تم میرے پاس آ جاؤ میں کہیں اور جا رہا ہوں

امجد وکی کوروٹانہ-لکڑیانوالہ

کالا باغ میں مقیم کسی اپنے نام

مسافر تو بچھڑتے ہیں رفاقت کب بدلتی ہے
محبت زندہ رہتی ہے محبت کب بدلتی ہے
ہم تمہی کو چاہتے ہیں تمہی سے پیار کرتے ہیں

محمد افضل جواد-کالا باغ

K، خانیوال کے نام

مجھے بھلانے کا فیصلہ وہ روز کرتا ہے شاہد
مگر اس کا کوئی بس نہیں چلتا میری وفا کے سامنے

شاہد اقبال خٹک-کرک جندری

کسی اپنے کے نام

چکرا کے گر نہ جاؤں میں اس تیز دھوپ میں
مجھ کو ذرا سنبھال بڑی تیز دھوپ ہے

تنویر احمد گوندل-لالہ موسیٰ

انسب، ساہیوال کے نام

عرش پر خاک نشینوں کا بسیرا نہ کرو
جو نہ پوری ہو کبھی ایسی تمنا نہ کرو
حسن کو تم نے جدا سمجھا ہے لیکن اے گلزار
خود بنائے ہوئے معبود کی پوجا نہ کرو

ساگر گلزار کنول-فورٹ عباس

راجہ سکندر زمان، ابوظہبی کے نام

غربت نے آ کے ڈالے کچھ اس طرح سے ڈیرے
رشتے خلوص کے سارے آخر بکھر گئے

راجہ فیصل مجید-کراچی

KK، ٹھٹھہ قریشی کیا نام

وہ مجھ سے بچھڑ کر خوش ہے تو اسے خوش ہی رہنے دو
وہ میرے ساتھ رہ کر اداس رہے یہ مجھے اچھا نہیں لگتا

مدثر سعید تبسم-اٹک

دوستوں کے نام

مٹی میری قبر سے چرا رہا ہے کوئی
مر کے بھی مجھے یاد آ رہا ہے کوئی
دو پل کی زندگی اور دے
اداس میری قبر سے جا رہا ہے کوئی

صابر اقبال-قصور

ایس اینڈ آر، مانگٹ کے نام

برسوں گزر گئے رو کر نہیں دیکھا
آنکھوں میں نیند تھی مگر سو کر نہیں دیکھا
کیا جانے درد محبت کا
جس نے خود کبھی کسی کا ہو کر نہیں دیکھا

قمر اعجاز گوندل مرتیز-گوجرہ

طاہر، سرگودھا کے نام

میں تجھ کو بھول جاؤں مگر ایک شرط ہے
گلشن میں جا کے پھول سے خوشبو کو جدا کرو

محمد عرفان بٹ-سرگودھا

شاہد حسین جھولے والا ملتان کے نام

تیری دوستی نے سب کو سکھا دیا
خاموش دنیا کو پھر سے جگا دیا
قرض دار ہوں میں اپنے رب کا
جس نے تجھ جیسے دوست سے ملا دیا

سجاد حسن جھولے والا-ملتان

راج کماری، منڈی بہاؤالدین کے نام

ہم مر بھی گئے تو ہماری یادیں تم سے وفا کریں گی اسد
یہ مت سمجھ ہم نے تمہیں چاہا تھا صرف چھوڑ دینے کے لئے

اسد شہزاد-گوجرہ

سیّدہ کنیز پنجتنی نقوی، کراچی کے نام

کہا مین نے لاڈلا میں ہوں مٹی میں کیوں اتروں
جواب آیا کہ سب کو یہ سمندر پار کرنا ہے

پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی-کراچی

جو بھول چکے ہیں ان کے نام

کبھی نہ کبھی تو بہاروں کے پھول مرجھا جائیں گے
بھولے بھی کبھی ہم تمہیں یاد آئیں گے
احساس ہو گا تمہیں ہماری دوستی کا
جب ہم بہت دور چلے جائیں گے

محمد اسحاق انجم-کنگن پور

انیلہ غزل، حافظ آباد کے نام

تیری نیم کش نگاہیں تیرا زیر لب تبسم
یونہی اک ادائے مستی یونہی اک فریب سادہ

صنم شیرازی-جوہر آباد

کسی اپنے کے نام

انسان تو کبھی مکمل اپنا بھی نہیں ہوتا
اس نے خط میں لکھا ہے کہ میں صرف تیری ہوں

عثمان غنی-رحیم یار خان

ایم، لاہور کے نام

غیروں سے کچھ گلا نہیں اپنوں سے کچھ ملا نہیں
میں وہ غم کی کتاب ہوں جسے کسی نے پڑھا نہیں
تیرے معصوم دامن کی قسم اے بچھڑنے والے
بہت مجبور ہوتا ہوں تو رو لیتا ہوں

عثمان غنی-لاہور

عائشہ کرن، لاہور کے نام

سدا دور رہو غم کی پرچھائیوں سے
سامنا نہ ہو کبھی تنہائیوں سے
میرا ارمان ہے ہر خواب پورا ہو آپ کا
یہی دعا ہے دل کی گہرائیوں سے

سید عارف شاہ-جہلم

اپنی پارو، لالہ موسیٰ کے نام

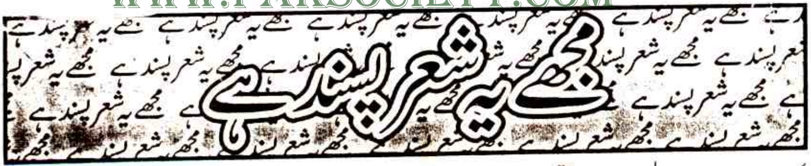
پارو! پاس آؤ اک التجا سن لو
پیار ہے تم سے بے پناہ سن لو
پارو! اک تم ہی کو تو خدا سے مانگا ہے
جب بھی مانگی کوئی دعا سن لو

صدا حسین صدا-کیلا سکے

ایس، کراچی کے نام

مقدر کے کھیل بڑے پیارے ہوتے ہیں دین
اگر تم سے نہیں ملتے تو بچھڑتے کس سے

دین محمد بگٹی-کراچی



اک عمر بیت چلی ہے تجھے چاہتے ہوئے
تو آج بھی بے خبر ہے کل کی طرح
..........محمد فیضان شاہ-رحیم یارخان

میری زندگی کے مالک میرے دل پہ ہاتھ رکھ دے
تیرے آنے کی خوشی میں میرا دل مچل نہ جائے
..........عبدالستار نیازی

یہ اداس شامیں میری تنہائی کو ایسا عروج بخشتی ہیں
کہ مجھے پھر وہی اک وہی بس وہی شخص یاد آتا ہے
..........NAK-کبیروالہ

تو ہوتا ہے رنجیدہ تو بکھر جاتی ہے میری ساری کائنات
فقط اتنی سی التجا ہے مجھ سے روٹھا نہ کرو
..........رئیس ارشد-خان بیلہ

مانا کہ تیری دید کے قابل نہیں ہوں میں
تو میرا شوق دیکھ میرا انتظار دیکھ
..........عبدات علی-ڈی آئی خان

اداس ہونٹوں پہ مسکراہٹ کے پھول آئیں تو جان لینا
کہ دل کے اندر کچھ اداسی بہت اداسی میں ڈھل رہی ہے
..........شعیب شیرازی-جوہر آباد

انسان تو کبھی مکمل اپنا بھی نہیں ہوتا
اس نے خط میں لکھا ہے کہ میں صرف تیری ہوں
..........عثمان غنی-رحیم یارخان

اک اجنبی شخص تھا جو پل بھر میں بچھڑ گیا
عمر بھر کی رفاقت کا اچھا صلہ دیا
..........محمد وصی مغل-واہ کینٹ

کاش وہ میرے جذبات کو سمجھ سکتا کاوش
مجھے اچھا نہیں لگتا منہ سے اظہار کرنا
..........رئیس ساجد کاوش-خان بیلہ

ہم ہنستے ہیں تو انہیں لگتا عادت ہے مسکرانے کی
وہ نادان ہے یہ بھی نہیں سمجھتے کہ یہ ادا ہے غم چھپانے کی
..........مدثر نواز-جڑانوالہ

وفا کے آنچل سے نکلی ہے ایک خون کی نہر
خون ہوا ہے بے وفا کا وفا کے ہاتھوں
..........عدنان خان-ڈی آئی خان

وہ مجھ کو بھول بیٹھا ہے نہیں حیرت مجھے محسن
وہ اپنی عام سی چیزوں کو اکثر بھول جاتا ہے
..........عبدالوحید-بندیال

تڑپ کے دیکھو کسی کی چاہت میں تو پتہ چلے کہ پیار کیا ہوتا ہے
یونہی دل جائے اگر کوئی بنا تڑپ تو کیسے پتہ چلے کہ پیار کیا ہوتا ہے
..........رئیس صدام ساحل-خان بیلہ

دوستوں سے بچھڑ کر یہ حقیقت کھلی فراز
دنیا حسین ہے مگر دوستوں کے ساتھ
..........محمد عثمان-لیہ

اٹھی جب میت میری تو رونے والوں میں کوئی اپنا نہ تھا دوستو!
میرے قاتل ہی رو پڑے مجھے تنہا دیکھ کر
..........ایم فاروق-رحیم یارخان

بات تو صرف چاہت اور خلوص نیت کی ہوتی ہے ساقی
ورنہ دوست اور دشمن شروع ایک ہی حرف سے ہوتے ہیں
..........محمد ثاقب رفیق

ایک مدت سے میری سوچ کا محور تو ہے
ایک مدت سے میری ذات کے اندر تو ہے
میں تیرے پیار کے ساحل پہ کھڑی ہوں تنہا
میری چاہت میری الفت کا سمندر تو ہے
..........یاسمین سلیم قادری-کراچی

تو تو سرمایہ ہستی ہے میرا ذکر ہی کیا
ہم تو دشمن کو بھی اے دوست دعا دیتے ہیں
..........محمد فیضان شاہ-رحیم یارخان

تم پہ بیتے گی تو جان جاؤ گے فراز
کوئی نظرانداز کرے تو کتنا درد ہوتا ہے
..........عبادت علی-ڈی آئی خان

چلو کہ بہت رات ہوئی اب لوٹنا ہے مجھے
کہ میرے گھر میں منتظر ہے تنہائی میری
..........مدثر نواز-جڑانوالہ

دور اک بستی آباد کریں گے
اس بستی کے لوگ ہمیں یاد کریں گے
جب ہم اقبال اس کی محفل میں نہ ہوں گے
تڑپیں گے فریاد کریں گے

✪ .... محمد اقبال رحمٰن-سہیکی بالا ہزارہ

سنا ہے درد کا احساس اپنوں کو ہوتا ہے آکاش
جب درد ہی اپنے دیں تواحساس کے ہو آکاش

✪ .... چوہدری سعید آکاش-مظفر آباد

مانا کہ ہماری ذات میں سو عیب ہیں مگر
بکتے نہیں خدا کی قسم کبھی ہم فقیر لوگ

✪ .... محمد افضل جواد-کالا باغ

برسوں بعد جو ہنستے ہوئے اس چہرے کو دیکھا اداس
بری طرح سے لرز کے رہ گئی میرے دل کی زمین

✪ .... نصیر احمد اینڈ اداس-مظفر آباد

میری محبت کو دولت کے ترازو میں مت تول اے دوست
میں نے وہ زخم بھی کھائے ہیں جو قسمت میں نہیں تھے

✪ .... سفیر اداس موہری-مظفر آباد

ہوتا ہے اپنی آنکھ کا آنسو بھی بے وفا شاہد
وہ بھی نکلتا ہے تو کسی اور کی خاطر

✪ .... شاہد اقبال خٹک-کرک

دلوں میں نفرت ہے محبت کس سے مانگتے ہیں
پیالے زہر کے بھرے ہیں شربت کدہ سے مانگتے ہیں

✪ .... شاہد اقبال خٹک-جندری، کرک

عجیب شام کھڑی ہے کہیں سے آ جاؤ
بڑی اداس گھڑی ہے کہیں سے آ جاؤ
زمانہ جس کو سمجھتا ہے موتیوں کی چمک
وہ آنسوؤں کی لڑکی ہے کہیں سے آ جاؤ

✪ .... پرنس مظفر شاہ-پشاور

کوئی مہر نہیں کوئی قہر نہیں پھر سچا شعر سنائیں کیا
اک ہجر جو ہم کو لاحق ہے تا دیر اسے دہرائیں کیا

✪ .... محمد اقبال رحمٰن-سہیکی بالا

گر تیرے سامنے پرچم کفر بلند ہو
یا الا اللہ نہ کہہ یا اسے تار تار کر دے

✪ .... محمد اعظم-عارف والہ

اندر کی ٹوٹ پھوٹ نے ویران کر دیا ہمیں
ورنہ ناز تھا ہم کو کہ آفتاب ہیں ہم

✪ .... محمد عمیر مظہر سنی-نبکیاں

ستاروں سے پہاڑوں سے فریاد کرتا ہوں
قسم خدا کی میں تم کو دن رات یاد کرتا ہوں

✪ .... حفیظ اللہ-وندر

ایسی بھی کیا خطا تھی کہ محبت میں یہ سزا ملی
کہتے ہیں کہ دنیا جدائی دیتی ہے
مگر ہم کو تو دلبر سے ہی بے وفائی ملی

✪ .... عبدالرحیم لاسی-لسبیلہ

چلو اب میری سانسیں ہی امانت رکھ لو ناز
شاید اس طرح بن جاؤں تیرے اعتبار کے قابل

✪ .... این علی ناز-ڈھوک مراد

مت اعتبار کرنا کسی کا اس دنیا میں ناز
اکثر وہی دھوکا دیتے ہیں جن کو ٹوٹ کر چاہا جائے

✪ .... علی ناز-ڈھوک مراد

جلا ڈالا تپتے صحرا نے پاؤں کو
کتنا مشکل تھا چھوڑنا اپنے گاؤں کو

✪ .... ظفر نور بھٹو-اوباوڑہ

محبت نایاب تھی تو نے عام کر دی
عرصے کی چاہت پل بھر میں نیلام کر دی
دکھ تعلق کے ٹوٹ جانے کا نہیں عمران
درد یہ ہے چاہت اس نے بدنام کر دی

✪ .... عمران انجم راہی-ستہ پانی

خوش نہ تھا مجھ سے بچھڑ کر وہ بھی مستوئی
اس کے چہرے پر لکھا تھا پھر بھی لوگو

✪ .... سردار اقبال-سردار گڑھ

خوشبو بتا رہی ہے کہ وہ راستے میں ہے
موج ہوا کے ہاتھ میں اس کا سراغ ہے

✪ .... سردار محمد اقبال خان مستوئی-سردار گڑھ

یاد کر کے اور بھی تکلیف ہوئی تھی مستوئی
بھول جانے کے سوا اب کوئی بھی چارہ نہ تھا

✪ .... سردار محمد اقبال خان مستوئی-سردار گڑھ

بعد مرنے کے تیری لحد پہ آئے گا کون فدا
یہاں لوگ بتوں کو دفناتے نہیں جلا دیتے ہیں

✪ .... جمیل فدا خیر پوری-خیر پور میرس

ہوتا ہے اپنی آنکھ کا آنسو بھی بے وفا خضر
وہ بھی نکلتا ہے تو کسی اور کی خاطر

خضر علی-گنڈاکس

خوف آیا نہیں سانپوں کے گھنے جنگلوں سے
مجھے محفوظ رکھا میری ماں کی دعا نے

نبیل نکہ بندھوڑ-تتہ پانی

اک قطرہ تو کیا سمندر ہی اس کے نام کر دیتا
وہ کہتی تو سہی اک بار پیاسے لہجے میں

جہانگیر اسلم گوندل-منڈی بہاؤالدین

مٹ جاتے ہیں وہ لوگ ریت کی دیواروں کی طرح الطاف
اپنے سے زیادہ جو کسی سے پیار کرتے ہیں

چوہدری الطاف حسین دکھی-بھمبر

جب کبھی جی میں آئے تو آزما لینا اے دوست
لہو بھی دیں گے چراغوں میں جلانے کے لئے

چوہدری الطاف حسین دکھی-بھمبر

چاندنی رات میں چاند گوارا نہ ہوا مجبور
ہم تو سبھی کے تھے مگر کوئی ہمارا نہ ہوا

دین محمد مجبور-بولان

کیوں کروں میں یہ دعا کہ اے میری عمر لگ جائے الطاف
ہو سکتا ہے آج آخری دن ہو میری زندگی کا

چوہدری الطاف رکن-کھڈورہ

وہ مجھ کو بے وفا کا لقب دیتا ہے
سانس چلتی ہے مگر مردہ بنا دیتا ہے
مت پوچھ اس کے میخانے کا پتہ
اس کے تو شہر کا پانی بھی نشہ دیتا ہے

چوہدری الطاف حسین دکھی-کھڈورہ

قبروں میں نہیں ہم کو کتابوں میں اتارو
ہم لوگ محبت کی کہانی میں مرے ہیں

فیض اللہ مجاور-سخی سرور شریف

ہم تیرے شہر میں یونہی پھرتے رہے وصی
نہ کسی نے چاہ پوچھی نہ لسی

عدیل شہزاد نقی-بھکر

تڑپ اے دل تیرے تڑپنے میں بڑی تسکین ہوتی ہے
جدائی اپنے پیاروں کی بڑی غمگین ہوتی ہے

نصیر الدین نصیر-پنجکوٹ

آنکھ کا لگنا بھی اک قیامت ہے
نہ لگی آنکھ جب سے آنکھ لگی ہے

جابر عباس حمزہ-سرگودھا

دیتا ہوں ہر اک کو پیار کی نظر سے
کہیں بچھڑا ہوا وہ میرا محبوب ہی نہ ہو

شاہد منیر راز-بڈانی

تقدیر بن جائے گی اس خدا کو یاد تو کر
وہ سب کچھ دیتا ہے اس کا شکر ادا تو کر

سید عارف شاہ-جہلم

اے حسینو! خود پر ناز کرنا چھوڑ دو
عاشقوں کا خون پی کر مسکرانا چھوڑ دو

سید عارف شاہ-جہلم

بہت دنوں کے بعد عائشہ تمہاری تحریر آئی
خوشی ہوئی تم کو عارف کی یاد آئی

سید عارف شاہ-جہلم

میرا لکھنے کا انداز شاید تمہیں پسند نہ ہو
پر زبان ساتھ نہ دے تو کیا کروں

ظفر نور بھٹو-اوباوڑہ

انتقاماً مجھ کو وہ درد وفا مجھ کو دے جائے گا
زخم لے کر اک دل درد کیا خبر تھی
جاتے جاتے وہ دعا دے جائے گا

احمد نجمی-کالاباغ

کانٹوں کے بدلے پھول کیا دو گے
آنسوؤں کے بدلے خوشی کیا دو گے
ہم چاہتے ہیں آپ سے عمر بھر کا پیار
ہمارے اس سوال کا جواب کیا دو گے

احمد مجمی-پپلاں

کسی کے بچھڑ جانے سے مر کوئی نہیں جاتا اے دکھی
مگر زندگی کے انداز بدل جاتے ہیں

میاں محمد عرف دکھی-پنڈی گھیب

میں اس بے بسی کی دنیا میں کیسے جیوں اے زیڈ
یہاں سکون تو ملتا ہے مگر سب کچھ لٹ جانے کے بعد

ایم زیڈ اے گبول-جاجا ب گوٹھ

خود ہی اپنے سائے کے آگے کھڑا ہوں ہاتھ پھیلائے
طلب دینا سے کیا کرتا ہوں میں سائل ہوں فقط اپنا

بابر سواتی-میانوالی

محبت زندگی کے فیصلوں سے لڑ نہیں سکتی
کسی کو کھونا پڑتا ہے اور کسی کا ہونا پڑتا ہے

ملک افضل ساگر-سٹی صفدر آباد

✪ .... ایم امین خان-ایبٹ آباد

سیکھ لو کسی کے پیار کی قدر کرنا تم
کہیں کوئی مر نہ جائے تمہیں یاد کرتے کرتے

✪ .... محمد عمیر مظہر سنی-تبکیاں

جب بھی مشکل آئے علَم کو اٹھا کے رکھنا
اپنے سپنوں میں حسینؑ کی محبت کو بسا کر رکھنا

✪ .... محمد واصف-واہ کینٹ

آنکھیں اداس، روح پریشان، دل نڈھال
برپا ہوئی ہے ایک قیامت کہاں کہاں

✪ .... محمد اسحاق انجم-کنگن پور

مجھے بکھرنے نہ دینا میرے مقدر کی طرح
یہ تیری زلف نہیں جو پل بھر میں سنور جائے

✪ .... قمر شہزاد اعجاز گوندل-گوجرہ

چلتے چلتے پسینہ آ گیا
سامنے دیکھا تو مدینہ آ گیا

✪ .... محمد افنان-رکن سٹی

بڑی گستاخیاں کرنے لگا ہے میرا دل مجھ سے
یہ جب سے تیرا ہوا ہے میری سنتا ہی نہیں

✪ .... محمد وقاص احمد حیدری-سہگل آباد

اک ہستی ہے جو جان ہے میری
جو جان سے بھی بڑھ کر ماں ہے میری
خدا حکم کرے تو سجدہ کر دوں اسے
کیونکہ وہ کوئی اور نہیں ماں ہے میری

✪ .... سجاد حسن جھولے والا-ملتان

ہونٹ چہرے پے یوں اس کے نظر آتے ہیں
دودھ میں رکھی ہوں جیسے دو پتیاں گلاب کی

✪ .... اسد شہزاد-گوجرہ

شعلوں میں گر گیا ہوں شاید
دعوؤں سے پھر گیا ہوں شاید
بھٹک رہا ہوں جابجا آوارہ
تیرے دل سے اتر گیا شاید

✪ .... راجو کیکڑا-لاہور

تیرے آنے کی خوشبو میرے دل میں بس جاتی ہے
تیرے قدموں کی آہٹ میرے دل میں سما جاتی ہے
تیرا چاند سا چہرہ آنکھوں میں بس جاتا ہے
جیسے تیرا نام میرے نام کے ساتھ سج جاتا ہے

✪ .... محمد واصف-وصی مغل

عمر گزر گئی ہے میری یہ سوچتے سوچتے فراز
کہ ہرنوکیا موبائل آن ہونے پر کون ہاتھ ملاتے ہیں

✪ .... انعام علی-جنڈ

الزام محبت کے ڈر سے چھوڑ دیا شہر اپنا اے دوست
ورنہ یہ چھوٹی سی عمر پردیس کے قابل تو نہ تھی

✪ .... لعل شاہ رخ خان-کرک

ٹوٹے ہوئے میخانے پر جام نہیں آتا
عشق کے مریض کو آرام نہیں آتا
اے دل توڑنے والے تو نے یہ تو سوچا ہوتا
ٹوٹا ہوا دل کسی کے کام نہیں آتا

✪ .... عفیفہ عندلیب-علی پور چٹھہ

موت سے نہ ڈرا اے بندے موت تو ایک دن آنی ہے
ڈرنا ہے تو اس سے ڈر جس نے موت لانی ہے

✪ .... محمد افنان-رکن سٹی

کاش میں ایک کبوتر ہوتا
اڑتا نیلے آسمانوں میں
پیار کی بازی لگاتا میں
اور گرتا تیرے مکانوں میں

✪ .... راجو کیکڑا-لاہور

غرور تو ہونا تھا ان کو ہماری محبت کی شدت دیکھ کر
مگر وہ اپنی قدر کی سوچ میں ہماری قیمت ہی بھول گئے

✪ .... اسد شہزاد-گوجرہ

رسوا کر دیا مجھے زمانے بھر میں
تیری چاہت نے یہ حال کر دیا زمانے میں
اب تو خوشی پاس نہیں آتی مگر
غموں نے گھیر لیا مجھے زمانے بھر میں

✪ .... وصی مغل

میں اس کا ہوں یہ راز تو وہ جان گیا راجو
وہ کس کا ہے یہ سوال مجھے سونے نہیں دیتا

✪ .... راجو کیکڑا-لاہور

الجھا رہی ہے مجھ کو یہی کشمکش مسلسل
وہ آ بسا ہے مجھ میں یا میں اس میں کھو گیا
------لقمان حسن۔ ڈیرہ اسماعیل خان

کفن کی گرہ کھول کے میرا دیدار تو کر لو
بند ہو گئیں وہ آنکھیں جن کو تم رولایا کرتی تھی
------لقمان حسن۔ ڈیرہ اسماعیل خان

مثل شیشہ ہیں ہمیں تھام کے رکھنا ایس
ہم تیرے ہاتھ سے چھوٹے تو بکھر جائیں گے
------ساجد انصاری۔ جلالپور بھٹیاں

ہم تو پھول کی ان پتیوں کی طرح ہیں ایس
جنہیں خوشی کی خاطر لوگ قدموں میں بچھا لیتے ہیں
------ساجد انصاری۔ جلالپور بھٹیاں

سوکھے پتوں کی طرح بکھرے ہیں ہم تو ایس
کسی نے سمیٹا بھی تو جلانے کے لیے
------ساجد انصاری۔ جلالپور بھٹیاں

عارف رفتہ رفتہ تیری آنکھ جس سے لڑی ہے
جس سے لڑی ہے وہ دور رہتی ہے
------سید عارف شاہ۔ جہلم

ٹوٹی قبر پر بال بکھیرے جب کوئی مہ جبین روتی ہے
اکثر مجھے خیال آتا ہے موت کتنی حسین ہوتی ہے
------سید عارف شاہ۔ جہلم

فکر معاش ۔ماتم جاناں اور غم دل
آج سب سے معذرت کہ موسم حسین ہے
------محمد وقاص احمد حیدری۔ سہگل آباد

دل کا روگ تھا نہ یادیں تھیں نہ ہی یہ سحر تھا
تیرے پیار سے پہلے نیندیں بڑی کمال کی تھیں
------محمد وقاص احمد حیدری۔ سہگل آباد

عطر کی شیشی گلاب کا پھول
جنت کا شہزادہ خدا کا رسول ﷺ
------افنان محمود۔ رکن

تاروں میں چمک پھولوں میں رنگت نہ رہے گی
ارے کچھ بھی نہ رہے اگر محمد ﷺ کا میلاد نہ رہے گا
------افنان محمود۔ رکن

ادھر آ ستم گر ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں
------محمد علی چھترو۔ آزاد کشمیر

آج کیوں کوئی شکوہ یا شکایت نہیں مجھ سے
تیرے پاس تو لفظوں کی جاگیر ہوا کرتی تھی
------محمد علی چھترو۔ آزاد کشمیر

کن لفظوں میں بیان کروں اپنے دل درد کو علی
سننے والے تو بہت ہیں سمجھنے والا کوئی نہیں
------محمد علی چھترو۔ آزاد کشمیر

ہم جیسے برباد دلوں کا جینا کیا مرنا کیا
آج تیرے دل سے نکلے ہیں کل دنیا سے نکل جائیں
------محمد علی چھترو۔ آزاد کشمیر

یہ شرط محبت بھی عجیب ہے وصی
میں پورا اتروں تو وہ معیار بدل دیتے ہیں
------وقاص اینڈ شہزاد۔ گو

آنکھوں میں حیا ہو تو پردہ دل کا ہی کافی ہے
نہیں تو نقابوں سے بھی ہوتے ہیں اشارے محبت
------راجہ کامران راجو۔ کس

اجالے اپنی یادوں کے ہمارے پاس رہ
نجانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو
------رخسار احمد۔ کوٹھا

کبھی نہ ٹوٹنے والا حصار بن
تو میری ذات میں رہنے کا فیصلہ
------سنبل خان۔ کوٹھا

خوش رہنا بھی چاہوں تو رہ نہیں
کیونکہ غموں نے میرے گھر کا راستہ دیکھ
------محمد عدنان۔

میں کیا خود سے اسے پکاروں کہ لو
کیا اسے خبر نہیں کہ میرا دل نہیں لگتا اس
------نسیم۔

ہر روز ہم اداس ہوتے ہیں اور شام گزر جا

اک روز شام اداس ہوگی اور ہم گزر جائیں گے
--------------اختر علی۔صوابی
میں نے پوجا ہے تجھے تیری عبادت کی ہے
تجھ کو چاہا ہے صنم تم سے محبت کی ہے
--------------عبادت علی۔ڈی آئی خان
تو اشک بن کر میری آنکھوں میں سماجا
میں آئینہ دیکھوں تو تیرا عکس بھی دیکھوں
جو نیازی رہے خواب میں آنے سے بھی خائف
آئینہ دل میں اسے موجود ہی دیکھوں
--------------اسد شہزاد۔گوجرہ
آنکھوں کی طرح راز ہے کھلتا بھی نہیں
وہ سیلاب بھی بن جاتا ہے دریا بھی نہیں
اس شخص کے پہلو میں سکوں کتنا ہے
جب کہ گرجائیں مندر نہیں کعبہ بھی نہیں وہ
--------------عائشہ رحمٰن۔کبیر والا
تیرے حسن کا روپ چھا گیا پھولوں کی خوشبو میں
مت چھپا اپنا چاند سا چہرہ اپنی کالی زلفوں میں
--------------سید عارف شاہ۔جہلم
زندگی کے حسین سفر میں انسان بدل جاتے ہیں
ساتھی دامن چھڑا کے کہیں دور نکل جاتے ہیں
--------------محسن عزیز حلیم۔کوٹھہ کلاں
کون کہتا ہے تیری چاہت سے بے خبر ہوں
بستر کی ہر شکن سے پوچھو کیسے گزرتی ہے رات
--------------محسن عزیز حلیم۔کوٹھہ کلاں
مت بہاؤ آنسو بے قدروں کیلئے
جو لوگ قدر کرتے ہیں وہ رونے نہیں دیتے
--------------مرزا عامر نوید۔منڈی بہاؤالدین
اسی کا شہر وہی مدعی وہ منصف
ہمیں یقین تھا قصور ہمارا ہی نکلے گا
--------------تنزیلہ حنیف۔ٹلہ جوگیاں
یوں تیری چاہتیں سنبھال رکھی ہیں
جیسے عیدی ہو میرے بچپن کی

--------------صدا حسین صدا کیلا سکے
دل کی دھڑکن تو فقط ہوش کا تقاضا ہے
یہ دنیا تو سانس لینے کی اجازت نہیں دیتی
--------------رانا بابر علی ناز۔لاہور
دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے
--------------پرنس عبدالرحمٰن گجر۔نین رانجھا۔
ساری زندگی تنہائیوں کی نظر ہوگئی
تمام عمر غموں میں بسر ہوگئی
کیا دیا ہمیں اس زندگی نے
خوشیاں ملی تو دکھوں کو خبر ہوگئی
--------------عابدہ رانی۔گوجرانوالہ
لذت گناہ کی خاطر ہار دی تھی جس نے جنت ہادی
میری رگوں میں بھی اس آدم کا خون ہے
--------------ممریز بشیر گوندل گوجرہ
اس نے سمجھا ہی نہیں نہ سمجھنا چاہا
میں چاہتا بھی کیا تھا اس سے اسکے سوا
--------------تنزیلہ حنیف ٹلہ جوگیاں
کسی کے چلے جانے سے کوئی مر نہیں جاتا
بس زندگی کے انداز بدل جاتے ہیں
--------------قمر اعجاز گوندل گوجرہ
میں سجدوں میں تیری عافیت کی دعا مانگوں گا
سنا ہے خدا بیوفاؤں کو معاف نہیں کرتا
--------------غلام فرید جاوید۔حجرہ شاہ مقیم
ہوتی ہوگی میرے بوسے کی طلب میں پاگل آکاش
جب بھی زلفوں میں کوئی پھول سجاتی ہوگی
--------------رائے اطہر مسعود آکاش
میرے وعدوں کو اس نے مذاق سمجھا
میرے پیار کو اس نے جذبات سمجھا
گزری جب اس کی گلی سے لاش میری
اس پتھر دل نے اسی کو بھی بارات سمجھا
--------------غلام عباس ساغر لنگرائے

غزل

جب تصور میں پائیں گے تمہیں
پھر ڈھونڈ نے آ جائیں گے تمہیں
تم نے دیوانہ بنایا مجھ کو
لوگ افسانہ بنائیں گے تمہیں
حسرتو! دیکھو یہ ویرانہ دل
اس نئے گھر میں بسائیں گے تمہیں
مری وحشت مرے غم کے قصے
لوگ کیا کیا نہ سنائیں گے تمہیں
آہ! میں کتنا اثر ہوتا ہے
یہ تماشا بھی دکھائیں گے تمہیں

احتشام علی خواجه، اٹک سٹی

غزل

تجھے یاد کر کے شام و سحر میں رویا کرتی ہوں
کیسے کٹے گی زندگانی اپنی یہ سوچا کرتی ہوں
تیرے بنا تو ایک ایک پل بھی صدیوں کا گزرتا ہے
بڑی حسرت سے تصویر تیری اشکوں سے بھگویا کرتی ہوں
میرے جسم و جان کو صبر ہی نہیں آتا تیرے بنا
تیری یاد میں ہر پل آنسوؤں کے موتی پرویا کرتی ہوں

فرزانه خان، کوٹ ادو

غزل

روئے گا دل مگر فریاد نہ نکلے گی
تیری ڈولی کے بعد یہاں سے میری میت نکلے گی
اس وقت اے ستم گر پچھتائے گا تو بھی
جب تجھے میرے مرنے کی خبر ملے گی
تڑپ تڑپ کے میری یاد میں روئے گا دل ترا
اس وقت مگر تیرے منہ سے کوئی آہ نہ نکلے گی

سجاد علی اسد، جھل مگسی

غزل

مجھے تلاش ہے اس کی جو صرف میرا ہو
میرا نصیب بنے میرے دل کے پاس رہے
میرے قریب ہو اتنا کہ سانس رک جائے
مجھی کو چاہے ہنسائے ستائے پیار کرے
وہ میری مانگ سجائے مجھی کو بہلائے
میں سوچتا ہوں کہ میری وفا کی شہزادی
کہیں تو ہوگی زمانے کی بھیڑ میں گم
کبھی تو میرے لئے اس کا دل تڑپے گا
کبھی تو پیار کا شعلہ لہو میں بھڑکے گا

ایس احسان علی قریشی، تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

غزل

بند آنکھوں میں کوئی سپنا تھا چاند دیکھا تو تیری یاد آئی
سپنے میں کوئی اپنا تھا پھول چوما تو تیری یاد آئی
جب آنکھ کھلی تو ہم نے جانا یونہی بیٹھے تھے ذرہ تنہائی میں
کہ سپنا آخر سپنا تھا دل میرا دھڑکا تو تیری یاد آئی

فرزانه خان، کوٹ ادو

غزل

آج ساون کی پہلی بارش میں

جو چلی ہوا تو تیری یاد آئی
رات کو سوتے میں اک جھٹکا لگا
جب جگا تو تیری یاد آئی
برسوں بعد جو گزرے تیری گلی سے ہم
تو اس پل صنم ہرجائی تیری یاد آئی
بھول جاؤں گا اسے میں احسان
ایس یہی سوچا تو تیری یاد آئی

ایس احسان علی قریشی، کھاریاں،
ضلع گجرات

وہ لگے ظاہری آنکھ سے ہمیں پتلیوں کا کمال سا
وہ مقام آیا حیات میں وہ سلجھ گیا میں الجھ گیا
رہا اس کے جال میں کاٹتا میرے گرد بن گیا وہ جال سا
وہ خوشبوؤں میں بھا گئے وہ جو رنگ و نور سجا گئے
یونہی آ گیا ہے مجھے ابھی ان ہی موسموں کا خیال سا
وہی سردمہری مزاج میں وہی بے مہری سی نگاہ میں
یہی شاہد کے عودعیب تھے وہ ہی یعقوب میرا بن گیا حال
سا

شاہد عمران مرزا، شیخوپورہ

غزل

جب تک یہ آگ دل میں ہمارے لگی نہ تھی
یہ عالم نوں یہ دیوانگی نہ تھی
تصویر آج آپ کی یوں دیکھتا رہا
تصویر جیسے آپ کی دیکھی کبھی نہ تھی
لطف و کرم کا سلسلہ ہم پر دیا تری
جب تک وفا کی ٹوٹ کے مالا گری نہ تھی
کلیاں وہی تھیں پھول وہی اور وہی چمن
ان سب پر تیرے بعد مگر تازگی نہ تھی
کیسے نہ جانے بات وہی عام ہوگئی
جو دل کی بات عزمی کسی سے کہی نہ تھی

ایس ایف محمد سعید ملک آف
بھاولپور

غزل

یہ شب فراق یہ بے بسی ہے قدم قدم یہ اداسیاں
میرا ساتھ کوئی نہ دے سکا میری حسرتیں ہیں دھواں دھواں
میں تڑپ تڑپ کے جیا تو کیا میرے خواب مجھ سے بچھڑ گئے
میں اداس گھر کی صدا ابھی مجھے دے نہ کوئی تسلیاں......
یہ فضا جو گرد و غبار ہے میری بے کسی کا مزار ہے
میں وہ پھول ہوں جو نہ کھل سکا میری زندگی میں وفا کہاں
چلی ایسی درد کی آندھیاں میرے دل کی بستی اُجڑ گئی
یہ راکھ ہے بجھی بجھی اس میں میری ہے نشانیاں......

شاہد عمران مرزا، شیخوپورہ

غزل

وہ محبتوں کا جہاں لئے میرے سامنے تھا مثال سا
مگر اب کی رُت میں یہ کیا ہوا وہ جہاں ہے روبہ زوال سا
نہ امنگ ہے نہ نگاہ ہے نہ وہ رنگ چہرے کا لال سا
نہ خوشی ہوئی کیسی بات ہے نہ ہی رنج سا نہ ملال سا
کسی اور ہاتھ میں ڈور ہے کسی اور ہاتھ کا ہے یہ ہنر

غزل

کبھی یوں بھی دعاؤں میں میری حسرتیں میرے نام کر
میرے درد مجھ سے تو چھین لے میری چاہتیں میرے نام کر
میرے خواب کتنے ہیں بے کراں مجھے بادلوں سے ہیں الجھنیں
میرے سارے درد و الم مٹا سبھی قربتیں میرے نام کر
شب غم میں جینا کٹھن بہت میرے ساقیا مجھے جام دے
یوں سمندروں کو پیام دے سب سخاوتیں میرے نام کر
میں سلگ رہا ہوں بہار میں تری جستجو کے مقام پر
مجھے آرزو سے نواز دے یوں عنائتیں میرے نام کر

غزل

محبت سے عنایت سے وفا سے چوٹ لگتی ہے
بکھرتا پھول ہوں مجھ کو ہوا سے چوٹ لگتی ہے
میں شبنم کی زباں سے پھول کی آواز سنتا ہوں
عجیب احساس سے اپنی صدا سے چوٹ لگتی ہے
تجھے خود اپنی مجبوری کا اندازہ نہیں........... شاید
نہ کر عہدِ وفا عہدِ وفا سے چوٹ لگتی ہے

غزل

پرندے بھلا کیوں ہوا سے ڈر رہے ہیں
درختوں پہ بھلا کب گھر رہتے ہیں
عجیب ویران ہے شہر تمنا
یہ کیسے لوگ ہیں کیا کر رہے ہیں
کہانی پھر کوئی ترتیب دے دیتے ہیں
ہم ہی ہیں جو بہت بے درد ہیں
شاعری سے ہم کو ہے کیا لگاؤ
شعر ہیں کہ خود ہی بن رہے ہیں
نہ پوچھ تو ہم سے جاناں
کیسے تمہاری یاد میں تڑپ رہے ہیں
اس دل میں تمہارے لئے بہت کچھ ہے
ہم تو راستہ محبت چن رہے ہیں
تم نے مانگا ہے ہم سے دل ایسے
سو دل تم پہ وار رہے ہیں

ناصر پردیسی، راجہ پور

تمام عمر اسی نے سفر میں رکھا ہے
ستارہ سمجھ کر جس کو نظر میں رکھا ہے
بچھڑنے والا کسی روز مل ہی سکتا ہے
اسی امید پر قدم انجانی منزل پر رکھا ہے
پرندے کھوج میں نکلے ہیں دانے کی
سو انتظار کے اب کیا شجر میں رکھا ہے
بچا بھی سکتا ہے وہ عکس کو بکھرنے سے
وہ جس نے عکس کو شیشے کے گھر رکھا ہے
اگر وہ دل بھی دکھائے تو دکھ نہیں ہوتا
ہنر دے کر بے ہنر ہی ہم کو رکھا ہے
میں چاہتا ہوں کہ وہ مجھ سے بچھڑ جائے
وہ جس نے مجھ کو بچھڑنے کے ڈر میں رکھا ہے
ہنر تو مجھ میں نہیں ہے کوئی مگر ناصر
کرم ہے اس کا صف معتبر میں رکھا ہے

ناصر پردیسی، راجہ پور

کسی سے نہیں ملے

تم سے نہیں ملے تو کسی سے نہیں ملے
ملنا بھی پڑ گیا تو خوشی سے نہیں ملے
دنیا تو کیا خود سے بھی کرتے رہے گریز
جب تک نہیں ملے تو کسی سے نہیں ملے
جو بے طلب تھا اس کی رہی طلب
جو ملنا چاہتا تھا اس سے نہیں ملے
ملنے کی زندگی میں سب کچھ ملا ریاض
تم مل گئے تو لوگ خوشی سے نہیں ملے
ہم اپنے دشمنوں سے گلے مل کر آگئے ریاض
جس کے لئے گئے تھے اس سے نہیں ملے

استاد بصرہ ریاض، گھوٹکی قادر پور

غزل

جگمگاتے جگنوؤں کا قافلہ میں اور تو
یہ شبوں کے رتجگوں کا سلسلہ میں اور تو
بے بسی کا حیرتوں میں مست ہو کے دیکھنا
زرد موسم خاموشی اک حادثہ میں اور تو
جنوری کی سرد شامیں گاؤں کی وہ ٹی سٹال

ریل گاڑی کے ٹھہرنے کی صدا میں اور تو
پائن ایپل کے درختوں کی مہک چارسو
گھوٹکی کی سمت جاتا راستہ میں اور تو
استاد بصرہ ریاض ۔ گھوٹکی قادر پور

اپنی زلفیں جو تم نہ بکھراؤ
کوئی بھی موسم بہار نہیں
محمد ساجد سعید، کسنسے

سایہ ہو محبت

دو چار لفظ کہہ کر میں خاموش ہو گیا
وہ مسکرا کر بولے بہت بولتے ہو تم
پیار میں دوری بھی ہوتی ہے کوئی بات نہیں
بات تو یاد رکھنے کی ہوتی ہے سب دل کی
آج کس زبان سے تیری بے وفائی کا شکوہ کرو
کبھی اس زبان سے تیری تعریف ہوا کرتی تھی
تم ترک تعلق کا کسی سے ذکر مت کرنا
میں لوگوں سے کہہ دوں گا اسے فرصت نہیں ہے
توڑ گئے پیمان وفا اس دور میں کیسے کیسے لوگ
یہ مت سوچ ریاض کہ تیرا ہی صنم ہرجائی ہے
استاد بصرہ ریاض ۔ گھوٹکی قادر پور

غزل

تعلق توڑ دیتا ہوں مکمل توڑ دیتا ہوں
جسے چھوڑ دیتا ہوں مکمل چھوڑ دیتا ہوں
محبت ہو کہ نفرت ہو بھرا رہتا ہوں شدت سے
جدھر سے آئے یہ دریا ادھر ہی موڑ دیتا ہوں
یقین رکھتا نہیں ہوں میں کسی کچے تعلق پر
جو دھاگا ٹوٹنے والا ہو اس کو توڑ دیتا ہوں
میرے دیکھے جو سپنے کہیں لہریں نہ لے جائیں
گھر و در ریت کے تعمیر کر کے چھوڑ دیتا ہوں
بصرہ اب تک وہی بچپن وہی تخریب کاری ہے
قفس کو توڑ دیتا ہوں پرندے چھوڑ دیتا ہوں
استاد بصرہ ریاض، گھوٹکی قادرپور روڈ

غزل

دل میں طوفان چھپائے بیٹھا ہوں
یہ نہ سمجھو مجھ کو پیار نہیں ہے
تم جو آئے ہو میری دنیا میں
اب کسی اور کا انتظار نہیں ہے
دل میں طوفان چھپائے بیٹھا ہوں
میری قسمت کہ تم سے ☆ ہوں
اور زندگی سے بھی مجھ کو پیارے ہو تم
سامنے تم ہو تو کر جائیں
بن تمہارے مجھ کو قرار نہیں
تم جو آؤ تو پھول کھلتے ہیں
سوتوں کو سراب کرتے ہیں

غزل

جہاں آج اپنی ملاقات ہوگی
نئے لوگ ہوں گے نئی بات ہوگی
ہوا وقتِ رخصت اگر دلربا کا
تو آنکھوں سے اشکوں کی برسات ہوگی
اسی وقت میرا جنازہ اٹھے گا
گلی میں جو تیری بارات ہوگی
خدا کے سوا کون میرا یہاں پر
وہاں گھر ہے میرا جہاں رات ہوگی
نہیں کوئی تیرا غمدل اب یہاں پر
تیرے ساتھ رب کی فقط ذات ہوگی
غمدل ارشد علی مشوری، لاڑکانہ

کوئی تو تھا کہ جو دیتا تھا دعا شام کے بعد
آہیں بھرتی ہے شب ہجر یتیموں کی طرح
سرد ہو جاتی ہے ہر روز ہوا شام کے بعد
شام تک قید رہا کرتے ہیں دل کے اندر
درد ہو جاتے ہیں سارے ہی رہا شام کے بعد
لوگ تھک ہار کے سو جاتے ہیں لیکن جاناں!
ہم نے خوش ہو کے تیرا درد سہا شام کے بعد
شام سے پہلے تلک لاکھ سلائے رکھیں جاگ اٹھتی ہے
محبت کی انا شام کے بعد
خواب ٹکرا کے لپٹ جاتے ہیں بند آنکھوں سے
جانے کس جرم کی کس کو ہے سزا شام کے بعد
چاند جب رو کے ستاروں سے گلے ملتا ہے
اک عجب رنگ کی ہوتی ہے فضا شام کے بعد
ہم نے تنہائی سے پوچھا کہ ملو گی کب تک
اس نے بے چینی سے پوچھا کہ ملوں گی شام کے بعد
میں ار خوش بھی رہوں پھر بھی میرے سینے میں
سوگواری کوئی روتی ہے سدا شام کے بعد
تم گئے ہو تو سیاہ رنگ کے کپڑے پہنے
پھرتی رہتی ہے میرے گھر میں قضا شام کے بعد
لوٹ آتی ہے میری شب کی عبادت خالی
جانے کس عرش پہ رہتا ہے خدا شام کے بعد
دن عجیب مٹھی میں جکڑے رکھتا ہے مجھے
مجھ کو اس بات کا احساس ہوا شام کے بعد
کوئی بھولا ہوا غم ہے جو مسلسل مجھ کو
دل کے پاتال سے دیتا ہے صدا شام کے بعد
مار دیتا ہے اجڑ جانے کا دہرا احساس
کاش ہو کوئی کسی سے نہ جدا شام کے بعد

راجہ عرفان ۔ گھوٹکی

غزل

زندگی درد کی زنجیر بھی ہوسکتی ہے
سرمئی شام کی تعبیر بھی ہوسکتی ہے
وہ بھی انساں ہے پریشان نہ ہونا اے دوست!
لوٹنے میں اسے تاخیر بھی ہوسکتی ہے
تم جسے رات سے تعبیر کیا کرتے ہو
وہ مرے چاند کی تنویر بھی ہوسکتی ہے
دل میں نشتر کی طرح دوست اترنے والی
بات ہوسکتی ہے تحریر بھی ہوسکتی ہے
اس لئے دیکھتا رہتا ہوں ستارے صابر
اِن میں الجھی ہوئی تقدیر بھی ہوسکتی ہے

صابر علی صابرؔ پھلروان، سرگودھا

غزل

نجانے کب کہاں، کچھ کھو گیا ہے
ہوا ایسے گماں، کچھ کھو گیا ہے
مری دھرتی کی سانسیں کہہ رہی ہیں
فلک کے درمیاں، کچھ کھو گیا ہے
دکھائی دے رہا ہے وہ جو مجمع
مرے ہم دم وہاں، کچھ کھو گیا ہے
مری تشویش بڑھتی جارہی ہے
مرے احساسِ جاں، کچھ کھو گیا ہے
مرا بھی کھو گیا تھا ایک سپنا
ترا بھی خاکداں، کچھ کھو گیا ہے
بہت اسرار پر صابر کسی نے
کہا اتنا یہاں، کچھ کھو گیا ہے

صابر علی صابرؔ، سرگودھا

عبدالقادر، آزاد کشمیر

غزل

آدھی رات کو یہ دنیا والے جب خوابوں میں کھو جاتے ہیں
ایسے میں محبت کے روگی یادوں کے چراغ جلاتے ہیں
کرتے ہیں محبت سب ہی مگر ہر دل کو صلہ کب ملتا ہے
آتی ہیں بہاریں گلشن میں ہر پھول مگر کب کھلتا ہے
میں رانجھا نہ تھا تو ہیر نہ تھی ہم اپنا پیار نبھا نہ سکے
یوں پیار کے خواب تو بہت دیکھے تعبیر مگر ہم پا نہ سکے
میں نے تو بہت چاہا لیکن تو رکھ نہ سکی وعدوں کا بھرم
اب رہ رہ کے یاد آتا ہے کیا جو تو نے اس دل پہ ستم
پردہ جو اٹھا چہرے سے تو لوگ کہیں گے ہرجائی
مجبور ہوں میں دل کے ہاتھوں منظور نہیں تیری رسوائی
سوچا ہے اب اپنے ہونٹوں پر میں چپ کی مہر لگا لوں گا
میں تیری سلگتی یادوں سے اب اس دل کو بہلا لوں گا

عثمان چوددھری اینڈ چودھری
عبدالقادر، آزاد کشمیر

نعت

زینت جہان کی تو ہمارا رسولؐ ہے
عرش بریں کا نور ہمارا رسولؐ ہے
خیر البشر ہے ذات گرامی حضورؐ کی
انسانیت کو جان سے پیارا رسولؐ ہے
ثانی نہیں ہے جس کا کوئی بھی جہان میں
نازاں ہے جس پر عرش وہ ہمارا رسولؐ ہے
ہر مشکل حیات میں ان کو پکار لو
سب پہ ہی مہربان ہمارا رسولؐ ہے
کوئی نظیر ڈھونڈ کے لایا نہ آج تک
بے مثل بے مثال ہمارا رسولؐ ہے
سر پر احسان انؐ کا سایہ ہے ہر گھڑی
بے مثل سائباں جو ہمارا رسولؐ ہے

ایسؔ احسان علی قریشی ڈنگہ روڈ نونا روی، گجرات

غزل

لگا کر دل پریشان ہے محبت دیکھ لی ہم نے
امیدیں بن گئیں آنسو یہ چاہت دیکھ لی ہم نے
لگی ہیں ٹھوکریں ایسی کہ اب جینا بھی مشکل ہے
کسی سے کیا کریں شکوہ یہ قسمت دیکھ لی ہم نے
کبھی بھولے سے دل والو کسی سے پیار نہ کرنا
یہاں اپنے پرائے ہیں حقیقت دیکھ لی ہم نے
ستا لے آسماں تو بھی ستا لے غم کے ماروں کو
مصیبت اور کیا ہوگی مصیبت دیکھ لی ہم نے
بچھڑ کر کیسے جئے ہیں کبھی نہ پوچھا تم نے صنم!
محبت گر یہی ہے تو محبت دیکھ لی ہم نے

عثمان چوددھری اینڈ چودھری

مجھے تم اچھی لگتی ہو

بھلا لگتا ہے سب کو مگر تم مجھے اچھی لگتی ہو
جو ہونا ہو سو ہونا ہو، مجھے تم اچھی لگتی ہو
کبھی کبھی اجاگتے سپنے مجھے اچھے نہیں لگتے
مگر تم سوؤ یا جاگو، مجھے تم اچھی لگتی ہو
یہ مانا غیر ممکن ہے ملن تیرا میری جاناں
مگر میں کیا کروں بولو، مجھے تم اچھی لگتی ہو
نہیں ہے گر یقین تم کو میری باتو کا میری جاناں
میرے احباب سے پوچھو، مجھے تم اچھی لگتی ہو
اگر پھر بھی یقین نہ آئے میری صداؤں گا
میرا دل چیر کر دیکھو، مجھے تم اچھی لگتی ہو
میرے خدا! جو خیالوں میں تمہاری یہ ادائیں ہیں

مری زرد آنکھوں کو خواب دے مری ساری سوچوں کو تاب
مجھے نفرتوں کا جواز دے سبھی الفتیں میرے نام کر

شیخ محمد شاہد، شیخوپورہ

غزل

زندگی اے زندگی دیکھ میری بے بسی
میرے ہر سوال کا تو جواب دے
یا تو مجھے زہر دے یا شراب دے
اپنے آپ سے خفا کر دیا نصیب نے
مجھ کو اپنوں سے جدا کر دیا نصیب نے
ہر دعا کو بددعا کر دیا نصیب نے
میری خوشیاں کیا ہوئیں کچھ حساب دے
یا تو مجھے زہر دے یا شراب دے

مرزا عمران، شیخوپورہ

غزل

حالات میکدے کے کروٹ بدل رہے ہیں
ساقی بہک رہے ہیں مے کش سنبھل رہے ہی
کم شو سے مناؤ جشن بہار یارو!
اس روشنی تلے کچھ گھر بھی جل رہے ہیں
اے ہم سفر یہ شائد تم کو خبر نہیں ہے
کچھ حادثے بھی میرے ہمراہ چل رہے ہیں
کتنے غموں کو ہم نے ہنس کر چھپا لیا ہے
کچھ غم امیر لیکن اشکوں میں ڈھل رہے ہیں
ساقی بہک رہے ہیں مے کش سنبھل رہے ہیں
حالات میکدے کے کروٹ بدل رہے ہیں

عمر فاروق، پنڈ دادنخان

مزاحیہ غزل

ہم یار ہیں تمہارے بیچتے ہیں چھوہارے
ہم سے لیا کرو ہم سے لیا کرو
جاں میں نے بیوپار کیا ہے
ہاں میں نے کاروبار کیا ہے
ہم یار ہیں تمہارے بیچتے ہیں چھوہارے
ہم سے لیا کرو ہم سے لیا کرو
سائیکل کو گرا کے لوری کو جھکایا
سیکھا ہے کہاں سے یوں ورما لگانا
آتا ہے تمہیں تو یوں چھوہارے چرانا
جاؤ جی ہٹو جی چھوڑ یوں ستانا
ہم یار ہیں تمہارے بیچتے ہیں چھوہارے
ہم سے لیا کرو ہم سے لیا کرو

محمد شریف، پیر جگی موڑ TDA

غزل

کچھ ایسی ابتدا ہے میری محبت میں کیا بتاؤں
کہ آج تک تڑپ رہا ہوں محبت میں کیا بتاؤں
وہ ستم گر ہی کچھ ایسا ملا مجھے محبت میں
کہ دل کے ٹکڑے ہوئے تھے میری محبت میں
کچھ ایسی داستان غم تھی میں کیا بتاؤں
کہ اتنے ملے تھے زخم مجھ کو اس کی محبت میں
بکھرا تھا جو ریزہ ریزہ ہو کر کچھ اس طرح
کہ آج تک ترس رہا ہوں بوند بوند کو محبت میں
میں اتنا جو نادان تھا اس کی محبت میں
ملی اتنی سزا مجھ کو اس کی محبت میں
کہ نہ جی سکا نہ ہی مر سکا اس کی محبت مین

ساغر شہزد

غزل

کیسا دل کو روگ لگائے پھرتا ہے دکھی ساغر

آنکھوں میں کچھ خواب سجائے پھرتا ہے دکھی ساغر
آشناؤں کے دیپ جلائے پھرتا ہے دکھی ساغر
تیرے غم کا بوجھ اٹھائے پھرتا ہے دکھی ساغر
ہر موسم ساون بھادوں گرمی ہو کہ سردی ہو
آنکھوں میں برسات برسائے پھرتا ہے دکھی ساغر
اک دن تو آن ملیں گے روٹھ کے جانے والے
کیسی کیسی آس لگائے پھرتا ہے پھرتا ہے دکھی ساغر
شائد ہم کو یاد تو کرتا ہوگا بھولنے والے
یونہی اپنا دل بہلائے پھرتا ہے دکھی ساغر
شیشے کی دکان سجانے والو! تم بھی محتاط رہنا
ہاتھوں میں سنگ اٹھائے پھرتا ہے دکھی ساغر
دامن چاک گریباں چاک مٹی تنکے بالوں میں
ایسا اپنا حال بنائے پھرتا ہے دکھی ساغر

ساغر جی دکھی، چک حسن ارائیں

غزل

آنکھوں میں بسا لوں تجھے خواب کی طرح
دیکھوں گا ہر گھڑی تجھے کتاب کی طرح
آنکھوں میں سما کر تیری وفا کی دلکشی
مہکاتا میری سانسوں کو پھر گلاب کی طرح
دیکھوں تیری آنکھوں میں تو ہو جاتا ہوں مدہوش
چڑھ جاتا ہے مجھے نشہ شراب کی طرح
چھوتا تیرا رخسار گر ہوتا تیرا آنچل
جب چہرے پہ چڑھاتی ہے مجھے نقاب کی طرح
تیرے چہرے سے نظر ہٹتی نہیں اک پل بھی
پھنسا ہوں تیرے حسن میں گرداب کی طرح
اے کاش میں ہوتا دیا تیرے آنگن کا
چمکاتا تیرے آنگن کو مہتاب کی طرح

ساغر جی دکھی، چک حسن ارائیں

غزل

اٹھو اے دل زدگان آسمان بنانا ہے
ہمیں اڑا کے دھواں آسمان بنانا ہے
ملال حسرت تعمیر کیا بتائیں تجھے
مکان بنانا یہاں آسمان بنانا ہے
زمین بنائی ہے ہم نے برائے دربدراں
برائے گمشدگان آسمان بنانا ہے
ابھی سے کرنے لگے ہیں تھکان کی باتیں
ابھی تو ہمسفراں آسمان بنانا ہے

پروفیسر رمضان جانی، پنڈ دادنخان

غزل

تتلی جو ایک مجھ کو ملی تھی کتاب میں
وہ اپنا عکس چھوڑ گئی میرے خواب میں
اب تک وہ میرے ذہن میں الجھا سوال ہے
شامل رہا جو ہر گھڑی میرے نصاب میں
آنکھوں میں نیند ہے نہ کوئی خواب دور تک
رہتا ہوں میں بھی آج کل کیسے عذاب میں
ملتا تھا گردشوں سے گلے لگ کے چاند بھی
آئے سمٹ کے فاصلے کتنے سراب میں
آخر میری وفا کا مجھے کیا ملا ثمر
لکھا نہ ایک حرف بھی اس نے جواب میں

ذکاء اللہ قریشی، کندیاں

شام کے بعد

آنکھ بن جاتی ہے ساون کی گھٹا شام کے بعد
لوٹ جاتا ہے اگر کوئی خفا شام کے بعد
وہ جو ٹل جاتی رہی سر سے بلا شام کے بعد

اسے کہنا بھولے ہم بھی نہیں ہیں
سنا ہے اس نے وفا کا دعویٰ کیا ہے
اسے کہنا بے وفا ہم بھی نہیں ہیں
☆ ---------- جنیدا قبال-اٹک

کچھ نہیں ملتا

کسی کی آنکھوں سے سپنے چرا کر کچھ نہیں ملتا
مزاروں سے چراغوں کو بجھا کر کچھ نہیں ملتا
حسینہ سے کہو کہ پلکوں پر نہ ٹانگے خواب کے جھالر
سمندر کے کنارے گھر بنا کر کچھ نہیں ملتا
نہ جانے کون سے جذبے کی میت یوں تسکین کرتا ہوں
بظاہر تو تیرے خط جلا کر کچھ نہیں ملتا
مجھے اکثر ستاروں سے یہ آواز آتی ہے
کسی کے ہجر میں یوں نیندیں گنوا کر کچھ نہیں ملتا
جگر ہو جائے گا چھلنی آنکھیں خون سے روئیں گی
کسی کا دل دکھانے سے کچھ نہیں ملتا
شکیل بدایونی---------- عدنان خان-ڈی آئی خان

غزل

میں کسی اور کا ہوں اتنا بتا کر رویا
وہ مجھے مہندی لگے ہاتھ دکھا کر رویا
مجھے انجام محبت نہیں معلوم تھا ہرگز
یہ کہا اور مجھے سینے سے لگا کر رویا
جو مجھے ضبط کی تلقین کیا کرتا تھا
وہ زمانے کو میرا حال سنا کر رویا
آنسو بن کر نہ نکل جاؤں کہیں
اس ڈر سے اپنے اشکوں کو وہ آنکھوں میں چھپا کر رویا
وصل کا آخری لمحہ جومیسر تھا ہمیں
اسی لمحے میں وہ صدیوں کو سما کر رویا
☆ ---------- ایم امیر عاصم ملک-پپلاں

آرزو

جانے کیوں شکست کا حساب لئے پھرتا ہوں
میں کیا ہوں اور کیا خواب لئے پھرتا ہوں
اس نے اک بار کیا تھا سوال محبت
میں ہر لمحہ وفا کا جواب لئے پھرتا ہوں
اس نے پوچھا کب سے نہیں سوئے تم
میں تب سے جاگی ہوں راتوں کا حساب لئے پھرتا ہوں
اس کی خواہش تھی کہ میری آنکھوں میں پانی دیکھے
میں اس وقت سے آنسوؤں کا سیلاب لئے پھرتا ہوں
افسوس یہ کہ پھر بھی وہ میری نہ ہوئی
میں جس کی آرزو کی کتاب لئے پھرتا ہوں
جس کو ملنے کی آرزو تھی بہت دیر سے ملی تو کچھ یوں
کہ ہم نظر اٹھا کر تڑپ گئے وہ نظر جھکا کر چلی گئی
☆ ---------- آفاق احمد کنڈی-ڈیرہ اسماعیل خان

لٹ گیا

تیری یاد دل سے بھلا تو رہا ہوں
ابھرتا ہے لیکن بھلاتے بھلاتے
میں زخمی جگر تجھے کیسے دکھاؤں
دکھانے کے قابل ہو تو دکھاؤں
مجھے یہ بھی ڈر ہے میرا زخم نازک
کہیں بڑھ نہ جائے دکھاتے دکھاتے
لٹیروں کی دنیا سے تجھ کو بچایا اب
سمجھ آ جائے خود لٹ گیا ہوں اے لٹیرے تجھے بچاتے بچاتے
☆ ---------- عدنان خان-ڈی آئی خان

غزل

بدلتی رت کا اشارہ دیکھتے ہیں
اب کیسے گزارا ہو گا یہ دیکھتے ہیں
محبت کی رسم بھی کتنی عجیب ہے
جانے والے پلٹ کے دوبارہ دیکھتے ہیں
ڈوبنے والے ڈوبنے سے ذرا پہلے
اک امید پہ کنارہ دیکھتے ہیں
کیا محبت ہمیں بھی راس آئے گی
آؤ اپنا اپنا کنارہ دیکھتے ہیں
☆ ---------- جنیدا قبال-اٹک

غزل

ہر کسی کا ادب نہیں کرتے
پہلے کرتے تھے اب نہیں کرتے
صرف تجھ کو خدا سے مانگا ہے

اور کچھ بھی طلب نہیں کرتے
روٹھ جائے گا غم اسی ڈر سے
آپ روئے کرب نہیں کرتے
اتنے محتاط ہیں زمانے سے
بات کبھی بے سبب نہیں کرتے
لفظ بھی ہم سے روٹھ جاتے ہیں
ہم تیرا ذکر جب نہیں کرتے انیلا

☆ ---- انیلا شہزادی

غزل

اسی طرح سے ہر اک زخم خوشنما دیکھے
وہ آئے تو مجھے اب بھی ہرا بھرا دیکھے
گزر گئے ہیں بہت دن رفاقت شب میں
اب عمر ہو گئی چہرہ وہ چاند سا دیکھے
مرے سکو سے جس کو گلہ رہے کیا کیا
پڑتے وقت ان آنکھوں کا بولنا دیکھے
میرے سوا بھی کئی رنگ خوش نظر تھے
تجھ کو دیکھ چکا ہو وہ اورکیا دیکھے
تجھے عزیز تھا اور میں نے اس کو جیت لیا
میری طرف بھی تو اک پل تیرا خدا دیکھے

☆ ---- رابی خان-پشاور

غزل

تو شریک سخن نہیں تو کیا
ہم سخن تیری خامشی ہیابھی
یاد کے بے نشاں جزیرے سے
تیری آواز آتی ہے ابھی
شہر کی بے چراغ گلیوں میں
زندگی تجھے ڈھونڈ رہی ہے ابھی
سو گئے لوگ اس حویلی کے
اک کھڑکی مگر کھلی ہے ابھی
وقت ضرور اچھا آئے گا رسوا
غم نہ کر زندگی پڑی ہے ابھی

☆ ---- وارث آصف خان نیازی-واں بھچراں

اجنبی

چاند سورج اور ستارے اجنبی
اک مسافر سب نظارے اجنبی
معجزہ ہے گردش حالات کا
شہر اپنا لوگ سارے اجنبی
اجنبیات کا تعلق خوب ہے
ہم تمہارے تم ہمارے اجنبی
جان کے دشمن ہمارے آشیاں
آشیاں سارے کے سارے اجنبی
زندگی کی تلخیاں ہیں ہم نشیں
پھول خوشبو رنگ سارے اجنبی
وہ جسے ہم نے علی اپنی پہچان دی
آج وہ ہم کو پکارے اجنبی

☆ ---- فرید علی نہی-سیت پور

غزل

اسکی جانب میں کیا حال بھیجوں
کچھ درد بھیجوں یا زندگی کا زوال بھیجوں
بھیجوں آنکھوں سے گر کے اشک
یا اشکوں کا بھیگا ہوا رومال بھیجوں
اپنی بے بسی کو بیان کر دوں
یا مجبوریوں کو میں امتحان بھیجوں
دکھوں کے اک اک دنکو بھیجوں
یا یادوں کا پورا سال بھیجوں
ہمارا دلت و آپ کے پاس ہے
کہو تو جان کو ہی اپنی نکال بھیجوں

☆ ---- راجہ عمر-تھوتھال

بے بسی

موسم بدل گئے زمانے بدل گئے
لمحوں میں دوست برسوں پرانے بدل گئے
دن بھر رہے جو میری محبت کی چھاؤں میں
وہ لوگ دھوپ ڈھلتے ہی ٹھکانے بدل گئے
کل جن کے لفظ لفظ میں چاہت تھی پیار تھا
لو آج ان لبوں کے ترانے بدل گئے
اک شخص کیا گیا میرا شہر چھوڑ کر
جینے کے سارے ڈھنگ بہانے بدل گئے

☆ ---- فرید علی نہو-سیت پور

کوئی رُت ہو کوئی موسم، مجھے تم اچھی لگتی ہو

ریاض علی راجپوت، گھوٹکی قادر پور روڈ

غزل

ٹوٹے ہوئے دل کو
ہم جوڑ دیں گے
اے یاد آنے والے
تجھے یاد کرنا
ہم چھوڑ دیں گے
جب تیری وفائیں
ساتھ تھیں ہمارے
خوشیوں کے آشیانے
بستے تھے اس دل میں
جب تم نے روپ بدلا
دکھایا اصلی چہرہ
غم کے اندھیروں کا
بن گیا خوشیوں پہ سہرا
اب میں ہوں ہر غم کا
اور ہر غم ہے میرا
اب تم بن ہے جینا
اور تم بن ہے مرنا

سجاد علی اسد، جھل مگسی، بلوچستان

غزل

جیون کالی رات ہے
تنہا میری ذات ہے
یادیں اور خاموش نگاہیں
ہر لمحہ برسات ہے
خالی کمرہ اور کھلونے
بچپن میرے ساتھ ہے
کیسی چاہت اور تمنا
اپنوں کی سوغات ہے
میں پاگل دیوانہ مجنوں
تیری سند ذات ہے
تو مہتاب کے کرنوں جیسی
کیا میری اوقات ہے
تنہائی سے ڈر لگتا ہے
شاہد میری مات ہے
تیرے خواب سجا بیٹھے ہیں
یہ بھی کوئی بات ہے
اک دن راد مر جائے گا
میں ہوں اور فٹ پاتھ ہے

مرزا عمران، شیخوپورہ

آنسو

شیشم اب تک سہا سا چپ چاپ کھڑا ہے
بھیگا بھیگا، ٹھٹھرا ٹھٹھرا
بوندیں پٹا پٹا کر کے
ٹپ ٹپ کرتی ٹوٹتی ہیں تو سسکی کی آواز آتی ہے
بارش کے جانے کے بعد بھی
دیر تلک ٹپکار رہتا ہے
تم کو چھوڑے دیر ہوئی ہے
آنسو اب تک ٹوٹ رہے ہیں

سجاد حسین نومی، پنڈ دادنخان

☆☆☆

مجھے بھول جانے کا شکریہ

یوں راہِ وفا کی سلیب پر دو قدم اٹھانے کا شکریہ
بڑا پرخطر تھا یہ راستہ تیرا لوٹ جانے کا شکریہ
جو اداس ہیں تیرے ہجر میں جنہیں بوجھ لگتی ہے زندگی
سر بزم انہیں دیکھ کر تیرا مسکرانے کا شکریہ
تیری یاد کس کس بھیس میں میرے شعر و نغمہ میں ڈھل گئی
یہ کمال تھا تیری یاد کا مجھے یاد آنے کا شکریہ
جو زمانے بھر کا اصول تھا وہ اصول تو نے نبھاہ دیا
یہی رسم ٹھہرے گی معتبر مجھے بھول جانے کا شکریہ
☆ ---------- فرید علی نہی-سیت پور

محبت اب نہیں ہو گی

میری حسرت کے جنازے کو اٹھانے والے
کتنے بے درد ہیں یہ لوگ زمانے والے
کوئی اپنا نہیں مطلب کی ہے دنیا ساری
اب کہاں ملتے ہیں وہ یار پرانے والے
میں دعا گو ہوں سدا نیند ہو مبارک تجھ کو
ہجر کا درد مجھے دے کے جگانے والے
بس یہی سوچ کے ہر بار مناتا ہوں تجھے
لوٹ کے آتے نہیں روٹھ کے جانے والے
ان کے سینوں میں کبھی جھانک کے دیکھو تو سہی
کتنے افسردہ ہیں اوروں کو ہنسانے والے
☆ ---------- فرید علی نہی-سیت پور

بڑی حسین رات تھی

چراغ و آفتاب گم بڑی حسین رات تھی
شباب کا نقاب گم بڑی حسین رات تھی
مجھے پلا رہے تھے وہ کہ خود ہی شمع بجھ گئی
گلاس گم شراب گم بڑی حسین رات تھی
لبوں سے لب جو مل گئے لبوں سے لب جو سل گئے
سوال گم جواب گم بڑی حسین رات تھی
لکھا تھا جس کتاب میں کہ عشق تو حرام ہے
فرید وہ کتاب گم نصیب گم بڑی حسین رات تھی
☆ ---------- فرید علی نہی-سیت پور

غزل

اپنے لئے شاہراہِ حیات ہموار کر نہ سکا
اظہار کر کے بھی میں تجھے پیار کر نہ سکا
مجھے تیرے پیار سے جاں عزیز نہ تھی لیکن
میں چاہ کر بھی تجھ پہ جان نثار کر نہ سکا
تو ہو بھی جاتی شاید تقدیر میری
بس میں ہی تجھ کو اپنا کر نہ سکا
افسوس یہ نہیں ہے کہ تو میرا ہو نہ سکا
دکھ یہ ہے کہ میں خود کو تیرا کر نہ سکا
تیرے عشق کا یہ ادب ہے دل میں طاہر
میں آج تک کسی اور کو پیار کر نہ سکا
☆ ---------- ایم طاہر القادری سروانہ-حضرو

اک ماں نے بیٹے سے کہا

کتنے ارمانوں سے پالا تھا میں نے تجھ کو
پھر دائمی سوگ دیا تو نے مجھ کو
یاد کر حالات کٹھن کو تو ذرا
نہ سویا کرتا تھا تو پاس بلائے بنا مجھ کو
آ گئی ہیں کیوں تلخیاں اب دل میں تیرے
کیا میرے جوشِ محبت میں آ گئی کمی بتلاؤ مجھ کو
تیرے واسطے میں نے کتنے جتن کئے تھے
اب ہو گیا ہے دشوار تجھ پہ سنبھالنا مجھ کو
اک بلبل تھی جو گلشن اغیار میں گئی
آہ! کیا خبر تھی حالاتِ زیست کی مجھ کو
ایسے گزرتے ہیں شب و روز ہجر میں تیرے طاہر
کہ ناگن کی طرح ڈستی ہیں ویران راتیں مجھ کو
☆ ---------- ایم طاہر القادری سروانہ-حضرو

غزل

تجھے اپنے ہاتھوں کی لکیروں میں نہ بسایا تو پھر کہنا
آ کے تجھے تیرے خوابوں میں نہ ستایا تو پھر کہنا
تیری سوچوں میں گزر جاتی ہے ساری رات
زندگی بھر راتوں کو نہ جگایا تو پھر کہنا
ڈھونڈتے پھرو گے تم ہر جگہ ہم کو
اپنے عشق میں تجھے پاگل نہ بنایا تو پھر کہنا

آپ کے خطوط

اسلام علیکم۔ جولائی کا خوفناک پانچ جولائی کو ملا سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا جس میں درود پاک کی برکات بیان کی گئی تھی ماں سے محبت اور اس کی یاد میں علی شان لاہور نے خوب لکھا ہے گڈ بھائی ندیم عباس میوانی جی گڈ باقی حقیقت تو آپ خود ہی جانتے ہیں کہ سٹوری میں کمال کس کا ہے بھید بھائی خالد شاہان ہر بار نیو رنگ سے قسط لاتے ہیں کہ پچھلی قسط کا تو قصہ ہے ختم ہوتا ہے اچھا قصہ ہے ہزاروں سال کا تھوڑی سی دلچسپی پیدا کرو خشک سٹوری اچھی نہیں لگتی۔کوٹ جناح ابناس سعادت اشرف گڈ سٹوری جی تو محترمہ آپ کا نام کافی چھوٹا ہے مزید بھی نام بڑھائیں امید ہے کہ اگلی قسط مزے دار ہوگی آپی کم کم نشاد اور انکل ریاض احمد کہاں غائب ہیں مایا کال محمد وارث آصف گڈ جی گڈ۔مگر کیا تھک گئے ہو لکھتے لکھتے جو صفحات کم لکھے ہیں عاشق بچھور ینا محمود ایسا لگتا ہے آپ کو بھی کسی بچھو سے محبت ہوگئی ہے ورنہ موذی بچھو کی اتنی تعریف کہاں پلیز نو مائنڈ صرف جوک تھا۔ہنی مون کاشف عبید کاوش۔عجیب کھیل۔فلک زاہد لاہور۔قاتل دھاگا رابعہ ارشد۔معصوم بٹی عمرانہ سرور۔پری کی رہائی صبیحہ۔قاتل عاشق صائمہ لیاقت۔سرد عشق ردا جمیل سب نے خوب لکھا ہے سب کو مبارک ہو اللہ تعالیٰ خوفناک کی محفل کو یوں ہی سجائے رکھے۔ہماری طرف سے سب کو سلام۔

فرخندہ جبیں بہاولپور

اسلام علیکم اللہ تعالیٰ یوں ہی ہماری محفل کو ہمیشہ آباد رکھے میں فرسٹ ائیر کے ایگزام کی وجہ سے قسط وار کہانیاں نہیں پڑھ پائی سب سے پہلے بات کرتے ہیں بھید کی بھائی محمد خالد شاہان نے اپنی انتہائی محنت سے ہمیں پہنچائی ہے پہلی قسط کافی مزے دار تھی دوسری نے کچھ بور کیا تیسری چوتھی پانچویں زبردست تھیں مگر بھائی جان آپ ماشاء اللہ بہت اچھا لکھتے ہیں پلیز مائنڈ نہ کرنا آپ کی قسطوں میں کچھ ربط نہیں ہے کیوں کہ ابھی تک ہیرو صاحب نے کسی بھی دشمن کا مقابلہ نہیں کیا اور مقابلہ کس سے کرتے ہو پلیز کچھ تو خیال کرو ایک ہے ٹو پک پر سٹوری کو چلائیں ہر قسط الگ ہوتی ہے تلاش عشق انکل جان ہم آپ سے بہت ہی ناراض ہیں کیوں کہ آپ لکھتے لکھتے کہا غائب ہو جاتے ہو ابتک تو سات قسطیں ہو جاتی مگر آپ غائب ہو جاتے ہو سبھی قسطیں ویری گڈ اور تو ساحل کو بھی اڑنے کا شوق پیدا ہو گیا ہے پلیز پھر غائب نہ ہونا ورنہ پھر ہم غائب ہو جائیں گے سیاہ ہیولہ۔آپی قسم قسم نشاد گڈ جی گڈ اینڈ ویری گڈ مگر آپ بھی کبھی کبھی بھائی خالد شاہان کی طرح کرنے لگ جاتی ہو۔کمال کا سیا ہیولہ ہے کیا آپی جان پریاں بھی گالیاں دیتی ہیں فارا ایگزمپل۔کتے کمینے۔ہاہاہا۔پھر لگتا ہے آپ کو بھی ہماری طرح میچ دیکھنے کا شوق ہے مایا کال بھائی محمد وارث گزشتہ چار قسطوں کا خلاصہ بالکل سمجھ آ گیا تھا باقی پانچویں اور چھٹی قسطیں بہت ہی اچھی تھیں پڑھ کر مزہ آ گیا آخری قسط کا بے صبری سے انتظار ہے قاتل دھاگہ رابعہ ارشد گڈ جی گڈ نمبر شمارہ آنے پر مبارکباد قبول فرمائیں عاشق بچھور ینا محمود پونم تم خود تو نہیں کہیں گڈ سٹوری تھی کوٹ جناح ابناس سعادت اشرف نے خوب اپنے قلم کے ساتھ انصاف کیا گڈ جی اسی طرح لکھتے رہیں باقی ابھی نہیں پڑھیں امید

۔ہے سب ہی پسند آئیں گی خوفناک کے تمام سٹاف کو میری طرف سے سلام ہو والسلام۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مصباح کریم میواتی ۔ پتوکی ۔

اسلام علیکم جولائی کا شمارہ ملا بہت ہی لیٹ ملا بیس جولائی کو ملا پہلے میں بو لے والا سے لیتا تھا کیوں کہ میں وہاں رہتا تھا اب چھٹیاں گزار نے پتوکی اپنے گاؤں آیا ہوا ہوں اس وجہ سے کافی ذلیل کیا ہے جولائی کے شمارے نے کیا پتوکی والو آپ بھی ایسے ہی ذلیل ہوتے ہو جولائی کے شمارے میں میری سٹوری شائع کرنے پر شکریہ میں ان لوگوں کو خیر مبارک کہتا ہوں جنہوں نے مجھے سٹوری شائع ہونے پر مبارک باد دی اور سٹوری پسند کیا میں بھائی خالد شاہان ۔ بھائی اسد شہزاد ۔ محمد آفتاب میرے سویٹ سے دوست نادر شاہ تصور عباس جھنگ محمد کاشف قبولہ شریف ملک علی ۔ محمد سلمان ۔ محمد نعمان پنڈی محمد طالب حسین میواتی ۔ مصباح کریم میواتی ۔ محمد نوید میواتی سویٹ آپی نادیہ ۔ آپی عاصمہ مرتضی زوبیہ کشمیر ۔ ثنا لاہور ۔ رخندہ جبیں بہاولپور ۔ شازیہ پتوکی ۔ اقراء اینڈ راشدہ بورے والا لیاقت عباس پتوکی ساجد اقبال پتوکی ۔ مصبا پتوکی ۔ فلک زاہد لاہور ۔ وغیرہ اور سوری بہن بھائیوں میں جن کے میں نام نہیں لکھ سکا پلیز نو مائنڈز ۔ جولائی کے شمارے میں بھید بھائی خالد شاہان ہنی مون کاشف نے بہت اچھا لکھا ہے قاتل دھاگہ آپی رابعہ ارشد آپ کو میری طرف سے بہت بہت مبارک ہو باقی سٹوریاں ابھی پڑھی نہیں ہیں تو تبصرہ کیا میری طرف سے تمام اور قارئین کو گزری عید مبارک ہو والسلام علیکم۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔محمد ندیم عباس میواتی پتوکی ۔

جون کا ڈائجسٹ میں نے چھوٹا گیٹ کراچی سے خرید اتقریبا دو سال کے عرصے کے بعد میں نے خوفناک خریدا وجہ یہ تھی کہ شہزادہ انکل کے انتقال کے بعد چار ماہ خوفناک نہیں ملا تھا گھوٹکی کے چکر لگا لگا کر تھک گیا تھا پھر میں نے لکھنا چھوڑ دیا تھا خیر آتے ہیں کہانیوں کی طرف اس میں اسلامی صفحہ بہتر تھا تلاش عشق اچھی ہے ریاض صاحب اپنی جگہ پر ٹھیک ہیں مگر اقرا بہن پتہ نہیں کہاں چلی گئی ہیں دوسری کہانی سجاد حسین کی فرمابردار جن اچھی لگی باقی تو بچوں جیسی کہانیاں تھیں اور میری واپسی بھی آپی کشور کرن کا خط ہے ورنہ ریاض بھائی سے تو میں ناراض تھا محبت خان آفریدی کی غزل اچھی لگی بس سب سے گزارش ہے کہ اچھی کہانیاں لکھا کریں خوفناک زیادہ ترقی کرے اقراء بہن ناراض ہیں تو پلیز واپس آجائیں آپ کی مہربانی ہوگی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بہادر عار بانی بلوچ گھوٹکی

اسلام علیکم شہزادہ بھائی صدا خوش رہو آباد رہو آمین ۔ بھائی جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ چند مہینے پہلے میں خوفناک میں لکھا کرتا تھا مگر ایک حادثے کی وجہ سے میں نے لکھنا چھوڑ دیا تھا اب میں پھر سے لکھنے آیا ہوں کہ پہلے کی طرح لکھ کر خوفناک کے قارئین تک معیاری کہانیاں پہنچاؤں ایک کہانی شروع کی ہوئی ہے پری جو بہت جلد خوفناک کی زینت بنے گی اور مجھے یقین ہے کہ خوفناک کے قارئین کو بہت پسند آئے گی شکریہ۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لقمان حسن سی آر بی سی چوک بینظیر کالونی

اسلام علیکم امید ہے رمضان اچھا ہی گزرا ہوگا اور سب نے خوب عید کی خوشی کو انجوائے کیا ہوگا جولائی کا شمارہ تھوڑا لیٹ ملا سرورق جاذب نظر رہا اس بار تمام کہانیاں عمدہ تھیں بعض لوگوں کو شاید یہ لفظ عجیب سا لگے گا کہ میں ایک تنقید نگار رائٹر ہو کر لفظ عمدہ کیسے یوز کر رہا ہوں تو اس کی ایک خاص وجہ ہے اور وہ یہ کہ اس بار میرا کسی سے لڑنے کا کوئی ارادہ نہیں لیکن اس شمارے میں کچھ کہانیاں ایسی تھیں جن پر تنقید کرنا میرا حق تھا جیسے کہ رابعہ ارشد کی قاتل دھاگہ جیسے بی کلاس سٹوری لیکن پھر میں اسے ایک بار پھر محفل میں کچھ اور لے آیا ہوں میرا مقصد ان تمام

لوگوں سے صلح کرنا ہے جو لوگوں سے یہ کہتے ہیں کہ ہم نے تو وارث آصف کی تنقید سے تنگ آ کر چھوڑ دیا ہے لیکن میں ان کو یہ بات ظاہر کرا دینا چاہتا ہوں کہ میں نے ان پر تنقید اس لیے کی تھی کہ ان کی سٹوریز میں مہارت اور دلچسپی پیدا ہو یہ بات بھی میں نے کئی لوگوں سے سنی کہ میں جس سٹوری پر بھی تنقید کرتا ہوں لوگ اس سٹوری کو دوبارہ پڑھتے ہیں میں آج خوفناک کی ترقی کیلیے ہر حد سے گزرنے کو تیار ہوں آج میرا مقصد صرف اتنا ہے کہ میں کسی بھی طرح ان رائٹرز کو واپس لے آؤں جو کبھی خوفناک کا حصہ تھے میں سب سے پہلے اپنی پسندیدہ رائٹر کا نام لوں گا جن کی وجہ سے میں خوفناک پڑھتا تھا اور لکھنے بھی لگا تھا جی ہاں میری پسندیدہ رائٹر کا نام ہے یاسمین سلیم قادری فرام کراچی جن کی کہانی سنگ تراش میں نے سب سے پہلے پڑھی اور وہ میری فیورٹ بن گئی وہ میری پسندیدہ رائٹرز میں پہلے نمبر پر فائز ہیں میں نے ہمیشہ انہی کے انداز کو کاپی کیا میری ان سے پرزور اپیل ہے کہ وہ اپنے اس فین کی رائے اور درخواست پر عمل کرتے ہوئے خوفناک میں دوبارہ لکھیں ہمیں آپ کی تحریر کی سخت ضرورت ہے عمران رشید صاحب مانا کہ آپ میں اور مجھ میں کافی تلخیاں رہیں لیکن اگر آپ میری وجہ سے چھوڑ گئے ہیں تو میں آپ سے درخواست کرتا ہوں پلیز دوبارہ لکھیں میں پوری سپوٹ دوں گا آپکو اور میں اپنی گزشتہ تمام غلطیوں پر صرف اس وجہ سے کہ آپ دوبارہ لکھیں معذرت بھی کرنے کو تیار ہوں میرے بہترین دوست احسان خان سحر فرام میانوالی میں آپ کو اپنا دوست ہونے کے ناطے حکم دے رہا ہوں کہ اگلے دو ماہ بعد آپ کی تحریر مجھے خوفناک میں پڑھنے کو ملنی چاہیئے زاہد اللہ فرام تجوڑی دوڑ فیل آپ بھی پلیز واپس آ جائیں اور پہلوان جن جیسی سٹوری لکھیں بلال احمد دل جلے اور شبنم گل ہماری آنکھیں آپ کی تحریر دیکھنے کو ترس گئی ہیں کب لکھیں گے آپ یٰسین احمد میں آپکو انیلا غزل تسلیم کرنے کو تیار ہوں پلیز جوائن ان خوفناک۔ محمد باٹا راہی اور صائمہ تبسم میری آپ سے بھی گزارش ہے کہ آپ بھی ہماری محفل کو روشنی بخشیں عفیفہ اندلیب اور انیلہ شہزادی اگر آپ دونوں میری یہ تحریر پڑھیں تو پلیز ہماری یہ نگری آپ دونوں کے بغیر سونی ہے آپ دونوں خوفناک کی اس نگری کو اپنی تحریروں سے روشن کریں صفدر محمود عباسی۔ اسد علی ظفر۔ رمضان قمر۔ امیر عاصم صاحب۔ آپ لوگ کہاں گم ہیں ہم آپ کو بڑا یاد کرتے ہیں منیر سحری صاحب لگتا ہے آپ افطاری کے چکر میں پڑ گئے ہیں خوفناک میں آ جائیں آپ کی مرضی کی افطاری کرا دیں گے قسم سے۔ راجہ کامران حیدر۔ عمران نواز گورچھ۔ محمد فاروق۔ انعام علی فرام جنڈ۔ اور ایس امتیاز احمد صاحب لگتا ہے آپ ٹی اینڈ ٹی کالونی کے ابھی تک چکر کاٹ رہے ہیں ایک اور چکر رسالے میں بھی لگا لیں نوازش ہوگی رائیس برادران ہم سے دوستی کے بھی وعدے کرتے ہو اور تحریر بھی لکھنا چھوڑ دیا یہ زیادتی ہے جلد واپس آئیں سجاد حسن جھولے والا آپ کہاں گم ہیں واپس آ جائیں لقمان حسن صاحب آپ کہیں دیوی کے چکر میں دیوتا تو نہیں بن گئے پلیز واپس آ جائیں فرید علی نہی صاحب آپ تو میرے اچھے دوست تھے یار آپ بھی گم ہو جاؤ گے مجھے یہ امید نہ تھی کہیں آپ بھی شاہ رخ تو نہیں بن گئے جو مزاج نہیں مل رہا واپس آ جائیں اور ہاں ساتھ میں سراج اللہ خٹک کو بھی لیتے آئیں اس کے بعد سب سے اہم نام جن کی ناک میں میں نے دم کر رکھا تھا جی ہاں رابی خان فرام پشاور اور عبداللہ حسن چشتی میرے خیالوں میں جس ڈائجسٹ نے ہمیں اتنی شہرت دی ہے اسے آج ہماری ضرورت ہے ہمیں تمام اختلافات بھلا کر اس کی ترقی کے لیے مل جل کر کام کرنا ہوگا تو کیا آپ اس کام میں میرا ساتھ دیں گے اگر سر عام معذرت کرنے والی شرط ہے تو میں تیار ہوں شعیب شیرازی جوہر آباد۔ ماریہ تبسم رائے حسین ولی۔ بہادر عار بانی سید عارف شاہ آپ لوگوں سے اپیل ہے کہ آپ واپس آ جائیں دیکھتے ہیں میری گزارش کا کیا ردعمل ہوتا ہے خدا حافظ۔۔۔۔۔۔۔ محمد وارث آصف وان بھچراں

ہزار کوششیں بسیار پر بھی اے واجد
جو سو چکے ہیں میں ان کو جگا سکا نہ کبھی
پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی۔ملیر کالونی کراچی

اداس نظر

ویراں خیال، قلب پریشاں، نظر اداس
پھیلی ہوئی ہے گماں تک فضائے یاس
گم کردہ راہ شوق ہوں صحرائے وقت میں
منزل اس کی کوئی توقع نہ کوئی آس
اب ان کی انجمن میں ہے پاس وفا کسے
ایک ایک کرکے اٹھ گئے جتنے تھے حق شناس
جب بات ہے ہمیں بھی ملے منزل مراد
پیغام سر خوشی ہی سہی انتہائے یاس
رہنے دے میرے غم کا بھر میری چشم تر
بے سود عرض حال ہے بیکار گزر گئے
آجائے جن کو آب و ہوائے الم بھی راس
واجد سخن کی قدر تو کیا رہ گئی ہے آج
مفقود شعر گوئی دل کی فقط بھڑاس
پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی۔ملیر کالونی کراچی

اپنوں کے ظلم

میرے دشمنوں نے جو بھی وار کئے یار بن کر
اپنوں نے جوبھی ظلم کئے پیار بن کر
وہ بھی بے وفا نکلا زمانے کی طرح
میرے دوستوں نے جو دکھ دیئے دلدار بن کر
میری بے بسی کا مذاق اڑایا ہر کسی نے
مجھے اپنوں نے جو زہر دیا اعتبار بن کر
بے سود پھرتا ہوں میں پاگلوں کی طرح
مجھے کسی نے بھی نہ دل سے لگایا خدا سے ڈرکر
تیرے دکھوں نے مجھ کو مار ڈالا جانے جگر
یہاں کوئی ملا مجھے بے وفا بن کر
ایک سانسو کی ڈوری ہے یہ بھی ٹوٹ جائیگی
عزیز کوئی بھی نا آئے گا تیرا پیار بن کر
عزیز احمد بھٹی۔ٹمپل روڈ لاہور

میری چاہت

میری چاہتوں کو یوں بھلا نہ سکو گے
یہ درد دل تم یوں سنا نہ سکو گے
کر دیں گے عشق میں ہم تیرا ایسا حال
کہ میری بربادی کا جشن تم منا نہ سکو گے
ہوتے ہو خوش دیکھ کر میرا جو حال
کہ حال دل تم کبھی سنا نہ سکو گے
کہ دامن کو تیرے ہم پکڑیں ایسے
کہ چاہ کر بھی تم یوں چھڑا نہ سکو گے
کہ چھین لی ہیں مجھ سے میری کیوں خوشیاں
کہ تم بھی اے ظالم اب مسکرا نہ سکو گے
اگر ٹوٹ جائے کبھی انجانے سے دل بھی
کہ دل سے تم دل کو ملا نہ سکو گے
روٹھ گیا اگر یونہی خود سے عزیز
کہ عمر بھر اسے پھر تم منا نہ سکو گے
عزیز احمد بھٹی۔ٹمپل روڈ لاہور

اس کا چہرہ

وہ چپ رہے بھی تو مجھ کو سنائی دیتا ہے
ہر چہرہ اس کا چہرہ دکھائی دیتا ہے
کسی بھی چیز کی دل میں طلب نہیں باقی
مجھے بھی رونق دینا پسند ہے لیکن
تیرا خیال مجھے کب رہائی دیتا ہے
وہ ایک پل بھی مجھے چھوڑتا نہیں تنہا
کبھی دکھائی کبھی وہ سنائی دیتا ہے
یہ رات کیسے ڈرائے گی مجھ کو عزیز
غم فراق مجھے روشنائی دیتا ہے
فیروزہ بھٹی۔ٹمپل روڈ لاہور

اجنبی شہر

اجنبی شہر کے اجنبی راستے ہیں یہ
میری تنہائی پر مسکراتے رہے وہ
میں بہت دیر تک یوں ہی چلتا رہا
تم بہت دیر تک یاد آتے رہے
دل لگی دل کی لگی بن کے مٹا دیتی ہے
روگ دشمن کو بھی نہ یارب لگانا دل کا
وہ بھی اپنے نہ ہوئے دل بھی گیا ہاتھوں سے